

قادیانیت کی حقیقت

(سلسلہ رسائل رفقادیانیت)

تالیف

محمدت علامہ شیخ محمد ابوالقاسم سیف بن محمد سعید ناری
(وفات: ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۹ء)

تحقیق و تفسیر

عبدالاحد احسن جمیل آل عبدالرحمن

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

قادیانیت کی حقیقت

(سلسلہ رسائل رقا دیانیت)

تالیف

محدث علامہ شیخ محمد ابوالقاسم سیف بن محمد سعید نزاری

(وفات: ۱۳۶۹ھ و ۱۹۴۹ء)

تحقیق و تہذیب

عبداللہ احسن جمیل آل عبدالرحمن

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب :	قادیانیت کی حقیقت (سلسلہ رسائل روزہ قادیانیت)
تالیف :	محدث علامہ شیخ محمد ابوالقاسم سیف بن محمد سعید بناری
تحقیق و تعلق :	عبد الاحد احسن جمیل آل عبدالرحمن
طباعت :	A1 رگر فکس اسٹوڈیو: +91-9819189965
طبع اول :	مئی ۲۰۱۹ء = رمضان ۱۴۴۰ھ
ناشر :	صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی
صفحات :	(۴۸۸)

ملنے کے پتے

- دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی: ۱۳-۱۵، ہونا والا کمپاؤنڈ، مقابل بیسٹ بس ڈپو، ایل بی ایس مارگ، کرا (دیسٹ) ممبئی۔ ۰۲۰ ٹیلیفون: 022-26520077
ویب سائٹ: www.ahlehaddeesmumbai.org
- دفتر ضلعی جمعیت اہل حدیث، بنارس
- دفتر اتحاد ابناء السلفیہ، بنارس
- جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ، بمبئی نوڈی: فون: 226526 / 225071
- مرکز الدعوة الاسلامیہ و الخیریہ، بیت السلام کمپلیکس، نزد المدینہ اسکول، مہاڈاناکر، بھیدیہ، ضلع رتناگری۔ فون نمبر: 02356-264455، 415709



فہرست موضوعات



بسم اللہ الرحمن الرحیم

3	فہرست موضوعات
21	عرض ناشر
25	پیش لفظ
31	مقدمہ
43	تقدیم
49	مقدمۃ المحقق
50	غلام احمد قادیانی
55	ان رسائل کی اہمیت
55	منصوبہ اور طریقہ کار
59	کلمات تشکر
61	علامہ سیف بناری حیات و خدمات
62	علامہ رحمہ اللہ کے والد گرامی
62	نام و نسب اور کنیت
63	ولادت باسعادت
64	خاندان
66	سن رشد، تعلیم و تربیت اور اساتذہ
69	درس و تدریس

70	فضائل و شائستگی
70	وسعت علم
71	فریضہ حج
73	دینی حیثیت و غیرت
76	تبلیغی مشن
78	آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس
78	اہل حدیث لیگ
79	جمعیت علماء ہند
80	میدان مناظرہ
81	صحافت و مضمون نگاری
82	مکتبہ سعیدیہ (یا) کتب خانہ سعیدیہ
82	تلامذہ
83	تصانیف
99	شادی و اولاد
100	سلسلہ علالت اور عمر کا آخری حصہ
102	کیفیت مرض اور سفر آخرت
104	تجہیز و تکفین
107	تمہیدی مقالات
108	بنارس میں قادیانی تحریک

- 110 جماعت احمدیہ کے اصول
- 113 اصل کتاب
- 115 مرزا غلام احمد قادیانی کے بعض دعاوی اور الہامات
- 116 عقیدہ ختم نبوت اور عقیدہ رفع یحییٰ علیہ السلام کی اہمیت
- 118 وقتی فوجِ دجال کے وارثین (نبوت کے دعوے داروں) کا ظہور
- 118 فقہ قادیانیت شہر بنارس کے لئے جدید فقہ
- 118 مرزا قادیانی کے بعض دعاوی
- 124 مرزا قادیانی کی بعض پیش گوئیاں اور ان کی حقیقت
- 124 پہلی پیش گوئی
- 127 دوسری پیش گوئی
- 128 تیسری پیش گوئی
- 129 چوتھی پیش گوئی
- 130 پانچویں پیش گوئی
- 130 چھٹی پیش گوئی
- ٹرینکٹ (۲)
- 133 اظہارِ حقیقت
- 134 بانی فرقہ قادیانیہ
- 137 ضروری مسئلے
- 137 مسائل مذکورہ کی حقیقت

- 144 _____ بحی علیہ السلام کا حج
- 148 _____ مختصر فہرست دلائل حیات بحی علیہ السلام
- 153 _____ مولانا ثناء اللہ صاحب کے ساتھ مرزا کا آخری فیصلہ
- _____ مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ کا اشتہار محض برائے دعا تھا
- 153 _____ مہابہ نہیں، اور مرزا کی یہ دعا قبول بھی ہوگی
- 155 _____ مرزا غلام احمد کا اعتراف نزول مسیح اور مسئلہ ختم نبوت
- 156 _____ پرستاران پیر کا دیان کی چالیں
- 162 _____ مرزا قادیانی کا عارضہ سلسل بول اور مراق
- 167 _____ ختم نبوت
- 182 _____ مرزا قادیانی کا کفر والحاد
- _____ ثناء رحمانی بر قضاء قادیانی (یا) قضاء ربانی بر دعائے قادیانی
- 185 _____ یعنی الہی فیصلہ
- _____ قادیانی کی مولانا ثناء اللہ امرتسری کے خلاف زہر افشانی کا
- 186 _____ سبب ان کے مؤاخذات
- 187 _____ قادیانی خود اپنے منہ جھوٹا
- _____ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اپنے عمل سے قادیانی کو جھوٹا
- 188 _____ ثابت کر دیا
- 188 _____ قادیانی کا مولانا ثناء اللہ کے قادیان پہنچنے کا اقرار
- 189 _____ مولانا ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

- 192 اشتہار مذکور پر انعامی مباحثہ
- 193 قابل غور
- 194 لاہوری ٹریکٹ
- 194 مرزا کی دعا محض بطور فیصلہ طلبی تھی نہ کہ مبالغہ
- 195 اعذار خمسہ
- 195 عذر اول
- 195 عذر اول کا جواب اول
- 195 عذر اول کا جواب دوم
- 196 عذر اول کا جواب سوم
- 197 ازالہ شبہ
- 197 دوسرا عذر
- 197 عذر دوم کا جواب اول
- 198 عذر دوم کا جواب دوم
- 198 عذر دوم کا جواب سوم
- 199 عذر دوم کا جواب چہارم
- 199 دفع دخل
- 200 عذر دوم کا جواب پنجم
- 200 تیسرا عذر
- 201 عذر سوم کا جواب اول

- 201 _____ عذر سوم کا جواب دوم
- 201 _____ عذر سوم کا جواب سوم
- 201 _____ ازالہ شبہ
- 202 _____ عذر سوم کا جواب چہارم
- 202 _____ عذر سوم کا جواب پنجم
- 203 _____ چوتھا عذر
- 203 _____ عذر چہارم کا جواب اول
- 203 _____ عذر چہارم کا جواب دوم
- 204 _____ عذر چہارم کا جواب سوم
- 205 _____ عذر چہارم کا جواب چہارم
- 205 _____ عذر چہارم کا جواب پنجم
- 205 _____ عذر چہارم کا جواب ششم
- 206 _____ پانچواں عذر
- 206 _____ عذر پنجم کا جواب

ٹریکٹ (۵)

- 209 _____ قادیانی کے بعض جوابات پر ایک نظر
- 211 _____ جواب سوال اول
- 211 _____ جواب سوال دوم
- 211 _____ جواب سوال سوم

- 212 مسلمانوں کا عقیدہ صدر اول سے لے کر آج تک
- 213 وہ حدیث جن میں خاتم النبیین کے معنی ذکر ہوئے ہیں
- 218 علماء امت کا عقیدہ نبوت پر اجماع
- ”مؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا اثر“ ”لا نبی بعدہ“ اور اس کی
- 225 حقیقت
- 229 حدیث ”لوعاش ابراہیم لکان صدیقاً نبی“ کی حقیقت
- 232 اوسیا، اللہ و رحماء امت پر قادیانی کے شرمناک بہتان
- قادیانی کی شرمناک حرکت ”قرآنی آیات میں تحریف“
- 236 اور اس کی چند مثالیں
- ٹریکٹ (۶)
- 241 جواب دعوت
- 242 ناشر ”دعوت الی الحق“ کی ناکام کوشش
- احادیث رسول کے ساتھ تمسخر، استہزاء، قادیانی اور قادیانیوں
- 242 کی عداوت اور پہچان
- 244 لفظ ”توفی“ اور اس کے معانی
- 247 لفظ ”رفع“ اور اس کے معانی
- 252 نبی ﷺ کا زیر زمین مدفون ہونا کہاں عزت ہے
- 253 لفظ ”نزول“ اور اس کے معانی
- 260 سچے مسیح علیہ السلام اور جھوٹے قادیانی میں فرق

- 263 احادیث صحیحہ سے قادیانی کے جھوٹ کا ثبوت
- 265 ”یخت ہارون“ کی صحیح تفسیر ”صحیح مسلم“ کی حدیث سے
- 266 ”انکن صواحب یوسف“ کی تشریح
- 267 ابو کبشہؓ کے رضاعی والد
- 268 پوری نہایت کو یہودی ہونے کے قادیانی دعویٰ کا رد
- 270 حدیث ”نیرس“ کا مخاطب کون؟
- 271 ”یکسر الصیب“ کے معنی کی وضاحت
- 273 ”یقتل ظریز“ کے معنی کی وضاحت
- 276 ”قبل موت“ میں ”و“ ضمیر کے مرجع کی تعیین اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قرأت ”قبل موتہم“ کی حقیقت
- 279 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر اتہام
- 279 کیا حیات مسیح کا عقیدہ نصرانی ہے؟
- مسلم نوں پر عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرح ”حی و قیوم“ ماننے کا اتہام
- 280 ٹریکٹ (۷)
- 283 معیار نبوت
- 285 بعثت انبیاء و رسل پر ان کی قوموں کے اعتراضات
- 290 معیار نبوت
- 291 معیار نبوت کیا ہے؟

- 292 حضرت یونس علیہ السلام کا وعدہ
- 293 سچے نبیوں کی پیش گوئیاں ہمیشہ پوری ہوتی ہیں
- 293 نبی کریم ﷺ کی پیش گوئیوں کے چند نمونے
- 297 مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں اور ان کے انجام کا چند نمونہ
- ٹریکٹ (۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱)
- 301 نور احمد بھوبے ظہور مام (۲۳ و ۲۴ و ۲۵)
- 302 مرزا قادیانی کے مریدوں کی گستاخ طرازیوں کا تازہ نمونہ
- 305 دقائے عہد
- 306 شکوہ ہے جا
- 306 اختلاف بیانی
- 306 تفسیر سے متعلق
- 307 احادیث سے متعلق
- 308 بزرگان سلف پر اتہام
- 309 صحابہ کرام
- 311 ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا عقیدہ ختم نبوت
- 314 حسن رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ختم نبوت
- 315 ابن عباس رضی اللہ عنہما کا عقیدہ ختم نبوت
- 316 امام مالک رحمہ اللہ کا عقیدہ ختم نبوت
- 316 امام بخاری رحمہ اللہ کا عقیدہ ختم نبوت

- 317 امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا عقیدہ ختم نبوت
- 317 امام شافعی رحمہ اللہ کا عقیدہ ختم نبوت
- 318 امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا عقیدہ ختم نبوت
- 318 ابو عبد اللہ مالکی رحمہ اللہ کا عقیدہ ختم نبوت
- 319 امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا عقیدہ ختم نبوت
- 319 امام ابن قیم رحمہ اللہ کا عقیدہ ختم نبوت
- 321 امام ابن حزم رحمہ اللہ کا عقیدہ ختم نبوت
- 322 ابن عربی کا عقیدہ ختم نبوت
- 322 جہانگیر معترلی کا عقیدہ ختم نبوت
- 323 شامی حنفی کا عقیدہ ختم نبوت
- 323 ملا علی قاری کا عقیدہ ختم نبوت
- 324 خواجہ محمد پارسا کا عقیدہ ختم نبوت
- 324 داتا گنج بخش کا عقیدہ ختم نبوت
- 325 حافظ محمد صاحب کا عقیدہ ختم نبوت
- 325 علمی مرحوم کا عقیدہ ختم نبوت
- 326 وغیرہ کی حقیقت
- 326 مجدد الف ثانی کا عقیدہ ختم نبوت
- 326 پیر ابن ہریرہ کا عقیدہ ختم نبوت
- 326 خواجہ اجیری کا عقیدہ ختم نبوت

- 326 شیخ صابری کا عقیدہ ختم نبوت
- 327 معروف کرنی کا عقیدہ ختم نبوت
- 327 شیخ عطار کا عقیدہ ختم نبوت
- 327 مولانا روم کا عقیدہ ختم نبوت
- 327 شاہ ولی اللہ کا عقیدہ ختم نبوت
- 327 شاہ رفیع الدین کا عقیدہ ختم نبوت
- 328 شاہ عبد القدیر کا عقیدہ ختم نبوت
- 328 آغاز جواب
- 328 مجاہد کی صولی بات پر ایسا نظر
- 328 پہلا مقالہ
- 329 دوسرا مقالہ
- 329 تیسرا مقالہ
- 330 چوتھا مقالہ
- 330 پانچواں مقالہ
- 331 مجاہد کے جوابات کی حقیقت
- 331 بحثیات
- 331 جواب دہیل نمبر (۱)
- 332 حطب کے معنی
- 333 رفع کے معنی

334	جوب دیل نمبر (۲)
340	جوب دیل نمبر (۳)
343	جوب دیل نمبر (۴)
346	جوب دیل نمبر (۵)
350	تاریخی امور میں قیاس
351	نصف قوم و نصف یہ
351	نتیجہ
352	مجاہد کا میدان سے فرار
352	بحث احادیث
352	جوب دیل نمبر (۶)
355	جوب دیل نمبر (۷)
358	مصری نسخہ میں تحریف
359	محدثین کا طرز عمل
362	حدیث بیہقی
364	”من السماء“ کا غلط اظہار کتب حدیث میں
366	جوب دیل نمبر (۸)
370	جوب دیل نمبر (۹)
372	حدیث ”عیسیٰ مہیت“ کے راوی کا نام
372	کتب تفاسیر

- 375 جواب دلیل نمبر (۱۰)
- 377 مرزا صاحب کا حدیث مذکور کو ماننا
- 385 جواب دلیل نمبر (۱۱)
- 387 تو ہیں انبیاء کرام
- 388 معذرت
- 390 قادیانی ٹریکٹ (۳) کی حقیقت
- 392 قادیانی ٹریکٹ (۴) کی حقیقت اور اس کا جواب
- 394 "ہمارے شاہ کہاں گیا"
- 396 مدت پورہ کا شہر
- 397 مجاہد کے اشتہار کا جواب
- 397 مجاہد کے جھوٹ کی فہرست
- 400 مدت پورہ کے اشتہار کا جواب
- 403 تین باتوں پر نظر
- 403 مجاہد کی تثلیث
- 404 احادیث و قات بھیسی کا حال
- 404 پہلی روایت
- 407 دوسری روایت
- 408 تیسری روایت
- 409 چوتھی روایت

- 410 حضرت عیسیٰ کے رنگ و حلیہ کے اختلاف کی حدیثیں
- 411 پانچویں روایت
- 412 چھٹی روایت
- 414 قادیانی وودرتی ٹریکٹ نمبر (۵) کا جواب اور اس کی حقیقت
- 416 گھر کے گواہ
- 418 اصل حقیقت
- ٹریکٹ (۱۲)
- 421 دفعہ اوہام از ظہور امام
- ظہور امام میں بارہ آیتوں کے ذریعہ عیسیٰ علیہ السلام کے وفات
- 422 کی ناکام کوشش
- پہلی آیت ”وکان فی الارض مستقر و متاعاً ان یمن“ سے استدلال
- 425 اور اس کا جواب
- دوسری آیت ”فیہا تجعون و فیہا تموتون و منہا تخرجون“ سے
- 427 استدلال اور اس کا جواب
- تیسری آیت ”وکان فی الارض مستقر و متاعاً ان یمن“ سے استدلال
- 428 اور اس کا جواب
- ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام لے کر مسلمانوں کو دھوکہ
- 432 دینے کی ناکام کوشش
- ضمنی آیت

- 433 ۱۔ "انھم متینون" سے استدلال اور اس کا جواب
- ۲۔ "وما یصلنا لبشر من قبلک الخلد" سے استدلال
- 433 اور اس کا جواب
- ۳۔ "وہا کرسلنا قبک من المرسلین الا انھم یا کلون الطع من الخ" سے استدلال اور اس کا جواب
- 434 سے استدلال اور اس کا جواب
- 435 ۴۔ "ما یسیئ الامن الی رسول" الخ سے استدلال اور اس کا جواب
- چوتھی آیت "والذین یدعون من دون اللہ" سے استدلال
- 435 اور اس کا جواب
- پانچویں آیت "وقال شرکاءہم ما یستمرایہ تا عبدون" سے
- 438 استدلال اور اس کا جواب
- 440 چھٹی آیت "اور ترقی فی السماء" سے استدلال اور اس کا جواب
- ساتویں اور آٹھویں آیت "یا عیسیٰ ابنی متوفیک" الخ، فقہ توفیقی
- 442 سے استدلال اور اس کا جواب
- 446 خاتمہ
- 447 باریقہ السیف
- 448 قسط دس اعقاب
- 451 قسط دوم موت جاہلیت
- 454 قسط سوم لیونین یہ قبل موت
- 457 قسط چہارم انقطاع نبوت

- 462 قسط پنجم حیات عیسیٰ
- 465 قسط ششم ریش و بروٹ
- 471 قسط ہفتم "انبی بعدی"
- 473 "قبائلی حدیث بعد اللہ و آیات و منون" کی صحیح تفسیر
- 480 قسط ہشتم امکان نبوت کی تردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

محمد بن عبد رب العزیز والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد حاتم
 سبیلہ، وعلیٰ ہ وصحبہ کجمعین، ومن تبعہم بإحسان ہی یوم مدین، أما بعد
 نبی ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اس کے سب کسی نبی اور
 شریعت کا تصور باقی نہیں۔ جس اسلام عظیم و معصوم اور فطری دین کا سلسلہ آدم علیہ سلام سے
 شروع ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے حجۃ الوداع میں اس کے مکمل ہونے کا اعلان فرمایا ﴿الْیَوْمَ أَكْمَلْتُ
 لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِیْنًا﴾ (امائدہ ۳)،
 اب نہ تکمیل دین کا کام باقی رہا نہ کسی نبی و شریعت کی ضرورت باقی ہے۔ ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ
 أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّحَالِكُمْ وَلَكِنْ رُّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ﴾ (احزاب ۴۰) دین
 اسلام مکمل ہے اور محمد ﷺ قیامت تک کے لئے آخری نبی ہیں، اس کا مدح ہو جانے کے
 بعد ساری انسانیت آپ کی امت میں داخل ہو گئی، اب امت کے کسی فرد بشر کے لئے خواہ
 اس کا خلق کسی بھی قدیم و جدید مذہب سے ہو اگر اس کو آپ ﷺ کی رسالت پہنچ گئی تو اس کے
 لئے نبوت محمدی پر ایمان و تصدیق کے سوا کوئی چارہ نہیں، اگر وہ آپ ﷺ پر ایمان نہ لے بغیر
 مر گیا تو اس کی نجات نہیں ہو سکتی، نبی آخر الزماں ﷺ کا فرمان ہے ”وَسَدِیْ سَعْدِی
 مُحَمَّدٌ بَعْدِی، لَا یَسْمَعُ بَعْدِیْ أَحَدٌ مِّنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ یُہْدِی، وَلَا یَضِلُّ، ثُمَّ یَعُوذُ
 وَلَمْ یُؤْمَرْ بِدِیْیْ رَسُوْلَتِیْ، لَا کَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ“ (مسلم)۔

اسلام مکمل ہو گیا، محمد ﷺ نبوت کی غارت میں آخری اینٹ ہیں، آپ کے بعد

کوئی نبی نہیں آئے گا، اب انبیاء کی نیابت علماء کریں گے ”ان العلماء ورثہ الانبیاء“ ہر طرح کے فتنوں سے امت کی حفاظت اللہ کے فضل سے علماء کے واسطوں سے ہوگی، تکمیل دین کی سچی تسلیم کرنے کے باوجود امت کا ایک طبقہ عقیدہ و عمل میں بدعات کے فتنوں میں مبتلا ہوا اس طرح ختم نبوت کا عقیدہ رکھنے کے باوجود تاویلات و شبہات کا شکار ہو کر مسلمانوں کا ایک طبقہ جھوٹے مدعیان نبوت کے جال میں پھنس گیا، ”ولا یرالوں مخلصین“ لہذا اس رحمہ رب تک (ص ۱۱۸-۱۱۹) کا نکتہ کتاب و سنت میں بصراحت امت میں فرقوں کی کثرت اور ان کی تباہ کاریوں سے خبردار کیا گیا ہے اور اس بات سے بھی آگاہ کیا گیا ہے کہ ایک بڑی تعداد میں نبوت کے جھوٹے مدعویدار پیدا ہوں گے، امت میں دو رمی ہے سے لے کر اب تک حسب پیشین گوئی کثرت سے نبوت کے جھوٹے مدعویدار ہوئے اس سلسلہ کی ایک ناپاک کڑی ۱۹۱۰ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کا اعوائے نبوت بھی ہے، اس نے اپنے کو نبی اور اپنے قلعین کو ایک مستقل امت قرار دیا، لیکن جس طرح دو سلف میں نبوت کے جھوٹے مدعویداروں کو صی ہنے انہیں ”خری انجام تک پہنچا یا اسی طرح ان کے نچ پر چنے والے علماء نے ہر دور کے کذابوں اور دجالوں کا مقابلہ کیا، دور حاضر کے اس جھوٹے نبی مرزا قادیانی اور فرقہ قادیانیت کے فتنے کو بھی انہوں نے طشت از با م کیا اور بدائیل اس کے کذبات و موعومات باطلہ کی قلعی کھول دی۔

رد قادیانیت پر علامہ سیف بناری رحمہ اللہ سلسلہ وار مدلل رسائل شائع کرتے رہے آپ نے اس طرح بنارس میں قادیانیت کے جڑ پکڑتے فتنہ کو اٹھڑ پھینکا، فخر اہ اللہ عنا دین سزا مسلمین خیر، انہیں رسائل کا مجموعہ ”قادیانیت کی حقیقت“ کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے، یہ کوشش دراصل علامہ سیف بناری کی تصنیفات کو مظہر عام پر لانے کا ایک حصہ ہے

جس کے سئے عزیز فاضل شیخ عبدالرحمن حسن جمیل مدنی حفظہ اللہ پر عزم ہیں اور ان کی کئی کتابوں کو منظر عام پر لا کر یہ سلسلہ زریں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ غلامہ کے وہ رسائل جو رد قادیانیت پر مشتمل ہیں انہیں آپ نے جمع کیا، ان پر محققانہ ترتیب و تدوین و تحقیق کا قبل قدر کا مکیا، اللہ تعالیٰ عزیز مکرّم کو جزائے خیر اور علم و عمل میں برکت دے۔

بنارس میں اپنائے جامعہ سلفیہ بنارس کے اجلاس منعقدہ ۲۸-۲۹ نومبر ۲۰۱۸ء میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی اسی اجلاس میں استاد محترم شیخ حسن جمیل مدنی بناری حفظہ اللہ توہ نے رد قادیانیت پر علامہ سیف بناری کے رسائل شائع کرنے کا ذکر فرمایا، بلکہ آپ نے خواہش ظاہر کی کہ اگر آپ اسے صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی سے شائع کریں تو زیادہ مفید ہوگا، وہاں سے آپ لوگ مستقل اہم ترین کتابوں کو شائع کرتے رہتے ہیں سو نا محترم کی اس پیشکش کو جو ختم نبوت کے اثبات و اہتمام اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کا بڑا مشن ہے اس میں شرکت باعث سعادت مندی سمجھتے ہوئے ہمشورہ و مدد ران و احباب جماعت قبول کر لیں۔ اور مدد توں سے اس کی اشاعت کی توفیق طلب کی، و ما توفیقی لا اعلیٰ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ اس عظیم علمی و تاریخی دستاویز کی تصنیف، تحقیق و تالیف اور اشاعت کے تمام مرحلوں کی کوششوں کو قبول فرمائے۔

رد قادیانیت پر اس علمی دستاویز کے ساتھ ابتداً میں علامہ سیف بناری رحمہ اللہ کا ایک بیش قیمت معنوی ترجمہ بھی ہے، جسے محقق فاضل نے شامل کیا ہے۔ اور یہ بھی کافی اہم تھا کیوں کہ غلامہ کی شخصیت اور ان کی خدمات و کارناموں سے ہمیں موجودہ دور تقصیب و فتن میں آگاہ و ہنر زیادہ ضروری ہے۔

تازہ خوبی داشتن گرو انجمنائے ہندو گا ہے گا ہے باز خواں اس قصہ پارینہ

علامہ سیف بناری کا مقام جاننے کے لئے شیخ الاسلام علامہ ثناء اللہ مرثوی رحمہ اللہ کا ان پر یہ اعتماد ہی کافی ہے کہ جب بنارس کے عمائدین جماعت نے ان سے وہاں کے بہت سارے فتنوں کے بارے میں شکایت کی اور آنے کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا ”یوپی، بہار، بنگال اور بنارس میں اسلام اور مسلمیت کے خلاف، نھنے والے فتنوں کے دفع اور دندن ٹھکن جواب دینے کے لئے ابوالقاسم سیف بناری کافی ہیں۔“

علامہ سیف بناری رحمہ اللہ درحقیقت ہندوستانی مسلمان بالخصوص اہل بنارس کے لئے عوام ربانی کے مصداق تھے جو اگر اہل شہر و جد کو میسر نہ ہوں تو بقول ماہر شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایسی جگہ رہنا صحیح نہیں، فرماتے ہیں ”لا تسکس بند لا یکون عیہ عدہ یحییٰ عس دیست“ لہذا وہی ہمیں ہمیشہ ایسے ہی عوام ربانی سے سرفراز فرمائے اور ان سے وابستہ رہنے کی توفیق دے۔

ہمارے رب تو ان رسائل کے مصنف، محقق اور اس کی اشاعت پر تعاون کرنے والے اور تمام عوام و احباب کی کوششوں کو قبول فرما، قادیانیت اور دیگر فتنوں کی گمراہی سے بچنے کے لئے ہمیں اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور سب استطاعت ہر طرح کے فتنوں کے خلاف نبرد آزمائی کا حوصلہ و عزم دے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وبارک وسلم۔

اخوکم

عبدالسلام سفی

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

۲۲ مئی ۲۰۱۹ء

۲۸ شعبان ۱۴۴۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چشم لفظ

محمدہ و مصطفیٰ علی رسولہ الکریم، اما بعد:

اسلامی عقائد میں ایک اہم عقیدہ ختم نبوت کا ہے جو عقیدہ رسالت کے ساتھ لگا ہوا اور اسی کی طرح اہم ہے، یہ عقیدہ اس بات کی گواہی اور اعلان ہے کہ پیارے نبی جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے والے اللہ کے آخری نبی و رسول ہیں، آپ نبیوں کے سلسلہ کی آخری کڑی ہیں، اب آپ کے بعد کوئی نبی اس دنیا میں مبعوث نہیں کیا جائے گا، لہذا آپ کی لڑکی ہوئی شریعت بھی آخری شریعت ہے اور قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے یہ اللہ کا آخری دین ہے، متعدد حدیثوں میں خود نبی ﷺ نے اس کی وضاحت فرمائی ہے، اسی لئے تمام علماء سلف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں داخل ہے جس کا منکر دارہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے حدیثوں میں اس بات کی پیشین گوئی فرمائی ہے کہ مرے بعد متعدد نبوت کا دعویٰ کرنے والے ظاہر ہوں گے جو سب جھوٹے ہوں گے کیوں کہ میرے بعد کوئی نبی و رسول مبعوث نہیں کیا جائے گا، چنانچہ آپ کے انتقال کے بعد ہی کئی نبوت کے دعوے و ارجاں ہوئے جن سے صحابہ کرام کا جہاد معروف ہے، نیز بعد کے ادوار میں بھی یہ جھوٹا دعویٰ کرنے والے کھڑے ہوئے، لیکن ان میں سے کسی کا یہ دعویٰ اس طرح نیا دین بن کر نہیں پھیل جس طرح قادیان (جواب پاکستان میں ہے) میں پیدا ہونے والے جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کا بنایا ہوا دین پھیلا اور جو آج تک مسلمانوں کے درمیان ایک بہت بڑا فتنہ بنا ہوا ہے۔

جب وطن عزیز کھل طور پر انگیرزی سامراج کے ہاتھوں میں چلا گیا اور یہاں سے مسلمانوں کی حکومت ختم ہو گئی تو مستشرقین نے مسلمانوں کے دلوں سے اپنے دین و مرکز اتحاد کی محبت اور اس سے تعلق کو ختم کرنے کے لئے اسلام کی پاکیزہ تعلیمات پر مختلف قسم کے حصے کئے اور اپنے کارندوں کے ذریعہ اس بات کی بھرپور کوشش کی کہ ان تعلیمات میں اگر تبدیلی یا تحریف نہ بھی ہو سکے تو کم از کم ان کی معنویت و اہمیت کا خاتمہ ہو جائے، اور مسلمانوں کے لئے وہ مرکز اتحاد نہ بن سکے، یہی وجہ ہے کہ انگریزوں کے پروردہ ”مرزا احمد حمد قادیانی“ نے جب مجدد، پھر مہدی و مثل مسیح، پھر مسیح اور اس کے بعد مکمل نبی بلکہ تمام انبیاء سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا تو انگریزوں کی طرف سے اس کی بھرپور معاونت کی گئی، ورنہ ایک حقیقت ہے کہ اس جھوٹے نبی اور اس کی گمراہ کن، عوت کو قبول کرنے والے لوگوں کی سامراجی حکومت نے مال و دیگر وسائل سے پوری مدد کی حتیٰ کہ ان لوگوں کو اعلیٰ عہدہ دیئے گئے جنہوں نے قادیانیت قبول کیا اور ان کے بچوں کو تعلیمی و خانگے دیگر ممکن سہولیات بہم پہنچائی گئیں۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے دین متین کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے اس لئے تاریخ گواہ ہے کہ جب اور جس زمانہ میں بھی اس دین کے بنیادی عقائد و تعلیمات کو مسخ یا تحریف کرنے کے لئے کوئی دشمن اسلام سامنے آیا یا کوئی تحریک کھڑی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے علماء ربانین کو اس کا مقابلہ کرنے کی خاطر طاقت عطا کی اور انہوں نے اپنی پوری طاقت سے ان فتنوں کا سد باب کیا اور فتنہ پروروں کا بھرپور جواب دے کر اللہ کے دین کی حفاظت کی۔

فتنہ قادیانیت کے خلاف میدان سنبھالنے والے سرخیل علماء میں سرفہرست علماء اہل حدیث تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے کتاب و سنت کی حفاظت کے لئے تیار کیا تھا، اس سرخیل

عہد میں ابتدائی نام مولانا محمد حسین بنالوی رحمہ اللہ کا آتا ہے جنہوں نے مرزا کے نبوت کے دعویٰ کرنے سے پہلے ہی اس کی طرف سے اٹھنے والے فتوہ کو بھانپ لیا تھا، حتیٰ کہ جب ۱۸۹۱ء میں مرزا غلام احمد نے اپنے غلط عقائد کی تشہیر شروع کی تو مولانا بنالوی رحمہ اللہ نے اس کے خلاف ایک استفتاء مرتب کر کے حضرت میاں صاحب دہلوی رحمہ اللہ سے اس کا جواب حاصل کیا اور پھر برصغیر کے کونے کونے کا سفر کر کے مختلف مکاتب فکر کے علماء کو فتوہ قادیانیت کی حقیقت سے آگاہ کیا نیز اس کی تائید ان سے حاصل کی، آپ اس سلسلہ میں کتنے آگے تھے اس کا اندازہ مرزا کی ان مختلف تحریروں سے ملتا ہے جن میں اس نے اپنے مبنیٰ غیبن کا ذکر کیا ہے، چنانچہ اس کا یہ بیان قابل غور ہے

”نذیر حسین دہلوی نے (علیہ السلام) تکفیر کی بنیاد ڈالی، محمد حسین بنالوی نے کفر مکہ کی طرح یہ خدمت اپنے ذمہ لے کر تمام مشاہیر و غیر مشاہیر سے کفر کے فتوے سب پر لگوائے۔“ (روحانی خزائن، جلد ۱۲، سرانِ منیر ۷۵)

اور جب میاں نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تو مرزا نے اس پر یہ لکھا ”تمام مولویوں کے شیخ امین خان مولوی نذیر حسین دہلوی اس دنیا کو چھوڑ گئے، وہی میری نسبت سب سے پہلے فتویٰ دینے والے تھے، جنہوں نے میرے کفر کا فتویٰ دیا تھا، اور مولوی محمد حسین بنالوی کے استاد تھے، اور انہوں نے مولوی ابوسعید محمد حسین بنالوی کے استفتاء پر یہ کلمات میری نسبت لکھے تھے کہ ایسا شخص ضال مضل اور دائرہ اسلام سے خارج ہے دریسے لوگوں کو مسلمان کی قبروں میں دفن نہیں کرنا چاہئے اور اس مولوی نے فتویٰ دے کر تمام پنجاب میں آگ لگا دی تھی اور لوگ اس قدر مار گئے تھے کہ شاید اس قدر تعشق سے بھی ہم کافر رہ جائیں گے۔“ (روحانی خزائن جلد ۲۲، حصہ ۱، ج ۹)

یہاں اس حقیقت کا بیان بھی ضروری ہے کہ جب مرزا غلام احمد نے ۱۸۹۱ء میں

مسیحیت کا دعویٰ کیا اور مولانا ثناء اللہ نے اس کے چھوٹے دعویٰ کی تردید کا بیڑا اٹھایا اور اس کے خلاف قلم و سنان سے حمد شروع کیا تو اپنی پوری باقی ماندہ زندگی اس ذمہ داری کو بخوبی نبھانے میں ہی صرف کر دی، اسی لئے جب مولانا کا ۱۹۲۰ء میں انتقال ہوا تو قادیانی اخبار ”الحکم“ نے جہاں آپ کی عیست اور اپنے عہد کے ذی علم منظر و رمل قلم ہونے کا اعتراف کیا وہیں یہ بھی تحریر کیا ”ان کی مخالفت کی تاریخ ایک دلچسپ باب اور ۲۸ سال کی ایک طویل داستان ہے۔“ (الحکم قادیان، ماخوذ از اہل حدیث امرتسر ۹ مارچ ۱۹۲۰ء)۔

اخبار کا یہ بیان بذات خود اس بات کی شہادت ہے کہ مولانا ثناء اللہ کی حمد ۱۸۹۰ء سے ۱۹۲۰ء تک قادیانیت کی تردید اور اس فتنہ کے سد باب میں برابر لگے رہے اور اپنی زندگی کے اس بڑے حصہ کو مرر اور اس کے قیوعین کو پریشان کرنے میں لگا ڈالا۔ فخر اہل حدیث و عن الاسلام خیر الجزاء۔

اور جب مرزا نے ۱۹۰۱ء میں کھلے طور پر دعویٰ نبوت کا اعلان کیا تو اس فتنہ کے سد باب کے لئے اللہ تعالیٰ نے فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو تیار کیا جو مولانا ثناء اللہ کی طرح اس میدان کے عظیم ترین شہسوار ثابت ہوئے، اور انہوں نے ۱۹۰۱ء میں اپنی معرکہ ”رافعینف“ ”الہامات مرزا“ کو منظر عام پر لا کر اس کے چھوٹے دعووں اور غلط عقائد کی حقیقت کھول دی، مولانا امرتسری نے اگرچہ ۱۸۹۱ء سے ہی فتنہ قادیانیت کے خلاف لکھنا شروع کر دیا تھا لیکن مرزا نے جب نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو آپ نے اس کی طرف مکمل توجہ مبذول فرمائی اور پھر زندگی بھر اس طرح قادیانیت کے خلاف لکھتے رہے کہ مرزا نے مولانا کے ردود سے تنگ آ کر انہماکی فیصلہ کے لئے خود اللہ سے دعا کر دی، مولانا نے قرآن و حدیث کی روشنی میں مرزا کی تحریفات و تاویلات نیز دجل و فریب کو کس طرح

واضح فرمادیا تھا اس کا ائمہ زہد اس دعا کے لحاظ سے ظاہر ہوتا ہے جو اس نے مورانا کے ساتھ آخری فیصلہ کے طور پر یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو شہر کی شکل میں شائع کیا تھا، اور جس دعا کے بعد غور مرزا کا ۲۳ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں ہیضہ کی بیماری میں انتقال ہو گیا، جبکہ مولانا رحمہ اللہ اس کے بعد ۴۰ سالوں تک باحیات رہے اور مرزا کے مرنے کے بعد اس کے جانشینوں اور متبعین کا مباحثہ ومنظرہ کے ذریعہ مقابلہ کرتے رہے، محترم مولانا ابوالقاسم فاروقی صاحب نے اپنے مقدمہ میں اس زمانہ میں رد قادیانیت کے تعلق سے کی جانے والی علماء اہل حدیث کی کاوشوں اور کوششوں کا مختصر ذکر کیا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے علماء ربانین نے جہاں ایک طرف برطانوی ستہار کے ریسائیہ انٹھنے والے متعدد فتنوں کا سد باب کیا وہیں اسام کے نام پر ایموں و عقیدہ کو بر باد کرنے والے اس عظیم فتنہ کا بھی منہ توڑ جواب دیا۔

مرزا کی وفات کے بعد اس کے خلفاء اور متبعین کی کوششوں سے یہ فتنہ ملک کے دوسرے حصوں میں بھی اپنے بال و پر نکالنے لگا، اور اسی زمانہ میں چند قادیانیوں نے شہر بنارس کے مشہور علاقہ ندیسر میں اپنے پیر پھید نے کی کوشش کی، یہ زمانہ بنارس میں مشہور اہل حدیث عام سیف اللہ المسلول مولانا محمد ابوالقاسم سیف بناری (ت ۱۹۴۹ء) کا تھا جو عقلمان شباب ہی سے قرآن و حدیث کے دفاع اور بدلی عقائد و اعمال کی تردید میں مشہور تھے، چونکہ آپ کا پنجاب کے جسوں میں بھی آنا جانا تھا اور قادیانیوں کے فتنہ سے پوری واقفیت رکھتے تھے بلکہ رد قادیانیت میں آپ کی متعدد تحریر و تقریر بھی سامنے آچکی تھی سی لئے جب آپ کو ان فتنہ و ردوں کے بنارس آنے کی خبر لگی تو آپ نے اس طرف مکمل توجہ مبذول فرمائی، درپیش ہی بنارس کے مشہور محلہ مدینورہ میں نامور علماء اہل حدیث مولانا عبدالحسن سلقی

بنارس (ت ۱۹۶۴ء) ورمولانا عبد المجید حریری (۱۹۷۲ء) رحمہما اللہ کے تعاون سے ایک انجمن
 ”اشاعت الاسلام“ کے نام سے پہلے ہی سے قائم تھی جس کا بنیادی مقصد غلط افکار و نظریات اور
 باطل فرق کی تردید کرنا تھا، اور مولانا سیف بناری صاحب رحمہ اللہ ہی اس انجمن کے سرکاری
 تھے، اسی بنا پر انجمن نے آپ ہی کو اس فتنہ کے خلاف کھڑے ہونے کی ذمہ داری سونپ دی،
 اور آپ نے اس ذمہ داری کو بخوبی نبھاتے ہوئے شہر کے مسلمانوں کو اس فرقہ کی حقیقت سے
 اس طرح آگاہ کر دیا کہ آج بھی اس کے سنے اس شہر میں کوئی بڑی پناہ گاہ نہیں ہے۔ مولانا
 سیف بناری رحمہ اللہ نے قادیانی بغوات کا صرف تقریر و مناظرہ کے ذریعہ سے ہی جواب نہیں
 دیا بلکہ ایک سال کے مختصر عرصہ میں رد قادیانیت پر اس کتاب میں تحریر کر ڈالیں جو بارہ ٹیکنس پر
 مشتمل ہیں، جس کی کچھ تفصیل مولانا ابوالقاسم فاروقی نے بھی بیان کی ہے، زیر نظر کتاب
 انہیں تحریروں کا مجموعہ ہے۔ فرزند عزیز عبدالاحد سلمہ فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ نے مدد
 رحمہ اللہ کی ان تحریروں کو مختلف جگہوں سے اکٹھا کر کے اس کو ایڈٹ کیا، اور ان میں مذکور احادیث
 و آثار کو ان کے اصل سے مدیا اور ان کی تحقیق کیا، نیز مختلف منقولات کو ان کے اصل مصدر
 سے مل کر ان کا نیا حوالہ درج کیا، پھر خود اپنے ہاتھ سے پوری کتاب ٹائپ کر کے طباعت کے
 لئے اسے تیار کیا، پھر بھی انصاف نہ، اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو جزاء جزیل عطا کرے
 جنہوں نے اس محنت طلب اور عظیم کام میں کسی طرح کا تعاون کیا ہے، نیز ہم سب کو خلوص
 کے ساتھ دین کی خدمت کرنے اور ہر قسم کے فتنہ کو سمجھنے اور اس کا سد باب کرنے کی توفیق

دے۔ سو ما دلت علی اللہ بھرید۔

آحسن جمیل عبد البصیر سلفی

۳ مئی ۲۰۱۹ء

امیر ضلعی جمعیت اہل حدیث، بنارس، بھند

۲۷ شعبان ۱۴۴۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی رسولہ لأمین۔ ہم بعد انیسویں صدی کا نصف آخر ہندوستانی مسلمانوں کے لئے حوادث کا طوفان لے کر آیا، ۱۸۵۷ء میں برطانوی استعماریت کے مکمل غلبے کے بعد وہ قتل عام اور دار و گیر کے قتل عامی سلسلے سے انہماک سے ابھرے بھی نہ پائے تھے کہ ایک اور فتنہ نے جنم لے لیا، جو براہ راست امت مسلمہ کے دین و ایمان سے متصادم تھا، یہ قادیانیت کا فتنہ تھا اور اس کا بانی مرزا اندام احمد قادیانی تھا، اس کے پاس پشت بھی وہی استعماری قوت کا فرما تھی، جس نے اپنی سارا جیت کو مزید مستحکم اور مضبوط کرنے کے لئے ہمیشہ مفتوح اقوام کے ایسے افراد کو لے کر بنایا جو اس سے وفاداری کے جذبہ کو عام کرنے، مذہبی شعور اور غیرت کو کچلنے اور فتراق و اختلاف پیدا کرنے میں مہارت رکھتے تھے۔

عقیدہ ختم نبوت دین کا بنیادی عقیدہ ہے، ایمان اور عقیدہ کی پوری عمارت اسی بنیاد پر قائم ہے، کلمہ توحید کے وہ نوح حصوں کو اسی طرح ماننا ضروری ہے جس طرح کتاب و سنت نے بتو دیا ہے، جس طرح توحید کی تینوں اقسام میں سے کسی ایک کا انکار یا اس میں شک و شبہ کا اظہار ناقض ایمان اور کفر اکبر ہے، اسی طرح عقیدہ رسالت کے لئے یہ ایمان رکھنا واجب ہے کہ آپ کی بعثت کے بعد تمام شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں، آپ خاتم المرسلین ہیں، آپ کی رسالت قیامت تک کے لئے ہے، اب نہ کسی اور نبی کے ظہور کی گنجائش ہے نہ جواز، عقیدہ ختم نبوت کا منکر یا اس میں شک کرنے والا یا اس کا استہزاء کرنے والا کافر اور

امت محمدیہ سے خارج ہے، اس پر دنیا بھر کے علماء کا اتفاق اور اجماع ہے، قرآن کریم، احادیث صحیحہ، آثار صحابہ اور اقوال ائمہ کرام میں اس کی پوری وضاحت موجود ہے۔

قرآن مجید اور رسالت مآب ﷺ نے واضح الفاظ میں جان کر دیا ہے کہ دین مکمل ہو چکا ہے، آپ ﷺ کی وفات کے بعد وحی الہی کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گیا، عام انسانیت کی ہدایت کے لئے قرآن اور احادیث نبویہ کافی ہیں اب اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ کاذب اور کافر ہے، وہ صرف امت میں الفراق پیدا کرنا چاہتا ہے، ماضی میں مرزا غلام احمد قادیانی سے قبل بھی مدعیان نبوت نے عقیدہ ختم نبوت پر ضرب لگانے کی کوششیں کیں ورنہ ان کے گھٹ اتر گئے۔

اللہ رب العالمین نے واضح الفاظ میں فرمایا

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رُّسُولَ اللَّهِ وَحَاتِمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ (۱)۔

محمد ﷺ تمہارے لوگوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن اللہ کے رسول اور حاتمِ نبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (۲)۔

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین بنا کر راضی ہو گیا۔

بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، اور دیگر کتب حدیث میں آپ ﷺ کے سینکڑوں

فرامین اور ارشادات موجود ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا ہے، صحابہ کرام کا اس پر اجماع تھا، آپ ﷺ کے عقائد کے بعد جس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا، صحابہ نے اس سے جنگ کی اور اسے کیفر کردار تک پہنچایا۔

مرزا احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے امت میں تھاہم کی صورت پیدا کر دی اور فتنے کا ایک نیا دروازہ کھول دیا، پہلے وہ ایک مذہبی عالم اور مناظر کی حیثیت سے نمودار ہوا، ۱۸۸۴ء میں ایک ضخیم کتاب ((براین احمدیہ)) لکھ کر شہرت حاصل کی، آریہ سماجیوں و عیسائی پادریوں سے مناظرے کئے، اس کی ان تبلیغی سرگرمیوں کی وجہ سے مسلمانوں کی توجہ اس کی جانب مبذول ہونے لگی، جب زمین ہموار ہوئی تو ۱۸۸۹ء میں سلسلہ بیعت کا آغاز کیا اور اپنے لئے حلقہ ارادت قائم کر لیا، اس وقت تک کسی کے تصور میں نہیں تھا کہ یہ شخص ایک ناپاک اور خطرناک منصوبے کے تانے بانے بننے میں مصروف ہے، ۱۸۹۱ء میں اس نے تین کتابیں ((رسالہ فتح اسلام))، ((توضیح المرام)) اور ((ازارہ اوہام)) لکھیں اور بزم خویش مہدی موعود بن بیہد، اوہ ۱۹۰۰ء میں اس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۸ء اپنی موت تک اپنے اسی دعویٰ پر قائم رہا، اس نے اپنے پیغمبر کو ایک جداگانہ امت اور مسلمانوں کو کافر قرار دیا، اس کے پیروکار آج بھی دنیا کے مختلف ممالک میں سرگرم ہیں، چوں کہ ان کے نام اور طرز معاشرت مسلمانوں کے مماثل ہیں، اس لئے مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلم بھی ان کے دام فریب میں پھنس جاتے ہیں، جب کسی مسلمان سے وہ گفتگو کریں گے تو اپنے مذہب اور عقائد کے بجائے حیات عیسیٰ علیہ السلام کو موضوع بنائیں گے، اسلام دشمنی میں یہ لوگ صہیونیوں اور رافضیوں سے چار ہاتھ آگے ہیں، بعض غیر مسلم ملک میں ان کے اپنے ٹی وی چینل ہیں، جن سے یہ چوتھیں گھنٹے اپنے مذہب کی دعوت تبلیغ کرتے رہتے

ہیں، حلیہ (اسرائیل)، برطانیہ، کینڈا اور امریکہ وغیرہ کے بڑے شہروں میں ان کے اہم مراکز قائم ہیں۔

قادیانیت کا فتنہ کوئی معمولی فتنہ نہیں تھا، یہ عقیدہ اسلام پر براہ راست حملہ تھا، برصغیر کے مسلمانوں کے لئے ابتلاء و آزمائش تھا، اس کے قبیح نتائج، مفاسد اور مضرات کو سب سے پہلے مائے اہل حدیث نے محسوس کیا، پنجاب سی کے ملائے اہل حدیث اس کے سد باب کے لئے آگے بڑھے، سب سے پہلے مولانا ابوسعید محمد حسین بنالوی رحمہ اللہ نے رد قادیانیت کا اہم پنے ہاتھوں میں لیا، آپ مرزا کو قریب سے جانتے تھے، اس کے رگ و ریشے سے واقف تھے، لدھیانہ مرز کا محفوظ قلعہ تھا، وہاں اس کے عقیدت مندوں کی کثرت تھی، مولانا بنالوی نے شیخ محمد حسن رئیس لدھیانہ کی وساطت سے وہیں پر آکر مرزا کو گھیرا، بارہ دن تک اس سے تحریری مناظرہ ہوا، مرزا نے بارہویں دن کسی طرح جان چھڑا کر رہنمائی اختیار کی، مناظروں کی تاریخ میں یہ سب سے طویل مناظرہ ہے، جو بادشاہ لدھیانہ کے نام سے مشہور ہے۔

مولانا بنالوی نے دوسرا عظیم کارنامہ یہ انجام دیا کہ برصغیر کے تقریباً دو سو (۲۰۰) علماء سے مرزا کے متعلق فتویٰ حاصل کیا، علماء نے مختلف طور پر لکھا کہ مرزا عند احمد قادیانی اور اس کے متبعین کافر ہیں، اس میں سب سے پہلے فتویٰ شیخ اہل سیدنا یر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کا ہے، آپ اگرچہ اہل حدیثوں کے سرخیل تھے، لیکن احناف علماء میں بھی آپ کے فتویٰ کا اعتبار اور اثر پہلے نمبر پر تھا، آپ کے فتویٰ نے کتابوں اور مناظروں سے بڑھ کر کام کیا، جس کا ذکر مرزا نے بار بار اپنی تحریروں میں کیا، پورے ہندوستان کے علماء کو اس کی تکفیر پر متحد کرنا کوئی معمولی کام نہیں تھا، مولانا بنالوی نے سینکڑوں پرس نہیں کیا، آپ نے اپنے اخبار ((شعۃ النبی)) (اہل حدیثوں کا پہلا اخبار سن ۱۲۷۱ھ) کو مرزا کے ہفتوں کی

تردید کے لئے وقف کر دیا، اس اخبار کی فائلیں اور مورثا کی تحریریں رد قادیانیت کا سب سے اہم ہاخذ بنیں، مولانا سیف بناری لکھتے ہیں

”اس میں کوئی شک نہیں کہ مولانا محمد حسین بناوی مرزا غلام احمد قادیانی کے پڑوسی اور مد قاتی تھے، جتنا وہ مرزا صاحب کو جانتے تھے، دوسرے نہیں، اور جس قدر انہوں نے مرزا قادیانی کی تردید کی، اس کا صحیح اندازہ نہیں کیا جاسکتا، پس کیا کوئی صاحب مولانا محمد حسین بناوی مرحوم کی یادگار کے طور پر ہی ان کے تمام مضامین کو جو مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق ((اشاعت استند)) وغیرہ میں شائع ہوئے، ایک کتابی صورت میں جمع کر کے شائع کر دیں گے“ (۱)۔

جیسا کہ گذشتہ طور میں ذکر ہو (۱۸۹۱ء) میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے دعویٰ نبوت کی اس اشاعت کے سئے تین کتابیں لکھیں، ان کتابوں کی اشاعت کے چند ماہ بعد ہی مولانا قاضی سلیمان سلمان منصور پوری مہ ۱۳۰۰ھ نے مرزا کی کتابوں کا اندازہ شن جو ب دیا، آپ نے ستمبر ۱۸۹۱ء میں ((نایہ الرائے)) کے نام سے رد قادیانیت پر کتاب لکھی جو اسلام آباد پریس ر ہور سے شائع ہوئی، اس کا دوسرا حصہ تائید اسلام کے نام سے ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۳ء ۹۴ء میں شائع ہوا آپ نے تیسرا مختصر رسالہ ((مرزا قادیانی اور نبوت)) کے نام سے لکھا۔

تحریک شہیدین کے مرد مجاہد مولانا جعفر محمد عسری (۱۸۳۵ء-۱۹۰۵ء) نے مرزا کے دعووں کی تردید میں ((تائید آسمانی و در نشان آسمانی)) ۱۸۹۲ء میں لکھا، یہ رسالہ اگرچہ بہت مختصر اور محض (۲۲) صفحات پر مشتمل ہے، لیکن مرزا کی نبوت کا ذبہ سے متعلق تاریخی انکشاف کی وجہ سے بے حد اہمیت کا حامل ہے، مولانا محمد عسری کے پاس مولانا ولایت علی عظیم آبادی (م ۱۸۵۲ء) کا رسالہ ((اربعین فی احوال انبیہین)) تھا (یہ رسالہ مع رد ترجمہ مطبع فاروقی

(۱) اخبار عالمی، حدیث امر قمر: (ص ۶۰)، ۱۹۰۱ء اور اردنی، ۱۹۳۳ء، شمارہ ۱۵، جلد ۳۱۔

دہلی سے شائع ہوا ہے) اس کے ساتھ میں شاہ نعمت اللہ دہلی بانسوی کی '۵۲' اشعار پر مشتمل پینشیں گویاں بھی تھیں (ان پینشیں گویوں کی صداقت ابھی بھی تحقیق طلب ہے) مرزا یہ رسالہ مولانا تھانیسری سے عاریتاً لے گئے اور اشعار میں تحریف کر کے اپنے اوپر چسپ کر لیا، مولانا نے ان تحریفات کی پول کھول دی۔

۱۸۹۱ء میں مرزا نے حضرت میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی کو منظرہ کا چیلنج کر دیا، حضرت نے ضعیفی کے باوجود چیلنج قبول کر لیا، لیکن مرزا سترہ کر نکل گئے، مولانا شیر شہسوانی (م ۱۳۲۶ھ) بھوپال کی سرکار مدیا کے حکم سے دہلی منظرہ کے لئے آئے، زبردست منظرہ ہوا، لیکن تیسرے دن مرزا حیلہ استقبال خسر کر کے میدان چھوڑ کر فرار ہو گئے، مولانا شہسوانی رحمہ اللہ نے منظرہ کی روئیداد ((الحق الصریح فی اثبات حیات المسیح)) کے نام سے لکھی، جسے مطبع انصاری نے ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۸۹۱ء میں شائع کیا (۱)۔

۱۸۹۲ء میں مولانا عبد المجید میرٹھی نے محمد احسن امروہوی قادیانی کے رسالہ ((عدم الناس)) کے جواب میں ((بین الناس)) اور ((شفاء الناس)) کے نام سے دو رسالے لکھے، ۱۸۹۶ء میں مولانا اسماعیل علی گڑھی رحمہ اللہ (م ۱۸۹۴ء) نے ((علاء حق الصریح بتکذیب مشیخ المسیح)) کے نام سے ایک اہم رسالہ قادیانیت کی تردید میں لکھا، جو اسی سال مطبع انصاری دہلی سے شائع ہوا، دوسری بار مشہور مؤرخ ڈاکٹر بہاء الدین حفظہ اللہ کے تعارف کے ساتھ حساب قادیانیت کی جلد (نمبر ۳۳) میں شائع ہوا، شیخ حسین بن حسن الیسانی (م ۱۹۰۹ء) نے مرزا کی تردید میں عربی میں ایک کتاب ((الفتح الربانی فی الرد علی القادیانی)) تحریر کی، جسے اردو ترجمہ کے ساتھ مولانا عبد المجید میرٹھی نے ۱۸۹۳ء میں مطبع انصاری دہلی

(۱) مولانا سید عبد الباقی شہسوانی ((حیات احمد)) (ص ۹۷) مطبوعہ اردو، دہلی۔

سے شائع کیا گیا ۱۹۰۴ء میں مولانا ابراہیم سیالکوٹی نے ((شہادۃ القرآن)) لکھی۔

۱۹۰۱ء اس لحاظ سے اہم سال تھا کہ مرزا ندیم احمد قادیانی نے اسی سال مکمل نبوت کا دعویٰ کیا، اس سے قبل وہ خود کو مثیل مسیح، مسیح موعود، بروزی نبی اور ظلی نبی کہتے تھے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اگرچہ ۱۸۹۴ء سے قادیانیت کے خلاف لکھنے کا آغاز کر دیا تھا، مگر اس کی معرکہ آرا تصنیف ((لہات مرزا)) ۱۹۰۱ء میں منظر عام پر آئی اور اس موضوع پر لکھنے والوں کے لئے سب سے مستند ماخذ بنی، آپ کی یہ کتاب اس قدر مقبول ہوئی کہ آپ کی زندگی میں چار بار شائع ہوئی، آپ زندگی بھر قادیانیت کے خلاف لکھتے رہے، بے شمار مضامین لکھے، تقریباً چھتیس (۳۶) کتابیں ان کی تردید میں لکھیں، سینکڑوں مناظرے کئے، ہر ایک میں فاتح رہے، مسلمانوں نے فاتح قادیان کا خطاب دیا ۱۹۰۳ء میں اخبار اہل حدیث جاری کیا تو اس کا ایک بڑا حصہ رد قادیانیت کے لئے وقف کر دیا، اہل حدیث آخری دم تک قادیانیت کی تردید میں جاری رہا، اور آپ نے ۱۹۰۷ء میں ”مرقع قادیان“ نامی ایک رسالہ خاص قادیانیت کی تردید میں جاری کیا، جو آپ اپنی مثال تھا، اس رسالہ میں قادیانی بغوات کا مدلل جواب ہوتا تھا، اکتوبر ۱۹۰۸ء کے بعد یہ رسالہ بند ہو گیا، دوبارہ ۱۹۳۱ء میں جاری ہوا اور اپریل ۱۹۳۳ء میں یہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔

۱۹۰۱ء میں مولانا سید احمد حسن شوکت میرٹھی (م ۱۹۲۳ء) نے اپنے مقبول عام اخبار ((فتحہ ہند)) میں اضافہ کیا اور رد قادیانیت کا سلسلہ شروع کیا ۱۹۰۴ء تک آپ نے ہزاروں صفحات قادیانی اور قادیانیت کی تردید میں لکھ ڈالے، اس ضخیم میں ایک آدھ مضمون دوسروں کا ہوتا بقیہ آپ ہی کے قلم سے نکلتے، ((فتحہ ہند)) اور ((اخبار اہل حدیث)) کی وجہ سے رد قادیانیت کے موضوع پر منجھے ہوئے قلم کار ملے اہل حدیث کی نیم منظر عام پر

آئی، جس نے پورے ہندوستان میں تحریک ختم نبوت کا مورچہ سنبھال لیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات (۱۹۰۸ء) تک مرزائی جماعت زیادہ تر پنجاب کے علاقوں تک محدود رہی، لیکن اس کے بعد اس نے پر پزے نکالے اور ہندوستان کے ہر صوبہ میں اپنے مراکز قائم کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا، ۱۹۰۸ء کے بعد عمومی طور پر اس کا رواں میں دیوبندی اور اہل سنت کے علماء بھی شامل ہو گئے، ہر طرف قادیانیوں سے منظروں کا بازار گرم ہو گیا، رد قادیانیت پر رسائل اور کتب کا بازار لگ گیا، مگر اہل بقول اہل دلون اور قیادت کا شرف جانے اہل حدیث ہی کو حاصل رہا، ان کی کتابوں، اخبارات اور رسائل نے اس میدان میں سرگرم ہر مسلک کے علماء کے لئے بڑی آسانیاں پیدا کر دیں، مولانا بی بی اور مولانا مرتسری کے علاوہ مولانا ابراہیم سیالکوٹی، مولانا سیف بناری، مولانا عبداللہ روپڑی، مولانا محمد گوندلوی، مولانا داؤد غزنوی اور اس خاندان کے دیگر علماء، مولانا اسماعیل گجرانوالوی، مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا عبداللہ معمار مرتسری اور سرحیب لہی مرتسری موسوی نور محمد گرجا تھی وغیرہم کے اسمائے گرامی سرفہرست ہیں۔

متذکرہ بالا سطور کا مقصد قادیانیت کے ابتدائی دور میں علماء اہل حدیث کی مساعی جمید کے متعلق ان تاریخی حقائق کی طرف اشارہ کرنا ہے جن سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا ہے۔

مولانا سیف بناری اور رد قادیانیت

غفران شباب میں مولانا سیف بناری کی میسر توجہ دفاع بخاری، دفاع سنت اور رد عقائد بدعیہ پر مرکوز تھی، قادیانیت کا فتنہ پنجاب سے اٹھا تھا اور پنجاب کے علماء اس کیلئے کافی تھے تاہم آپ اس کی طرف سے غافل نہیں رہے، پنجاب کے جلسوں میں آپ شریک ہوتے

تو آپ کے خط ہی موضوعات کی فہرست میں ردِ قادیانیت بھی شامل ہوتا، اس موضوع پر مضامین بھی لکھتے، چنانچہ ((اخبار اہل حدیث)) امرتسر ۲۶ مارچ ۱۹۰۹ء کے شمارے میں آپ کا مضمون بعنوان ((مرزا قادیانی خدا بھی تھا اور رسول بھی)) شائع ہوا، اخبار مذکور ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۸ء میں ایک اور تحریر ((مرزائیوں سے سوال)) شائع ہوئی، ((بارقہ السیف)) کے نام سے ایک طویل مقالہ آنکھ قسطوں میں شائع ہوا، جو زیرِ نظر مجموعہ رسائل میں شامل ہے۔

بہار اور بنگال میں ۱۹۱۰ء کے بعد مرزائی تحریک کے جراثیم پھیلنے لگے تھے، عدائے بہار اور بنگال نے اس کے لئے زمین جگ کر دی، بھگل پور، موٹگیر، پورنبہ، پٹنہ اور کلکتہ میں ان سے منظرے ہوئے، بہار میں مولانا محمد علی موٹگیری (مرتب ۱۹۲۷ء) دوران کے قلعہ نے ان کی بیخ کنی کی ذمہ داری سنبھالی، کلکتہ میں مولانا ابوتراب عبد رحیم نے مخزنِ مشینری کے نام سے ایک انجمن قائم کی اور رسائل و مناظروں کے ذریعے قادیانیوں سے لڑا بیٹے رہے، بنارس میں ۱۹۳۰ء کے بعد مرزائیت کے جرثوموں نے پادپارنے کی کوشش کی ۱۹۳۸ء میں مولانا سیف بناری نے بیلکوٹ میں قادیانیوں کے خلاف شعبدہ باز تقریر کی، مرزائیوں میں اس کا شدید رد عمل ہوا، قادیانی جماعت نے باقاعدہ اس کا جواب دیا، مقامی طور پر اس کی ہیئت نہیں تھی، لیکن لوگوں نے مولانا کو خطوط بھیجے کہ آپ ضرور ان تحریروں کا جواب دیں۔

۱۹۳۰ء میں انجمن اشاعت اسلام کے نام سے بنارس کے اہل حدیثوں نے مدن پورہ بنارس میں ایک انجمن قائم کی، جس کا مقصد فرق باطلہ خصوصاً بریلویت و ردِ قادیانیت کی تردید تھی اس انجمن کی روح رواں مولانا بناری تھے اور اس کے زیرِ اہتمام مولانا سیف بناری، مولانا صبر خاں، ورمونا عبد المجید حریری وغیرہم کی مذکورہ فرق کی تردید میں تقریریں ہوتی تھیں، اس انجمن کی ایک رپورٹ اخبار اہل حدیث، امرتسر ۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء میں

جنون ((بنارس میں قادیانی تحریک)) شائع ہوئی جس کا ایک قتباس درج ذیل ہے

”چونکہ بنارس میں آجھ دنوں سے فتنہ مراد قادیانیہ نمود رہا گیا ہے۔ اس لئے اس فتنہ کے ستیصال اور عامہ مسلمین کو مرزا قادیانی کے دعوائے مسیحیت و مہدیت کی پرفریب چالوں سے خبردار کرنے کے لئے انجمن اشاعت اسلام بنارس ہر امکانی کوشش عمل میں رہی ہے اور مصمم ارادہ کر چکی ہے کہ بذریعہ تحریر و تقریر مسلمانوں کو اس فرقہ باطلہ سے آگاہ کرے۔ اور اس فتنہ کے شجرہ مطعونہ کو بے بن سے اکھیر کر زمین پر دے چکے۔“

اس انجمن کے علاوہ احناف نے بھی ایک انجمن اشاعت الحق کے نام سے قائم کی تھی، جس کی روح رواں مفتی محمد ابراہیم بناری (م ۱۹۶۶ء) تھے، اس موضوع پر آپ کی کتاب ((حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت)) کا ذکر ملتا ہے، لیکن انجمن کی سرگرمیوں کا پتہ نہیں چل سکا، بنارس میں قادیانی تحریک کا بانی مرزا قادیانی کا ہم نام غلام احمد مجاہد مرزائی تھا، اس نے بنارس کے مسلمانوں کو درغلائے اور گمراہ کرنے کی بھرپور کوشش کی، قادیانیت کی تبلیغ کے لئے ((ظہور اسلام)) کے نام سے رسالہ اور اشتہار رات شائع کئے، مولانا سیف بناری کا رہوار قوم حرکت میں آیا، بالآخر آپ نے اس آگ کو رکھ بنا کر چھوڑا، غلام احمد مرزائی کے رسالوں کا دندان شکن جواب دیا، ایک سال کے عرصے میں رد قادیانیت پر دس کتابیں نکلیں، جو بارہ ٹریکس پر مشتمل ہیں، ان میں ٹریکٹ (۸، ۹، ۱۰، ۱۱) ایک ہی میں ہے، ان میں سے بعض مختصر اور بعض مفصل ہیں، آپ کی تحریری اور تقریری کوششوں سے اس فتنے کی آگ سرد پڑ گئی، مجلہ ندیسر بنارس میں ان کی ایک عبادت گاہ بطور صدائے عبرت باقی رہ گئی۔

مولانا کے رسائل کو انجمن اشاعت اسلام بنارس نے شائع کیا، عامۃ مسلمین میں وہ اس قدر مقبول ہوئے کہ بعض کے دوائیڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گئے، ان کے حق طبع عام

مسلم تھے، اس لئے مولانا نے ملکی انداز سے گریز کرتے ہوئے سلیس وری مفہم زبان کا استعمال کیا، تاکہ زیادہ لوگ فائدہ اٹھا سکیں، ان کے سرورق پر مصنف کے نام کے بجائے ناشر سکریٹری انجمن اشاعت اسلام و رنج ہے، لیکن اخبار اہل حدیث امرتسر کے مختلف شماروں میں ان کے جواہر شہادت آپ نے شائع کرائے، ان میں مصنف کی حیثیت سے آپ ہی کا نام مذکور ہے، نیز تراجم صحائے اہل حدیث میں آپ کی تصنیفات کی فہرست میں بھی ان رسالوں کا ذکر ہے، رسائل کے مشتملات بھی اس کے بین ثبوت ہیں، مولانا نے اپنے مملوکہ نسخہ میں عبارتوں میں کائنات چھانٹ اور ترمیم و اضافے کئے ہیں، یہ نسخے جامعہ سلفیہ بنارس کی لائبریری میں محفوظ ہیں۔

بڑی خوشی و مسرت کی بات ہے کہ جامعہ سلفیہ اور مدینہ یونیورسٹی کے فاضل مولانا عبدالاحد احسن جمیل نے مولانا سیف بناری کی تصنیفات کو دوبارہ منظر عام پر لانے کا بیڑا اٹھایا ہے، آپ مولانا بناری کی مشہور تصنیف ((ذخائر المواریت فی لدائے علی ثبوت جمع القرآن و احادیث)) اور ((تفسیر الدیث فی تجزیۃ حدیث)) کو اپنی تحقیق کے ساتھ شائع کر چکے ہیں اب رد قادیانیت پر آپ کے تمام رسائل کا مجموعہ خوشی کے ساتھ آپ نے ترتیب دیا ہے، تشبیہ اور تمدن میں آپ نے مندرجہ ذیل نکات کو ملحوظ رکھا ہے۔

۱۔ رسائل کے اصل متون سے عدم تعرض۔

۲۔ قرآنی آیات کے حوالے پارہ اور رکوع کے بجائے سورت اور آیت نمبر۔

۳۔ احادیث کی مکمل تحقیق و تخریج۔

۴۔ فارسی اشعار و ضرب الامثال کے ارد و ترجمے۔

۵۔ اقتباسات اور حوالوں کے اصل ماخذ کی نشان دہی۔

۶۔ رسالوں کی طباعت کے بعد مولانا بخاری کے اضافوں اور ترمیمات کا ذکر۔
 رد قادیانیت پر مولانا سیف بخاری کے رسائل کا یہ تحقیق مجموعہ صوبائی جمعیت اہل
 حدیث بمبئی کے زیر اہتمام شائع ہو رہا ہے، امید ہے کہ یہ مجموعہ نہ صرف ترید قادیانیت کی
 تاریخی بازیافت میں سنگ میل ثابت ہوگا بلکہ مسلمانوں کے عقائد کو فتنہ قادیانیہ سے محفوظ
 رکھنے میں اہم کردار ادا کرے گا۔ ان شاء اللہ، اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ اس خدمت
 جلیلہ میں تمام حصہ لینے والوں کو جہز جزیل عطا کرے۔ آمین۔

محمد ابوالقاسم بن ابوالخیر فاروقی سلفی

۲۰ صفر ۱۴۳۹ھ = ۱۰ نومبر ۲۰۱۷ء

بروز جمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

الحمد لله رب العالمین، والصلاة والسلام علی رسولہ الامین، وبعد:

ایک دور تھا جب پورے ہندوستان پر اغیار کا قبضہ ہو چکا تھا، ہر چہرہ جانب سے دین اسلام و رس کی پائیزہ تعلیمات پر حملہ ہو رہا تھا، مسلمانوں کے عقائد و ایمانیات اور عبادات و معاملات دینیہ پر چوٹ فرمایا جارہی تھی، اس زمانہ میں شریعت اسلامیہ کو مقام استہزا و تحقیر پہنچانے کی جو نادر کوششیں مختلف جماعتوں، انجمنوں و حلقوں کی جانب سے کی جارہی تھیں وہ تاریخ کا سیاہ باب ہے، بلاشبہ اس قبیحہ خیانت کے ذریعہ مسلمانوں کے ایمان و عقیدہ پر ایسی ضرب لگائی گئی تھی جس سے کمزور دل و ضعیف الایمان مسلمانوں نے اپنی دایاں گوار کھا لی تھیں، اور آریہ سماج کی تلمیحات سے عبد الغفور جیسے ذی علم حضرات بھی گمراہی اور ارتداد کے شکار ہو چکے تھے، اور ((تقسیم الاسام)) اور ((ترک اسلام)) کے احسان سے دھرم پان مازنی محمود بن گیا تھا، برطانوی استبداد حکومت کی سرپرستی میں پوری قوت اور سطوت سے مسلسل حمیہ کر رہا تھا اور جو کچھ اسلام مخالف سرگرمیاں چل رہی تھیں ان کو حکومت کی مکمل حمایت حاصل تھی، اس لئے اسلام مخالف عناصر کو تشکیک و تفتیک کا وہ تمام سامان فراہم کیا جا رہا تھا جس سے سدھم کی صورت رہا کو غد رنیا جاسکے اور مسلمانوں کی یہ ارسائی اور ال تیزی کا کام چلتا رہے۔

ان تمام محمولات، مکابرات اور ہنوات میں سب سے زیادہ خطرناک و تشویشناک بلکہ زہرناک وہ فتنہ تھا جسے مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف منسوب کر کے قادیانیت کہا گیا، جو درحقیقت انگریز استعمار کا خود کاشت پودا اور اسی کا پروردہ اور پروانستہ تھا، اور چونکہ مسلمانوں کا

بادشاہ اور اٹھائے ہوئے تھے اس لئے مسلمانوں کو ذکاوت کرنے کا ایک بہترین حربہ بن دشمن اسلام کے ہاتھ آگیا تھا جس کے ذریعہ مسلمانوں کے دین و شریعت کی شرک پر چھری چدنان کے لئے تھان ہو گیا تھا، درحقیقت اسلامی عقائد میں توحید کو اولیت و فضیلت در سب سے بڑی اہمیت حاصل ہے اسی طرح ختم نبوت کا عقیدہ نبوت پر عقیدہ کا بہت اہم حصہ ہے جس سے پوری شریعت کی حفاظت ہوتی ہے اور جو منہ نے طریقہ پر دین میں دخل اندازی کے تمام راستوں کو بند کرتا ہے، کیونکہ نبی آخر الزماں محمد بن عبد اللہ ﷺ کو خاتم النبیین نہ تسلیم کرنے پر شریعت مطہرہ کی کوئی حتمی حیثیت باقی نہیں رہ جاتی اور اُردو مملوک اور بے وقعت ہو جاتی تو پھر پورا اٹالہ دین و شریعت معرض خطر اور بے لگام ہو کر رہ جائے گا، جگہ جو چاہے گا، جب چاہے گا درجیسے چاہے گا اپنے منامات، بغوات اور شہوات و خواہشات کو دین و شریعت کا نام دے کر ضلوع خدا کو دھوکہ دے گا اور ان کو جادو حق و راست سے بن کر قادیانیت جیسی بدترین راہ پر ڈال دے گا۔

بنابریں علماء اسلام بالخصوص علماء اہل حدیث جنہوں نے ہر زمانہ میں کتاب و سنت کو مضبوطی سے تھامنے اور اعتصام بالکتاب والسنۃ کا مکمل طور پر حق ادا کرنے کا عہد و پیمان کر رکھا ہے اس وقت کے اس خطرناک اور شریعت کو خلو از بنانے والے شرانگیز فتنہ کی سرکوبی کے لئے کمر کس لی، در اس فتنہ قادیانیت کا مقابلہ کرنے کے لئے بھی ہر اوں دستہ کے طور پر وہی میدان میں اترے، ورمناظرے، رسالے، مکاتیب، مباحثے وغیرہ جتنے ذریعے ہو سکتے تھے ان تمام کے ذریعہ اس مکر قادیانی کو روکنے کا بھرپور کام کیا، فخر اہم اللہ خیر العباد۔

اس میدان میں سب سے پہلے علامہ دہر امام عصر محدث شیخ الکل فی الکل سید میں نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے مکر و ضدل سے لوگوں کو آگاہ کیا، اور مرزا غلام احمد جو مناظرہ کرنے کی غرض سے دہلی آیا تھا اس دعوت منظرہ کو چھوڑ کر دہلی سے راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا، بعدہ میاں صاحب کے ارشد تلامذہ میں سے

یق وفاق شکر و مولانا محمد حسین بنالوی رحمہ اللہ نے اس پر عرصہ حیات تک کر دیا اور اس مرد حق نے اس کو کھدینے اور کٹر کردار تک پہنچانے میں وہ کاربائے نمایاں انجام دیا کہ بجا طور پر کہنا پڑتا ہے:

اس کار از تو آید مرد و انہیں کنند

حضرت بنالوی رحمہ اللہ کی تحریریں مرزا غلام احمد قادیانی کے علم کلام اور ہر طرح کے مکروہ و فساد کے پردے کو چاک کرنے اور ختم کرنے کے لئے کافی تھیں اس لئے بعد کے ادوار میں فاتح قادیان شیخ الاسلام ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کی بے شمار اور با اعتبار تحریریں ان کے اساتذہ میں صاحب اور بناوی صاحب کی تحریروں کی تفصیل و توضیح اور حسب ضرورت ایجاز و اطناب اور تنبیہ ہے، لیکن وہ مرزا ہی کیا جو قیاسی سے حق تسلیم کر لے اور اپنی ہفوات سے باز نہ جائے۔ بہر حال جو مرزا قادیانی کی تحریروں سے ادنیٰ بھی واقف ہے وہ اس کی کذب و افتراء، دروغ و خداع اور خود ساختہ الہامی و منامی و بیعت و خرافات پر تفت کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اَعَاذَ اللہُ مِنْ ذَٰلِکَ۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں اور اس کے بعد بھی جو ریشہ و انیوں کا قادیانیوں کی طرف سے ہوتی رہیں علماء اہل حدیث نے ان سب کا نہایت مسکت جواب دیا، علامہ بشیر شہسوئی و علامہ عبداللہ معمار کے علاوہ دسیوں علماء نے اس فتنہ کی بے گئی کرنے کی کوشش کی، جو اپنے زمانہ میں س۔

اسی خانہ ہمیں چراغ است

کے مصداق تھے، اسی سلسلہ اندھ کی اہم کڑی حضرت علامہ ابوالقاسم سیف بناری رحمہ اللہ بھی ہیں جو راجہ حق کے شہسوار تھے، اور ہر میدان خصوصاً میدان منظرہ میں ان کا کوئی ٹائی نہ تھا، حضرت سیف بناری کا سیف و ننان اور قلم و زبان ہمہ جہت اور اپنے

معاصرین پر جو ہوافاق و افضل تھا، چونکہ اعتصام بکتاب والہ کے معاملہ میں وہ بہت سخت تھے اس لئے ان کی تحریر افاع کتاب وسنت نیز افاع حدیث وائمہ حدیث میں لا جواب درہ جانی ہوا کرتی تھی، خواہ وہ ((الکوثر ابجری)) ہو یا ((خطبہ صدارت)) اور ((ایضاح الطريق)) ہو۔ اسی طرح افاع مصطفیٰ اور دفع شر قادیانی میں ان کے رسائل وکتب میں مسکت وٹم ہوتے تھے، جہاں یہ رسائل وکتب اپنے زمانہ میں اس فتنہ کے خاتمہ کے لئے شمشیر برس تھے وہیں دعویٰ الہامات مرزا کے رد وابطال میں حرف آخر تھے، درحقیقت خواہ مرزا کی ساری تعلیمات، ہفت وخرافات میں قادیانی فتنی کے نزوں مسیح اور ختم نبوت کے انکار کی تلمیسات کا پردہ چاک کر دینے کا معاملہ ہو یا اس کی ”دعوت مبہلہ“ اور ”دعا بر فیصلہ الہی اور قضاء ربانی“ یا مرزا کے ”معیار نبوت“ اور ”ادبام ار ظہور اہم“ اور غلطی وبردوری نبوت کی تاویلات کے تار پور بکھیرنے کا معاملہ ہو یہ سارے خواص واتباع ذات عدمہ محدث ہو لقاسم سیف بنارس رحمہ اللہ کو حاصل تھے۔

مجھے بے حد خوشی ہے کہ اسد ف کے اس عظیم ورثہ کی طرف متعدد علمی شخصیات اور انجمنوں واداروں نے توجہ فرمائی اور توفیق ربانی سے رہوار قلم وقرطاس اس جانب موڑ کر ن قیمتی ثاث اور بہترین تراث اور خدمات کو اس قوط الرجاں واعلم کے زمانہ میں منظر عام پر لانے کی دوبارہ کوشش کر رہے ہیں۔

انہیں معروف ناموں میں ایک جانا پہچانا نام محترم جناب مولانا حسن جمیل حفظہ اللہ سابق شیخ الجامعہ سفیہ بنارس کا ہے جنہوں نے بہت سارے علمی، دفاعی کاموں کے ساتھ ذہبی دوراں، پہلی عصر ملامہ امام نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ کے بعض رسائل کو تسہیل و تحقیق کے ساتھ منصفہ شہود پر لانے کا کام کیا، اور اب سیف اللہ المسدول محدث و محقق ملامہ

ابو القاسم سیف بناری رحمہ اللہ کی تحریروں کو بہترین شکل میں منظر عام پر لائے ہوئے ہیں۔ اللہ جل شانہ ان کی ان مساعی کو قبول فرمائے اور مزید توفیق عطا کرے۔

مزید خوشی و مسرت کی بات ہے کہ مولانا نے قدیم مفید علمی کتابوں اور محقق مؤلفین کی نگارشات اور فیوضِ ملیہ کا انتخاب کر کے ان کو اپنی تحقیق اور تحقیق سے مزین کرنے کے بعد طبع کرنے کا پروگرام بنایا ہے جس کام میں ان کے لائق و ہونہار فرزند جو ”السود سر الذیہ“ کے مصداق ہیں یہی نہیں کہ ہاتھ بنادے ہیں بلکہ خود بھی اس تحقیقی و طباعتی کام میں حصہ لے رہے ہیں۔

زیر نظر رسائل و کتب جو حضرت سیف بناری رحمہ اللہ نے رد قادیانیت و رد فحاح رحمۃ اللعین میں تحریر کئے تھے مولانا کے فرزند نے نہایت محنت سے مختلف کتب خانوں اور افراد سے حاصل کئے اور ان کو مفید تحقیق و تحقیق سے مزین کیا، اور اب زیور طبع سے راستہ ہو کر کتابی شکل میں قارئین کی خدمت میں حاضر ہونے کو تیار ہے، اس کی طلب پر انتہائی عجلت میں ان سطور کو تئینے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ ان دونوں (پدر بزرگوار اور پسر ہونہار) کو مزید توفیق و تائید سے نوازتا رہے آمین۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد و سلم و بارک۔

طالب دعا

امیر علی امام مہدی مطلق

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

۸ اکتوبر ۲۰۱۷ء، مطابق ۱۸ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ

مقدمہ الحق بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم الحمد لله بحمده و يستغفره و يعود بالله من شرور انفسنا
و من سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضل فلا هادي له و شهد
ان لا اله الا الله وحده لا شريك له، و اشهد ان محمد عبده و رسوله
﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُوا إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴾
﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ
مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ
وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ﴾
﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴾ ﴿ يَضْلَخْ لَكُمْ
أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِغِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلًّا عَظِيمًا ﴾
أَبَا بَعْدُ

عقیدہ ختم نبوت ایک ایسا بحر الاساطیل ہے جس میں بہت سارے غوط خوروں کو
ڈوبتے دیکھا گیا ہے، لیکن اللہ رب العالمین کا خاص انعام اس باب میں بھی برصغیر ہند
وپاک کی عامل بالکتاب والسنۃ جماعت پر باکہ جس طرح ان کو صحیح عقیدہ کی ہدایت کی، اسی
طرح اس مسئلہ میں بھی انہیں ہدایت کی راہ دکھلائی، اور دوسرا بڑا انعام اللہ نے اس جماعت
حق پر یہ کیا کہ اس میں حق گو اور باطل کا قلع قمع کرنے والے چوٹی کے علماء کی ایسی جماعت
پیدا کی جنہوں نے اپنی بے باک قلبی اور سانی کاوشوں سے باطل کے پرچے اڑ کر رکھ

دیئے، دفاعِ عنِ اسلام کے سلسلہ میں ان کی بے مثال کامیابیوں کا ایک حصہ، قادیانیت ہے، جب قادیانیت کا فتنہ سامنے آیا تو اللہ غریقِ رحمت کرے بہارِ مہار کو جو اس فتنہ پر اس تیز و تند اندھی کی طرح حملہ آور ہوئے کہ قادیانیت اور قادیانیوں کی کھوکھلی اور باطل پر مبنی عدالت کو ریزہ ریزہ کر دیا، ردِ قادیانیت کے سلسلہ میں جن علماء اہل حدیث نے بڑھ چڑھ کر اپنی خدمات پیش کیں انہی میں ایک نام بنارس کے مشہور عالم سیف اللہ المسعودی حضرت مورانا ابوالقاسم سیف بناری رحمہ اللہ کا بھی ہے جنہوں نے تحریروں اور منظرہ کے ذریعہ اس فتنہ کے سد باب کی بھرپور کوشش کی، آپ کی بے باک تحریریں اس وقت کے مختلف پمفلٹوں اور میگزینوں میں شائع ہوتی تھیں، زیرِ نظر کتاب میں ہم نے حضرت العدم کی ان قیمتی تحریروں کو اکٹھا کرنے کی سعادت حاصل کی ہے جو انجمن اشاعتِ الاسلام مدنِ پورہ بنارس کے پبلیٹ فارم سے طبع ہوئی تھیں، تاکہ تاریخ کے یہ منتشر اوراق ایک جگہ جمع ہو جائیں، اور ہمارے لئے بھی مشعلِ راہ بنیں، لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً فرقہ قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کا مختصر تعارف قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا جائے، تاکہ آگے کی تحریروں کو پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ہو

غلام احمد قادیانی

مرزا کا نام اس کے والدین نے ابتداءً میں دسوندی رکھا تھا (۱)، لیکن سندھی کے نام سے مخی طلب ہوتا تھا اور مشہور تھا، اس نام سے مشہور ہونے کی وجہ تحریر کرتے ہوئے قادیانی کا پینا تحریر کرتا ہے ”اس زمانہ میں مشہور تھا کہ چھوٹے بچے کو پیر سے سندھی کہہ کر پکارتے تھے کیوں کہ جس بچے کے گلے میں سیندھی (ہنسی) ڈال کر نذر پوری کی جاتی تھی اس کا نام عموماً سندھی رکھ دیتے تھے“ (۲)۔ لیکن دسوندی اور سندھی سے یہ شخص غلام احمد کب اور کیوں

(۱) انجمن (۱۵ مہینہ) دار الشیر حمہ (۳۶۱)۔

(۲) تلخیص، مبین احمدی (ص ۳۷)۔

ہو گیا۔ بہت ممکن ہے کہ یہ بھی مرزا کی افتراء پردازیوں کی ہی ایک کڑی ہو۔

مرزا نے ایک جگہ اپنے نسب نامہ کو خود اس طرح تحریر کیا ہے ”میرزا نامہ احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ، میرے دادا صاحب کا نام محمد عطا اور میرے پردادا کا نام گل محمد تھا، اور جیسا کہ بیان کیا گیا کہ ہماری قوم مغل برلاس ہے“ (۱)۔

مرزا نے اپنی تاریخ پیدائش سے متعلق یہ تحریر کیا ہے ”میری پیدائش موضع قادیان ضلع گورداس پور میں ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی، اور ۱۸۵۵ء کی تحریک اردو میں میری عمر سو۔ یا سترہ سال کی تھی“ (۲)، اور مرزا کی ایک دوسری تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ولادت یا قریب ۱۸۴۲ء یا ۱۸۴۳ء میں ہوئی تھی، جس میں اس نے کہا ہے کہ میرے والد کے انتقال کے وقت میری عمر چونتیس یا پینتیس سال کی رہی ہوگی (۳)، اس کے والد کا انتقال ۱۸۷۵ء میں ہوا ہے (۴)۔

مرزا غلام احمد قادیانی نو جوانی کے ہی دنوں سے مقدمہ بازی اور رشوت خوری وغیرہ میں معروف تھا، چنانچہ خود ہی تحریر کیا ہے ”میرے والد صاحب اپنے بعض بہا و اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے انہوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا“ (۵)۔ پھر مرزا نے مستقبل کو دیکھتے ہوئے ان مقدمات اور کورٹ کچہری سے خود کو نکال اور گوشہ نشینی اختیار کر لی، اس کے بعد وہ لاہور پہنچ گیا اور ان کتابوں کا مطالعہ شروع کیا جو غیر اسلامی مذہبوں کی تردید میں لکھی گئیں تھیں۔

(۱) کتاب البرہ (ص ۱۳۳)۔ (۲) حصہ (۱) ص ۷۷ (برہ) (ص ۴۶)۔

(۳) ایضاً (ص ۱۶۰)۔ (۴) حصہ کتاب (۱) ص ۷۷ (برہ)۔ (۵) تحریر جلد۔

(۵) ریکس (۱) کتاب البرہ (ص ۱۵)۔

اب مرز کے سامنے اپنے مستقبل کو لے کر دو راستے تھے، ایک یہ کہ کت میں تصنیف کر کے فروخت کرے اور پیسے جمع کرے، یا دلی کامل اور مامور من مدہ ہونے کا دعویٰ کر کے اپنی بزرگی کا رنگ جمائے اور دنیاوی ریب و زینت سے آراستہ ہو لے، پہلے راستہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے کتاب ((برائین احمدیہ)) لکھنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن یہ بہت طویل طویل کام تھا۔ لہذا خواہوں کی جھوٹی تعبیر کا کام اپنا کر کزور عقیدہ والے مسلمانوں کو مرعوب کرنے لگا، لیکن اسے جلدی ہی مراق اور سلسل الاول جیسی بیاریوں نے اپنی گرفت میں سے یہ (۱)، اور یہ دونوں مرض جب اپنے شباب کو پہنچ گئے اور اس کے دل و دماغ پر چھا گئے تو اس کے اوپر جھوٹے ابہامات کی تیز و تند ہوائیں چنے لگیں، نیز اپنے آپ کو ہمہ اور مستجاب ادعوات ہونے سے معارف کرنے لگا، اور جس کمرے میں بیٹھ کر الہام بازی کرتا تھا اس کا نام ”ہیت الفکر“ رکھ لیا (۲)۔

اور باخراں جھوٹے دعووں کا انجام یہ ہوا کہ اس نے انیسویں صدی کے خیر میں مہدی اور مسیح موعود اور مثل مسیح ہونے کا اعلان کیا، اور ساتھ میں یہ بھی گردنا شروع کیا کہ مسیح علیہ السلام کشمیر میں وفات پا چکے ہیں (۳)۔ اس کے بعد مرزا کا دور ”یا جب اس نے جھوٹی نبوت ہی کا دعویٰ کر دیا۔“

چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت سے اسلام کے ایک اہم اور بنیادی عقیدہ (عقیدہ ختم نبوت) پر ضرب لگ رہی تھی اس لئے بدافرقی ملت و مسلک علماء نے اس فتنہ کا سد باب کرنے کی کوششیں تیز کر دیں لیکن اس میدان میں علماء اہل حدیث کا رول سب

(۱) ۱۸ دوس تارویں ۱۳۱۵ھ ف خودمرائے یاسے، بیٹھیں ((نخبدہ مان)) جون ۱۹۰۶ء، (ص ۵-۶)

(۲) بیٹھیں مرزائی (۱۲۷۱ھ)، (۱۰۸۰)، (ص ۵۵۰)

(۳) بیٹھیں ((سابقہ یہ)) (ص ۲۲۰)، ((صدیقی)) (ص ۱۰۹)۔

سے انہم رہا، چنانچہ میاں نذیر حسین، ہلوی رحمہ اللہ کی زیر سرپرستی مولانا محمد حسین بنالوی رحمہ اللہ کی قیادت میں جماعت کے علماء کی ایک پوری ٹیم اس فتنہ کے خلاف سیدہ پہر ہو گئی، اور تحریر و تقریر نیز منظر و کے ذریعہ مرزائی بغوات کا منہ توڑ جواب دیا نیز مسلمانوں کو اس فتنہ کی حقیقت سے آگاہ کیا، بلاشبہ اس محاذ کے صف اول میں جو مرد مجاہد کھڑے نظر آتا ہے وہ مولانا محمد حسین بنالوی رحمہ اللہ کی شخصیت ہے جنہوں نے مرزا کی تردید میں صفحات و صفحات لکھ ڈالے، آپ کے بعد اس فتنہ کے سد باب کے لئے جس عالم جلیل کو سب سے بڑی توفیق حاصل ہوئی وہ شیر پنجاب مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ (ت ۱۹۴۸ء) ہیں جنہوں نے اپنی تقریر و تحریر اور بحث و مناظرہ کے ذریعہ اس جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والے کے خلاف یہاں بندہ باندھا کہ عاجز کر اس نے حق و باطل کے درمیان فیصلہ کی اللہ سے دعا کر دی، ورنہ یہی دعا اس کی زندگی کے خاتمہ اور اس دعویٰ نبوت کے جھوٹ کو واضح کرنے کا ذریعہ بن گئی۔

مرزا کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے چند سالوں بعد اس کے پیغمبر میں سے دو فرد شہر بنارس وارد ہوئے اور شہر کے ایک مشہور عالم دین میں سکونت پذیر ہوئے جہاں سچ بھی اس فرقہ باطلہ کی ایک مسجد موجود ہے، جیسا کہ بعض حضرات کی زبانی معلوم ہوا کہ ان دونوں میں سے ایک کا نام مجاہد تھا، یہ دونوں مل کر اس قادیانی کی تعلیمات کو لوگوں میں پھیلانے لگے، جب اس فتنہ کے بنارس پہنچنے کی خبر لگی تو اس وقت کے مشہور عالم دین میاں صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد رشید محدث علامہ محمد ابوالقاسم سیف بن محمد محمد سعید بناری (ت ۱۹۴۹ء) جو فکار باطلہ اور عقائد ہدامہ کی تردید میں مشہور تھے اس کے خلاف کھڑے ہوئے، اس وقت جو نوان اہل حدیث مدینہ منورہ نے دین کی نشر و اشاعت کی غرض سے ۱۹۳۰ء میں انجمن اشاعت اسلام کے نام سے ایک انجمن قائم کر رکھی تھی جس کے ناظم مولانا سیف بناری رحمہ

اللہ ہی تھے، آپ کے ساتھ دیگر بنارس علماء بھی شامل تھے جن میں مولانا عبدالمجید حریری (ت ۱۹۷۲ء) ورمولانا عبدالحق بن حافظ عبدالرحمن سلفی (ت ۱۹۶۷ء) پیش پیش تھے، اس موقع پر انجمن نے مولانا رحمہ اللہ کو اس بات کی ذمہ داری سونپ دی کہ زبان کے ساتھ آپ قلم کے ذریعہ بھی اس باطل فرقہ کی حقیقت کو لوگوں کے سامنے واضح کر دیجئے تو مولانا رحمہ اللہ نے یکے بعد دیگرے (۱۲) ٹریکٹ مرتب کئے جن کو انجمن نے شائع کیا اور بنارس واول نے یہ جان لیا کہ اس فرقہ کی حقیقت کیا ہے۔ ان میں سے پہلا ٹریکٹ مرزا غلام احمد قادیانی کے بعض دعویٰ اور اسبہات اور ان کی حقیقت پر مشتمل تھا۔ دوسرا ”اظہار حقیقت“ اس ٹریکٹ میں مولانا رحمہ اللہ نے ان مسائل کا ذکر کر کے ان کی حقیقت کو واضح کیا ہے جن پر مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مذہب کی بنیاد رکھی تھی۔ تیسرے ٹریکٹ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے نزول مسیح اور مسئلہ ختم نبوت پر ایک بحث کی گئی ہے۔ چوتھا ٹریکٹ ”ثناء رحمانی پر قضا، قادیانی“ یا ”قضا، ربانی بر دعوئے قادیانی“ یعنی اسی فیصد پر مشتمل ہے جس میں مرزا کے اس اشتہار کا ذکر ہے جو اس نے مولانا ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصد کے نام سے شائع کیا تھا اور پھر کچھ ہی مہینوں میں اس کا انتقال ہو گیا تھا، اور اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ یہ اشتہار محض ایک دعوتی کوئی مبالغہ نہ تھا۔ پانچواں ٹریکٹ مرزا غلام احمد قادیانی کے جو بات کے ردود پر مشتمل ہے۔ چھٹا ٹریکٹ جو ”جواب دعوت“ ہے یہ ٹریکٹ ایک ((دعوت ان الحق)) نامی اشتہار کے جوابات پر مشتمل ہے۔ ساتواں ٹریکٹ ”معیار نبوت“، اس رسالہ میں مولانا بناری رحمہ اللہ نے مرزا کے دعوئے نبوت کی حقیقت کو واضح کرنے کے ساتھ اصل معیار نبوت کی طرف سرسری توجہ مبذول کرائی ہے، ٹریکٹ آٹھ تا گیارہ ”نور اسد“ بجواب ظہور امام، جو ان لوگوں کی درحقیقت تردید ہے جنہوں نے بنارس میں اس شجر ملعون کو

پھیلانے کا ذمہ اٹھ رکھ تھا اور انہوں نے ایک کتابچہ شائع کیا تھا جس پر لکھا ہوا تھا کہ جواب ٹریکٹ ۳، ۲، ۱، جب کہ یہ درحقیقت سوائے قریب ۱۰۰ اور احادیث نبویہ میں تحریف کے کچھ بھی نہ تھا، ٹریکٹ بارہ دفعہ دوبارہ از ظہور امام اس میں علامہ رحمہ اللہ نے ان دلائل کا جواب دیا ہے جو قادیانی بھی علیہ السلام کی وفات پر پیش کرتے ہیں، اور ان کے ارادہ باطلہ کو عوام کے سامنے واضح کیا ہے۔

مولف رحمہ اللہ کے ان رسائل کی اہمیت اس طرح سمجھ بیجئے کہ جب بنارس کے اندر یہ فتنہ پرور لوگ پہنچے اور اپنی چکنی چڑی باتوں کے ذریعہ عام مسلمانوں کو یہ باور کرانے لگے کہ یہی علیہ السلام زندہ نہیں ہیں اور نہ وہ دوبارہ آنے والے ہیں، نیز قرآن و احادیث میں جہاں کہیں بھی اس کا ذکر آیا ہے وہ استعارہ ہے اور ان سب سے مراد یہی مرزا غلام احمد قادیانی ہیں تو سادہ لوح عوام اضطراب میں پڑ گئے، اور ان کے عقائد متزلزل ہونے لگے اس موقع پر انجمن اشاعت اسلام کے زیر سایہ علماء نے جہاں اپنے خطابات کے ذریعہ اس شجر ملعونہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا کام کیا وہیں مولانا کے یہ رسائل ان قادیانیوں کے ہر حربہ اور ان کے تمام رسائل کا منہ توڑ جواب پیش کرنے لگے، اور دھیرے دھیرے ان رسائل کی وجہ سے وہ فتنہ پرور لوگ نہ صرف یہ کہ خاموش ہو گئے بلکہ لوگوں کی نگاہوں سے مخفی ہو گئے، اس کے علاوہ بھی مورثا کی بے شمار چھوٹی بڑی تصانیف میں جن کا ذکر ان شاء اللہ مولانا رحمہ اللہ کی سوانح میں آئے گا۔

اب جب یہ فتنے پھر دھیرے دھیرے اپنا سر شکل و صورت اور نام تبدیل کر کے اٹھانے لگے تھے تو ضرورت تھی کہ علامہ رحمہ اللہ کے ان رسائل کو پھر سے نئی تحقیق و ترتیب کے ساتھ مزین کر کے منظر عام پر لایا جائے، کیوں کہ اس سلسلہ میں مولانا رحمہ اللہ نے جتن

لکھ دیا ہے اس سے زیادہ لکھنے کی نا تو ضرورت ہے اور نہ ہی کوئی آج کے اس دور میں ان مخلصین کی طرح کہہ سکتا ہے، اللہ شاء اللہ۔

اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ان رسائل پر علمی طور پر کام کیا جائے اور اپنے علم کی ان گراں قدر محنتوں سے لوگوں کو روشناس کرایا جائے۔ اس سلسلے میں نے اس پر متعدد کام کئے جو مندرجہ ذیل ہیں:

- ۱۔ پوری کتاب کو ادل تا آخر خود سے ناپ کیا۔
- ۲۔ قرآنی آیات میں سورہ اور آیت نمبر درج کیا۔
- ۳۔ حدیثوں کو اس کے اصل مصادر کی طرف تحويل کیا۔
- ۴۔ صحت و ضعف کے اعتبار سے حدیثوں کا حکم علماء کے اقوال سے بیان کرنے کی اپنی استطاعت اور ناقص علم کی حد تک کوشش کی۔
- ۵۔ عموماً حدیثوں کے حوالے میں مؤلف رحمہ اللہ نے ((کنز العمال)) یا اسی طرح کی کتابوں کا ذکر کیا تھا جو اصل مصادر میں سے نہیں ہیں ہم نے ان کے اصل مصادر کا ذکر کیا۔
- ۶۔ جا بجا قول کے حوالہ جات کو یک حد تک نقل کیا۔
- ۷۔ مصنف رحمہ اللہ نے جو حوالہ جات نقل کئے تھے جدید طرز کے مطابق ہم نے ان کو حاشیہ میں کیا در جو کتابوں کی جدید طبعت موجود ہیں ان سے حوالہ جات نقل کیا، چونکہ مصنف رحمہ اللہ نے عموماً قرآن کی آیتوں میں پارہ اور رکوع کا حوالہ درج کیا تھا جو اس دور کے حساب سے تھا افادہ عامہ کی غرض سے ہم نے ان کو جدید طرز کے مطابق سورہ کا نام اور آیت نمبر ذکر کیا، ایسے صحیح بخاری اور فتح الباری وغیرہ میں مصنف رحمہ اللہ نے پارہ وغیرہ کا حوالہ نقل کیا تھا جواب نہ تو دستیاب ہیں اور نہ ہی رائج ہیں، اسی لئے ان ساری جگہوں پر ہم

نے جدید طرز کے حوالے نقل کئے ہیں، اور مؤلف نے جو حوالہ جات حاشیہ میں رکھے تھے ہم نے بھی ان کو حاشیہ ہی میں باقی رکھا ہے ہاں ان کو نقل کرنے کے بعد بریکٹ میں (مؤلف) لکھ دیا ہے، درجہاں مزید حاشیہ لگانے کی حاجت پیش آئی حسب ضرورت حاشیہ لکھا تاکہ کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہ جائے۔

۸۔ مرزا خدام احمد قادیانی کی جن کتابوں کا مولانا نے حوالہ دیا تھا ان کو نئے سہ ماہی کی اور مکمل حوالہ درج کرنے کی ہر ممکن کوشش کی، اور جدید دور میں مرز کی ساری کتابیں (روحانی خزائن) کے نام سے ۲۳ جلدوں میں جمع کر دی گئی ہیں ہم نے حسب ضرورت ان کے حوالے کو بھی حاشیہ میں درج کیا ہے۔

۹۔ تفسیر کی کتابوں میں مؤلف رحمہ اللہ نے عموماً صرف نام یا نسبت ذکر کرنے پر اکتفا کیا تھا ہم نے ان کے حوالہ جات کو درج کیا۔

۱۰۔ ایسے ہی شروح حدیث میں بھی مؤلف رحمہ اللہ نے عموماً کتابوں کے ناموں کے ذکر پر اکتفا کیا ہے ہم نے ان کے حوالہ جات درج کئے۔

۱۱۔ جو نسخہ ہمیں میسر ہوا اللہ کے شکر سے وہ نسخہ ہے جو مؤلف رحمہ اللہ کا ہے جس میں انہوں نے متعدد مقامات پر اضافہ و تعلیقات وغیرہ کا اندراج کیا ہے بعض جگہوں پر تو کئی سطریں ہیں، اور بعض جگہوں پر کچھ عبارتوں کو کاٹ دیا ہے اور ان کی جگہ پر دوسری عبارت کا اضافہ کیا ہے اور بعض جگہوں پر نہیں کیا ہے ان سب کو ہم نے شامل کتاب کیا۔

۱۲۔ مفید تعلیقات، جو حاشی سے کتاب کو مزید مزین کرنے کی کوشش کی۔

۱۳۔ عربی و فارسی کی جن عبارتوں کا ترجمہ مؤلف رحمہ اللہ نے نہیں ذکر کیا تھا ہم نے حاشیہ میں حسب ضرورت ذکر کر دیا۔ وغیرہ۔

جب میں نے اس کام کو انجام دینے کا عزم مصمم کر لیا اور ایک حد تک کام ختم بھی کر چکا تھا تو کسی نے یہ خبر دی کہ ((اعتساب قادیانیت)) میں ان رسائل کو شامل کیا گیا ہے، تو میں نے بد تاخیر اس جگہ کو نکال کر پڑھ تو دیکھا کہ اس میں مولانا کے متعدد رسائل غیر موجود ہیں، اور بعض جگہوں پر مولانا نے مرزا کی جس کتاب کا حوالہ درج کیا ہے اس کو نہ ذکر کر کے اس کی جگہ دوسری کتاب کو ذکر کیا گیا ہے، اور نہ کوئی علمی تحقیق ہے ورنہ کوئی حواشی وغیرہ، نیز احادیث اور علماء کے اقوال کو بھی ان کے اصل سے ملایا نہیں گیا ہے جس کی وجہ سے کئی جگہ عبارتوں میں علمی غلطیاں رونمائی ہیں، اور سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ مولانا رحمہ اللہ نے ان رسائل کو پڑھتے وقت جو حذف و اضافہ کیا ہے وہ غیر موجود ہیں، اس لحاظ سے گر کہا جائے کہ یہ کام بہت ناقص ہے تو اس میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا، حتیٰ کہ لکھنے والے کو یہ بھی نہ معلوم ہو سکا ہے کہ یہ رسائل کس کے ہیں، چونکہ یہ رسائل سکریٹری انجمن اشاعت اسلام کے نام سے شائع ہوئے ہیں اس لئے علماء و لوگ ان رسائل کو نہیں جانتے ورنہ ہی ان کی اہمیت سے واقف ہیں۔ واللہ اعلم۔

کتاب کے خیر میں ہم نے علامہ رحمہ اللہ کا ایک نفیس سلسلہ مضامین (بارقہ اسیف) نامی جو رد قادیانیت ہی پر ہے اور جو اخبار اہل حدیث امرتسر کی زیر نیت تھا وہاں سے اخذ کر کے خود سے اس کو ناپ کیا اور اس پر بھی دیگر رسائل کی طرح علمی تعلیقات اور حواشی کا کام کیا، چونکہ یہ مضامین ڈاکٹر بہاء الدین صاحب کی کتاب (تحریک ختم نبوت) میں موجود تھے تو لگا کہ شاید اس کی وجہ سے اس پر کام کرنا آسان ہوگا لیکن اس سے کوئی خاصہ فائدہ نہ ملا کیوں کہ ڈاکٹر صاحب نے صرف جمع کیا ہے اس پر کوئی علمی کام نہیں کیا ہے، اور عبارت نقل کرنے میں کئی جگہ کافی نقص ہے۔ اسی وجہ سے افادیت عامہ کی خاطر اس پر بھی

علمی حوشی وغیرہ کا کام کرنے کے بعد شامل کتاب کیا۔ واللہ اعلم۔

اس موقع پر میں اللہ رب العالمین کا نہایت شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھ جیسے کم علم اور بے عمل انسان کو اتنی بڑی خدمت انجام دینے کی توفیق عطا کی اور ہر قدم پر اس وحدہ شریک نے میری مدد اور اعانت کی۔

پھر میں اپنے دادا رحمہ اللہ کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور ان کی قبر کو جنت کی کیاری بنا دے جن کی بے انتہا محبت اور پھرن کی دعاؤں اور نصیحتوں کا ثمرہ ہے کہ آج میں اس یاقوت ہوا کا اس دین خلیف کی خدمت میں کچھ حصہ لے سکوں۔

اس موقع پر میں اپنے والدین کا شکریہ ادا کرتا اور ان کے لئے دعائیں کرنا بھی اپنا رازی فرض سمجھتا ہوں کہ جن کی تربیت اور جن کی پرورش نے دین کی خدمت کی ذمہ داری کا جذبہ میرے اندر پیدا کیا۔

اور میں شکر گزار ہوں استاذ محترم مولانا ابولتاسم فاروقی حفظہ اللہ کا جن کے نیک مشورے میرے ساتھ شامل حال رہے اور میری گزارش پر انہوں نے مقدمہ بھی تحریر فرمایا، اور فارسی عبارتوں کا ترجمہ عموماً آپ ہی کیا ہوا ہے۔ اور میں شکر گزار ہوں استاذ محترم شیخ محمد مستقیم سلفی حفظہ اللہ کا جو ہر جگہ میری بے حد تعریف کرتے ہیں اور ہر چھوٹے بڑے کے سامنے میرے حقیر کام کو سر جتے ہیں، اور کچھ فارسی عبارتوں کا ترجمہ بھی کیا ہے، پھر شکر گزار ہوں استاذ محترم شیخ حضرت علی امجدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا جنہوں نے میرے ادنیٰ سے مطالبہ پر اپنی مشغولیت بھری زندگی سے وقت نکال کر ایک نفیس مقدمہ تحریر فرمایا۔

اسی طرح شکر گزاری کے مستحق ہیں شیخ عبدالسلام سلفی امیر صوبائی جمعیت اہل

حدیث پہنچی جنہوں نے اس کتاب کی طبعیت کے لئے جوش و خروش کیا اور آگے بڑھ کر اس کی طبعیت اپنے ذمہ لیا، اللہ شہ کی اس فراخ دلی کو ان کے حصول جنت کا سبب بنائے۔

اس موقع پر میں حافظ محفوظ الرحمن صاحب سلفی لائبریرین جامعہ سفید کا شکر یہ دہ کرنا بھی نہیں بھول سکتا جنہوں نے ہر وقت کتابوں اور حوالہ جات کے حصول میں میری بے حد مدد کی، اور اخیر میں میں شکر گزار ہوں اپنے ان چند ساتھیوں کا بھی (جیسے مولانا محمد عمران بن جعفر علی سلفی و مولانا عبدالرحیم بن محمد یونس سلفی اور دوسرے ان جناب کا) جنہوں نے اس عمل کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں میرے ساتھ کسی بھی طرح کا تعاون کیا۔ اللہ ان سب کو اجر جزیل سے نوازے و ان کی کوششوں کو اور ہر اس شخص کی کوشش کو قبول فرمائے جس نے میری کسی طرح بھی اس عمل میں مدد کی ہو۔

اللہ تعالیٰ میرے اس عمل کو قبول کرے اور خالص اپنی رضا کے لئے بنائے اور میرے اور میرے دامادین اور ہر اس شخص کے لئے جس نے اس میں دامن درمے ملنے حصہ لیا جو جہنم سے نجات و جنت الفردوس کے حصول کا سبب بنائے۔ آمین۔

عبداللہ احسن جمیل آل عبدالرحمن

بنارس

۲۶/۸/۱۴۳۰ھ مطابق ۵/۱۱/۲۰۱۹ء



علامہ سیف بنارسی حیات خدمات



علامہ سیف بناری کی حیات و خدمات

علامہ شیخ محمد ابوالقاسم سیف بن محمد سعید بناری

مولانا سیف بناری رحمہ اللہ اور ان کے والد محترم مولانا محمد سعید بناری رحمہ اللہ کی زندگیں ہمارے سے عبرت بھی ہیں اور نصیحت بھی ۱۲۷۵ھ = ۱۸۵۸ء کو گجرات (پنجاب) کے ایک قصبہ کچاہہ میں ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے جسے گھر والے معمول کے مطابق اپنے عقائد شرکیہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے "مول سنگھ" کے نام سے موسوم کرتے ہیں، لیکن اللہ رب العالمین نے اسے تقدیر کا بہت بلند بلکہ محدث عصر بنانے کا فیصلہ کیا تھا، چنانچہ منظر اقی خیا، ت کی وجہ سے اسد کم کو پڑھا اور پھر اسلام میں داخل ہوئے والد نے ان کو واپس کفر کی طرف لوٹانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن ناکام رہے، اور آپ ابتدائی زمانہ اسلام میں دیوبندی مکتب فکر کے حامل تھے پھر جب حدیث کا نور آپ کے اوپر پڑا تو میاں صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زانوئے تلمذت کیا، اور وہاں سے فراغت کے بعد بنارس کو بطور اپنے مسکن کے اختیار کیا اور ﴿يُخَصِّرُ لَهُمُ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ﴾ کی زندہ مثال بن کر لوگوں کو ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْحِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ کی نوید جاں فزا نانی شروع کر دی۔

اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ آپ کی اول دیکھی خلف الصدق ثابت ہوئی اور جون میں سب سے زیادہ مشہور ہوئے وہ علامہ محمد ابوالقاسم سیف ہیں، مطبوعہ ذیل میں ہم آپ ہی کی سوئخ مختصر کے ساتھ ذکر کریں گے۔

نام و نسب اور کنیت:

آپ کا نام محمد ابوالقاسم بن مورا نام محمد سعید بن سردار کھڑک سنگھ بن کا بن سنگھ کچاہہ ہے۔

چنانچہ محترم مولانا عبد کنان صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں

”محمد نام اور ابوالقاسم کنیت، سیف الاسلام لقب، سید نسب محمد بن سعید بن مردار کھڑک سنگھ بن کامن سنگھ کچی (پنجابی) آپ کے والد حضرت لعل مراد سعید صاحب رحمہ اللہ نے قبول سلام کے بعد ترک وطن کر کے بنارس میں مستقل سکونت اختیار کی“ (۱)۔

آپ کا تاریخی نام ”محمد فضل قادر“ ہے (۲)۔

آپ کی کنیت آپ کے استاد محترم میاں صاحب رحمہ اللہ نے اختیار کی تھی، آپ خود ہی تحریر فرماتے ہیں میری کنیت تو خود جناب میاں صاحب نے انتخاب کی تھی، مجھے اس وقت صرف ”محمد“ کے ساتھ پکارا جاتا تھا، جب سند میں میرا نام خان محمد لکھا گیا تو میاں صاحب نے ارشاد فرمایا اسے یہ خالی ”محمد“ کیا ہے؟ کنیت ”ابوالقاسم“ بڑھالے (۳)۔

ولادت باسعادت:

مولانا بناری کے والد مولانا محمد سعید رحمہ اللہ چونکہ اسلام قبول کرنے کے بعد میاں صاحب رحمہ اللہ کے حلقہ تعلیم میں داخل ہو گئے تھے، اور آپ کے استاذ میاں صاحب رحمہ اللہ نے آپ کو شہر بنارس کے محاذ پر لگایا تھا، اسی لئے مولانا رحمہ اللہ نے بنارس جاکر ۱۳۹۹ھ (۴) میں یک مدرسہ کا قیام کیا جو الحمد للہ آج تک باقی ہے، اور وہیں آپ کی اردو الٰہی زندگی

(۱) حیات ابوالقاسم رضوی عبد کنان صاحب مطبوعہ دار (برقہ حید) ص ۸۰-۹۰ سیف الاسلام، شمارہ ۷-۲۰-۱۰، کچہ ۵۰ ریلوے سٹیشن، کچہ ۱۵۰۰ ص ۱۰۰-۱۰۱، ۲۲ فروری ۱۹۵۱ء۔

(۲) ایضاً (۳) ”ابوالقاسم“ رضوی نے میں محمد و ابوالقاسم: (ص ۱۶)۔

(۴) حضرت مولانا حافظ ابوالقاسم صاحب سیف بناری رحمہ اللہ حیدر آباد دار (برقہ حید) مطبوعہ دار (برقہ حید) لکھنؤ۔

(ص ۱۹)، سیف الاسلام شمارہ ۷-۲۰-۱۰، کچہ ۵۰ ریلوے سٹیشن، کچہ ۱۵۰۰ ص ۱۰۰-۱۰۱، ۲۲ فروری ۱۹۵۱ء، ۲۲ فروری ۱۹۵۱ء۔

اور یکمیں ((حیدر اہل حدیث)) انٹرنس (ص ۹-۱۰) شمارہ ۳، جلد ۲، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴،

ستوار ہوئی ورنہ ہی آپ کا مسکن ہو گیا (۱)، اسی لئے مولانا بناری (سیف) رحمہ اللہ کی وادہت
ہندوستان کے اسی معروف و مشہور شہر بنارس (اتر پردیش) میں نیم شواں شب چہر شنبہ ۱۳۰۷ھ
کو محلہ دارا نگر میں بوقت طلوع بدال ہوئی (۲)۔

آپ کا خاندان:

آپ کے ادا سردار کھڑک سنگھ اور ان کے خاندان کا شمار اپنے دور کے صاحب
ثروت اور نہتی معزز ہندو گھرانوں میں ہوتا تھا اور اس کے افراد خاندان ہندو معاشرے
میں عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، آپ کی قوم چھتری تھی۔ سردار کھڑک سنگھ کے
بیٹے مول سنگھ (مولانا محمد سعید) کی ولادت ۱۲۷۴ھ = ۱۸۵۸ء میں ہوئی، مولانا سعید بناری
۱۸۷۴ء میں سلام میں داخل ہوئے، اور پھر وہاں سے بھارت تحصیل علم کی خاطر دیوبند گئے
اور چند ہی عرصے میں حقیقت حال سے واقف ہو کر چھوڑ کر دہلی مولانا محمد حسین محدث دہوی
رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچے اور تحصیل علم کے بعد منطق و فلسفہ وغیرہ کے لئے ۲۲ رجب ۱۲۹۶ھ
میں یوم چہر شنبہ آ رہے پہنچے، وہاں مولانا سعادت حسین و مولانا عبد اللہ غازی پوری وغیرہ
سے زونے تلمذت کیا، اسکے بعد حسب اصرار جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب کے ایک سال
مدرسہ احمدیہ میں تدریس کی خدمات انجام دی۔ بعدہ بمعیتہ جناب مولانا حافظہ عبد اللہ صاحب
ممدوح حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ مکہ معظمہ میں شیخ عباس بن عبد الرحمن
یمنی تلمیذ قاضی شوکانی سے سند حدیث حاصل کی۔ وہاں سے واپس آ کر ۱۰ جمادی الآخرہ
۱۲۹۹ھ یوم شنبہ کو بنارس پہنچے اور وہیں سکونت اختیار کی۔ اسی زمانہ میں حنفیوں کی طرف

(۱) دیکھیں (تذکرۃ جدید) از محمد ابوالکلام سیف (ص ۵)۔

(۲) حیات ابوالکلام مولوی عبد الکریم صاحب، مطبوعہ ر (و توحید) لاہور، (ص ۱۹)، سیف، اسلام آباد،

۷ تا ۱۰، جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ، رجب الثانی ۱۳۵۱ھ، جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ، ۱۰ رجب ۱۳۵۲ھ، ۲۲ رجب ۱۳۵۲ھ۔

سے رسالہ "کشف المحجوب" جاری تھا۔ مولانا رحمہ اللہ نے اس کا جواب "ہدایۃ لمرتاب" لکھا۔ جس کو نوب صدیق حسن صاحب والی ریاست بھوپال نے بہت پسند کیا اور براہ قدر دانی مبلغ پچیس روپیہ مہوار مث ہر مقرر کر دیا۔ چونکہ مولانا نے اللہ کے لیے اپنا عیش و آرام ترک کیا تھا اسی لئے اللہ نے ان کو اسدم میں ویسے ہی بڑھ دیا۔ اپنے بندوں میں سے یک خاص مقبوس بندے کو مولانا کے حال پر مہربان کر دیا، جس کے باعث مولانا کو کامل غن ہوئی۔ مکان بھی ان کی اعانت سے بن گیا، مطبع بھی قائم ہو گیا، اور ۲۷ صفر ۱۳۰۲ھ یوم سہ شنبہ کو عقد ثانی بھی ہو گیا۔ یہ سب فضل الہی ہے" (۱)۔

مولانا سعید نے بنارس میں مستقل سکونت اختیار کرنے کے بعد یہاں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی اور تعلیم و تدریس کا آغاز کیا۔ مدرسے کا نام آپ نے "دار الحدیث" (۲) یا مدرسہ اسمیہ رکھا، جو مولانا کی وفات کے بعد بنی مدرسہ کے نام سے موسوم ہو کر "مدرسہ سعیدیہ" ہو گیا (۳)۔ (جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کہ جو بفضلہ تعالیٰ آج تک قائم و دائم ہے) دینی کتب کی نشر و اشاعت کی غرض سے یک مطبع بنامہ "مطبع صدیقی" قائم کیا، جسے مولانا کی وفات کے بعد "سعید المطابع" کے نام سے موسوم کیا گیا۔ تبلیغی اغراض و مقاصد کے لیے ایک ماہانہ جریدہ "نصرۃ السنۃ" کا جراء بھی ۱۰ ستمبر ۱۸۸۵ء کو کیا تھا جو اسم باسمی تھا۔ فن مناظرہ سے انہیں

۱۔ النور السنۃ شمارہ ۲ جلد ۹ بحرقہ مصر ۱۳۰۵ھ، ص ۱۰۰، حصہ ۱ (دارالحدیث) لاہور (ص ۹-۱۰) شمارہ ۳ جلد ۹، ص ۱۰۰، عظمیٰ عظمیٰ ۱۳۰۵ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۱۸ء، لاہور، حصہ ۱ (دارالحدیث سعید) لاہور، ابوالقاسم سیف (ص ۲۱)۔
 (۲) حضرت سیف محدث بناری از جامعہ قمر بناری مطبوعہ (۲) توحید (لکھنؤ)، (ص ۶۹) سیف الاسلام نمبر۔ شمارہ ۷۔ تا۔ ۱۰، ۱۱، ۱۲، رجب الثانی ۱۲۵۵ھ، ص ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷،

خاص دلچسپی تھی۔ بچے عصر کے ایک کامیاب مناظر کی مشیت سے انہیں شہرت و مقبولیت ملی۔ انہوں نے متعدد دستاویزی فلمیں بنائیں جن کی تعداد (۲۴) سے زائد ہے۔

انہدقدی نے مولانا سعید رحمہ اللہ کو (۲۳) ۱۱ دھکے دیے، ۶ لڑکے اور ۶ لڑکیاں۔
جن میں سے ۴ لڑکیوں نے کم سن ہی میں وفات پائی۔ صاحبزادوں کے اسمائے گرامی حسب
ذیل ہیں

مولانا محمد ابو القاسم سیف، مولانا عبدالرحمن وادت ۱۳۱۷ھ، وفات ۱۳۵۳ھ،
 مولانا ابو مسعود قمر وادت ۱۳۱۳ھ، وفات ۱۳۹۲ھ، قاری احمد سعید وادت ۱۳۰۹ھ، وفات
 ۱۳۸۷ھ، مولانا عبدالغفور وادت ۱۳۴۳ھ، وفات ۱۴۰۳ھ (۱)۔
 من رشد، تعلیم و تربیت اور اساتذہ:

مولانا عبدالکائن صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں "بچپن لبو واجب سے مبرا ہے، زمانہ طفلی کی کوئی حرکت قابلِ ملامت نہیں دیکھی تھی، ۴ سال کی عمر میں تعلیم کی ابتدا اشقیٰ چچا مولانا عبدلکبیر صاحب (۲) کی عمرانی میں ہوئی، ۵ سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ سے فارغ ہو کر حفظ شروع کیا، ۱۲ھ میں شیخ محمد بن عبدالعزیز صاحب (۳) سے سند مسلسل بابا و بقیہ حاصل کی (۴)۔

مذکورہ بالا کلام میں اور مولانا ممدوح کے کلام کہ میری تعلیم کی ابتدا اور انتہا دونوں مولانا میں صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھوں سے ہوئی، جیسا کہ مولانا ممدوح خود ہی تحریر فرماتے

(۱) ((مزحم علماء اہلس حدیث بخاری)) ار محمد یونس مدنی، ۱۰۷ ر (تراجم صحابہ دہل حدیث سہر)، اردو شیعہ علمی ماحول پر ہیں۔

$$-(\frac{1}{2} \frac{d}{dt} \int_{\mathbb{R}^n} |\nabla u|^2 dx) = -(\frac{1}{2} \frac{d}{dt} \int_{\mathbb{R}^n} |\nabla u|^2 dx)$$

(۴) حیات الیقین اسم از مولوی عبدالکائن بن صاحب، طبرستان (تورق حیدر) لکھنؤ، (ع ۹۰)، سیف الاسلام نمبر، شمارہ.

[illegible]

ہیں کہ ”میری تعلیم کی ابتدا اور انتہا دونوں آپ ہی کے ہاتھوں سے ہوئی ہے“ (۱)، میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے لیکن ان میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ مولانا عبدالحکیم صاحب کی تحریر میں باقاعدہ تعلیم کے آغاز کی طرف اشارہ ہے، جو کہ آپ نے اپنے والد کے قائم کردہ مدرسہ میں حاصل کی تھی۔

مولانا عبدالحکیم صاحب رحمہ اللہ مزید تحریر کرتے ہیں کہ ”دیگر فنون کی کتابیں حسب ذیل اساتذہ سے پڑھیں۔ فارسی و صرف و نحو دیگر ابتدائی کتابیں اپنے چچا سے، فقہ، منطق، فلسفہ کی تعلیم حکیم عبدالحجید صاحب بناری (۲) سے حاصل کی۔ تفسیر قرآن وحدیث اپنے والد بزرگوار (۳) سے پڑھی، اور ۱۳۲۲ھ میں صبح ستہ کی سند لی، ادب و معانی مولانا سید نذیر الدین صاحب (۴) سے پڑھی، فن شعر و شاعری میں مولانا ابوالریس صاحب میرٹھی سے مدد لی، والد کی زندگی میں ہی کچھ انگریزی بھی حاصل کی تھی، ۱۹۱۵ء میں ایک بنگالی ماسٹر سے بنگلہ پڑھنا شروع کیا جب آریوں کا رور کافی سے زیادہ ہوا۔ اس زمانہ میں آپ نے ہندی و سنسکرت میں بھی کافی عبور حاصل کیا“ (۵)۔

یہاں ایک بات کی طرف اشارہ کرتا چلوں کہ زیادہ تر علماء نے مولانا سیف بناری رحمہ اللہ کا سنہ اکمال ناظرہ (۷) سات سال لکھا ہے، اس سب کا مدد مولانا قاری احمد سعید صاحب رحمہ اللہ کی تحریر ہے، جب کہ مولانا عبدالحکیم صاحب کی تحریر سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ سات نہیں بلکہ پانچ ہے، واللہ اعلم۔

(۱) مسک اہل حدیث پر یہ نظر مولانا محمد ہادی سیف (ص ۴۱)۔

(۲) (۳۵۱ھ)۔ (۳) (۳۳۲ھ)۔ (۴) (۳۵۲ھ)۔

(۵) حیات ابوالقاسم رمادی علیہ الرحمہ (مطبوعہ از (در توحید) لکھنؤ، (ص ۹)، سیف الاسلام نمبر۔ شمارہ

۷۔ تا۔ ۱۰۔ ۱۵ ربیع الثانی، ۱۵۰۰ھ، ۱۱ مئی ۱۱۰۰ھ۔ ۲۴ جنوری، ۱۳۷۸ھ، ۲۴ دسمبر، ۱۹۵۷ء۔

آپ کے ان مذکور اساتذہ کے علاوہ چند بڑے پائے کے اور بھی اساتذہ ہیں جن کے گئے آپ نے رانوے تلمذہ کیا ہے، جیسے مولانا حفیظ عبدالمتان صاحب وزیر پادری (ت ۱۳۳۴ھ)، شیخ حسین بن محسن یمنی (ت ۱۳۴۲ھ) اور شیخ عبداللطیف نجدی آل الشیخ رحمہم اللہ (۱)۔

آپ کے ساتھ میں ایک نام شیخ الحدیث میاں صاحب رحمہ اللہ کا ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہو کہ سیف بناری رحمہ اللہ خود ہی کہتے تھے کہ میری قییم کی ابتداء اور ابتدا دونوں آپ ہی سے ہوئی۔

میاں صاحب رحمہ اللہ سے آپ نے ۱۳۱۹ھ میں سند حدیث لی تھی، جیسا کہ خود ہی تحریر فرماتے ہیں کہ ”آپ نے چھ مہینہ چشتی ذی الحجہ ۱۳۱۹ھ میں مجھے سند حدیث مرحمت فرمائی تھی، رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ“ (۲)۔

ایسے ہی جن عظیم شخصیات سے آپ نے کسب فیض کیا ان میں شیخ الحدیث مولانا محدث شمس الحق صاحب ذیاب نوئی رحمہ اللہ (م ۱۳۲۹ھ) بھی ہیں، ایسی وہ شخصیت ہے جس سے سیف بناری رحمہ اللہ نے اپنے والد کے بعد سب سے زیادہ کسب فیض کیا، انہی کے پیام پر مولوی عمر کریم پٹوی کے امام بخاری اور شیخ بخاری پر کئے گئے سب سے بڑے اور بے بودے اعتراضات کا جواب بشكل (الکوش الجاری) (الامام المہرم) (امام جیم) (صراط مستقیم) (الرحمن العظیم) (الرجون القدریم) (اغزلی العظیم) وغیرہ وجود میں آیا۔

(۱) انصار حضرت امام، قادیان، نظامہ تعلیم صاحب سیف بناری رحمہ اللہ علیہ ارقاری احمد سعید صاحب مطبوعہ دار (اور قادیان) ص ۹، سیف بناری، سوانح سر، شمارہ ۱، ص ۵۰۔ ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲،

درس و تدریس:

اس طرح آپ مختلف علوم و فنون کا علم حاصل کرنے کے بعد سولہ (۱۶) سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے اور ۱۳۳۲ھ سے باہر التزام آپ نے صحیحین و تفسیر کا درس دینا شروع کر دیا، وراسی سب آپ نے "السعد" نامی ایک پرچہ بھی نکالنا شروع کیا جو سورہ (۱۶) ورتی ہوتا تھا، لیکن دوسری مشغولیات کی وجہ سے یہ زیادہ دن نہ چل سکا، پھر آپ ۱۳۳۱ھ میں ہی باقاعدہ مدرسہ سعید یہ کے مدرس اہل بھی مقرر ہوئے، جس میں آپ نے ۱۳۶۸ھ تک ۳۹ بار صحیح بخاری شریف و صحیح مسلم شریف اور تفسیر قرآن کا درس دیا، تقریباً ۷۰۰ سے زائد طلبہ شائقین قرآن و حدیث ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے آکر فیض یاب ہوئے۔ افسوس کہ چالیسوں دور پورا نہ ہونے پایا تھا کہ آپ کی حیات مستعار پوری ہو گئی (۱)۔

مولانا ابوسعود قمر بناری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: "حضرت واد ماہد رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ملال پر مخ افینین کو خوشی ہوئی کہ تقلید و بدعات کی تردید ختم ہو گئی اور جماعت اہل حدیث کو سخت فکر تھی کہ اب توحید و سنت کا باغ کس طرح برا بھلا رہے گا۔ مگر حضرت واد ماہد مرحوم اپنی زندگی میں ہی فی معظم مرحوم کو علم کتاب و سنت میں کامل کر چکے تھے اور استاذ الہند حضرت میاں صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مہر تکمیل ثبت فرما چکے تھے، چنانچہ فی معظم صاحب مرحوم نے توحید و سنت کی اشاعت کا کام سنبھال اور درس و تدریس، و تصنیف و تالیف، و عنظ و مناظرہ شروع فرمایا" (۲)۔

- (۱) حیات بر القام رمونی عبدالحق صاحب مطبوعہ دار (ورق حید) لکھنؤ، (ص ۹)، سیف الاسلام نمبر شمارہ ۱۰، ۲، ۵، ۱۰، ۱۵، ۲۰، ۲۵، ۳۰، ۳۵، ۴۰، ۴۵، ۵۰، ۵۵، ۶۰، ۶۵، ۷۰، ۷۵، ۸۰، ۸۵، ۹۰، ۹۵، ۱۰۰، ۱۰۵، ۱۱۰، ۱۱۵، ۱۲۰، ۱۲۵، ۱۳۰، ۱۳۵، ۱۴۰، ۱۴۵، ۱۵۰، ۱۵۵، ۱۶۰، ۱۶۵، ۱۷۰، ۱۷۵، ۱۸۰، ۱۸۵، ۱۹۰، ۱۹۵، ۲۰۰، ۲۰۵، ۲۱۰، ۲۱۵، ۲۲۰، ۲۲۵، ۲۳۰، ۲۳۵، ۲۴۰، ۲۴۵، ۲۵۰، ۲۵۵، ۲۶۰، ۲۶۵، ۲۷۰، ۲۷۵، ۲۸۰، ۲۸۵، ۲۹۰، ۲۹۵، ۳۰۰، ۳۰۵، ۳۱۰، ۳۱۵، ۳۲۰، ۳۲۵، ۳۳۰، ۳۳۵، ۳۴۰، ۳۴۵، ۳۵۰، ۳۵۵، ۳۶۰، ۳۶۵، ۳۷۰، ۳۷۵، ۳۸۰، ۳۸۵، ۳۹۰، ۳۹۵، ۴۰۰، ۴۰۵، ۴۱۰، ۴۱۵، ۴۲۰، ۴۲۵، ۴۳۰، ۴۳۵، ۴۴۰، ۴۴۵، ۴۵۰، ۴۵۵، ۴۶۰، ۴۶۵، ۴۷۰، ۴۷۵، ۴۸۰، ۴۸۵، ۴۹۰، ۴۹۵، ۵۰۰، ۵۰۵، ۵۱۰، ۵۱۵، ۵۲۰، ۵۲۵، ۵۳۰، ۵۳۵، ۵۴۰، ۵۴۵، ۵۵۰، ۵۵۵، ۵۶۰، ۵۶۵، ۵۷۰، ۵۷۵، ۵۸۰، ۵۸۵، ۵۹۰، ۵۹۵، ۶۰۰، ۶۰۵، ۶۱۰، ۶۱۵، ۶۲۰، ۶۲۵، ۶۳۰، ۶۳۵، ۶۴۰، ۶۴۵، ۶۵۰، ۶۵۵، ۶۶۰، ۶۶۵، ۶۷۰، ۶۷۵، ۶۸۰، ۶۸۵، ۶۹۰، ۶۹۵، ۷۰۰، ۷۰۵، ۷۱۰، ۷۱۵، ۷۲۰، ۷۲۵، ۷۳۰، ۷۳۵، ۷۴۰، ۷۴۵، ۷۵۰، ۷۵۵، ۷۶۰، ۷۶۵، ۷۷۰، ۷۷۵، ۷۸۰، ۷۸۵، ۷۹۰، ۷۹۵، ۸۰۰، ۸۰۵، ۸۱۰، ۸۱۵، ۸۲۰، ۸۲۵، ۸۳۰، ۸۳۵، ۸۴۰، ۸۴۵، ۸۵۰، ۸۵۵، ۸۶۰، ۸۶۵، ۸۷۰، ۸۷۵، ۸۸۰، ۸۸۵، ۸۹۰، ۸۹۵، ۹۰۰، ۹۰۵، ۹۱۰، ۹۱۵، ۹۲۰، ۹۲۵، ۹۳۰، ۹۳۵، ۹۴۰، ۹۴۵، ۹۵۰، ۹۵۵، ۹۶۰، ۹۶۵، ۹۷۰، ۹۷۵، ۹۸۰، ۹۸۵، ۹۹۰، ۹۹۵، ۱۰۰۰، ۱۰۰۵، ۱۰۱۰، ۱۰۱۵، ۱۰۲۰، ۱۰۲۵، ۱۰۳۰، ۱۰۳۵، ۱۰۴۰، ۱۰۴۵، ۱۰۵۰، ۱۰۵۵، ۱۰۶۰، ۱۰۶۵، ۱۰۷۰، ۱۰۷۵، ۱۰۸۰، ۱۰۸۵، ۱۰۹۰، ۱۰۹۵، ۱۱۰۰، ۱۱۰۵، ۱۱۱۰، ۱۱۱۵، ۱۱۲۰، ۱۱۲۵، ۱۱۳۰، ۱۱۳۵، ۱۱۴۰، ۱۱۴۵، ۱۱۵۰، ۱۱۵۵، ۱۱۶۰، ۱۱۶۵، ۱۱۷۰، ۱۱۷۵، ۱۱۸۰، ۱۱۸۵، ۱۱۹۰، ۱۱۹۵، ۱۲۰۰، ۱۲۰۵، ۱۲۱۰، ۱۲۱۵، ۱۲۲۰، ۱۲۲۵، ۱۲۳۰، ۱۲۳۵، ۱۲۴۰، ۱۲۴۵، ۱۲۵۰، ۱۲۵۵، ۱۲۶۰، ۱۲۶۵، ۱۲۷۰، ۱۲۷۵، ۱۲۸۰، ۱۲۸۵، ۱۲۹۰، ۱۲۹۵، ۱۳۰۰، ۱۳۰۵، ۱۳۱۰، ۱۳۱۵، ۱۳۲۰، ۱۳۲۵، ۱۳۳۰، ۱۳۳۵، ۱۳۴۰، ۱۳۴۵، ۱۳۵۰، ۱۳۵۵، ۱۳۶۰، ۱۳۶۵، ۱۳۷۰، ۱۳۷۵، ۱۳۸۰، ۱۳۸۵، ۱۳۹۰، ۱۳۹۵، ۱۴۰۰، ۱۴۰۵، ۱۴۱۰، ۱۴۱۵، ۱۴۲۰، ۱۴۲۵، ۱۴۳۰، ۱۴۳۵، ۱۴۴۰، ۱۴۴۵، ۱۴۵۰، ۱۴۵۵، ۱۴۶۰، ۱۴۶۵، ۱۴۷۰، ۱۴۷۵، ۱۴۸۰، ۱۴۸۵، ۱۴۹۰، ۱۴۹۵، ۱۵۰۰، ۱۵۰۵، ۱۵۱۰، ۱۵۱۵، ۱۵۲۰، ۱۵۲۵، ۱۵۳۰، ۱۵۳۵، ۱۵۴۰، ۱۵۴۵، ۱۵۵۰، ۱۵۵۵، ۱۵۶۰، ۱۵۶۵، ۱۵۷۰، ۱۵۷۵، ۱۵۸۰، ۱۵۸۵، ۱۵۹۰، ۱۵۹۵، ۱۶۰۰، ۱۶۰۵، ۱۶۱۰، ۱۶۱۵، ۱۶۲۰، ۱۶۲۵، ۱۶۳۰، ۱۶۳۵، ۱۶۴۰، ۱۶۴۵، ۱۶۵۰، ۱۶۵۵، ۱۶۶۰، ۱۶۶۵، ۱۶۷۰، ۱۶۷۵، ۱۶۸۰، ۱۶۸۵، ۱۶۹۰، ۱۶۹۵، ۱۷۰۰، ۱۷۰۵، ۱۷۱۰، ۱۷۱۵، ۱۷۲۰، ۱۷۲۵، ۱۷۳۰، ۱۷۳۵، ۱۷۴۰، ۱۷۴۵، ۱۷۵۰، ۱۷۵۵، ۱۷۶۰، ۱۷۶۵، ۱۷۷۰، ۱۷۷۵، ۱۷۸۰، ۱۷۸۵، ۱۷۹۰، ۱۷۹۵، ۱۸۰۰، ۱۸۰۵، ۱۸۱۰، ۱۸۱۵، ۱۸۲۰، ۱۸۲۵، ۱۸۳۰، ۱۸۳۵، ۱۸۴۰، ۱۸۴۵، ۱۸۵۰، ۱۸۵۵، ۱۸۶۰، ۱۸۶۵، ۱۸۷۰، ۱۸۷۵، ۱۸۸۰، ۱۸۸۵، ۱۸۹۰، ۱۸۹۵، ۱۹۰۰، ۱۹۰۵، ۱۹۱۰، ۱۹۱۵، ۱۹۲۰، ۱۹۲۵، ۱۹۳۰، ۱۹۳۵، ۱۹۴۰، ۱۹۴۵، ۱۹۵۰، ۱۹۵۵، ۱۹۶۰، ۱۹۶۵، ۱۹۷۰، ۱۹۷۵، ۱۹۸۰، ۱۹۸۵، ۱۹۹۰، ۱۹۹۵، ۲۰۰۰، ۲۰۰۵، ۲۰۱۰، ۲۰۱۵، ۲۰۲۰، ۲۰۲۵، ۲۰۳۰، ۲۰۳۵، ۲۰۴۰، ۲۰۴۵، ۲۰۵۰، ۲۰۵۵، ۲۰۶۰، ۲۰۶۵، ۲۰۷۰، ۲۰۷۵، ۲۰۸۰، ۲۰۸۵، ۲۰۹۰، ۲۰۹۵، ۲۱۰۰، ۲۱۰۵، ۲۱۱۰، ۲۱۱۵، ۲۱۲۰، ۲۱۲۵، ۲۱۳۰، ۲۱۳۵، ۲۱۴۰، ۲۱۴۵، ۲۱۵۰، ۲۱۵۵، ۲۱۶۰، ۲۱۶۵، ۲۱۷۰، ۲۱۷۵، ۲۱۸۰، ۲۱۸۵، ۲۱۹۰، ۲۱۹۵، ۲۲۰۰، ۲۲۰۵، ۲۲۱۰، ۲۲۱۵، ۲۲۲۰، ۲۲۲۵، ۲۲۳۰، ۲۲۳۵، ۲۲۴۰، ۲۲۴۵، ۲۲۵۰، ۲۲۵۵، ۲۲۶۰، ۲۲۶۵، ۲۲۷۰، ۲۲۷۵، ۲۲۸۰، ۲۲۸۵، ۲۲۹۰، ۲۲۹۵، ۲۳۰۰، ۲۳۰۵، ۲۳۱۰، ۲۳۱۵، ۲۳۲۰، ۲۳۲۵، ۲۳۳۰، ۲۳۳۵، ۲۳۴۰، ۲۳۴۵، ۲۳۵۰، ۲۳۵۵، ۲۳۶۰، ۲۳۶۵، ۲۳۷۰، ۲۳۷۵، ۲۳۸۰، ۲۳۸۵، ۲۳۹۰، ۲۳۹۵، ۲۴۰۰، ۲۴۰۵، ۲۴۱۰، ۲۴۱۵، ۲۴۲۰، ۲۴۲۵، ۲۴۳۰، ۲۴۳۵، ۲۴۴۰، ۲۴۴۵، ۲۴۵۰، ۲۴۵۵، ۲۴۶۰، ۲۴۶۵، ۲۴۷۰، ۲۴۷۵، ۲۴۸۰، ۲۴۸۵، ۲۴۹۰، ۲۴۹۵، ۲۵۰۰، ۲۵۰۵، ۲۵۱۰، ۲۵۱۵، ۲۵۲۰، ۲۵۲۵، ۲۵۳۰، ۲۵۳۵، ۲۵۴۰، ۲۵۴۵، ۲۵۵۰، ۲۵۵۵، ۲۵۶۰، ۲۵۶۵، ۲۵۷۰، ۲۵۷۵، ۲۵۸۰، ۲۵۸۵، ۲۵۹۰، ۲۵۹۵، ۲۶۰۰، ۲۶۰۵، ۲۶۱۰، ۲۶۱۵، ۲۶۲۰، ۲۶۲۵، ۲۶۳۰، ۲۶۳۵، ۲۶۴۰، ۲۶۴۵، ۲۶۵۰، ۲۶۵۵، ۲۶۶۰، ۲۶۶۵، ۲۶۷۰، ۲۶۷۵، ۲۶۸۰، ۲۶۸۵، ۲۶۹۰، ۲۶۹۵، ۲۷۰۰، ۲۷۰۵، ۲۷۱۰، ۲۷۱۵، ۲۷۲۰، ۲۷۲۵، ۲۷۳۰، ۲۷۳۵، ۲۷۴۰، ۲۷۴۵، ۲۷۵۰، ۲۷۵۵، ۲۷۶۰، ۲۷۶۵، ۲۷۷۰، ۲۷۷۵، ۲۷۸۰، ۲۷۸۵، ۲۷۹۰، ۲۷۹۵، ۲۸۰۰، ۲۸۰۵، ۲۸۱۰، ۲۸۱۵، ۲۸۲۰، ۲۸۲۵، ۲۸۳۰، ۲۸۳۵، ۲۸۴۰، ۲۸۴۵، ۲۸۵۰، ۲۸۵۵، ۲۸۶۰، ۲۸۶۵، ۲۸۷۰، ۲۸۷۵، ۲۸۸۰، ۲۸۸۵، ۲۸۹۰، ۲۸۹۵، ۲۹۰۰، ۲۹۰۵، ۲۹۱۰، ۲۹۱۵، ۲۹۲۰، ۲۹۲۵، ۲۹۳۰، ۲۹۳۵، ۲۹۴۰، ۲۹۴۵، ۲۹۵۰، ۲۹۵۵، ۲۹۶۰، ۲۹۶۵، ۲۹۷۰، ۲۹۷۵، ۲۹۸۰، ۲۹۸۵، ۲۹۹۰، ۲۹۹۵، ۳۰۰۰، ۳۰۰۵، ۳۰۱۰، ۳۰۱۵، ۳۰۲۰، ۳۰۲۵، ۳۰۳۰، ۳۰۳۵، ۳۰۴۰، ۳۰۴۵، ۳۰۵۰، ۳۰۵۵، ۳۰۶۰، ۳۰۶۵، ۳۰۷۰، ۳۰۷۵، ۳۰۸۰، ۳۰۸۵، ۳۰۹۰، ۳۰۹۵، ۳۱۰۰، ۳۱۰۵، ۳۱۱۰، ۳۱۱۵، ۳۱۲۰، ۳۱۲۵، ۳۱۳۰، ۳۱۳۵، ۳۱۴۰، ۳۱۴۵، ۳۱۵۰، ۳۱۵۵، ۳۱۶۰، ۳۱۶۵، ۳۱۷۰، ۳۱۷۵، ۳۱۸۰، ۳۱۸۵، ۳۱۹۰، ۳۱۹۵، ۳۲۰۰، ۳۲۰۵، ۳۲۱۰، ۳۲۱۵، ۳۲۲۰، ۳۲۲۵، ۳۲۳۰، ۳۲۳۵، ۳۲۴۰، ۳۲۴۵، ۳۲۵۰، ۳۲۵۵، ۳۲۶۰، ۳۲۶۵، ۳۲۷۰، ۳۲۷۵، ۳۲۸۰، ۳۲۸۵، ۳۲۹۰، ۳۲۹۵، ۳۳۰۰، ۳۳۰۵، ۳۳۱۰، ۳۳۱۵، ۳۳۲۰، ۳۳۲۵، ۳۳۳۰، ۳۳۳۵، ۳۳۴۰، ۳۳۴۵، ۳۳۵۰، ۳۳۵۵، ۳۳۶۰، ۳۳۶۵، ۳۳۷۰، ۳۳۷۵، ۳۳۸۰، ۳۳۸۵، ۳۳۹۰، ۳۳۹۵، ۳۴۰۰، ۳۴۰۵، ۳۴۱۰، ۳۴۱۵، ۳۴۲۰، ۳۴۲۵، ۳۴۳۰، ۳۴۳۵، ۳۴۴۰، ۳۴۴۵، ۳۴۵۰، ۳۴۵۵، ۳۴۶۰، ۳۴۶۵، ۳۴۷۰، ۳۴۷۵، ۳۴۸۰، ۳۴۸۵، ۳۴۹۰، ۳۴۹۵، ۳۵۰۰، ۳۵۰۵، ۳۵۱۰، ۳۵۱۵، ۳۵۲۰، ۳۵۲۵، ۳۵۳۰، ۳۵۳۵، ۳۵۴۰، ۳۵۴۵، ۳۵۵۰، ۳۵۵۵، ۳۵۶۰، ۳۵۶۵، ۳۵۷۰، ۳۵۷۵، ۳۵۸۰، ۳۵۸۵، ۳۵۹۰، ۳۵۹۵، ۳۶۰۰، ۳۶۰۵، ۳۶۱۰، ۳۶۱۵، ۳۶۲۰، ۳۶۲۵، ۳۶۳۰، ۳۶۳۵، ۳۶۴۰، ۳۶۴۵، ۳۶۵۰، ۳۶۵۵، ۳۶۶۰، ۳۶۶۵، ۳۶۷۰، ۳۶۷۵، ۳۶۸۰، ۳۶۸۵، ۳۶۹۰، ۳۶۹۵، ۳۷۰۰، ۳۷۰۵، ۳۷۱۰، ۳۷۱۵، ۳۷۲۰، ۳۷۲۵، ۳۷۳۰، ۳۷۳۵، ۳۷۴۰، ۳۷۴۵، ۳۷۵۰، ۳۷۵۵، ۳۷۶۰، ۳۷۶۵، ۳۷۷۰، ۳۷۷۵، ۳۷۸۰، ۳۷۸۵، ۳۷۹۰، ۳۷۹۵، ۳۸۰۰، ۳۸۰۵، ۳۸۱۰، ۳۸۱۵، ۳۸۲۰، ۳۸۲۵، ۳۸۳۰، ۳۸۳۵، ۳۸۴۰، ۳۸۴۵، ۳۸۵۰، ۳۸۵۵، ۳۸۶۰، ۳۸۶۵، ۳۸۷۰، ۳۸۷۵، ۳۸۸۰، ۳۸۸۵، ۳۸۹۰، ۳۸۹۵، ۳۹۰۰، ۳۹۰۵، ۳۹۱۰، ۳۹۱۵، ۳۹۲۰، ۳۹۲۵، ۳۹۳۰، ۳۹۳۵، ۳۹۴۰، ۳۹۴۵، ۳۹۵۰، ۳۹۵۵، ۳۹۶۰، ۳۹۶۵، ۳۹۷۰، ۳۹۷۵، ۳۹۸۰، ۳۹۸۵، ۳۹۹۰، ۳۹۹۵، ۴۰۰۰، ۴۰۰۵، ۴۰۱۰، ۴۰۱۵، ۴۰۲۰، ۴۰۲۵، ۴۰۳۰، ۴۰۳۵، ۴۰۴۰، ۴۰۴۵، ۴۰۵۰، ۴۰۵۵، ۴۰۶۰، ۴۰۶۵، ۴۰۷۰، ۴۰۷۵، ۴۰۸۰، ۴۰۸۵، ۴۰۹۰، ۴۰۹۵، ۴۱۰۰، ۴۱۰۵، ۴۱۱۰، ۴۱۱۵، ۴۱۲۰، ۴۱۲۵، ۴۱۳۰، ۴۱۳۵، ۴۱۴۰، ۴۱۴۵، ۴۱۵۰، ۴۱۵۵، ۴۱۶۰، ۴۱۶۵، ۴۱۷۰، ۴۱۷۵، ۴۱۸۰، ۴۱۸۵، ۴۱۹۰، ۴۱۹۵، ۴۲۰۰، ۴۲۰۵، ۴۲۱۰، ۴۲۱۵، ۴۲۲۰، ۴۲۲۵، ۴۲۳۰، ۴۲۳۵، ۴۲۴۰، ۴۲۴۵، ۴۲۵۰، ۴۲۵۵، ۴۲۶۰، ۴۲۶۵، ۴۲۷۰، ۴۲۷۵، ۴۲۸۰، ۴۲۸۵، ۴۲۹۰، ۴۲۹۵، ۴۳۰۰، ۴۳۰۵، ۴۳۱۰، ۴۳۱۵، ۴۳۲۰، ۴۳۲۵، ۴۳۳۰، ۴۳۳۵، ۴۳۴۰، ۴۳۴۵، ۴۳۵۰، ۴۳۵۵، ۴۳۶۰، ۴۳۶۵، ۴۳۷۰، ۴۳۷۵، ۴۳۸۰، ۴۳۸۵، ۴۳۹۰، ۴۳۹۵، ۴۴۰۰، ۴۴۰۵، ۴۴۱۰، ۴۴۱۵، ۴۴۲۰، ۴۴۲۵، ۴۴۳۰، ۴۴۳۵، ۴۴۴۰، ۴۴۴۵، ۴۴۵۰، ۴۴۵۵، ۴۴۶۰، ۴۴۶۵، ۴۴۷۰، ۴۴۷۵، ۴۴۸۰، ۴۴۸۵، ۴۴۹۰، ۴۴۹۵، ۴۵۰۰، ۴۵۰۵، ۴۵۱۰، ۴۵۱۵، ۴۵۲۰، ۴۵۲۵، ۴۵۳۰، ۴۵۳۵، ۴۵۴۰، ۴۵۴۵، ۴۵۵۰، ۴۵۵۵، ۴۵۶۰، ۴۵۶۵، ۴۵۷۰، ۴۵۷۵، ۴۵۸۰، ۴۵۸۵، ۴۵۹۰، ۴۵۹۵، ۴۶۰۰، ۴۶۰۵، ۴۶۱۰، ۴۶۱۵، ۴۶۲۰، ۴۶۲۵، ۴۶۳۰، ۴۶۳۵، ۴۶۴۰، ۴۶۴۵، ۴۶۵۰، ۴۶۵۵، ۴۶۶۰، ۴۶۶۵، ۴۶۷۰، ۴۶۷۵، ۴۶۸۰، ۴۶۸۵، ۴۶۹۰، ۴۶۹۵، ۴۷۰۰، ۴۷۰۵، ۴۷۱۰، ۴۷۱۵، ۴۷۲۰، ۴۷۲۵، ۴۷۳۰، ۴۷۳۵، ۴۷۴۰، ۴۷۴۵، ۴۷۵۰، ۴۷۵۵، ۴۷۶۰، ۴۷۶۵، ۴۷۷۰، ۴۷۷۵، ۴۷۸۰، ۴۷۸۵، ۴۷۹۰، ۴۷۹۵، ۴۸۰۰، ۴۸۰۵، ۴۸۱۰، ۴۸۱۵، ۴۸۲۰، ۴۸۲۵، ۴۸۳۰، ۴۸۳۵، ۴۸۴۰، ۴۸۴۵، ۴۸۵۰، ۴۸۵۵، ۴۸۶۰، ۴۸۶۵، ۴۸۷۰، ۴۸۷۵، ۴۸۸۰، ۴۸۸۵، ۴۸۹۰، ۴۸۹۵، ۴۹۰۰، ۴۹۰۵، ۴۹۱۰، ۴۹۱۵، ۴۹۲۰، ۴۹۲۵، ۴۹۳۰، ۴۹۳۵، ۴۹۴۰، ۴۹۴۵، ۴۹۵۰، ۴۹۵۵، ۴۹۶۰، ۴۹۶۵، ۴۹۷۰، ۴۹۷۵، ۴۹۸۰، ۴۹۸۵، ۴۹۹۰، ۴۹۹۵، ۵۰۰۰، ۵۰۰۵، ۵۰۱۰، ۵۰۱۵، ۵۰۲۰، ۵۰۲۵، ۵۰۳۰، ۵۰۳۵، ۵۰۴۰، ۵۰۴۵، ۵۰۵۰، ۵۰۵۵، ۵۰۶۰، ۵۰۶۵، ۵۰۷۰، ۵۰۷۵، ۵۰۸۰، ۵۰۸۵، ۵۰۹۰، ۵۰۹۵، ۵۱۰۰، ۵۱۰۵، ۵۱۱۰، ۵۱۱۵، ۵۱۲۰، ۵۱۲۵، ۵۱۳۰، ۵۱۳۵، ۵۱۴۰، ۵۱۴۵، ۵۱۵۰، ۵۱۵۵، ۵۱۶۰، ۵۱۶۵، ۵۱۷۰، ۵۱۷۵، ۵۱۸۰، ۵۱۸۵، ۵۱۹۰، ۵۱۹۵، ۵۲۰۰، ۵۲۰۵، ۵۲۱۰، ۵۲۱۵، ۵۲۲۰، ۵۲۲۵، ۵۲۳۰، ۵۲۳۵، ۵۲۴۰، ۵۲۴۵، ۵۲۵۰، ۵۲۵۵، ۵۲۶۰، ۵۲۶۵، ۵۲۷۰، ۵۲۷۵، ۵۲۸۰، ۵۲۸۵، ۵۲۹۰، ۵۲۹۵، ۵۳۰۰، ۵۳۰۵، ۵۳۱۰، ۵۳۱۵، ۵۳۲۰، ۵۳۲۵، ۵۳۳۰، ۵۳۳۵، ۵۳۴۰، ۵۳۴۵، ۵۳۵۰، ۵۳۵۵، ۵۳۶۰، ۵۳۶۵، ۵۳۷۰، ۵۳۷۵، ۵۳۸۰، ۵۳۸۵، ۵۳۹۰، ۵۳۹۵، ۵۴۰۰، ۵۴۰۵، ۵۴۱۰، ۵۴۱۵، ۵۴۲۰، ۵۴۲۵، ۵۴۳۰، ۵۴۳۵، ۵۴۴۰، ۵۴۴۵، ۵۴۵۰، ۵۴۵۵، ۵۴۶۰، ۵۴۶۵، ۵۴۷۰، ۵۴۷۵، ۵۴۸۰، ۵۴۸۵، ۵۴۹۰، ۵۴۹۵، ۵۵۰۰، ۵۵۰۵، ۵۵۱۰، ۵۵۱۵، ۵۵۲۰، ۵۵۲۵، ۵۵۳۰، ۵۵۳۵، ۵۵۴۰، ۵۵۴۵، ۵۵۵۰، ۵۵۵۵، ۵۵۶۰، ۵۵۶۵، ۵۵۷۰، ۵۵۷۵، ۵۵۸۰، ۵۵۸۵، ۵۵۹۰، ۵۵۹۵، ۵۶۰۰، ۵۶۰۵، ۵۶۱۰، ۵۶۱۵، ۵۶۲۰، ۵۶۲۵، ۵۶۳۰، ۵۶۳۵، ۵۶۴۰، ۵۶۴۵، ۵۶۵۰، ۵۶۵۵، ۵۶۶۰، ۵۶۶۵، ۵۶۷۰، ۵۶۷۵، ۵۶۸۰، ۵۶۸۵، ۵۶۹۰، ۵۶۹۵، ۵۷۰۰، ۵۷۰۵، ۵۷۱۰، ۵۷۱۵، ۵۷۲۰، ۵۷۲۵، ۵۷۳۰، ۵۷۳۵، ۵۷۴۰، ۵۷۴۵، ۵۷۵۰، ۵۷۵۵، ۵۷۶۰، ۵۷۶۵، ۵۷۷۰، ۵۷۷۵، ۵۷۸۰، ۵۷۸۵، ۵۷۹۰، ۵۷۹۵، ۵۸۰۰، ۵۸۰۵، ۵۸۱۰، ۵۸۱۵، ۵۸۲۰، ۵۸۲۵، ۵۸۳۰، ۵۸۳۵، ۵۸۴۰، ۵۸۴۵، ۵۸۵۰، ۵۸۵۵، ۵۸۶۰، ۵۸۶۵، ۵۸۷۰، ۵۸۷۵، ۵۸۸۰، ۵۸۸۵، ۵۸۹۰، ۵۸۹۵، ۵۹۰۰، ۵۹۰۵، ۵۹۱۰، ۵۹۱۵، ۵۹۲۰، ۵۹۲۵، ۵۹۳۰، ۵۹۳۵، ۵۹۴۰، ۵۹۴۵، ۵۹۵۰، ۵۹۵۵، ۵۹۶۰، ۵۹۶۵، ۵۹۷۰، ۵۹۷۵، ۵۹۸۰، ۵

آپ کو یہ شرف سنہ ۱۳۳۰ھ میں حاصل ہوا، اسی سفر میں آپ کا ارادہ مکہ مکرمہ کے عہدہ مدینہ منورہ اور بیت المقدس، و مہر کی زیارت کا تھا لیکن ملاقات اور طبیعت کی تاسازی کی وجہ سے مکہ مکرمہ ہی سے آپ کو اپنے بعد واپس آنا پڑا۔

مولانا رحمہ اللہ نے اپنے اسی سفر کی داستان ((سفر بیت اللہ)) نامی اپنی تصنیف میں قلم بند کی ہیں۔

اور دوسری مرتبہ یہ شرف آپ کو سنہ ۱۳۴۳ھ میں حاصل ہوا، اسی سفر میں مدہ رحمہ عہد لوہاب رحمہ اللہ کے پڑپوتے محمد بن عبد الحنفیہ (ت ۱۳۶۶ھ) صاحب نے ملاقات بخیری شریف شاہ آپ سے سند حدیث لی۔ یہ زمانہ ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ (م ۱۳۷۷ھ) کی بادشاہت کا تھا، مولانا کی زندگی کا یہ دوسرا سفر حجاز کی زندگی کا بدکارترین سفر ثابت ہوا۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا محمد جونا گڑھی (م ۱۳۶۰ھ) جیسے اصحاب علم و فضل کی رفاقت میسر آئی۔

سلطان وقت سے پہلی ملاقات پکھری میں بعد جمعہ ہوئی، سفر مدینہ منورہ میں۔ الشیخ پرفاضل مکہ عبد اللہ بن بلیدہ (ت ۱۳۵۹ھ) سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ کو چائے پر مدعو کیا اور قندہ کی روانگی تک آپ میں خوب مذاکرہ طیب جاری رہا، مدینہ منورہ میں حکم مدینہ ابراہیم بن سالم آل سہبان (۱) سے ملاقات کی اور ان کی خواہش و رایہا پر مسجد نبوی میں جمعہ کا خطبہ دیا۔ اور آپ جب تک مدینہ منورہ میں رہے کبھی شیخ محمد بن علی الترمذی (ت ۱۳۸۰ھ) اور کبھی شیخ قاضی محمود مصری (۲) صاحبان کے یہاں عصرانہ میں شریک ہوتے رہے اور علمی مجلس خوب گرم ہوتی رہی۔ یہ دونوں مدورہ مشائخ حدیث کے بہت ہی زیادہ مددگار تھے۔

(۲) ان کا سرواغت بھی معلوم ہو سکا۔

(۱) ان کا مدد و فائدہ معلوم ہو سکا۔

مختصر یہ کہ آپ کا یہ دورہ ایک ناجیدہ سے دورہ علمیہ کے نام سے بھی موسوم کیا جاسکتا ہے (۱)۔
دینی حیثیت و غیرت:

جب مولانا سعید بخاری رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا اور مسلمانوں میں عموماً اور اہل حدیثوں میں خصوصاً ایک خلا سا محسوس ہونے لگا تو ایسے موقع پر مولانا اپنے کارناموں کے در پیر انہر کر سامنے آئے اور یہ ثابت کر دیا کہ اللہ نے مولانا سعید رحمہ اللہ کا بدل نہیں عطا کر دیا ہے، چونکہ مولانا رحمہ اللہ کا مسکن بخاری تھا جو بندوں کے نزدیک تقدس کی حیثیت رکھتا ہے اور وہاں ہر مذہب فکر کے لوگ سامنے آتے ہیں اس لئے علامہ رحمہ اللہ مختلف مذہب فکر کے عقائد و نظریات اور تاریخ سے بھی بخوبی واقف تھے۔ چونکہ مولانا رحمہ اللہ بہت غیور طبیعت کے مالک تھے اس لئے جب کبھی بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہ منہج کو کندہ کرنے کی کسی نے سعی کی مولانا رحمہ اللہ اس کے سامنے الصراحت المسلول کی طرح ڈٹ گئے اور آٹا نا پاٹل کے خلاف کمر بستہ ہو گئے اور باطل کی کمر توڑ کر ہی سامنے آیا۔

علامہ رحمہ اللہ نے جہاں مختلف انجمنوں جلسے اور تقریروں کے ذریعہ باطل کا جواب دیا وہیں آپ نے وقت کے ہر نقشہ کے خلاف قلم و لہجہ کا جوہ بھی خوب دکھایا۔

چنانچہ آپ نے عربیہ سماجیوں سے پنڈت، ہمارا والد آباد وغیرہ جیسے نامور مشہروں میں جا کر مناظرے کئے اور ان کو مسکت جواب دیا، ایسے ہی آپ نے شیعوں سے بھی مناظرے کئے اور وہ میدان چھوڑنے پر مجبور ہوئے، پھر آپ نے حنفیوں سے بھی متعدد مناظرے کئے اور ان کو مسکت حق کے سامنے اپنی آواز بند کرنی پڑی۔

(۱) دیکھیں۔ ((مختصر از خطوط مہم، ص ۱۰۰، داشت مولانا سیف بخاری)) نکال از: ((حیات و خدمات)) از مولوی عبدالکبیر صاحب، مطبوعہ (۱) تحفہ القلم، (۲) ص ۱۰۰، سیف الاسلام نمبر شمارہ ۷۷-۷۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲،

یہ مولانا کی سنی کاوشوں کی ایک جھلکی تھی، آئیے ذرا مولانا رحمہ اللہ کی قلمی کاوشوں پر بھی طرآنہ نظر ڈالنے چلیں۔

مولانا رحمہ اللہ نے اس وقت کے سب سے بڑے منہج صحیح بخاری عمر کریم حنفی کے امام بخاری پر اور صحیح بخاری پر تازیبا اعتراضات کے جواب میں متعدد رسالے مرتب کئے جیسے الکوشہ باری (حل مشکلات بخاری)، الامر المبرر، صراط مستقیم، ماء حمیم، ریح العظیم، العرجون القدیم، الخزنی العظیم، وغیرہ۔

بدعت اور اہل بدعت کے رد میں آپ نے متعدد رسائل تالیف کئے جیسے شرعی باز پرس و رد فتویٰ جواز عرس، اصول الشدید علی مصنف القول السدید، تبدیع مانی، استہدید، صفحہ الحقیق، اہل بدعت فی رد ان نمودج، ایضاً الحج لمولف، اقامۃ المحج وغیرہ۔

رد تقلید میں بھی آپ کی تالیفات لا جواب ہیں، مثلاً البحر علی اہل حنیف، التقید فی رد التقید، ذکر اہل البدع، تحریر الطریقین فی صلوٰۃ التراويح، تکبیر العیدین، وغیرہ۔

قادیانی اور قادیانیت کے رد میں بھی آپ کی تالیفات عدیم الثبات ہیں، جیسے اظہار حقیقت، میرزا اندام احمد قادیانی کا اعتراف نزول مسیح اور مسکد ختم نبوت، ثناء و رحمانی بر قضا، قادیانی یا قضا، ربانی بردعائے قادیانی، جواب دعوت، معیار نبوت، دفع اوہام از ظہور عام، وغیرہ، انہی رسائل پر مشتمل یہ مجموعہ ہے۔

منکرین حدیث اور اہل قرآن کے رد میں بھی آپ نے متعدد کتب تحریر کیں، جیسے ذخائر لمواریت فی الدرر علی ثبوت صحیح القرآن وان حدیث، قضیۃ الحدیث فی حلیۃ الحدیث (یہ دونوں کتابیں راقم کی تحقیق سے طبع ہو چکی ہیں)، اربعین محمدی وغیرہ۔

آپ نے مسکد سلف اہل حدیث کے دفاع میں بھی متعدد کتب و رسائل تحریر فرمائے

جیسے السیر احسنیث فی برائۃ اہل الحدیث، سواء الطریق، ایضاً الطریق، وغیرہ۔ اسی طرح آپ نے دفاع علماء اور سیر ملاف میں بھی متعدد کتابیں تحریر کیں، جن میں اجتہاد المنفعہ لمن ینال احوال الامم الاربع، تنقید المعیار، تذکرۃ السعید، حکم ای کم در الزہر الباسم وغیرہ قابل دیدہ ہے۔

اس کے علاوہ آپ کی بے شمار علمی کاوشیں ہیں جن کا تذکرہ ان شاء اللہ سب کی تالیفات میں آئے گا۔

یہاں ہم مولانا کی زندگی کے سیاسی پہلو سے گریز کرنا مناسب سمجھتے ہیں چونکہ مولانا رحمہ اللہ نے کبھی کسی موقع پر اس کی وضاحت نہیں کی مگر آپ کی زندگی کا مطالعہ کرنے والے شخص اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ جس دور میں آپ نے اپنی آخری عمر گزاری ہے وہ ہندوستان سے گریزوں کی سراجیت کا خاتمہ اور ہندوستان کی تقسیم کا وقت تھا تو اس نے بڑے عالم سے یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ ایسے موقع پر اپنے عوام کی اور اپنے ملک کی حفاظت کی غرض سے کوئی حرکت نہ کرے۔ اسی طرح یہ بات بھی ہر عاقل انسان سمجھ سکتا ہے کہ مولانا رحمہ اللہ چونکہ ہمیشہ سے مولانا ابوالکلام آزاد کے ہمراہ اور ان کے مددگار رہے ہیں تو وہ کس طرف مائل رہے ہوں گے، بعد آپ باقاعدہ کانگریس کمیٹی بنارس کے ۳۶ تا ۴۰ء نائب صدر رہے ہیں، ورنہ ۴۱ء کے آخر میں آپ فارورڈ باک کمیٹی کے ممبر ہوئے (۱)۔ لیکن مولانا رحمہ اللہ نے کہیں اس سے تعرض نہیں کیا اور نہ عوامانہ موبین نے کوئی بحث کی جنہوں نے ابتدا میں مولانا رحمہ اللہ کی زندگی پر قلم اٹھائی صرف اتنا اشارہ ہے کہ مولانا کانگریزوں کے خلاف سیف و سنان و قلم سے کمر بستہ تھے تو اس سے گریز کرنا ہی انصاف کا تقاضا ہے۔

(۱) (حیات ابوالکلام) ۱، مبنوی عیون انشاں ص ۱۸۱ مطبوعہ (در توحید) لکھنؤ، (ص ۱۱)، سیف الاسلام نمبر ۴ مارچ ۱۹۵۰ء تا ۱۰ دسمبر ۱۹۵۰ء، تاریخ انشائی، نیم ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷

تبلیغی مشن:

اپنے تبلیغی مشن کے لئے سب سے پہلے علامہ رحمہ اللہ نے ۱۹۰۴ء میں ایک انجمن بنام مویہ السنۃ (تائید الاسلام) قائم کی، اس انجمن کے زیرِ اہتمام ہفتہ واری جلسہ ہو کرتا تھا، جس کا اہم مقصد کتاب و سنت کی نشر و اشاعت اور عقیدہ صحیحہ کی ترویج اور شرک و بدعات کا قلع قمع کرنا تھا، اس کے علاوہ ایک ”اشاعت الاسلام“ نامی مہنپورہ کے اہل حدیثوں نے ۱۹۳۰ء میں ایک انجمن قائم کی تھی، اور مولانا رحمہ اللہ ہی اس کے سکریٹری تھے، یہ اس وقت کی بات ہے جب بنارس میں چند قادیانیوں نے اپنے مذہب کی ترویج و اشاعت کے لئے سعی شروع کر دی تھی، اس پیٹ فارم سے جہاں مولانا رحمہ اللہ نے دوسرے بناری علماء (جیسے مولانا عبد المجید حریری، اور مولانا عبد المتین سلفی) کے ساتھ تقریری طور سے مس فقہ کی بیخ کنی شروع کی وہیں انجمن نے آپ کو قلمی طور سے بھی اس فقہ کے سد باب کی ذمہ داری سونپ دی، جس کے نتیجہ میں یہ بیش بہا قیمتی تحفہ آج ہمارے ہج موجود ہے۔ عموماً بناری علماء کی کاوشوں اور خصوصاً مولانا رحمہ اللہ کی سعی لازوال سے قادیانیوں کو گوشہ نشینی اختیار کرنی پڑی۔

۱۹۳۶ء سے ستمبر ۱۹۴۰ء کے فترہ میں آپ کی تبلیغی سرگرمیوں بند رہیں کیوں کہ برطانوی حکومت نے پابندی لگا رکھی تھی اور آپ کے پیچھے جاسوس چھوڑ رکھے تھے۔

مولانا عبد الحنان صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”آپ کا تبلیغی مشن صرف چار سال ۱۹۳۶ء تا ۱۹۴۰ء بند رہا، حکومت برطانیہ نے آپ کے لئے جاسوس مقرر کر رکھے جو آپ کا ساتھ مسجد میں بھی نہ چھوڑتے تھے۔ نیز اضلاع بنارس میں تقریر کرنے پر پابندی عائد کر رکھی تھی۔ پابندی ختم ہوتے ہی آپ کی تقریر محلہ در محلہ دوبارہ شروع ہو گئی ۱۹۴۴ء تا ۱۹۴۹ء آپ کی تقریریں ہر ہفتہ بنارس میں خاص اہتمام کے ساتھ ہوتی تھیں۔ آپ کی تقریریں صرف مسلم طبقہ تک

محدود نہ تھیں بلکہ آریوں کے سوا ان جلسہ (کیرتن) میں آپ مدعو کئے جاتے تھے۔ بنارس کے علاوہ انجمن اہل حدیث مضافات یوپی، سی پی، بہار اور بنکس کے سوا نہ جلسوں میں آپ کی شرکت فرض کفایہ کی صورت اختیار کر چکی تھی، ملک کے بیشتر حصوں میں جماعتی جلسوں میں بحیثیت مقرر شرکت فرماتے، یوپی کا شاز و نادری کوئی شیر ہوگا جہاں آپ بہ سلسلہ تقریر تشریف نہ لیکے ہوں، آپ کی تقریر میں وہ کشش تھی کہ عوام و خواص دونوں میں سب حد مقبول تھے، آپ کی اسی مقبولیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”عجیب بات ہے کہ مولانا ابوالقاسم بناری کی غیر موجودگی حاضرین کو بہت شاق گذرتی اور پوچھتے کہ کیوں نہیں آئے؟ مہنوی صاحب کی اس وجہی مقبولیت پر جتنا غبطہ کیا جائے کم ہے۔“

جس وقت آپ کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اس وقت کا منظر کسی شاعر نے کیا خوب کھینچا ہے:

سیف بھی بیٹھے ہوئے ہیں ایک طرف کس گھات سے
کفر کی گردن کاٹے گی آج ان کے ہاتھ ہے ()۔

اپنے والد ماجد کے تقال کے بعد بیارس میں عیدین کے مسئلہ امام ہوئے (۶) جسے آپ نے پابندی کے ساتھ خیر تک نبھایا اور جماعت اہل حدیث نے اپنا امام بیارس تسلیم کیا۔

(۱) دیکھیں: ((حیات ابوالقاسم)) از مولانا مہد علی صاحب، مطبوعہ ر (نور توحید) پبلشرز (س ۱۰) سیف الاسلام، لاہور۔ ۱۰-۲-۱۹۵۵ء، صفحہ ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵

بنارس میں جماعت اہل حدیث کو مرکزی مقام حاصل ہونے میں آپ اور آپ کے والد ماجد رحمہما اللہ کو ایک خصوصی حیثیت حاصل ہے، اور ہمارے انہیں اسد ف کے اخلاص اور کوششوں کا ثمرہ ہے کہ آج ہندوستان کی مرکزی درس گاہ مرکزی دارالعلوم (جامعہ سفید) کے نام سے بنارس میں موجود ہے اور اس کے قیام سے سلفیت کو جو فروغ حاصل ہوا وہ ظہر من الشمس ہے۔ اللہ تعالیٰ جامعہ کو ہر نظر بد سے اور ہر پیدہ سے محفوظ رکھے۔

آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس:

آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس جس کا قیام ۱۹۰۶ء میں عمل میں آیا ہے، آپ پہلے اس کے بانی و خواہ سفیر و واعظ تھے، آپ نے اس کے قیام اور اغراض و مقاصد کی بھرپور تائید کی تھی، موصوف کا تائیدی بیان یہ ہے ”اہل حدیث کانفرنس کی بابت جو رائے قرار پائی ہے اس کے ساتھ میں بھی اتفاق کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کا اچھا اثر بخشے، نہایت خوشی کی بات ہے کہ مذاکرہ علیہ ”رہ قریب ہے“، اس اہل حدیث کانفرنس کے وفد میں آپ نے بنگال کا دورہ کیا، اور اس کے تیسرے سالانہ اجتماع میں شعبہ تالیف و تصنیف کے سکریٹری مقرر ہوئے، اس کے پاس پانچویں اجتماع کے داعی خود آپ ہیں جو کہ ۱۹۱۶ء میں بنارس میں ہوا تھا، یہ جلسہ ہر حیثیت سے کامیاب اور گزشتہ جلسوں سے بڑھا ہوا اور آئندہ کے لئے ایک نمونہ تھا۔ (۱)۔

اہل حدیث لیگ:

اہل حدیث لیگ کا انعقاد ۱۹۳۲ء میں کلکتہ کی جمعیت تبلیغ اہل حدیث کانفرنس میں

(۱) حیات و خدمات رمولوی عبدالحی علی صاحب خطبہ ر (پورتو حید) صفحہ (۱۱) سیف اسلام پور۔ شمارہ ۷-۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱

کے بعد ۷۷۱ء کرام کے ایک مخصوص اجلاس میں جمعیت ۷۷۱ء کے قیام کی تجویز پیش کی جس میں مولانا ثناء اللہ پیش پیش تھے۔ مولانا ثناء اللہ اور مولانا سید داود غزنوی (ت ۱۹۶۲ء) نے حضرات ۷۷۱ء کو امرتسر تشریف لانے کی دعوت دی۔ جو جمعیت کے پہلے اجتماع کی شکل میں اس روئے زمین پر وجود میں آیا۔ چنانچہ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہاں پوری لکھتے ہیں

”۲۸ دسمبر ۱۹۱۹ء کو بعد نماز عصر امرتسر میں اسلامیہ ہائی اسکول کے سب سے کمروں میں جمعیت علمائے ہند کا یہ جلسہ منعقد ہوا“ (۱)۔

اس کے بعد انٹر صاحب نے اسمائے حاضرین کی فہرست پیش کی ہے، جس میں مولانا بولقاسم سیف بناری کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔ جو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ آپ رحمہ اللہ اس کے تالیسی ارکان میں سے ہیں، اور یہ ایک ہی حقیقت ہے جس کا انکار ناممکن نہیں بلکہ اس کا انکار تاریخ سے انکار ہے۔

میدان منظر:

مولانا سیف بنارس رحمہ اللہ جس طرح میدان خطابت کے عظیم شہسوار تھے ویسے ہی آپ میدان مناظرہ کے بھی بہت بڑے فائز تھے۔ آپ نے زندگی کا پہلا منظرہ اسی شہر بنارس میں کیا۔ دوسرے مناظرہ سالک کوڑھلے دیانچ پور (۱۳۲۵ھ) میں ہوا۔

اکثر ہوتی ہے مگر سنت سے غفلتو
لیکن کسی جگہ میں نہ ہار احمدی (۲)

ایک مناظر کی حیثیت سے مولانا سیف بخاری کی شخصیت بھی کافی ممتاز تھی، یوں تو

(۱) علی حق کے محاصرہ کا زمانہ ۳۳۴ء۔

(۲) نیت بوالقائمہ: مؤوی قید کتب حسب حسب مطبوعہ دار (ورثہ حید) لکھنؤ، (ص: ۳۱) سیف الاسلام نمبر شمارہ
 ۱۰۰ تا ۱۰۵، کیم ۱۵، رجب ثانی کیم ۱۵، جمادی ۱۱ و ۱۲ = ۱۳۴۰ھ = ۱۹۲۱ء بمطابق ۱۳۲۸ھ رجب ثانی ۱۰۵۔

آپ نے بیسیوں مناظرے کئے اور سب میں بفضلِ منان کامیاب رہے مگر مشہور و معروف مناظرے کانپور، الہ آباد، پٹنہ اور نندو ضلع ہستی کے میں اس کا صحیح احساں وہی حضرات کر سکتے ہیں جو ان مناظروں میں شریک تھے۔

فتح قادیان مورانا امرتسری نے بھی آپ کو اپنا دست راست تسلیم کر لیا تھا۔

چنانچہ ایک بار جب بنارس تشریف لائے تو ابالیان بنارس نے شکایتا عرض کیا کہ آپ بنارس وغیرہ کے مناظروں میں کیوں نہیں شرکت فرماتے؟ تو بفضلِ امرتسری رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ چونکہ مورانا سیف بنارس، یوپی، بہار، بنگال کے لئے کافی ہیں، اس لئے میں ان علاقوں کی طرف سے مطمئن ہوں (۱)۔

صحافت و مضمون نگاری۔

آپ میدانِ صحافت کے بھی بے باک سپاہی تھے، انوجونی سے ہی مضامین وغیرہ لکھتے تھے جو زیادہ تر اخبار اہل حدیث امرتسری زینت بنما، اسی تنظیم کو بجھانے کے لئے آپ نے اپنا ایک خاص رسالہ "السعد" کے نام سے نکالنا شروع کیا جو دوسرے رسائل و جرائد سے مختلف نوع کا تھا، اس کے نکلنے کے لئے کوئی تاریخ، دن مقرر نہ تھی، بلکہ جب رسالہ تیار ہوتا شائع کر دیتے اور ہر رسالہ ۱۶ صفحات پر مشتمل ہوتا، اور عموماً عقائد بدعیہ کے رد میں ہوتا تھا۔ لیکن یہ رسالہ زیادہ دن نہ چل سکا، اس کے بند ہونے کے بعد آپ نے پھر مضامین "مذکرہ علمیہ" آراء، "وز" اخبار اہل حدیث، امرتسر، "اہل حدیث گزٹ"، "اخبار محمدی" وغیرہ میں شائع کراتے رہے۔ قوتِ حافظہ کی وجہ سے جس مضمون پر بھی قلم اٹھاتے انہار لگا دیتے۔

(۱) تذکرۃ سیف ارمین محمد انیس ریاض کاچرن مطبعہ دار (نور توحید) لکھنؤ (۳۳/۳۳) سیف اللہ محمد مہر۔

شمارہ ۷، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰،

مکتبہ سعیدیہ (یا) کتب خانہ سعیدیہ:

آپ کا کتب خانہ پیش بہا بھی کتابوں کا اتنا بڑا مخزن تھا کہ اس زمانہ میں اس کا تصور اگر محال نہیں تو مشکل ضرور تھا، مصر کے مکتبات، وحیدرآباد و دائرۃ المعارف سے چھپی تقریباً ہر کتاب آپ کے پاس موجود تھی۔ آپ کے برادر مکرّم مولانا ابو مسعود قمر رحمہ اللہ لکھتے ہیں ”مرحوم کی جس قدر آمدنی تھی وہ سب علمی خدمات میں صرف ہوتی تھیں، بہمنی، مصر نیز دائرۃ المعارف حیدرآباد میں مرحوم کا نام درج رجسٹر تھا کہ جوں ہی کوئی علمی کتاب شائع ہوتی وہ مرحوم کے پاس آتی“ (۱)۔

اغرض یہ کہ آپ کا کتب خانہ نوادرات کا مجموعہ تھا، چونکہ آپ رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد آپ کے خاندانوں میں کوئی آپ کا سچا جانشین نہ ہو جس کی وجہ سے کافی کتابیں ضائع ہو گئیں اور جو باقی تھیں جامعہ سلفیہ کی تاسیس کے بعد آپ کے بیٹوں اور پوتوں نے اسے جامعہ سلفیہ میں منتقل کر دیا، لیکن افسوس کہ باذوق افراد کی قلت کی وجہ سے ان کی کتابوں کو الگ سے ایک گوشہ میں ان کے نام سے نصب کرنے کے بجائے ان کو دوسری کتابوں کے ساتھ ملا دیا گیا جس کی وجہ سے اب اس کی افادیت اور اس مکتبہ کی قیمت کوئی سمجھ نہیں سکتا، کاش اللہ تعالیٰ جامعہ کو ایسے باذوق افراد فراہم کرے جو ذاتی مکتبات کی اہمیت سمجھیں اور اس کی حفاظت کریں (۲)۔

تلاذہ

مولانا کا درج حدیث طاب علم کے لیے بڑی اہمیت کا حامل تھا، کیوں کہ آپ ائمہ

(۱) حضرت سیف محدث بخاری رحمۃ اللہ علیہ راجع مسعود قمر صاحب مطبوعہ دار (نور حیدر) لکھنؤ، (ص ۹۲)، سیف

الاسلام نمبر۔ شمارہ ۷۔ تا۔ ۱۵، یکم، ۱۵، رجب ثانی، ۱۵، جمادی اول، ۱۴۱۹ھ تا۔ ۱۴۲۰ھ، ۲۳ جنوری، ۱۴۲۰ھ تا۔ ۲۲ جنوری، ۱۴۲۱ھ۔

(۲) اہمیت، سر عبد المناں، پردہ مہر، جو ترجمہ اللہ دہلوی مشہور و مطبوعہ۔

سلف کی نشانی تھے، یہی وجہ ہے کہ ملک اور بیرون ملک کے جس گوشہ میں موانا کے درس و تدریس کی خبر پہنچتی تشنگانِ علم اپنی پیاس بجھانے کی غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے، آپ کے چند مشہور تلامذہ کے نام یہ ہیں مولانا عبد الرحمان (ت ۱۹۳۵ء)، مولانا ابوسعود محمود قمر (ت ۱۹۷۲ء)، قاری احمد سعید (ت ۱۹۶۳ء)، مولانا عبد الآخر (ت ۱۹۸۳ء)، شیخ محمد بن عبد العزیز بن ابراہیم بن عبد العزیز نجدی آل الشیخ (ت ۱۳۸۶ھ)، مولانا محمد بشیر ال عظمیٰ (ت ۲۰۰۳ء)، مولانا رین العابد بن سعیدی (ت ۱۹۸۲ء)، مولانا محمد سہراب خان فیضی (ت ۱۹۷۹ء)، مولانا شرف اللہ سعیدی (ت ۲۰۰۷ء)، مولانا مختار احمد ندوی (ت ۲۰۰۸ء)، مولانا حکیم عبد العزیز رحمانی، مولانا عبد الحمید منتظر (ت ۱۹۸۹ء)، مولانا عبد الوحید ستفی (ت ۱۹۸۹ء)، مولانا محمد منیر بخاری (ت ۱۹۳۵ء)، مولانا محمد ال عظمیٰ، مولانا عبد الرحمان، وغیرہم شامل ہیں (۱)۔

تصانیف:

”سپ رحمانہ“ نے نوعمری ہی میں درس و تدریس کی طرح تالیف و تصنیف بھی شروع کر دی تھی، اور دورِ طالب علمی میں ہی آپ نے کئی رسائل عربی و اردو میں تحریر فرمائے۔ آپ کی تصنیفات میں جن کتابوں کو زیادہ شہرت ملی، وہ ”حل مشکلات بخاری“، ”ذخائر لمواریتھ“، اور ”قضیۃ الحدیث“ وغیرہ ہے۔

”سپ کی تصانیف میں تقریباً علوم اسلامیہ کا احاطہ ہے، ان تصنیفات کی صحیح تعداد کتنی ہیں یہ تو بالضرر بتلانا مشکل ہے، لیکن ایک اندازے کے مطابق ”سپ کی تصنیفات ۷۰۰ کے قریب ہے۔“ ذیل میں ان کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے

(۱) انیکس، ((ترجمہ، اعلیٰ حدیث بخاری))، شیخ محمد بن سہری۔

۱۔ حل مشکلات بخاری (کنوٹر الجاری فی جواب البحر علی البخاری)

یہ کتاب مولوی عمر کریم حنفی کے امام بخاری اور صحیح بخاری پر اعتراضات کے جواب میں ہے، جو چار جلدوں پر مشتمل ہے، مگر تین جلدیں طبع ہوئیں اور چوتھی سے پہلے مولوی عمر کریم پٹوی کا انتقال ہو گیا تو مؤلف رحمہ اللہ نے اس کو طبع کرانے کی ضرورت محسوس نہ کی۔

۲۔ الأمر المبرم لإبطال الکلام المحکم

یہ کتاب بھی مولوی عمر کریم حنفی پٹوی کے امام بخاری اور صحیح بخاری پر (۱۷۵) اعتراضات کا جواب ہے۔

۳۔ ماہ جمیع مولوی عمر کریم

مولوی عمر کریم نے (۲) اعتراضات صحیح بخاری پر کئے تھے یہ کتاب اسی کا جواب ہے۔

۴۔ صراط مستقیم لہدایہ عمر کریم

یہ رسالہ عمر کریم کی اعتراضات کا جواب ہے جو انہوں نے صحیح بخاری پر ایک اشتہار کی صورت میں کئے تھے۔

۵۔ الریح العظیم خسم بناء عمر کریم

یہ کتاب بھی عمر کریم کے ایک رسالہ کے جواب میں ہے جس میں انہوں نے صحیح بخاری پر (۵۹) اعتراضات کئے ہیں۔

۶۔ الخزی العظیم للمولوی عمر کریم

یہ کتاب بھی عمر کریم کے ایک رسالہ کے جواب میں ہے جس میں انہوں نے صحیح بخاری پر (۱۰) اعتراضات کئے ہیں۔

۷۔ لہر جوں تقدیم فی انشاء ہفتات عمر کریم

یہ کتاب بھی عمر کریم کے ایک رسالہ کے جواب میں ہے جس میں انہوں نے صحیح بخاری پر اعتراضات کئے ہیں، و اس اشتہار میں عمر کریم نے بہت سی بے ہودہ زباں استعمال کی ہے، اور گزشتہ تمام رسائل سے زیادہ زبردستی کی ہے۔

۸۔ ذخائر الامور ہیث فی الدلائل علی ثبوت جمع القرآن والاحادیث۔

اس کتاب میں علامہ رحمہ اللہ نے وہ سارے ثبوت جمع کئے ہیں جو کہ اس بات پر دلائل ہیں کہ قرآن کی موجودہ ترتیب عہد نبوی کی ہی ترتیب ہے، و کہ بت حدیث کا آغاز بھی عہد نبوی ہی میں ہو گیا تھا۔ اس کتاب کی جدید طبع راقم الحروف کی تحقیق کے ستمبر ۲۰۱۴ء میں شائع ہوئی ہے۔

۹۔ المولود والمرجاء فی تلمذ المرأة آیات القرآن

اس رسالہ میں امام عبد اللہ بن مبارک اور صالحہ خاتون رابعہ بصری کا مکالمہ درج ہے، امام ابن مبارک کے سوالات کے جوابات اس صالحہ خاتون نے آیات قرآنیہ سے دیئے تھے۔ مطبع سعید المطبع سے ۱۳۲۳ھ میں پہلی مرتبہ شائع ہوا، جو (۱۶) صفحات پر مشتمل ہے، آخر کے دو صفحات میں مولانا سیف رحمہ اللہ نے اپنے والد مولانا سعید بناری کی سوانح مختصر درج کیا ہے۔

۱۰۔ کتاب الرد علی ابی حنیفہ

اس کتاب میں مصنف ابن ابی شیبہ کی وہ حدیثیں مع ترجمہ و فوائد درج ہیں جن سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ان مسائل پر رد کیا گیا ہے جو کتاب وہ سنت کے خلاف ہیں۔

۱۱۔ الجرح علی ابی حنیفہ

یہ رسالہ احناف کی امام بخاری رحمہ اللہ کے خلاف چار حدیثیں تحریر کے پس منظر

میں تحریر کیا گیا ہے، جواب آن غزال کے طور پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر محمد شین کی جرحوں کو نقل کیا گیا ہے۔ جو اس باب میں حرفِ خربابیت ہوا، آج تک کوئی حنفی اس کا جواب دینے کی جرأت نہ کر سکا، مولانا بناری رحمہ اللہ (۱۱۰) جلیل القدر محمد شین کا نام مع حوالہ درج کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ کی تضعیف کی ہے، اور ساتھ ہی میں صاحبِ حسین (امام ابو یوسف، ولہام محمد جمہر اللہ) کا بھی ضعیف ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ یہ کتاب سعد بناری کے نام سے شائع ہوئی ہے، سعد یہ ابتدا میں مولانا بناری کا تخلص تھا، اسی سعد کی وجہ سے کچھ لوگ اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ یہ کتاب مولانا بناری کی ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ کتاب انہی کی ہے۔ مطبع سعید المطبع سے ۱۹۱۲ء میں پہلی بار طبع ہوا۔ تعداد صفحات (۳۰)۔

۱۲۔ شرعی باز پرس در فتویٰ جواز عرس:

یہ رسالہ سوالات در فتویٰ جواز عرس کے جواب پر مشتمل ہے، مطبع سعید المطبع سے ۳۳۰ھ میں پہلی مرتبہ طبع ہوا، تعداد صفحات (۱۶)۔

۱۳۔ اصول الشہید علی مصنف القول السدید

اس رسالہ عجیبہ میں حکیم ابوالمنصور قادری حنفی بدایونی کے رسالہ ”اقول السدید“ (جس کو انہوں نے فتوائے جواز عرس کی تائید میں اور ”السعید“ (۲)، موسومہ ”شرعی باز پرس“ کی تردید میں شائع کیا ہے) کا قائل دیدند ان خمن جو بدایا گیا ہے۔ مطبع سعید المطبع سے ۳۳۱ھ میں پہلی بار طبع ہوا۔ تعداد صفحات (۱۶)۔

۱۴۔ التہدید لملانی التہدید

اس رسالہ میں مولوی حبیب الرحمن بدایونی کے رسالہ ”التہدید“ کا جواب دیا گیا ہے جس میں انہوں نے اپنے زعم میں مولانا بناری رحمہ اللہ کے رسالے ”اصول الشہید“ کا

جواب دیا ہے۔ مطبع سعید مطابع بنارس سے ۱۳۳۲ھ میں پہلی مرتبہ طبع ہوا۔ تعدد صفحات (۱۶)۔
۵۔ جمع المراسلین فی انھی عن قراءۃ الفاتحۃ علی القبر والاطعمۃ برفع الیدین مع
الصمیمین الکریمین

اس میں کھانا سامنے رکھ کر اور قبر پر دونوں ہاتھ اٹھ کر سورہ فاتحہ پڑھنے کی رسم کی
تردید کی گئی ہے۔ نیز حدیث ضعیف کے تحت نہ ہونے کی بھی بحث کی گئی ہے جو کہ قابل مطالعہ
ہے۔ یہ کتاب مولانا سیف بناری کے بڑے برادر صغیر حضرت عبداللہ بناری کے نام سے شائع ہوئی
ہے، تاہم اصلاً اس کے مؤلف مولانا سیف بناری ہی ہیں۔ تعدد صفحات (۸۱)۔

۱۶۔ بصاحب المسیح علیہ السلام امامہ صحیح

یہ کتاب وحشی قلندر پوری اعظم غرضی کے خرافاتی عقائد کی تردید میں ہے۔ وحشی
صاحب نے یہ رسالہ مولانا بناری رحمہ اللہ کی کتاب صحوہ الخلق پر اعتراضات ایف کیا ہے، اور
یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آپ کے جو اعتراضات الحق الحقیقی پر ہیں وہ صحیح نہیں ہیں۔
مولانا سیف بناری نے وحشی صاحب کے دلائل کا تارہ پود بکھیر کر رکھ دیا۔ مطبع سعید مطابع
بنارس ۱۳۳۲ھ میں شائع ہوا۔ تعدد صفحات (۴۸)۔

۱۷۔ حسن الصلوات فی صلاۃ التراتوت بالجماعۃ

اس میں نماز تراتوت مع جماعت پڑھنے کا ثبوت دیا گیا ہے۔ ثانی برقی پریس امرتسر
سے ۱۳۶۳ھ = ۱۹۴۴ء کو پہلی مرتبہ طبع ہوا۔ ماضی قریب میں جامعہ سلفیہ بنارس ہند نے اس
کی طبع جدید کرائی۔ تعدد صفحات ۲۰۔

۱۸۔ تحریر اہل فتن فی صلاۃ التراتوت و بکبیر احمیدین

”مدرسہ عین العلم“ شہجہ پور کے ایک اشتہار کے جواب میں ہے جس میں میں

رہعت تراویح کو سنت موکدہ ثابت کیا گیا تھا۔ نیز تکبیرات عیدین کی تعداد فقہ حنفی کی رو سے بتائی گئی اور یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ یہی طریق سنت ہے۔ مطبع سعید المطابع بنارس سے ۱۹۰۸ء میں طبع ہوا۔ تعداد صفحات: (۱۶)۔

۱۹۔ مخدوم راجہ جی علی صاحب الحق الحق

اس میں مولانا بناری نے ایک معصر پانی پتی مصنف کی تردید کی ہے۔ پانی پتی مصنف نے بدعت کو سید اور حسد میں تقسیم کیا تھا اور اپنے خرقاتی رسومات کو سند جوار بخشنے کی کوشش کی تھی۔ یہ اسی کا مدلل و مسکت جواب ہے۔ مطبع سعید المطابع بنارس سے ۱۳۳۲ھ میں طبع ہوا۔ تعداد صفحات: (۳۹)۔

۲۰۔ البرز جلی رد الاُصول

عبد لطیف نامی ایک شخص کے، شتبار کا جواب ہے جس میں اس نے مخدوم راجہ جی علی پر اعتراض کرتے ہوئے ۹ سوالات کیے ہیں، اسی کا اس میں جواب دیا گیا ہے، جو قابل دید ہے۔ مطبع سعید المطابع بنارس سے ۱۳۳۲ھ میں طبع ہوا۔ تعداد صفحات: (۸)۔

۲۱۔ سوا، الطریق

یہ کتاب دراصل ۲۱ اپریل ۱۹۳۳ء کے ۲۳ ویں سال انڈیا اہل حدیث کانفرنس کا صدارتی خطبہ ہے، جس میں مولانا نے نہایت خوبصورت، مختصر اور جامع انداز میں تاریخ اہل حدیث پر روشنی ڈالی ہے، مطبع اسرار کریمی الہ آباد سے ۱۹۴۸ء میں شائع ہوئی، پھر مولانا دود رائز رحمہ اللہ نے طبع کرائی اس کے بعد متعدد طبعات وجود میں آئی۔

۲۲۔ ایضاح الطریق صاحب التحقیق

”سواء طریق“ کی اشاعت کے بعد مولانا حبیب الرحمن اعظمی نے ”تحقیق اہل

حدیث کے عنوان سے اس کا مفصل جواب لکھا۔ تاہم مولانا سیف بناری نے ناقابل تردید دائل و براہین سے مولانا حبیب الرحمن کے ایرادات کی تردید کی ہے کہ جس کے جواب میں مولانا عظمیٰ کو خاموش ہو جانا پڑا۔ آج تک کسی مقلد عالم نے اس کے جواب کی ہمت نہیں کی۔ مطبع سرار کرمی لدنا دسے طبع موار تعداد صفحات (۱۳۰)۔

۲۳۔ تبصرہ

مولانا بناری نے اس انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے بعد موضع اہل آباد کے خفی بھی یوں نے اہل حدیث کانفرنس کی مخالفت کرتے ہوئے ”الندیا احناف کانفرنس“ کا انعقاد کیا۔ جس کے صدر قاری محمد طیب دیوبندی تھے۔ موصوف نے اپنے خطبہ صدارت میں مسلک اہل حدیث کی تردید کی اور مختلف افواج کی خطبہ یابی کی ہیں اور سب باتیں مسلک اہل حدیث کی طرف منسوب کی ہیں جن سے مسلک اہل حدیث بری ہے۔ مولانا سیف بناری نے اسی پر تبصرہ کیا ہے اور قاری صاحب کے دعوے کی حقیقت بیان کر دی ہے۔ یہ کتاب مولوی محمد شفیع عظمیٰ کے نام سے ثانی برقی پریس امرتسر سے ۱۹۴۴ء میں طبع ہوئی ہے۔ تعداد صفحات (۴۰)۔

۲۴۔ حکم ای ام فی الہی بائی القاسم

مولانا نے اس رسالہ میں احادیث رسول ﷺ اور ائمہ صحابہ و تابعین و صحابہ امت سے ثابت کیا ہے اور القاسم کثیت رکھنا جائز ہے۔ مطبع سعید المطابع بنارس سے ۱۹۰۹ء میں طبع ہوا۔ تعداد صفحات (۱۶)۔

۲۵۔ ازہر لباسم فی الرخصۃ فی الجمع بین محمد و ابی القاسم

مولانا نے اپنے ایک ہم مسلک معاصر مولانا حکیم ابوتراب عبدالحق امرتسری کی

اس تنقید کا جواب دیا ہے کہ محمد نام اور ابوالقاسم کنیت ایک ساتھ رکھنا درست نہیں۔ مولانا عبد الحق امرتسری نے اپنی تنقید میں نہایت عامیانہ اسلوب اختیار کیا تھا، مولانا بناری نے بھی ترکی بہ ترکی نہایت سخت انداز اختیار کئے۔ مطبع سعید المطابع بنارس سے ۱۳۳۱ھ میں طبع ہوا۔ تعداد صفحات ۱۶۔ اسی کتاب کے صفحہ (۹) پر آپ نے بتلایا ہے کہ ابو ہریرہ کے منصرف اور غیر منصرف سے متعلق جو مسائل آپ کے شاگردوں کے نام سے طبع ہوئے ہیں وہ دراصل آپ ہی کے ہیں۔

۲۶۔ رمی الخمر تین علی شک کلمۃ الشہادتین

یہ رسالہ مولوی عبدالستار بن امام الدین قادری پوری کے جواب میں ہے، موصوف نے اپنی بعض تقریروں میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ کلمہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ ایک ساتھ کہنا شرک ہے کیونکہ یہ کلمہ اجتماعی طور پر قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے، نیز ان لوگوں کا بھی جواب دیا گیا ہے جو اس میں نحوی و صرفی خطا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مطبع سعید المطابع سے ۱۳۲۱ھ میں پہلی مرتبہ طبع ہوا، تعداد صفحات (۴۰)۔

۲۷۔ علاج درمائدہ در کیفیت مباحثہ مانندہ:

یہ مناظرہ مولوی فخرالہ آبادی سے ۱۳۳۱ھ میں ہوا تھا۔ استاد محترم شیخ محمد مستقیم سنی صاحب حفظ لکھ فرماتے ہیں ”اس رسالہ میں تیس سوالات مولوی فخر خلی صاحب کی طرف سے ہیں اور پچیس مولانا سیف بناری کی جانب سے، لیکن دونوں کے اصل سوالات کے جوابات کسی کی طرف سے نہیں گئے بلکہ مقابلہ شعرو شاعری میں ہو کر رہ گیا، اور آخر میں جب مولانا فخر بے بس ہو گئے تو خط میں صرف یہ لکھ کر بھیج دیا کہ ”جواب جاہلاں باشد خموشی“ اس کے جواب میں مولانا سیف نے اسی رقعہ پر یہ تضمین لکھ دی۔

یہی کہہ کر کروتم عیب پوشی جواب چاہاں باشد خموشی (۱)۔

مطبع سعید المطابع بنارس سے (۱۶) صفحات میں طبع ہوا۔

۲۸۔ اسعد (ٹریکٹ ۱)

اس رسالہ میں توحید اور اس کی تینوں قسموں کی وضاحت کی گئی ہے۔ مطبع سعید المطابع

بنارس سے (۱۶) صفحات میں طبع ہوا۔

۲۹۔ ۱۲ سوالات کے جوابات۔

اس رسالہ میں ان بارہ سوالات کے جواب دیئے گئے ہیں جو شیخ کاظم حسین درودز

وغیرہ نے مولانا سیف بناری کے رسالہ السعد کے نمبر (۱) پر کئے تھے۔ مطبع سعید المطابع بنارس

سے ۱۳۳۰ھ میں طبع ہو۔ تعداد صفحات (۱۶)۔

۳۰۔ عمدۃ التقریری جواب المسیر وصاحب التفسیر (عربی)

اس رسالہ میں علامہ محمد رحمہ اللہ نے مختلف دائل سے ابو ہریرہ کو منصرف ثابت کیا ہے،

اس لئے کہ اس میں دو سبب نہیں پائے جاتے ہیں، صرف تائید لفظی پائی جاتی ہے۔ اور

ابو ہریرہ علم نہیں بلکہ مرکب، اور نکرہ ہے۔ مطبع سعید المطابع سے ۱۳۲۹ھ میں طبع ہوا۔

۳۱۔ حسن التقریری جواب المسیر (عربی)

یہ رسالہ بھی انصراف ابو ہریرہ پر مشتمل ہے۔ مطبع سعید المطابع سے ۱۳۲۹ھ میں طبع

ہوا، تعداد صفحات (۳)۔

۳۲۔ عمدۃ الرافق (عربی)۔

یہ رسالہ بھی انصراف ابو ہریرہ پر مشتمل ہے۔

((علامہ محمد رحمہ اللہ صاحب سیف بناری اور اس کی تصانیف)) میں شیخ محمد مستقیم علی مطبوعہ محدث بنارس دسمبر ۱۳۹۸ھ

(ص ۵۳)۔

۳۳۔ اصباح فی ردایہ فیضاح (عربی)

یہ کتاب ایک بناری عالم کے رد میں ہے جس میں اس نے ابو ہریرہ کو غیر منصرف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ مولانا بناری نے ان کا تقب کرتے ہوئے حافظ بن حجر، ملا علی قاری، ابن مرزوق وغیرہ کے اقوال سے ثابت کیا ہے کہ ابو ہریرہ منصرف ہے۔ مطبع، کسیر اعظم بنارس سے ۱۳۳۱ھ میں طبع ہوا، (۱۶) صفحات پر مشتمل ہے (۸)۔

۳۴۔ لؤلؤ الشریع فی حدیث ام زرع

اس حدیث میں صحیح بخاری و صحیح مسلم کی مشہور حدیث ام زرع نامی خاتون کی جو گیارہ (۱۱) عورتوں کا اپنے شوہر کے وصف بیان کرنے پر مشتمل ہے، مع ترجمہ و تشریح۔ مطبع سعید مطبع سے ۱۳۲۵ھ میں پہلی مرتبہ طبع ہوئی۔ تعداد صفحات (۸)۔

۳۵۔ سفر بیت اللہ:

اس کتاب میں مولانا نے اپنے پہلے سفر حج کی تفصیلات ذکر کی ہیں۔ مطبع سعید مطبع سے ۱۳۳۱ھ میں پہلی مرتبہ طبع ہوئی۔ تعداد صفحات (۶۳)۔

۳۶۔ تذکرۃ سعید سوشل ایف

یہ کتاب مولانا سعید بناری کی سوانح پر مشتمل ہے۔ جو مکالمے کی شکل میں ہے، مطبع سعید مطبع سے ۱۳۲۸ھ میں پہلی مرتبہ طبع ہوئی۔ (۲۶) صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۷۔ حصول المرام من احادیث الصلاۃ والزکاۃ و الحج والعمیم

یہ کتاب مولانا رحمہ اللہ نے بلوغ المرام کے طرز پر ترتیب دی ہے، جس میں احادیث

(۱) یہ چاروں رسائل المعروف ادوارہ سے حعلق مولانا محمد سعید خاں شہرہ ریشد مولانا سیف بناری کے نام سے طبع ہوئے ہیں۔ لیکن رسائل یہ مولانا سیف بناری نے ہی میں جیسا کہ مولانا نے "المرآۃ" کے (صفحہ ۹) پر وسط صفحہ ذکر کیا ہے۔

کو مع ترجمہ و تشریح جمع کیا ہے۔ قلمی نسخہ (۴۴) صفحات پر مشتمل ہے، اس پر تالیف کا سال ۹۳۸ھ درج ہے۔

۳۸۔ التقدید فی رد القلید :

اس رسالہ میں آپ نے مولانا حبیب اللہ ندوی کے رسالہ ”القلید“ کا نہایت دندان شکن جواب دیا ہے۔ مطبع سعید المطابع سے ۱۳۲۵ھ میں پہلی مرتبہ طبع ہوئی، جو (۶۰) صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۹۔ ذکر بل اندکر

اس رسالہ میں اللہ کے فرماں ﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ کی تفسیر بیان کی گئی ہے، اور اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ بل ذکر سے مراد کون لوگ ہیں۔ مطبع سعید المطابع سے ۱۳۲۶ھ میں پہلی مرتبہ طبع ہوا، تعداد صفحات (۱۶)۔

۴۰۔ تقدید المعیار

اس کتاب میں شاد محمد اسحاق علی شہید اور مولانا محمد سعید محدث بناری پر اہل بدعت کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ یہ کتاب ابو حمید دہلوی کے نام سے طبع ہوئی ہے۔ مطبع سعید المطابع بنارس سے ۱۳۲۳ھ میں طبع ہوا۔ تعداد صفحات (۸۷)۔

۴۱۔ قضیہ امدیث فی حجۃ الہدیث

یہ کتاب ۱۳۲۹ھ میں پہلی بار منظر عام پر آئی، اس کتاب میں امدیث کا مقام قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن کی طرح حدیث کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ اس کی جدید طبع راقم الحروف کی تحقیق سے منظر عام پر آئی ہے۔ تعداد صفحات (۴۸)۔

۳۲۔ رحیم محمدی

اس میں مولانا نے چالیس احادیث مبارکہ مع ترجمہ و تشریح جمع کی ہیں۔ یہی وہ کتاب ہے جو گلزارِ حدیث کے نام سے چھپی تھی جو آپ نے دن پورہ کے جلسہ میں پڑھی تھی۔ تعداد صفحات: (۳۰)۔

۳۳۔ السیر الخشیث فی براءۃ اہل الحدیث

اس رسالہ میں قصہ مصلح اعظمؐ گزھ کے ایک اشتہار کا جواب دیا گیا ہے جو بدسرفی (غیر مقدسین کی فقہ) در (عقائد و بابیہ) شائع ہوا ہے، اور مشہور مولوی سید حسین بریلوی کے الزامات کا اچھی طرح کلع قلع کیا گیا ہے، یہ رسالہ مولوی عبداللہ خان بناری کے نام سے مطبوع ہے۔ سیدنی پریس بنارس سے ۱۳۴۳ھ میں پہلی مرتبہ شائع ہوا۔ تعداد صفحات: (۳۴)۔

۳۴۔ داستانِ عجب مسکی بہ (زنانِ عرب)

زمانہ جاہلیت کی گیارہ عورتوں کا اپنے شوہروں کے حالات بیان کرنے کا واقعہ نیز ان کی پاکیزہ زبان و عربی فصاحت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ پھر دو مسلمان خاتونوں کا قرآن پاک کی آیتوں سے روزمرہ کی گفتگو نقل کی گئی ہے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۳۴ء میں محمد منظر حسن تروی کے ہتم سے آراء سے شائع ہوئی، جو (۱۶) صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۵۔ ہدایۃ السائل الی احادیث وائل:

یہ رسالہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث آمین بالجبر اور اس کے طرق کو جمع کرنے پر مشتمل ہے، یہ کتاب مولانا سیف بناری کے بیٹے ابوالہثم کے نام سے طبع ہوئی ہے جو ابھی باحیات ہیں لیکن وہ پیدائشی طور سے معذور ہیں۔ پہلی مرتبہ رمضان ۱۳۶۳ھ میں ثنائی برقی پریس سے شائع ہوا۔ تعداد صفحات: (۱۲)۔

۳۶۔ مرزا خدام احمد قادیانی کے بعض دعاوی اور ابہامات

اس کتاب میں خدام احمد قادیانی کے دعوائے مسیحیت کا رد کیا گیا ہے ورنہ جو اپنے متعلق بشارات کا دعویٰ کرتا تھا اس کا جواب دیا گیا ہے، پہلی مرتبہ سیمنی پریس بنارس سے ۱۳۵۲ھ میں شائع ہوئی۔ تعداد صفحات (۱۶)۔

۳۷۔ اظہار حقیقت:

یہ رسالہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کی حقیقت پر ہے۔ سیمنی پریس بنارس سے ۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ میں پہلی مرتبہ طبع ہوا۔ تعداد صفحات (۱۶)۔

۳۸۔ میرزا خدام احمد قادیانی کا اعتراف نزول مسیح اور مسند ختم نبوت

اس رسالہ میں مواہب رحمہ اللہ نے خدام احمد قادیانی کی اپنی تحریروں سے اس کا نزول مسیح کا اعتراف کرنا ثابت کیا ہے، اور پھر ختم نبوت سے متعلق قیمتی بحث کی ہے، پہلی مرتبہ سیمنی پریس بنارس سے ۱۳۵۲ھ میں شائع ہوا۔ تعداد صفحات ۳۲۔

۳۹۔ شاہ رحمانی برقصہ قادیانی (یا) قضاہ ربانی بردعاہ قادیانی

اس رسالہ میں مولانا رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ غلام احمد قادیانی کا مدعا اللہ امرتسری کے ساتھ تخری فیصلہ کا اشتباہ رہا بلکہ نہیں محض ایک دعائیہ، ورنہ ہوری مقدس لے کا رد کیا ہے، پہلی مرتبہ علمی پریس بنارس سے ۱۳۵۲ھ میں شائع ہوا۔ تعداد صفحات (۲۰)۔

۵۰۔ مرزا خدام احمد قادیانی کے بعض جوابات پر ایک نظر

اس رسالہ میں مولانا رحمہ اللہ نے قادیانیوں کے اس دعوے کے انہوں نے شیخ محمد ابراہیم خطیب شاہی مسجد کے سوا کے جواب دے دیئے ہیں پر رد کیا ہے، پہلی مرتبہ سیمنی پریس بنارس سے ۱۳۵۲ھ میں شائع ہوا۔ تعداد صفحات (۳۲)۔

۵۱۔ جواب دعوت۔

اس رسالہ میں مولانا رحمہ اللہ نے ایک مقالہ کا جواب دیا ہے، جو ”دعوت الی الحق“ کے نام سے چار (۴) صفحات میں شائع ہوا تھا، جس میں نصوص شرعیہ کی باطل تاویلات کے ذریعہ وفات مسیح کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی، یہی مرتبہ ۱۳۵۲ھ میں سلیمانی پریس بنارس سے شائع ہوا۔ تعداد صفحات (۳۶)۔

۵۲۔ معیار نبوت۔

اس رسالے میں پہلے نبی کی بشریت قرآن مجید سے ثابت کی گئی ہے پھر معیار نبوت کی وضاحت کی گئی ہے۔ سلیمانی پریس بنارس سے یہی مرتبہ ۱۳۵۲ھ میں شائع ہوا۔ تعداد صفحات (۱۶)۔

۵۳۔ نور اسلام بحجاب ظہور اسلام:

اس رسالہ میں مولانا سیف رحمہ اللہ نے قادیانیوں کے سلسلہ امامت کی تردید کی ہے اور ساتھ ہی میں ان کے دعوائے وفات مسیح کا بھی ابطال ثابت کیا ہے، سلیمانی پریس بنارس سے ۱۹۳۳ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوا۔ تعداد صفحات (۹۶)۔

۵۴۔ دفع اوہام ارضہو رامام:

اس رسالہ میں غلام احمد قادیانی کی اور قادیانیوں کی تردید کی گئی ہے، اور یہ دکھایا گیا ہے کہ کیسے نبیوں نے قرآن وحدیث کے اندر تحریف کر کے غلام احمد قادیانی کو مسیح اور مہدی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، اور یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نفوذ ہند وفات پا چکے ہیں۔ یہی مرتبہ ۱۹۳۳ء میں سلیمانی پریس بنارس سے شائع ہوا۔ تعداد صفحات (۳۲)۔

۵۵۔ جمع المسائل والعقائد۔

اس کتاب میں عقیدوں کے ۵۷۷ قائل، یہ مسائل جمع کئے گئے ہیں۔

۵۶۔ تعلیم الاسلام:

اس کتاب میں قرآن مجید کی صداقت اور اسلام کی حقانیت کو ثابت کیا گیا ہے۔

۵۷۔ عید الضحیٰ۔

یہ اور ”دفع بہتان“ دونوں کتابیں مولانا عبداللہ بناری کے نام سے مطبوع ہے

جیسا کہ ”اسیر احشیث“ کے سرورق پر درج ہے، لیکن اصلاً یہ کتابیں بھی مولانا سیف بناری رحمہ اللہ کی ہی ہیں جیسا کہ نوشہروی صاحب نے مولانا سیف بناری کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے (۱)۔

۵۸۔ دفع بہتان۔

۵۹۔ الجوز

طبع دس (۱۹۲۰ء)۔

۶۰۔ نافع الاحناف

اس رسالہ میں رد مرہ پیش آنے والے مسائل جمع کئے گئے ہیں جو اہل حدیث اور

اہل تقلید کے لئے یکساں مفید ہیں۔

۶۱۔ شرح کافیہ

ابن حجب کی ”اکافیہ“ کی شرح ہے۔ (نامکمل)

۶۲۔ تحفۃ البصیر علی مسیح الغفور

مولوی عبدالحمید بناری کے رسالہ ”منہ الغفور“ کے جواب میں ہے۔ موضوع تردید بدعت۔ مطبع سعید المطابع بنارس سے ۱۳۳۲ھ میں طبع ہوا۔ تعداد صفحات (۲۴)۔

۶۳۔ اذکار ملی اذکار

یہ رسالہ مولوی عبدالحمید پانی پتی کے رسالہ ”اذکار نبویہ“ کے جواب میں ہے، مولوی عبد حمید نے رسالہ کا نام اذکار نبویہ رکھا ہے لیکن اس میں عقائد کو برباد کرنے والے قصے کہانیاں درج کر دیئے ہیں۔

۶۴۔ کشف الشر فی رو کشف السر:

یہ رسالہ بھی مولوی عبدالحمید پانی پتی کے رسالہ ”کشف السرائکون باہات علم“ کا رد و مایکون صاحب العجون“ کے جواب میں ہے، پانی پتی صاحب نے آنحضرت ﷺ کو عالم الغیب ثابت کیا ہے۔

۶۵۔ لیکچر:

یہ رسالہ مولانا سیف بناری کا ایک لیکچر ہے جو آپ نے ۱۴ دسمبر ۱۹۱۱ء کو بمبئی کانپور، مدرام کے اجلاس منعقدہ بنارس میں پڑھا تھا۔

۶۶۔ احسن اسما کل۔

۶۷۔ رد مرہ مسل ضروریہ۔

۶۸۔ کسوٹی معیار اسلام۔

۶۹۔ سوالات از علمائے دین (۱)۔

(۱) تباہوں پر تہہ میں عوام اہل تباہوں پر اٹھا، یا تباہوں اور جو میں موجود تھیں یا میں مل میں ہن پر تہہ کرنے میں شیخ محمد مستقر علی صاحب کے مضمون (۱) (۲) محمد بنوالتہ محمد صاحب سیف بناری کی تصانیف (۱) مطبوعہ محدث بنارس

شادی و اولاد:

مولانا سیف بناری رحمہ اللہ نے یکے بعد دیگرے تین شادیاں کیں۔ پہلی شادی بارہ سال کی عمر میں ۱۹۰۳ء میں ہوئی، لیکن شادی کے ایک ہی سال بعد ۱۹۰۳ء میں آپ کی بیوی کا انتقال ہو گیا (۱)، اور ان سے کوئی اور نہیں ہوئی، دوسری شادی پانڈے حویلی کے ایک رئیس خاندان میں حاجی بسم اللہ صاحب کی دختر ام کلثوم سے ہوئی، اور ۱۹۲۴ء میں طویل عرصے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام محمد رکھ گیا، مولانا مسرری رحمہ اللہ نے اس موقع سے مہارکبا اچیش کرتے ہوئے دعا کی کہ خدا کرے بچہ دادا کا نعم ابدی بنے (۲)۔ لیکن اللہ نے اس کی زندگی بہت مختصر رکھی تھی ہوا ایسا کہ ابھی چند روز ہی گزرے تھے کہ نوموود مارچ ۱۹۲۴ء میں وفات پا گیا۔ اس کے بعد مولانا کو کوئی اولاد نہ ہوئی اور ۱۹۳۷ء سے مولانا کی اہلیہ بیمار رہنے لگیں اور یہ بیماری رہز بروز بڑھتی گئی، بالآخر ۱۱ جون ۱۹۴۲ء کو آپ کی اہلیہ نے داعی اجل کو لبیک کہا (۳)۔

اس کے فوراً بعد آپ نے اپنی بیوی مولانا عبد الرحمن صاحب رحمہ اللہ (ت ۱۳۵۳ھ)

۱۹۹۵ء تک شمار پر اس کا محمد یونس مدنی کی کتاب (تراجم رجال حدیث نام) میں سو سو چھروں سے متعارف کیا گیا ہے۔ اور یہیں لکھا کہ وہی شخص بھی روایا سے "ارشاد" تھیں ان کا میں نے کوئی نہ لکھا ہے۔ انہوں نے چھروں میں کوئی تیسرہ علامہ لکھنے بھی ان کو دیکھ دیکھو۔ یا ہے۔ انہوں نے ان کی تصدیق نہیں کی ہے۔ اللہ اعلم

(۱) حیات الامام ابو موسیٰ عبد اللہ بن جابر، مطبوعہ دار (ورق حید) لکھنؤ، (ص ۳۰)، سیف الدین علامہ سر۔ شمارہ ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳

کی بیوہ سے کیا، اس بیوی سے مولانا کی چار اولاد ہوئیں، ابو عاصمؒ آپ ریلوے میں سرکاری ملازم تھے اب ریٹائر ہو چکے ہیں، ابو ہاشمؒ آپ جیپ فیکٹری میں ملازم تھے، اب اس آباد میں رہائش پذیر ہیں، ابو ہاشمؒ آپ معذور ہیں، ڈاکٹر ابو حاتمؒ آپ بنارس ہندو یونیورسٹی کے شعبہ عربی میں پروفیسر تھے، ۲۳ جنوری ۲۰۱۵ء کو آپ کا انتقال ہو گیا (۱)۔

مولانا کی بیوی نے طویل عمر پائی اور چند سال قبل وفات پائی۔

سلسلہ علالت اور عمر کا آخری حصہ:

یوں تو آپ کو کئی بار متعدد امراض نے اپنی گرفت میں لیا، اور ۹۱۲ء میں جب آپ حج کے لئے گئے تو وہاں آپ ہیضہ کی بیماری میں مبتلا ہو گئے، جس کی وجہ سے آپ کو حج کے بعد مکہ ہی سے واپس آنا پڑا، اپنے ملک آ کر آپ صحت یاب ہوئے، پھر ۱۹۲۱ء میں آپ کو سرسام ہو گیا تھا (۲) لیکن چند ہی دنوں میں آپ صحت یاب ہو گئے جیسا کہ اخبار اہل حدیث کے اندر آپ نے اپنی صحت کی خبر نشر کرائی (۳)۔

مولانا عبد الحنان صاحب فرماتے ہیں:

”یوں تو کئی بار صاحب فرماں ہوئے لیکن جس مرض نے آپ کو بالکل بے کار بنا دیا تھا، وہ گھٹنوں کا درد تھا۔ آپ کے بیان کے مطابق یہ درد برف کے کثرت استعمال سے پیدا ہوا تھا۔ شروع مارچ ۴۳ء میں آپ پر فالج کا حملہ ہوا جو فوری علاج سے بظاہر جاتا رہا، لیکن اندر ہی اندر اس نے آپ کا بائیں حصہ بالکل بے کار کر دیا۔ آخر مارچ ۴۳ء میں شدید

(۱) ایضاً، اور: ہمیں ((احمدیہ اہل حدیث عارض)): (ص ۳۳۰-۳۳۱)۔ ترجمہ سے مولانا محمد علی مدنی کی کتاب سے نقل کر دیا ہے لیکن بہت ساری، تین ڈاکٹر ابو حاتم کے جیسے کمال وکیل نے نقل کیا ہے۔

(۲) دیکھیں: ((اخبار اہل حدیث امرتسر))، نمبر ۳، تاریخ ۱۱ مارچ ۱۳۳۵ھ-۳۴ھ، صفحہ ۱۹۲، جلد ۹، شمارہ: (ص ۱۳)۔

(۳) دیکھیں: ((اخبار اہل حدیث امرتسر))، نمبر ۱۹، تاریخ ۱۱ مارچ ۱۳۳۵ھ-۳۶ھ، صفحہ ۱۹۲، جلد ۱۹، شمارہ: ۲، (ص ۱۳)۔

بخار جتل ہوئے جس کے باعث تھ بہت وضعف کافی سے زیادہ پیدا ہو گیا اور وضعف نے سحر وقت تک آپ کا پیچھا نہ چھوڑا۔ بنارس میں وہ آپ کے خارش شدید طور پر پھیلی ہوئی تھی، اس نے بہت زیادہ پریشان کیا یہاں تک کہ انھن بیٹھنا بھی ناممکن ہو گیا تھا، لیکن اس حالت میں بھی صحیحین کا درس جاری رہا اور اسی حالت میں مونا تھ جھنجھن کے جلسہ میں آپ شریک ہوئے۔ اپریل ۱۸۸۷ء میں ایڑیوں کے درد نے ایک قدم چلنے سے بھی مجبور کر رکھا۔ ابھی پوری طرح افاقہ و سکون بھی نہ ہونے پایا تھا کہ اراکین یہ تہ کمپنی بنارس آن پہنچے اور بھند ہوئے کہ آپ شریک جلسہ ہوں۔ باوجود معذرت شدید کے آپ کو مجبور کر کے جس طرح بن پڑاے گئے۔ وہاں آپ نے مختصر صلوٰۃ کی پیش گوئیاں بیان کیں جو اس قدر پسند کی گئیں کہ اسے بزم توحید مدت پورہ لکھنؤ کے نام سے شائع کیا۔

آخری عمر میں آپ نے سفر بہت کم کر دیے تھے، لیکن اس کے باوجود کئی مواقع ایسے پیش آئے کہ مسلسل وقت آپ کا جلسہ ہی میں گزرتا تھا۔ ۱۹۴۹ء کا پہلا اور آخری سفر اور عمر کا آخری جلسہ نانڈہ ہے، جس میں آپ شریک ہوئے۔

قیام پاکستان کے بعد بنگال کا پہلا اور آخری سفر آں بنگال و آسم اہل حدیث کانفرنس کی شرکت ہے، کچھ عجیب بات تھی کہ اس جلسہ میں تمام احباب کو تلاش کر کر کے اس سے مدقات کی، کلکتہ میں بھی خلاف معمول احباب کے اصرار پر زمرہ قیام کیا، اور حسب خواہش جلسہ میں تقریر بھی کی۔

شوال ۱۳۶۹ھ میں آپ پر وہ باروفان کا حملہ ہوا، کچھ فاقہ ہو تو لرزہ و بخار نے آگھیر، ایک ماہ تک آپ نہ مسجد جاسکے اور نہ مدرسہ کھل سکا، عید النہی سے محرم تک آپ کی یہ کیفیت رہی کہ کبھی لرزہ آیا، کبھی بخار، لیکن اس حالت میں بھی سبق کا زیادہ نانڈہ ہونے پایا (۱)۔

(۱) حیات ابو القاسم ارمولوں عبدالکمال خان صاحب مطبوعہ (۲۰۰۰ء حیدر) صفحہ ۱۳، سیف، اسلام آباد، شمارہ

کیفیت مرض اور سفر آخرت:

آپ جانے انجانے میں سب بات کی طرف اشارہ کر گئے کہ اب میں تمہارے درمیان زیادہ دن رہنے والا نہیں ہوں جب آپ نے عید الفطر کے موقع سے یہ اعلان کیا کہ بہت ممکن ہے کہ آئندہ عید میں یہاں میں موجود نہ رہوں اس لئے آپ لوگ اپنا کام کسی کو منتقل کر لیں۔ صاحبو خوش قسمتی ہے کہ مجھے عیدین مل گئی، لیکن آپ مطمئن نہ ہوں اور پناہ نام عیدین منتخب کر لیں۔

مولانا عبداللہ صاحب فرماتے ہیں:

۲۵ نومبر ۱۹۴۹ء مطابق ۳ صفر ۱۳۶۹ھ یوم جمعہ صبح دس بجے تک آپ مجھے خاصے تھے اندہ تو بخیر تھا ورنہ کوئی دوسری تکلیف۔ ۹ بجے تک غلطوٹ کھئے، پزندے سکرینری جس کو اپنی منظوری اور پہنچنے کے وقت سے مطلع کیا، ۲۶ نومبر کو آپ پزندے کے جس میں جانے والے تھے، طلبہ کو رخصت کرتے وقت کسی طبیب عام کے سوال کے جواب میں آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ سبقت کب ہوگا؟ مولانا عبدالوہاب صاحب آرومی رحمہ اللہ کو ملاقات کے لئے تحریر فرمایا تھا۔ نیز سی طرح مولوی عبداللہ صاحب ذمہ رانوی کو بھی اسٹیشن ملاقات کیسے بلایا تھا، لیکن کون جانتا تھا کہ پزندے جانے سے پہلے دار فکد روانہ ہو جائیں گے۔

فحیک دس بجے کا وقت تھا اور آپ کتب خانہ میں موجود تھے کہ یکا ایک آپ نے حسان منان پکارنا شروع کیا، آوار میں گھبراہٹ تھی، فوراً ہم لوگ پہنچے آپ نے فرمایا کہ والدہ کو بلاؤ۔ والدہ کو آنے تک آپ کے جسم میں کافی سپن ہٹ پیدا ہو چکی تھی، آپ رونے لگے اور فرمایا کہ اب میرا وقت پورا ہو چکا میری موت آن پہنچی۔ آپ نے مزید کچھ اور بھی فرمایا لیکن

وہ سمجھ میں نہ سکا۔ کتب خانہ سے آپ کو آپ کے کمرہ میں لے جایا گیا اور ہم میں کا ہر ایک ڈاکٹروں کی طرف دوڑ پڑا۔۔۔ آپ کے برادر خواجہ قاری احمد سعید صاحب کو بذریعہ فون مطلع کیا گیا، چنانچہ وہ مولوی عبداللہ صاحب شہر کے مشہور ڈاکٹر کو سنے ہوئے تنہا پہنچے، انہوں نے بہت اطمینان سے دیکھا اور کہا کہ یہ فائٹ کا سب سے زبردست حملہ ہے وہ غ کی رگیں پھٹ چکی ہیں۔ آپ سب مل کر دعا کریں مولانا مستیاب ہو جائیں۔ ہم انتہائی کوشش کریں گے کہ مرض پر قابو پائیں، چونکہ خوں کا دباؤ، پرکوحہ سے زیادہ ہے۔ اس لئے سب سے پہلے ضرورت اس بات کی ہے کہ ڈھائی سو سی سی خون نکال جائے، اس کام کے لئے چند دیگر ڈاکٹروں کی ضرورت پڑے گی جو آ کر خون نکال لے اس کے بعد میری تجویز کردہ دو نمیں دی جائیں گی، لیکن یہ ڈاکٹر اس وقت پہنچے جب کہ آپ سکرٹ کی منزل میں طے کر کے دنیاوی اذیتوں سے سکون پا چکے تھے۔

آہ تقریباً ساڑھے بارہ بجے (۱۲۳۰) روح نقص غصری سے پرواز کر گئی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون جتنے لوگ جمعہ کی نماز پڑھنے آئے تھے، سب کے سب آپ کے گرد کھڑے ریل اسٹک بھاتے اور کھٹ افسوس ملتے تھے، آنا فانا سرے شہر میں خبر پھیل گئی۔ مغرب تک اعزہ و جناب کی تدفین کا سلسلہ جاری رہا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ بخواب ہیں، چہرے سے آثارِ مردنی بالکل نہیں پائے جاتے تھے، بعض جوش میں کہ مولانا پر جھک جاتے، بعض ہنسنے لگے کہ آپ کی موت نے لوگوں کے حوس صب کر لئے تھے، ہنسا ہوا یا گناہ تا اور آپ کو دیکھتا۔

فردغ شمع تو باقی رہے گا صبح محشر تک مگر محض تو پروانوں سے خالی ہوتی جاتی ہے۔

(۱)

(۱) حیات ابوالقاسم از مولوی عبداللہ خان صاحب، مطلوبہ ر. (ترتیباً) لکھنؤ، (ص ۱۳۰-۱۳۱)، سیف الاسلام نمبر۔

مولانا کی عمر وقات کے وقت آٹھ سال چار ماہ تھی۔ مولانا نے اپنے پیچھے چار صلی بیٹے اور چار بیب بیٹے دراصل چھوڑا (۱)۔
تجربہ نگارین:

مغرب کی نماز کے بعد آپ کے بھائی مولانا عبدالآخر صاحب رحمہ اللہ اور مولوی حبیب اللہ صاحب (ت ۱۹۷۷ء) اور مولوی عبدالحنان صاحب رحمہم اللہ نے آپ کو غسل دیا، نقش کو خری دیدر کے لئے آزاد پارک میدان میں رکھ دیا، کثرت ازدحام کی وجہ سے منتظمین کو قطر بنانی پڑی، اور بعد نماز عشاء حافظ عبد اللہ صاحب رحیم آبادی (ت ۱۹۵۴ء) نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، سخت سردی کا موسم اور شب کے دس بجے تھے اس کے باوجود کم و بیش ایک ہزار لوگوں نے جنازہ میں شرکت کی۔

دس بجے شب یہ جسد خاکی علم و فضل کا منبع پیکر شرع محمدی، عاشق سنت نبوی، شرک و بدعت کا قاطع سپرد خاک کر دیا گیا۔

آج رانی جہاں سے داغ ہوا خاتمہ عشق ہے چراغ ہوا۔

ہندوپاک کے تمام شہروں میں جہاں اہل حدیث ہیں نیز گاؤں، بستیاں ہر جگہ آپ کی نماز جنازہ خائبات ادا کی گئی (۲)۔

شمارہ ۷۰ تا ۱۰۰، یکم ۱۵/ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ، جن میں ۱۱۰ فی صد ۱۳۱۵ھ = ۲۴ جنوری، ۲۴۸۰ھ و ۲۴۸۱ھ درج ہیں۔

(۱) حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب رحمہ اللہ نے از قاری احمد سعید صاحب، مطبوعہ ر (پور توحید) صفحہ (۶۲)، سیف، سامعہ شمارہ ۷۰ تا ۱۰۰، ربیع الثانی، ۱۵۲۰ھ، جمادی الاویٰ ۱۳۴۳ھ = ۲۴ جنوری، ۲۴۸۰ھ و ۲۴۸۱ھ درج ہیں۔

(۲) فوراً حیدرآباد، سیف الہام، شمارہ ۷۰، مولوی عبدالحق، مقالہ قاری احمد سعید، مقالہ مسعود، قمر بناری، مقالہ سید محمود اسلم، کاپری۔

اس طرح علامہ ابوالقاسم سیف بناری رحمہ اللہ کی مختصر سوانح مکمل ہوئی، اللہ موانا رحمہ اللہ کی خدمات کو قبول فرمائے، اور آپ کی خطوں کو درگزر فرمائے، اور آپ کا ٹھکانا جنت الفردوس کرے، اور ہمیں ان کا کوئی نعم البدل عطا کرے، اور ہمیں خود ان کی خدمات سے عبرت و نصیحت حاصل کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین



تمهیدی مقالات



واشگافی کر دی، ان شاء اللہ جمعہؒ گوشہؒ کے دوسرے گوشہ میں جلسہ ہوگا۔
 اور تحریر سے متعلق سید رومرزا نیت کا ٹریکٹ (۱) و (۲) انجمن شائع کر چکی ہے۔
 جس میں دعویٰ مرزا قادیانی اور مہدویت و مسیحیت پر خوب واضح طور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔
 اور (۳) ٹریکٹ ریطبع ہے جس میں ختم نبوت سے متعلق بحث کر کے مرزا قادیانی کے کذب
 و فریب اور مسلمانوں کو اسلام کی سچی اور صحیح تعلیم سے آگاہ کیا گیا ہے، دعا ہے کہ خداوند قدوس
 انجمن اشاعت اسلام کو خدمت اسلامی کی بیش از پیش توفیق ارزانی فرمائے۔
 نیز قادیانی مناظر سے شرائط مناظرہ طے پا رہی ہیں۔ ان شاء اللہ فیصلہ کن مناظرہ ہوگا۔

میں کہتے ہوں الحمد للہ ان علماء مذکورین اور دیگر علماء کی کادشوں سے نہ یہ
 کہ صرف ان قادیانیوں کی کادیانیت کا رد ہو گیا بلکہ ان کو اپنا سر چھپانے کے لئے
 گوشہ نشین ہونا پڑا۔

ان اصول کے ماتحت ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد اور مسیح موعود اور مہدی معبود مانتے ہیں“ (پیغام صلح (ص ۲۶)، ۲۶ جنوری ۱۹۳۵ء)۔
 اہل حدیث

ارے بھئی! ایک اصول ہمارا بھی ان میں داخل کر بیٹھے تاکہ ہم بھی تم دونوں میں
 تیسرے اقوام کی حیثیت سے مل کر صحیح معنی میں تثلیث بنا دیں۔ دیکھئے وہ ایسا اصول ہے کہ
 اس سے انکار کرنے والے کی ساری دنیا میں جگہ مناسی ہوگی، بس سنئے وہ سنہرا اصول یہ ہے
 کہ:

(۱۱) مسیح موعود کو راست موعود خصوصاً خدائی الہام میں صادق ہونا ضروری ہے۔

”کہ ہم سب اس مذکورہ اصول کے ماتحت مرزا صاحب کو چاہتے ہیں۔

تاییدہ رو کے شودمر کہ درخش باشد (۱)۔



اصل کتاب



سلسلہ روزمرزائیت

کا

ٹریکٹ نمبر (۱)

مرزا غلام احمد قادیانی
کے بعض دعاوی اور الہامات

تالیف

محدث علامہ شیخ محمد ابوالقاسم سیف بن محمد سعید ناری

تحقیق و تعلیق

عبد الاحد احسن جمیل آل عبد الرحمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحمدہ ووصلی ووسلم علی رسولہ الکریم

برادران اسلام اب تک ہمارا شہر فرقہ مرزاکیہ قادیانیہ کے فتنہ سے محفوظ رہا، مگر چند دنوں سے اس کی گمراہ کن نقل و حرکت یہاں بھی شروع ہو گئی، اس لئے ضروری ہے کہ عام مسلمانوں کو اس فرقہ کی حقیقت و نیز اس کے بانی مرزا غلام احمد کے بعض دعویٰ و عقیدات سے آگاہ کر دیا جائے۔

برادران اسلام! یہ تو ہم تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ و ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو ہنوز وفات نہیں ہوئی اور وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں و رقی مت سے قریب دوبارہ دنیا میں تشریف لائے حضور سرور عالم ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کا شرف حاصل کریں گے و آپ کی تائید و حمایت میں تمام فرق باطلہ بالخصوص نصاریٰ سے جہاد کریں گے، اسی طرح تمام امت مسلمہ کا یہ بھی متفقہ عقیدہ و ایمان ہے کہ حضرت سید المرسل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین یعنی سلسلہ رسالت و نبوت کی آخری کڑی ہیں اور آپ کے بعد پھر کوئی نبی یا رسول نہ آئے گا، انہیں اور نہ اس کی ضرورت ہے کہ حسب وعدہ خداوندی شریعت محمدیہ قیامت تک ہر قسم کی تحریف و تبدیل سے محفوظ رہے گی، تبلیغ و دعوت کے وہ فرغ نفس جو اگلی مدتوں میں انبیاء علیہم السلام انجام دیا کرتے وہ اس امت کے علماء کے ہاتھوں انجام پائیں گے، امت مسلمہ کے ہی شرف کی جانب اشارہ ہے اس آیت کریمہ میں ﴿تَكُنْ لَهُمُ حِجْرًا مِّنْهُ أَخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْوِيلُونَ بِالْمَفْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (ترجمہ تم بہترین

امت ہو جو نکالی گئی لوگوں کے لئے، قلم کرتے ہو تم لوگوں کو نیکی و بھلائی کا اور منع کرتے ہو بری اور ناپاوار بات سے۔

برادران اسلام! ہم سب مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ و ایمان ہے کہ ہمارے قادیانیوں حضرت سید المرسل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام اگلے انبیاء و رسل کے سرار و نیز سب سے فضل و برتر ہیں، اگلے انبیاء و رسل میں سے کوئی نبی یا رسول بھی آپ کے فضل و مراتب کو نہیں پہنچ سکے، اگر عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر بجائے گئے تو ہمارے سید المرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب العزت کی طرف سے بہر شان و شوکت بذریعہ براق آسمان پر بحالت بیداری بجائے گئے۔ اور وہ دارن اور کمالات جناب باری کی طرف سے آپ کو بخشے گئے جو کسی کو آج تک نہ ملے اور آپ اس مقام تک پہنچے جہاں بشر تو کیا کسی فرشتہ کی بھی رسائی نہیں اور جہاں حضور سید المرسل اور جناب باری کے سوا کوئی قیصر نہ تھا۔

اس کے علاوہ حضور سید المرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل و کمالات بہ شمار ہیں، من جمدان کے آئینہ یہ بھی ہے کہ آپ خاتم النبیین بنا کر بھیجے گئے اور بارگاہ خداوندی سے اعلان کر دیا گیا کہ اب کسی نبی، رسول یا کتاب کی قیامت تک ضرورت نہیں اور آپ کی امت کو تبلیغ و دعوت کا وہ منصب و شرف حاصل ہوگا جو اگلی امتوں کے انبیاء کو حاصل رہا۔

برادران اسلام! ذرا غور فرمائیے اگر آپ کے بعد بھی کوئی نبی یا رسول آنے والا ہوتا تو کیا اس کی نسبت ہمارے سید المرسل پیشگوئی نہ فرماتے اور ہمیں اس کا نشان نہ بتاتے، حضور کی صد ہا پیشگوئیوں میں کہیں بھی کسی آنے والے نبی یا رسول سے متعلق کوئی بھی پیش گوئی نہیں ملتی۔ بلکہ اس کے خلاف صحیح حدیثوں میں ہمیں حضور کی صاف و صریح پیشگوئی ملتی ہے کہ آپ کے بعد بہت سے دجال، کذاب اور جھوٹے دعوے دار نبوت پیدا ہوں گے،

پس نتیجہ صاف و واضح ہے کہ آپ (علیہ السلام) کے بعد کوئی نبی یا رسول نہ آئے گا اور آپ کی ذات مقدس پر سلسلہ رسالت و نبوت ختم ہو گیا۔

مگر ہاوجود اس کے اس امت میں جہاں اور بہت سے فقہ اٹھے ان میں حضور ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق ایک فقہ یہ بھی ہے کہ وہی فوق بعض جھوٹے اور فریب کار دعوی دار نبوت پیدا ہو گئے مگر ہر موقع پر امت کے علماء و افراد نے اپنے فرض کا احساس کیا اور ایسے تمام مدعیان نبوت کی تحریکوں کا ہر وقت خاتمہ کر دیا، مسیدہ کذاب اور اسود غسی کے نام آپ نے سنے ہوں گے جنہوں نے اسلام کے ابتدائی عہد میں نبوت کے دعویٰ کے مگر وقت کے مسلمانوں نے ان کی فریب کاریوں کا خاتمہ کر دیا، اسی طرح اور بھی مدعیان نبوت اس امت میں پیدا ہوئے، اسی سلسلہ کی ایک کڑی مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہیں جو پنجاب کے ایک مقام قادیان کے رہنے والے اور ایک معمولی علم و حیثیت کے شخص تھے، مگر تھے بہت ہوشیار و چالاک مسلمانوں کی غفلت و بے حسی اور ان کی شریعت سے بے خبری، لاعلمی کو دیکھ کر انہوں نے سمجھا کہ موقع اچھا ہے اور جھٹ دعوائے نبوت کر دیا۔ علماء اسلام نے ان کی زندگی ہی میں ان کا مقابلہ کیا اور ان کے دعوائے نبوت و مسیحیت کو جھوٹا اور ان کے اہمات و پیش گوئیوں کو کذب و فتنہ ثابت کر دیا۔ ان کی موت ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔

چونکہ اس شہر میں یہ ایک نیا فتنہ ہے اس لئے فطرتی طور پر ہر شخص مرزا غلام احمد کے دعویٰ اور تعلیمات پر کچھ جاننا چاہے گا، ذیل میں ان کے بعض دعویٰ ان کی تصانیف کے حوالوں سے لکھے جاتے ہیں۔

(۱) قرآن مجید میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد سے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ پیش گوئی آئی ہے ﴿وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِمْ بَعْدِي اَمْلًا اَحْمَدُ﴾

(سورہ صف) (۱)۔ ترجمہ اور بشارت دیتا ہوں ایک رسوں کی جو آئے گا میرے بعد کہ نام اس کا احمد ہوگا۔

تمام علماء اسلام سلف سے آج تک با اتفاق اس بشارت کے مصداق حضور سرور عالم ﷺ کو سمجھتے آئے۔ مگر مرزا صاحب قادیانی کہتے ہیں "میں وہ احمد ہوں، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میرے حق میں بشارت دی تھی" (ازالہ ادہام) (۲)۔

(۲) حدیث میں آیا ہے «کیف ننبئہ ادا یر۔ فیکمہ بن مریمہ من نسماء» (۳) یعنی تم لوگ کیسے ہو گے جب حضرت یحییٰ بن مریم تم میں آسمان سے ترس گے۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ یہ مسیح موعود میں ہوں (ازالہ ادہام) (۴)۔

(۳) حضور سرور عالم ﷺ کی پیش گوئی ہے کہ آخر زمانہ میں حضرت فاطمہ کی ولاد میں ایک بزرگ پیدا ہوں گے جن کا نام محمد باپ کا نام عبد اللہ اور لقب امام مہدی ہوگا، ان کی صفت یہ ہوگی "یسئلہ الارض فسطا کما ملئت حبراً" (۵) یعنی وہ زمین کو عدد سے بھر دیں گے جیسا کہ وہ قلم سے بھری ہوگی۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ وہ مہدی میں ہوں۔ (اشتہار معیار لاخیار) (۶)۔

(۴) مرزا صاحب فرماتے ہیں۔
میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں سلیمان ہیں مری بے شمار۔
(درشین) (۷)۔

(۱) صف ۲۔ (۲) (ص ۲۵۳)، (روحانی خزائن) (۳۵۴۳)۔
(۳) بیہیمن ((تاج ۱، صفحہ ۱۰۰))، ارتقائی (۳۳۱۶)، حدیث ۸۹۵، یہ حدیث صحیح ہے۔
(۴) (ص ۳۵)، (روحانی خزائن) (۱۲۵۰۳)۔
(۵) شمس الہدیٰ، کتاب المہدی، حدیث ۳۳۹۵، مستدرک (۶۶-۶۷/۱۸)، حدیث ۱۱۳۹۳، اس حدیث کی سند حسن ہے۔
(۶) (مجموعہ اشتہارات) (۶-۲۲)۔
(۷) میں اس کتاب کی رسائی حاصل نہ کر سکا، اپنے کسی شعر میں احمد یہ جملہ کلمہ میں موجود ہے، وہ کبھی (روحان

منم مسیح رمان و منم کلیم خدا منم محمد واحد کہ مجتبیٰ باشد۔

(تزیاق القلوب) (۱)

(۵) مرزا صاحب جیسائیوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں "اے جیسائی مشنریو! "ربنا مسیح" مت کہو، دیکھو آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر آئے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء) (۲)۔

(۶) فرقہ شیعہ سے خطاب کر کے کہتے ہیں "اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمھارا منجی ہے کیونکہ میں سچ کچھ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے (مرزا) کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے" (دافع البلاء) (۳)۔

(۷) مرزا جی کا دعوائے نبوت و رسالت ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔

"جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں" (حقیقۃ الوحی) (۴)۔

"ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں خدا تعالیٰ جس کے ساتھ مکالمہ مخفی طبعہ کرے جو بھاری ذہنیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشن گوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے ہم نبی ہیں" (خبر قادیان ۱۹۰۸ء)۔

(خبر ۳۳۴۱)۔

(۱) ((روحانی خزائن)) (۵/۳۳۲) ترجمہ میں مسیح کہاں ہوں میں کلیمہ ہوں میں ہی محمد مجھ اور تجھی میں

ہی ہوں۔ ((روحانی خزائن)) (۱۸/۳۳۰)۔

(۲) ((روحانی خزائن)) (۱۸/۲۳۳)۔

(۳) ((روحانی خزائن)) (۲۲/۳۰۶)۔

(۸) مرزا صاحب کا ایک ابہام ملاحظہ ہو فرماتے ہیں ”سمان سے کئی تخت ترے پر تیرا تخت سب سے دیر بچھا گیا“ (حقیقۃ الوحی) (۱)۔

(۹) مرزا جی لکھتے ہیں ”خدا قادیان میں نازل ہوگا“ (اشتری) (۲)۔

(۱۰) آپ کا پیغمبرانہ خواب سننے فرماتے ہیں ”میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہ ہندو ہوں میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہندو ہوں“ (سینکھ، تاسد) (۳)۔

(۱۱) آپ کا دعویٰ ہے کہ ”میں مسلمانوں کے لئے مسیح موعود ہوں اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہوں“ (پنچرہ لکھٹ) (۴)۔

(۱۲) مرزا جی فرماتے ہیں ”میں حضرت ابو بکر صدیق بلکہ بعض انبیاء میںہم اسد م سے بھی افضل ہوں“ (شہباز معیار، خیار)۔

(۱۳) مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ خوش کوثر مجھے ملا ہے، آپ کے الہام کے لحاظ یہ ہیں ”ب' عصبات لکونر“ (رسالہ انجام آتھم) (۵)۔ ترجمہ میں ”میں نے بخش تجھے کوثر۔

(۱۴) مرزا جی کہتے ہیں کہ خدا نے مجھ سے کہا ہے کہ اے احمد تیرا نام پورا ہوگا، میرا نام نہ پورا ہوگا۔

الفاظ الہام یہ ہیں ”ب' احمد بنہ اسعد و لا بنہ صعی“ (رائین) (۶)۔

(۱۵) مرزا جی کا دعویٰ ہے کہ بہت سی آیتیں جو حضور سرور عالم ﷺ کی شان میں نازل ہوئی ہیں ان کا مصداق میں ہوں اور وہ آیتیں میری شان میں دوبارہ مجھ پر نازل ہوئی ہیں مثلاً آیات ذیل۔

(۲) (روحانی خزائن) (۱۸۲۷)۔

(۱) (روحانی خزائن) (۱۸۲۷)۔

(۳) (روحانی خزائن) (۱۸۲۷)۔

(۳) (روحانی خزائن) (۱۸۲۷)۔

(۶) (روحانی خزائن) (۱۸۲۷)۔

(۵) (روحانی خزائن) (۱۸۲۷)۔

(۱)۔ ﴿وَمَا يَطْنِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِن هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (۱)۔
ترجمہ ہمارا رسول خواہش اور جی سے نہیں بولتا، نہیں ہے وہ مگر وحی جو نازل کی جاتی ہے، (ربیعین) (۲)۔

(۲)۔ ﴿وَمَا رَمِيتُ إِذْ رَمِيتُ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ﴾ (۳)۔
ترجمہ اے مرزا جو کچھ تو نے چلایا وہ تو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا، (حقیقۃ الوحی) (۴)۔

(۳)۔ ﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ ۖ إِنَّا بِهِ﴾ (۵)۔
ترجمہ خدا اور خدا جس نے بھیجا اپنے رسول کو ساتھ ہدایت و دین حق کے، (حقیقۃ الوحی) (۶)۔

(۴)۔ ﴿دَاعِبِهَا إِلَى اللَّهِ وَسِرَاجًا مُبِيرًا﴾ (۷)۔
خدا کی طرف بدنے والا اور چمکتا سواروشتن چراغ، (حقیقۃ الوحی)۔
(۵)۔ ﴿بِنَا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ (۸)۔
اس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، (ملاحظہ ہو نمبر ۱۳)۔
(۶)۔ ﴿وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ (۹)۔
یہ بھی پہلے بیان کی جا چکی ہے، (دیکھئے نمبر ۱)۔

(۱) انجیم ۳، ص ۱۴ (۲) مس ۱۴، کما مشید، (روحانی خزائن) ص ۱۷۱، (۳۶۱)۔
(۳) مس ۱۷۱، ص ۱۷۱ (۴) روحانی خزائن ص ۱۷۱، (۳۶۲)۔
(۵) انجیم ۳۳، ص ۱۷۱ (۶) مس ۱۷۱، (۴) روحانی خزائن ص ۱۷۱، (۳۶۲)۔
(۷) اصل نو میں ایسے ہی ہے مگر لے ہم نے یہی ہی، مٹی دھا ہے مشائخ سے کہ جس طرح کادیانی نے دوسری آجوں میں تحریف کی ہے یہاں بھی کی ہو۔ (۸) الکواثر ۱، (۹) تصدق ۶۔

یہ دینے اس طرح کی اور آیتیں ہیں جن کی نسبت مرزا کا دعویٰ ہے کہ وہ میری شان میں مجھ پر نازل ہوئی ہیں۔

یہ ہیں مرزا غلام احمد کے بعض دعاوی اب آپ خود ان سے مرزا جی دینے ان کے پیروگر وہ مرزا ایہ سے متعلق فیصلہ کریں۔ ہمیں کسی حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔

فرقہ مرزا ایہ کے پرفریب چالوں میں ایک چال یہ بھی ہے کہ وہ اپنے پیرومرشد مرزا غلام احمد کے دعوائے نبوت و مسیحیت دینے ان کے پیغمبرانہ ابہامات کو چھوڑ کر عام مسلمانوں کو بہکانے کے لئے پسیدہ مسند حیات مسیح اور ختم نبوت کو پیش کرتے اور بیان کرتے ہیں۔ اس میں قطعہ شبہ نہیں کہ ہم مسلمانوں کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر جانے دینے ان کے دوبارہ دنیا میں مارے ہونے سے متعلق اسی طرح حضور سید المرسل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے متعلق قرآن مجید کے نصوص قطعیہ و احادیث صحیحہ سے ایسے دلیل و براین موجود ہیں جن کے جاننے کے بعد کسی شخص کے لئے بھی بشرطیکہ وہ منصف اور سب حق ہو گنجائش شک و انکار باقی نہیں رہتی، تاہم اگر چند لکھوں کے لئے ہم ان میں اور فرض کر لیں کہ حضور خاتم النبیین نہیں اور آپ کے بعد بھی نبی یا رسول کے آنے کا مکان باقی ہے اسی طرح اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کی وفات ہو گئی تو معاذ اللہ اس کے معنی یہ تو نہ ہوں گے کہ اب ہر فرد دعوائے نبوت و مسیحیت کرنے لگے۔ اس لئے ضرور ہے کہ فرقہ مرزا ایہ اپنے پیرومرزا غلام احمد کے دعوائے نبوت و مسیحیت کو دلائل و براہین سے ثابت کرے جو وہ اب تک نہ کر سکے اور نہ ان شاء اللہ قیامت تک کر سکیں گے ﴿وَلَوْ كُنَّا بُعْضُھُمْ لَبَغْضُ الْاٰیۃ﴾ (۱)۔

برادران اسلام! اب آئیے ہم سی ذرا مرزا جی کی نبوت کو پرکھیں، کسی مدعی نبوت

کے صدق و کذب جانچنے کے مختلف طریقہ ہو سکتے ہیں مگر ہم اس موقع پر وہی طریقہ و معیار اختیار کریں گے جو مرزا جی نے خود بتایا ہے۔ آپ اپنی کتاب ((دافع لوسوس)) کے (صفحہ ۲۸۸) میں تحریر کرتے ہیں ”ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر کوئی امتحان نہیں ہو سکتا“، اس لئے اب ہمیں مرزا جی کی نبوت کو انہیں کے بتائے ہوئے معیار پر جانچنا ہے، مرزا کی پیش گوئیاں تو بہت ہیں جن کا کذب و افتراء ہونا علماء اسلام نے اپنی تصانیف میں اچھی طرح کھول دیا ہے۔

حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب مدظلہ کا رسالہ ((الہامات مرزا)) اس باب میں کافی ورجحہ مفید ہوگا، میں اپنے تمام بھائیوں سے سفارش کروں گا کہ وہ اسے ضرور پڑھیں۔
اس موقع پر ہم صرف چند پیش گوئیاں اختصار کے ساتھ بیان کریں گے کہ زیادہ کی س مختصر تحریر میں گنجائش نہیں اور پھر کسی کے کذب ثابت کرنے کے لئے تو بقول مرزا جی کے ایک ہی مثال کافی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں ”جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جاوے تو دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا“ (جسمہ معرفت) (۱)۔
اب پیش گوئیاں ملاحظہ ہوں:-

پہلی پیش گوئی:

۱۸۹۳ء میں امرتسر میں مرزا جی نے عیسائیوں سے ایک مناظرہ کیا جو چند روزوں تک جاری رہا، ۵ جون کو جب مناظرہ ختم ہوا تو مرزا نے اپنے حریف و مقابل عبداللہ آہتقم سے متعلق ایک پیش گوئی کی جس کے اغاظ یہ ہیں۔

آج رات جو مجھ پر کھڑا ہے وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تضرع اور ابتهال سے جناب نبی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلہ کے سوا

کچھ نہیں کر سکتے تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دووں فریقوں میں سے جو فریق عدا جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بتا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ کے کر یعنی پندرہ ماہ تک باویہ میں گر لیا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہونچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب پیشین گوئی ظہور میں آئے گی بعض اندھے سو جا کہے گئے جائیں گے اور بعض لٹنرے چڑھیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے۔ (جنگ مقدس) (۱)۔

اس پیش گوئی کی مزید تقریر اور تشریح یوں فرماتے ہیں۔

میں حیران تھا کہ اس بحث میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق پڑا، معمولی بحثیں تو اور لوگ بھی کرتے ہیں اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کے لئے تھا میں اس وقت قرار کرتا ہوں کہ گر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی دو فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے ہزارے موت باویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے ٹھانے کے لئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جاوے اور سیاہ کیا جاوے، نیز گلے میں رسا ڈل دیا جاوے، مجھ کو پھانسی دی جاوے، ہر ایک بات کے سے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور یہاں کرے گا، ضرور کرے گا۔ زمین آسمان مل جائیں پر اس کی باتیں نہ ملیں گی۔ (حوالہ مذکور) (۲)۔

اسی پیش گوئی کو مرزا جی رسالہ ((کرامات اصدیقین)) (۳) کے آخر میں عبارت عربی یوں تحریر فرماتے ہیں: ”وسمہا مسا وعدسی ربی اذ جسدنی رجل من

(۲) (روحانی خزائن) (۲۹۶/۲) (۲۹۳)۔

(۱) (روحانی خزائن) (۲۹۶/۱) (۲۹۲)۔

(۳) (ردیاف غیبیہ) (۱) (روحانی خزائن) (۱۹۳/۲)۔

المصبرین ندی سمہ عند المہ ہما، اسی اُن فال وید بشری ربی بعد دعویٰ موتہ ای حمہ عشر شہر من یہ حاتمہ البحت، فسینقت وکتب من مصعب" (یعنی خدا نے مجھے بشارت دی کہ عبداللہؑ تھم مناظرہ کے آخری روز سے پندرہ ماہ تک مر جائے گا پس میں مطمئن ہو گیا)۔

پیش گوئی بالکل صاف اور واضح اور بغیر کسی ایچ بیج کے بتا رہی ہے کہ عبداللہؑ تھم جو جیسا کہ ہے اور جس نے انسان یعنی حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو خدا بنالیا ہے اگر جھوٹے خدا (یعنی حضرت عیسیٰ) کو نہ چھوڑے گا اور سچی توحید کا قائل ہو کر حق یعنی اسلام کی طرف نہ رجوع کرے گا تو یوم پیش گوئی یعنی ۱۵ جون سے پندرہ ماہ کے اندر ہادیہ میں گر جائے گا۔

برادران اسلام! آپ کو معلوم ہے کہ نتیجہ کیا ہوا عبداللہؑ تھم پندرہ ماہ کی مقررہ میعاد کے بعد بھی دو برس تک زندہ رہا اور اس طرح خدا نے مرزا کی جھوٹی پیش گوئی کا کذب و انقرا ہونا ظاہر کر کے مرزا جی کے بقول ان کو ذلیل و رو سیاہ کیا۔ مرزا جی کو خود اعتراف ہے کہ اس پیش گوئی کی میعاد کے بعد ان کے تمام مخالفوں نے خوشیاں منائیں اور ان کے ذلیل کرنے میں کوئی کسر نہ ٹھارکھی، چنانچہ تحریر فرماتے ہیں۔

انہوں نے پشاور سے لے کر الہ آباد اور بھٹی اور کلکتہ اور دور دور کے شہروں تک نہایت شوق سے ناچنا شروع کیا اور دین اسلام پر (یعنی دین مرزیت پر) رقص و رقصے کئے اور یہ سب مولوی یہودی صفت اور اخباروں والے ان کے ساتھ خوش اور ہاتھ میں ہاتھ ملائے ہوئے تھے۔ (سراج منیر) (۱)۔

اس پیش گوئی پر تفصیلی بحث کے لئے ملاحظہ ہو ((اہمات مرزا)) از مولانا ثناء

اللہ مدظلہ۔

دوسری پیش گوئی:

محمدی بیگم نامی ایک لڑکی مرزا جی کے خاندان میں تھی جس سے مرزا جی نے بہت چاہا کہ میرا نکاح ہو جائے، لڑکی کسن، دو شیزہ اور غا با خوبصورت بھی تھی مگر مرزا جی پیر فرقت (۱) مل و عیاں والے، چنانچہ آپ خود ہی تحریر فرماتے ہیں۔

"وہی محمد بنہ السن وانا منجاور علی الخمسین" (یعنی دو لڑکی کسن ہے اور میں پچاس سال سے زیادہ ہوں)

بات خرجب اور کوئی صورت نکاح بن نہ آئی تو چاہا کہ الہ ما اور پیش گوئی کی دھمکیوں سے کسی طرح اس کو اپنے نکاح میں لائیں، چنانچہ حسب ذیل پیش گوئیاں صادر فرمائیں۔
عرصہ قریب تین برس کا ہوا ہے کہ بعض تحریکات کی وجہ سے جن کا مفصل اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے، خدا تعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پرغا پر فرمایا کہ میرزا احمد بیگ وند میرزا گما بیگ ہوشیار پوری کی دختر کا اس انجی مکار تہمارے نکاح میں آئے گی اور لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع نہیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا۔ اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے، اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا، کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ (ازال اوہام) (۲)۔

اسی سلسلہ میں یہ بھی پیش گوئی فرمائی کہ اگر لڑکی کسی دوسرے کے نکاح میں دی گئی تو اس کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور وہ روز نکاح سے ڈھائی سال تک مر جائے گا، چنانچہ فرماتے ہیں:-

(۱)۔ "لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس

کسی دوسرے شخص سے بیانی جائے گی دو روز نکاح سے اڑبائی سال تک ورنہ یہی ولد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا۔" (اشتہار مرزا غلام احمد منقول از بہات مرزا)۔

(۲)۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی دالماز حمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کا نظر رکرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی ورنہ میری موت آجائے گی۔ (نجامہ آتھم حاشیہ) (۲)۔

برادران سلام! دیکھا کہ کس زور کی اور کیسی قطعی وراثت پیش گوئی ہے مگر آہ مرزا جی محمدی بیگم اور اس کے شوہر دونوں کی زندگی ہی میں چل بے اور نکاح کی آرزو دل ہی میں رہ گئی۔ اور اس طرح مرزا جی خود اپنے مقرر کردہ معیار پر جھوٹے ثابت ہوئے۔

تیسری پیش گوئی:

مرزا جی نے پیش گوئی کی کہ قادیان حاکمون سے محفوظ رہے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کی تخت گاہ ہے، آپ کے الفاظ یہ ہیں۔

(۱)۔ "لَا مِنْ الطَّاعُونَ" امان ولا تخوفونہ من هذه البیران فإن اسرار علامت بل علام العمام، "یعنی ہمارے لئے طاعون سے امان ہے مجھ کو طاعون سے مت ڈرو، طاعون ہمارا خاتم بلکہ غلاموں کا غلام ہے۔ (مواہب الرحمن) (۳)۔

(۲)۔ خدا یہاں نہیں کہ قادیان کے لوگوں کو مذاب دے جا، لکہ تو ان میں رہتا ہے، وہ اس گاؤں کو طاعون کی دقت اور اس کی تباہی سے بچا لے گا، اگر تیرا پاس مجھے نہ ہوتا اور تیر کرامہ نہ نظر نہ ہوتا تو میں اس گاؤں کو ہلاک کر دیتا۔ (دافع ابلاء) (۳)۔

(۱)۔ یہ پیش گوئی پیش رفت کا شمار جولائی ۱۸۸۸ء، (مجموعہ اشتہارات)۔ (۱۵۸/۱)۔

(۲)۔ (روحانی خزائن) ۱ (۳)۔

(۳)۔ (روحانی خزائن)۔ (۹/۲۴۲)۔ (۴)۔ (ص ۷)۔ (روحانی خزائن)۔ (۸/۲۴۲)۔

(۳)۔ خدا تعالیٰ بہر حال جب تک طاعون دنیا میں رہے گوستر برس تک رہے قادیان کو اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کی تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔ (حوالہ مذکور) (۱)۔

اخبارِ کھم میں مولوی عبدالکریم امام مرزا لکھتے ہیں۔

"حضرت مسیح موعود نے اپنی راستی اور شفاعت کبریٰ کا یہ ثبوت پیش کیا ہے کہ قادیان کی نسبت تحدیٰ کردی ہے کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا"۔

یہ ہے قادیان کے حفاظت وادان سے متعلق مرزا جی کی پیش گوئی مگر انہی م کیا ہوا، طاعون قادیان میں آیا اور بقول مرزا جی کے زور کا آیا ایسا کہ انسانوں کی صفائی کرنے لگا، چنانچہ خود فرماتے ہیں:-

"طاعون کے دنوں میں جب کہ قادیان میں طاعون کا زور تھا میرا زکا پکارا ہو گیا"۔
(حقیقۃً ادنیٰ) (۲)۔

((اخبار البدر)) کے ایڈیٹر لکھتے ہیں۔

"قادیان میں طاعون نے صفائی شروع کر دی"۔ (۱۶ مارچ ۱۹۰۳ء)۔
قارئین کرام! دیکھ مرزا کی یہ پیش گوئی بھی کیسی عظیم و کذب و افتراء ثابت ہوئی۔
چوتھی پیش گوئی۔

مرزا جی نے پیش گوئی کی کہ۔

"ہم مدہ میں مریں گے یا مدینہ میں"۔ (میگزین ۱۳ جنوری ۱۹۰۶ء)۔

مگر آہ مرزا جی کو عمر بھر مکہ یا مدینہ جانا تک نصیب نہ ہوا اور ماہوری میں حج کے بغیر موت آگئی اور اس طرح یہ پیش گوئی بھی یکسر غلط اور جھوٹ ثابت ہوئی ہے۔

پانچویں پیش گوئی:

مرزا جی نے ایک بیمار کے شفایاب ہونے کی پیش گوئی کی، چنانچہ رشتہ ہے۔
۲۷ اگست ۱۹۰۷ء صبح ۱۰ بجے مبارک احمد تو سخت تپ سے بیمار ہیں اور بعض دفعہ
بے ہوشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ان کی نسبت آج اہم ہوا "قبول ہوگئی" نودں کا بخار ٹوٹ
گیا یعنی دعا قبول ہوگئی کہ مدتوں میں موصوف کو شفا ملے گا۔ (میگزین ستمبر ۱۹۰۷ء)۔
اس پیش گوئی کا انجام مرزا جی کے خود کے الفاظ میں سنئے۔

"۱۶ ستمبر صبح کے وقت میں مبارک احمد انتقال کر گئے۔" (میگزین ستمبر ۱۹۰۷ء)۔
برادران اسلام آپ نے دیکھا کہ یہ مرزا کی مہمانہ پیش گوئی بھی کس طرح غلط
ورکذب وافتراء ثابت ہوئی۔ اس پیش گوئی کے خاتمہ پر اخبارات میں ایک شور مچ گیا اور
مرزا جی کی خوب تذلیل ہوئی۔

چھٹی پیش گوئی

مرزا جی خود اپنی عمر سے متعلق ایک زبردست پیش گوئی فرماتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں
خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں امداد دی تھی کہ تیری عمر اسی (۸۰) برس کی ہوگی
اور یہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم ... اور جو ظاہر الفاظ وحی کے متعلق ہیں وہ تو چھوٹے
(۷۶) اور چھبیس (۸۶) کے اندر عمر کی تعیین کرتے ہیں۔ (ضمیمہ جلد چہم براہین احمدیہ)۔
مرزا جی کی مدت عمر پیش گوئی بالاکے نظ سے اسی (۸۰) سال یا کم سے کم چھوٹے
(۷۶) سال ہونی چاہئے، مگر آہ اس نبی کا زب کی پیش گوئی خود اس کی عمر سے متعلق چھوٹ
ثابت ہوئی کہ مرزا جی کی عمر صرف ۶۸ سال کی ہوئی۔ (رسالہ نور امین)

برادران اسلام! یہ ہیں بعض پیش گوئیاں مرزا جی کی جن میں سے ایک ایک کا
کذب وافتراء ہونا آپ نے دیکھ لیا، ان کے علاوہ اور بھی ایک معقول تعداد ان کی پیش

گوئیوں کی ہے جسے علماء اسلام نے مرتا سرخط و بے بنیاد ثابت کر دیا ہے اور پھر تمام پیش گوئیوں میں صرف ایک پیش گوئی کا بھی کذب ثابت ہو جانا خود مرزا کے بقول ان کے کاذب و مفتری ہونے کے لئے کافی ہے۔

آہ! کہاں اللہ تعالیٰ کے پاک اور مقدس انبیاء و رسل اور کہاں مرزا جیسا کاذب و مفتری، اللہ تعالیٰ کے سچے نبیاء کی پیش گوئیاں ہمیشہ سچی ہو کر تھیں، یہ بات کیوں کر عقل میں آ سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی کسی امر سے متعلق پیش گوئی فرمائیں اور وہ اپنے وقت پر صادق نہ ہو کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ خلاف ہوتا ملتا ہے جس سے اس کی ذات منزہ اور پاک ہے۔

ارشاد ہے: ﴿فَلَا تَخْبِثْ أَلْفَ مَخْلُفٍ وَغَدَهُ رُسُلُهُ إِنَّ اللَّهَ عَرِيفٌ ذُو انْتِقَامٍ﴾ (سورہ ابراہیم) (۱)۔ خدا کو اپنے رسولوں کے ساتھ وعدہ خلاف ہرگز مت سمجھو، اللہ تعالیٰ بڑا غائب بدلہ لینے والا ہے۔ ﴿فَقَطَّعَ دَائِرَ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (۲)۔

تمت

۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ

﴿هَذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ﴾

انجمن اشاعت الاسلام

کے سلسلہ تبلیغ و دعوت کا

ٹریکٹ نمبر (۲)

اظہارِ حقیقت

تالیف

محمدت علامہ شیخ محمد ابوالقاسم سیف بن محمد سعید بناری

تحقیق و تعلق

عبد الاحد احسن جمیل آل عبد الرحمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، ولا عُدو ولا عني، صلوات على صاحبها وصحبه وأولاده
وآلہ وسلم، علی صفوئہ وحیرتہ محمد حاتم النبیین، علیہ وصحبہ وأولادہ
أجمعین، إلى يوم الدين۔ آمین

بنارس میں جب سے قادیانیوں کے فتنے نے سر اٹھایا ہے مسلمانوں کا زبردست
تقاضا ہے کہ ان کو حقیقت مرریت سے آگاہ کیا جائے، اس لئے انجمن شاعت الاسلام نے
مہم راہ کر لیا ہے کہ وقتی فوقی مختلف رسالے شائع کئے جائیں جن میں فرقہ مرزئیہ کے
مسکے بین کئے جائیں تاکہ مسلمان ان مسکوں سے کماحقہ واقف ہو جائیں اور کسی کے بہکانے
کا ن پر اثر نہ ہو، چنانچہ ایک رسالہ شائع ہو چکا ہے دوسرا یہ حاضر ہوتا ہے۔

بانی فرقہ قادیانیہ:

پنجاب میں امرتسر سے مشرق مشہور مقام بنالہ ہے جو ضلع گرداسپور کی تحصیل ہے،
بنالہ سے (۱۱) میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا قصبہ قادیان ہے جس میں مسلمان، ہندو، اور
سکھ آباد ہیں، وہاں ایک معمولی حیثیت کے زمیندار حکیم مرزا غلام مرتضی صاحب قوم مغل
سے تھے ان کے یہاں ایک لڑکا سیندھی بیک عرف مرزا غلام احمد ۱۲۶۱ھ ہجری میں پیدا ہوا،
(ترویق القلوب) (ص ۶۸) (۱) زمانہ کی روش سے آراستی ہاتھوں سے نکلنے لگی اور جنگی
پریشانی نے لگی تو مرزا غلام احمد صاحب جوان ہو کر معاش کی تلاش کے لئے باہر نکلے اور
سیالکوٹ کی کچھری میں پندرہ روپیہ ماہوار پر ملازم ہو گئے، اسی اثنا میں ۱۲۸۳ھ میں دہلی
سیالکوٹ سے قانون پڑھنا شروع کیا اور فرصت کے اوقات میں کمرہ کا دروازہ بند کر کے

چرخِ حد کر تفسیر کے عمیدیت کی مفتی شروع کر دی، (صدائے حق) (ص ۳)۔ مطاعہ قانون کے بعد مختاری کا امتحان دیا لیکن فیل ہو گئے آخر ملازمت چھوڑ کر وطن واپس آئے اور تصنیف و تالیف کے میدان میں قدم رکھا۔ ایک کتاب ((برائین احمدیہ)) کے لئے چندہ کی اپیل کا اشتہار دیا۔ روپیہ ۲۵ شروع ہو گیا، اور کتاب مذکور طبع ہونے لگی (تاریخ مرزا و صدائے حق)، اس کتاب میں مرزا صاحب نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا تسکین پر جانا تسلیم کیا ہے، حاشیہ (ص ۳۹۱) (۱) اور جلالیت کے ساتھ دنیا پر اترنا بھی، (ص ۵۰۵) (۲) بلکہ دوبارہ حضرت یحییٰ کے آنے کا ان لفظوں میں اقرار کیا

”جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا“۔ (برائین احمدیہ حاشیہ (ص ۳۹۸-۳۹۹)) (۳)۔

نیز اس کتاب کو ”ابہمی تائید“ سے بتایا ہے اور لکھا ہے کہ ”یہ کتاب میں نے خوب میں آنحضرت ﷺ کے سامنے پیش کی تو آپ نے اس کو قبول فرمایا“ (ص ۴۳۸) (۴) اور یہ بھی بتایا ہے کہ ”اس وقت آپ مامور و مبعوث بھی ہو چکے تھے“، (حقیقۃ لوجی (ص ۱۹۹-۲۰۰)) (۵)۔ سلسلہ تالیف و تصنیف کے ساتھ ہی بیعت کا سلسلہ بھی شروع کر دیا، جب اس میں کامیابی نظر آئی تو دسمبری قسطیوں میں قادیان میں اپنے مریدوں کا سالانہ جلسہ بھی کرنا شروع کر دیا، رفتہ رفتہ آپ نے اپنی بابت مثیل یحییٰ ہونے کا دعویٰ کیا۔ مریدوں نے اسے قبول کر لیا۔ اس کے بعد حضرت یحییٰ کے مرجانے کا اعلان کیا ورنہ موت میں آیت

(۱) (روحانی خزائن) (۳۳۱) (۲) (روحانی خزائن) (۶۰۶۰)

(۳) (روحانی خزائن) (۵۹۳۰) (۴) (روحانی خزائن) (۴۷۵۱)۔

(۵) (روحانی خزائن) (۲۰۲۲)

﴿اِسْمٰی مُتَوَفِّیْکَ﴾ وغیرہ پیش کی۔ مریدوں نے کہا کہ آپ نے ((براہین احمدیہ)) (۱) میں تو یہ معنی کئے ہیں کہ اے عیسیٰ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا، (ص ۵۱۹)، اور حدیثوں میں ان کے دوبارہ آنے کا صاف صاف ذکر موجود ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس کا مصداق میں ہوں، لوگوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ کے ساتھ پہلے امام مہدی کا ظہور ضروری ہے تو جواب دیا کہ وہ مہدی بھی میں ہی ہوں۔ لوگوں نے کہا جب ((براہین احمدیہ)) "مختصر ص ۵۱۹" کے سامنے پیش ہوئی تھی تو آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے اور دوبارہ آنے والی عبارت اور ﴿مُتَوَفِّیْکَ﴾ کے معنی بھی ضرور مدح فرمائے ہوں گے تو اب یہ غلط کیسے ہو گیا؟ مرزا صاحب نے فرمایا مجھے الہام تو اس وقت بھی ہوا تھا کہ مسیح موعود تو ہی ہے لیکن میں سابق عقیدہ پر ہی قائم رہا اور اس وحی کی اس وقت تک میں نے پروا نہ کی جب تک کہ بار بار مجھے بذریعہ وحی کے بتایا نہ گیا کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اچھا پھر یہی فاضل غلطی پر "مختصر ص ۵۱۹" نے کوئی تنبیہ کیوں نہ فرمائی؟ آپ تو خیر اسی عقیدہ پر جتے رہے کیا آنحضرت ﷺ کا بھی یہی عقیدہ تھا؟ اگر تھا تو آپ کا یہ دعویٰ غلط ہے۔ درگزر آپ نے خواب مذکور جھوٹ لکھا ہے تو بھی آپ کا یہ نیا دعویٰ جھوٹا ہے، غرض اس وقت سے مسلمانوں نے مرزا صاحب سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ لیکن پھنسے ہوئے لوگ نہ نکل سکے۔ آخر ایک روز مرزا صاحب نے موقع مناسب دیکھ کر نبوت کا بھی دعویٰ کھلم کھلا کر دیا۔ یہ ہے مرزا صاحب کے دعویٰ کی حقیقت۔

جوان کے اشتہارات اور تصانیف سے قرآب نیروز کی طرح ظاہر ہے اور علماء اہل سنت نے اپنی تالیفات میں ایک ایک کو با تفصیل بیان کیا ہے جیسا کہ پہلے ٹریکٹ میں شائع ہو چکا ہے۔

ضروری مسئلے

مرزا صاحب نے جن مسئلوں کو قرآن وحدیث کے خلاف بیان کیا وہ اپنے دعوے کو ان سے متعلق رکھا اور انہی پر اپنے فرقے کی بنیاد رکھی ہے وہ چار مسکے ہیں۔

اول مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کو ان کی قوم یہود نے گرفتار کر کے سولی دوا دی۔ سولی سے آپ نیم جاں اتارے گئے اور خفیہ طور سے مریم پتی کر کے کشمیر بھاگ آئے، یہاں آپ (۸۷) برس زندہ رہے پھر مر گئے، چنانچہ شہر سری نگر کشمیر محمد خان یار میں آپ کی قبر موجود ہے، (الحدی (ص ۱۰۹)) (۱)۔

دوم مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے در چونکہ فوت شدہ انسان دنیا میں واپس نہیں آتا اس لئے حدیثوں میں جس عیسیٰ کے آنے کی خبر دی گئی ہے اس سے کوئی دوسرا شخص مراد ہے جو حضرت عیسیٰ کا مثیل ہوگا اور وہ مسیح موعود میں ہوں، (ازالہ اوہام) (۲)۔

سوم مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ حدیثوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دو شتر امام مہدی کے ظہور کی جو خبر دی گئی ہے وہ امام مہدی بھی میں ہی ہوں، (زالہ) (۳)۔

چہارم مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ اس زمانہ کا نبی ورسوں میں ہوں (۴) جو مجھ پر بیان نہ رہے گا وہ کافراور جہنمی ہے، (حقیقۃ الوحی) (۵)۔

مسائل مذکورہ کی حقیقت

مرزا صاحب کے مسائل اربعہ مذکورہ بالکل غلط و رقرآن وحدیث اور ائمہ دین کی تصریحات کے عکس خلاف ہے۔

(۱) (روحانی خزائن) (۱/۳۶۱-۱۸)، (۲) (زالہ اوہام) (ص ۱۹۰)، (روحانی خزائن) (۱/۹۵۳)۔

(۳) (زالہ اوہام) (ناظر)۔ (۴) (روحانی خزائن) (۱/۳۰۶-۲۲)۔

(۵) تذکرہ (ص ۳۳۹)، (روحانی خزائن) (۱/۱۲۷-۲۲)۔

و أربعين سنة ثم يموت بعد من معي في فري فافوتنا و عيسى بن مريم من قبر
و حد۔ بس ابي بكر و عمر۔“ (مشكاة (ص ۳۷۲)) باب نزول عیسیٰ (۱)۔ یعنی حضرت
عیسیٰ بن مریم زمین پر اتریں گے (کنز العمال میں ہے کہ آسمان سے اتریں گے)، پھر
نکاح کریں گے اور ان کے او، دیوبندی، (صحیح مسلم میں ہے کہ مقام ”فج الروحاء“ سے حج کا
احرام باندھیں گے)، آپ ۳۵ سال رہیں گے پھر مریں گے۔ اور میرے پاس میرے مقبرہ
میں دفن ہوں گے۔ پس میں اور حضرت عیسیٰ بن مریم دونوں ایک ہی مقبرہ سے اٹھیں گے
درمیان ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے۔ یہ حدیث مرز صاحب کے نزدیک بھی
مسلم ہے اور اس کو انہوں نے محمدی بنیام سے نکاح کی پیش گوئی میں پیش کیا ہے، (دیکھو
(حاشیہ ضمیر انجم مقدم)) (ص ۵۳) (۲)۔ اور حضرت مسیح کا ”حضرت ﷺ کی قبر میں
دفن ہونا بھی مانا ہے، دیکھو ((کشتی نوح)) (ص ۱۵)، ((ازا۔)) (ص ۹۶) (۳)۔

اس حدیث سے چند باتیں مندرجہ ذیل معلوم ہوتیں

(۱)۔ اس حدیث میں صاف صاف مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ زمین پر اترنے کے

(۱) اعلیٰ المصاحف از ابن الجوزی، (۳۳۲۳)، حدیث ۱۵۲۹، یہ حدیث ضعیف جدا ہے، اس کی سند میں ایک راوی
عبد الرحمن بن یحییٰ ہے جو بہت سی ضعیف ہے۔ شیخ ابی رحمہ اللہ۔ ((مسند الاحادیث المصنوعہ)) (۳/۴۱)،
حدیث ۶۵۶۲ میں ”و منکر“ آیا ہے۔ یہ حدیث سند متناہض ہے۔ اسے ساتھ واقع اور حال سے بھی اس کی
تضعیف ہوتی ہے۔ کیوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجدد میں جواب دی۔ یہ حدیث جس میں آپ نے ساتھ آپ کے
دونوں ساتھی ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے دفن ہونے کے بعد بے مال و بی جہت نہیں ہوئی ہے۔ یہ حدیث احمد اللہ سے یہاں
اس حدیث سے اس لئے احمد اس سے یہاں کیوں کہ مرزا کا ”احمد“ یعنی اس حدیث کو تسلیم کرتا تھا اور اس کو بھیج دیا تھا۔
ہم کہ اس حدیث کا قیاس سند اس سے افضل بھی ہیں جو کہ صحیح نہیں ہے تو بھی اس سے صحیح حدیث عام کا مرنا اور قیام کا
ہی ہوتا رہے گا۔ واللہ اعلم

(۲) ((روحی خزائن)) (۱/۳۷۷)۔ (۳) ((روحی خزائن)) (۱/۹۰) (۳۵۲۳)۔

۴۵ سال بعد مرے گئے "تہ بعت" کو بار بار پڑھو۔ پس چونکہ ابھی تک آپ نہیں اترے اس لئے آپ مرے بھی نہیں۔

(۲)۔ اس حدیث میں مسیح موعودؑ کی سکنہ عمر ۴۵ سال بتلائی گئی ہے۔ مرزا صاحب ساری عمر کے لحاظ سے اس سے کہیں زیادہ رہے اور تیسری عمر کے لحاظ سے (۲۶) سال یا زیادہ سے زیادہ (۳۰) سال۔

(۳)۔ اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نکاح کرنے اور من نکاح سے اور دہونے کا ذکر ہے۔ بقول مرزا صاحب اس سے امر محمدی بیگم کا نکاح مراد ہے تو مرزا صاحب تشریف بھی لے گئے اور محمدی بیگم سے نکاح نہیں ہوا۔ لہذا مرزا صاحب مسیح موعودؑ بھی نہ ہوئے۔

(۴)۔ اس حدیث میں نہایت صراحت سے مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روضہ نبویہ میں دفن ہوں گے۔ آپ کی قبر آنحضرت ﷺ کی قبر کے ساتھ متصل ہوگی، ورنہ سب کو معلوم ہے کہ جناب مرزا صاحب ۱۹۰۸ء میں لاہور میں مرے اور قادیان ضلع گرد سپور میں دفن ہوئے۔ کہاں مدینہ طیبہ اور کہاں قادیان؟ مرزا صاحب نے تو زندگی میں بھی مکہ و مدینہ نہ دیکھا ہوا مرنے کے بعد کیوں کر مدینہ طیبہ پہنچ جاتے؟ پھر وہ مسیح موعودؑ کیسے ہو گئے؟

(۵)۔ جس کے پاس دفن کرنے کو کہا جاتا ہے وہ شخص پہلے فوت شدہ ہوتا ہے اور جو شخص کو کسی کے پاس دفن کرنے کے لئے بولا جاتا ہے وہ پیچھے مرتا ہے۔ جس جب آنحضرت ﷺ نے فرمایا "میدفن معی" یعنی عیسیٰ میرے پاس دفن کئے جائیں گے تو معلوم ہو کہ آنحضرت ﷺ پہلے انتقال فرمائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد میں فوت ہوں گے۔

اور ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حدیث مذکور اپنی دنیوی حیات میں بیان فرمائی تھی۔ پس عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی زندگی تک تو نہیں مرے تھے۔ پھر ہم کسی شخص کے کہنے سے کیسے مان میں کہ حضرت عیسیٰ صدیوں پیشتر آنحضرت ﷺ سے کشمیر جا کر مر گئے تھے۔ کہاں کشمیر اور کجا مدینہ شریف؟ ع۔

چنبست خاک را با عالم پاک (۱)

جواب شبہ مسلمانوں کو مغالطہ دیا جاتا ہے کہ حدیث مذکور میں "عسی قبر ج" آیا ہے۔ بعد آنحضرت کی قبر میں کیونکر حضرت عیسیٰ دفن ہوں گے جب کہ آنحضرت اپنی قبر میں موجود ہیں۔ نیز آپ کی قبر کھودنا آپ کی خست توین ہے۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ یہ اعتراض محض بے علمی پر مبنی ہے۔ حدیث مذکور میں قبر بمعنی مقبرہ ہے۔ زبان عربی کا قاعدہ ہے کہ اسم مصدر اپنے مشتقات اسم ظرف وغیرہ کے معنی میں اکثر آیا کرتا ہے جیسے نھر بمعنی نھر (پانی بہنے کی جگہ) ملا علی قاری محدث کی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے حدیث مذکور کی شرح میں صراحت کی ہے کہ اس جگہ قبر بمعنی مقبرہ ہے۔ عدوہ ازین حدیث مذکور میں "بدوں معنی" صاف وارو ہے یعنی میرے پاس دفن کئے جائیں گے اور "مع" کے معنی عربی میں پاس اور نزدیک کے ہوتے ہیں۔ اور جب دو قبریں پاس پاس ہوں تو کہا جاسکتا ہے کہ دونوں ایک ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبریں بھی روضہ شریف کے اندر آنحضرت ﷺ کی قبر اطہر کے پاس ہیں دیکھو مرزا صاحب بھی خود یہی لکھتے ہیں کہ:-

"آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس دفن ہو"، (از لہ "ہامطبع پنجم") (ص)

(۱۹۶) (۱) اور فرماتے ہیں :-

”مگر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو یہ رتبہ ملا کہ آنحضرت ﷺ سے ایسے ملحق ہو کر دفن کئے گئے کہ گویا ایک ہی قبر ہے“، ((نزول المسح)) (ص ۷۷) (۲)، پس جس طرح مرز صاحب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ اور آنحضرت ﷺ کی تین قبروں کو ایک قبر کہتے ہیں اسی طرح آنحضرت ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بھی ایک ہے گو حضرت عیسیٰ آنحضرت ﷺ کے متصل ہی مابین ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ دفن ہوں گے چنانچہ آج تک اس موقع پر ایک قبر کی جگہ خالی پڑی ہوئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) صحابی نے آنحضرت ﷺ کی صفات جو تورات میں مرقوم تھیں جب بیان فرمائیں تو یہ بھی کہا کہ تورات میں یہ بھی لکھا ہے کہ ”وعیسیٰ بن مریم یدفونہ“ (مشکاۃ ص ۵۰۶) (۳)، یعنی آنحضرت ﷺ کے پاس متصل حضرت عیسیٰ دفن کئے جائیں گے ابو موسیٰ و مدنی جو صحابی کے شاگرد ہیں، اور بڑے جید عالم تاجی خاص مدینہ طیبہ کے باشندہ ہیں دو شہادت دیتے ہیں کہ ”قد بقی فی بیت موضوع فسر“ (ترمذی، مشکاۃ) (۴) یعنی روضہ نبوی میں اب تک ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ وہی روضۃ النصرانی «بموضع عیسیٰ رضی اللہ عنہ مع رسول اللہ ﷺ» وصاحبہ حبیبہ فیکون قبرہ راعاً»، (فتح الباری انصاری (۱۰/۶۸۱) (۵) آج تک بھی وہ

(۱) (رحمانی ج ۱) (۳۵۳)۔ (۲) (رحمانی ج ۱) (۳۵۵)۔

(۳) سیر ترمذی، باب مناقب، حدیث ۳۶۷، اس حدیث میں ایک راوی عثمان بن الصحاح پاسک بن عثمان ہیں جو کہ ضعیف ہیں گویا یہ حدیث بھی ضعیف ہے، اور ایسا گھٹے کہ چونکہ مرزا محمد قادیانی کو بھی میں مدینہ السلام کا بیٹا تھا کہ متصل اس ہونا تو اس سے اس کے من طریقاً معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحابہ سے کسی دلیل کے بغیر اس کا جوہر دیا ہے۔ (۴) ایضاً۔

(۵) یہ روایت ۳ شعب رحمہ اللہ سے آتا ہے مرابہ اصواتہ ہے۔ (المعجم کبیر) (۱) اور طبری (۱۵۸۳)۔

جگہ دیکھی ہی خالی ہے جیسا کہ اکثر حاجیوں نے اپنی چشم دید شہادت دی ہے جس کو شک ہو وہ خود جا کر دیکھ کر اپنا اطمینان کر سکتا ہے (۱)۔ وند الحمد والمنة

(۶)۔ حدیث مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے حجرہ مبارکہ میں صرف چار قبروں کی خبر دی ہے ایک اپنی، دوسری حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تیسری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اور چوتھی حضرت یحییٰ بن یساکہ کی، حضرت عائشہ نے آپ کے پیلو میں اسی حجرہ میں دفن کئے جانے کی اجازت آپ سے چاہی تھی تو آپ نے فرمایا تھا "مفہمہ لا موضع لہا" اور اسی حکم و حکم و عیسیٰ بن مریم " (فتب کثر العمل برحاشیہ مسند احمد (۶/۵۷) (۲)، یعنی وہاں تو سوائے میری قبر اور ابوبکر و عمر و یحییٰ بن مریم کی قبر کے دیکھی کی جگہ نہیں ہے۔ مرزا صاحب کی قبر کی بابت نہ کوئی خبر ہے نہ کوئی جگہ، حضرت عائشہ کا خواب حدیث (۱۳۹۷۴) اس حدیث کی سند ضعیف ہے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ((التاریخ الکبیر)) (۱/۲۶۳-۲۶۴) میں فرماتے ہیں "اہل لا یصح عندی ولا یتابع"۔

(۱) ابوالفرد رحمہ اللہ نے اس ضعیف روایت سے متنبی مکتبہ کارہ و ہوا، اور ان کا بھی مکتبہ کے بعد انتقال کرنا اور بھی مکتبہ کے جو میں دفن ہونا اقل کیا ہے، جبکہ قرآن میں ایسی روایت اس بات کی وضاحت کے لئے کافی ہیں، اور یہی بات احمد بن حنبل میں بھی مکتبہ میں دفن ہونے والوں میں یہ قریب قریب ہونے کی قریب حدیث ضعیف سے کسی کی طرف سے اشارہ کیا جا چکا، اور حاجیوں کے شہادت دینے کی وجہ سے ان میں نہیں معلوم ہو سکا کہ ابوالفرد رحمہ اللہ نے کس ہیاد پر یہ بات کہی ہے، جسکے بعد حجرہ میں مزارات نہیں تھیں۔ تو ان چاروں طرف سے حرا، یا قبا، اور موجودہ دور میں روضہ شہداء میں دو دروازے ہیں جو جسے کسی دروازے میں ہیں۔ اور انہیں۔

(۲) اس روایت کو اس عساکر رحمہ اللہ نے ((التاریخ المثل)) (۵/۵۷۳-۵۷۴) میں لکھا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ((فتح الباری)) (۱/۲۶۸) میں فرماتے ہیں "وہی حدیث ضعیفہ لا یتبع بہا حدیث"۔ اس سے (عاشق رضی اللہ عنہا) سے ایک غیر ثابت روایت مروی ہے۔ اس کا مطلب ہوا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو رد کرنے سے پہلے ہی یہ ظاہر کیا۔ یہ حجت سے خارج نہیں ہے۔ اور یہ حدیث ((صحیح بخاری)) کی حدیث کے مخالف ہے جس میں ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور کچھ گئے کہ آپ پناہ نہیں لے تو انہوں نے حاضر رضی اللہ عنہا سے بیعت لی اور پھر رضی اللہ عنہ سے ہاتھ نہیں ہٹائے۔ انہوں نے کہا کہ "کعب بن زید عسکری و زکریا"

میں تین چاند دیکھنے کا بھی یہی مطلب ہے کہ آنحضرت ﷺ آفتاب ہیں اور باقی تین چاند (۱) یہ کہ حضرت عائشہ نے تین چاند دیکھے تھے انہوں نے اپنی زندگی میں وہاں تین قبریں دیکھیں، چوتھی قبر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی چونکہ حضرت عائشہ کی زندگی میں وہاں نہیں ہوئی تھی اس لئے اس کو چوتھا چاند نہیں دکھایا گیا۔

(۷)۔ حدیث مذکور سے یہ بھی متفکارا سوچنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد تک بھی نہیں مرے تھے کیونکہ تین قبریں تو موجود ہیں اور چوتھی کی جگہ باقی پڑی ہے جو اوروں کو تابعی کے زمانہ تک بھی خالی تھی اور اب تک اسی طرح خالی پڑی ہے (۲)۔

لہذا اس ایک ہی حدیث سے جو مرزا صاحب کو بھی من و عن تسلیم ہے ان کے قیام دعویٰ مائل ہو گئے۔

حج حدیث مذکور نقل کرتے ہوئے ہم نے درمیان میں ((صحیح مسلم)) (ص ۴۰۸) کی حدیث کا لکڑہ جو عیسیٰ علیہ السلام کے حج کرنے سے متعلق ہے بھی نقل کر دیا ہے، اس میں "حضرت ^{صلی اللہ علیہ وسلم} نے قسم کھا کر فرمایا ہے" وہی نفسی ہند نہیں جس مرید یہ صحیح نرو حاء " = ایسوم عیسائی ((صحیح بخاری)) کتاب حاصل اسباب میں تفسیر باب عقدہ الولیہ والاقبال علی طمان بن حقان، حدیث ۳۷۷۰۔ یہی جگہ میں نے اپنے نے سی رحمتی میں سن کر میں مدد دیا ہے، اپنی قیوت دینی میں۔

(۱) یہ شمارہ نے اس حدیث کی طرف توجہ مرکب دے کر حمد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لایا ہے۔ یہ ایکس (۱) موطا جام
ماکب (۱) (۳۲۵۲)، حدیث ۹۳۷، (۱) (متدرک جامع)، (۱) (۶۳۳)، حدیث ۱۴۰۱، اس حدیث کی تصحیح ہے۔ نسبت
بہاؤ الدین (متدرک جامع) میں یہ حدیث ہے۔ "بکہ زعمہ مدعی ہے یہ" میں بتاؤں گے۔ مجھے نہیں
معلوم کہ اس حدیث کی شرح صاحب رحمہ اللہ نے کی ہے یا نہیں ہے، اور یہ ممکن ہے اور نہ ہو کہ جب کہ جو ابو بکر رمی اللہ
عنه قلوب سے اس حدیث کے اس میں نہیں ملتا ہے۔ اصل میں اور چنانچہ عالم کے قول سے ظاہر ہو گیا کہ اس سے بڑھ کر اور عمر
رضی اللہ عنہما ہی مراد ہیں اور بھی حدیث اسلام کا اس میں نہیں ملتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۴) چونکہ غائب و حرم اللہ نے اس بات کی مسرت میں عہدِ امام احمدؒ کو بھی یہ روایت تسلیم ہے، اس وجہ سے اس کو زیر بحث رکھے۔

حاجا اور معمر اور لیبہما" (۱) یعنی اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ضرور ضرور یہی بن کریم حج و عمرہ کا احرام باندھ کر تلبیہ مقام "فج اردواء" سے (جو کہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے) پکاریں گے۔ اور یہ سب جانتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی نے حج نہیں کیا۔ اگر مرزا صاحب واقعی مسیح موعود ہوتے تو اللہ تعالیٰ تمنا موعود کو دور کر کے ان کو حج کا شرف نصیب کرتا، تا کہ مسیح موعود کا یہ نشان کہ "و حج کرے گا" پورا ہو جاتا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے حج نصیب نہیں کرایا تو اس کے صاف معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کا دعوائے مسیحیت باطل کر دیا لہذا مرزا صاحب ہرگز مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔

سوم امام مہدی کی بابت احادیث میں صاف صاف وارد ہے کہ وہ حضرت فاطمہ و حضرات حسنین علیہم السلام کی اولاد سے ہوں گے، یعنی اہل بیت و آل رسول ہوں گے، ملک عرب کے بادشاہ ہوں گے، جیسا کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں "لا یدھب مدب حتی یسدث العرب رجل من اهل بیتی یواطء اسمه اسمی" (رواہ الترمذی و ابوداؤد) (مشکاۃ (ص ۳۶۲) (۲)۔ یعنی دنیا فانی ہوگی یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص ملک عرب کا بادشاہ ہوگا۔ جس کا نام میرے نام پر (محمد) ہوگا۔ دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ واد کا نام عبداللہ ہوگا، (مشکاۃ) (۳)۔

ابن ذر اصرار صاحب کو دیکھئے نام غلام احمد، باپ کا نام غلام مرتضیٰ۔ قوم کے مغل، عرب کی بادشاہت تو درکنار، عرب کا سفر بھی نصیب نہ ہوا، اسی ہندوستان میں غیر مسلم حکومت کی رعایا کی حیثیت سے رہے اور اسی حالت میں مر بھی گئے، پھر آپ کیوں بزمِ مہدی

(۱) اس کی تحریک ۶۰ مکمل ہے۔ (۱-۱۱) (۱۱)۔

(۲) رواہ الترمذی، بحوالہ مختار، ج ۱، ص ۲۳۳، و ج ۲، کتاب النکاح، ص ۴۸۳، ۴۸۴

حدیثی حدیث کے (۳) سنی ایجوکیشن: کتاب المحدثین، حدیث ۴۹۲

ہو سکتے ہیں؟ انصاف! انصاف!!

چہاں جس طرح آپ مسیح موعود نہیں ہو سکتے، جس طرح آپ مہدی آخر الزماں نہیں ہو سکتے، اسی طرح مرزا صاحب نبی اور رسول بھی نہیں ہو سکتے۔ اس سے کہ نبوت و رسالت معنی خدا کی پیغمبری آنحضرت ﷺ پر ختم کر دی گئی جیسا کہ سورہ، حزاب کی آیت ۵۷ و لکن رسول اللہ و عاتقہ السبیلین (۱) اس مسئلہ میں نص صریح ہے، اس کے معنی آنحضرت ﷺ نے خود واضح فرما دیئے ہیں کہ میں نبوت کے عمل کی آخری اینٹ ہوں میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ کوئی نبی (مسند احمد، صحیح بخاری، جامع ترمذی، صحیح مسلم) (۲) اس مسئلہ کو مفصل دیکھنا ہو تو ٹریکٹ (ختم نبوت) کا مطالعہ کریں۔ مرزا صاحب نے تو ادعا نبوت کو کفر و خروج از اسلام قرار دیا ہے آپ فرماتے ہیں ”وَمَا كُنَّا سِيئَةَ دَعْوَى الْيَهُودِ وَأَحْرَجَ مِنْ إِسْلَامِهِمْ وَبَقِيَ بَقْوَاهُمْ كَقَرِينٍ“ (حماتہ البشری، ص ۷۹) (۳)، یعنی میں دعوائے نبوت کر کے اسلام سے خارج اور کافروں سے ملحق ہونا نہیں چاہتا۔ آنحضرت ﷺ نے بھی اپنے بعد مدعیان نبوت کو دجال و کذاب فرمایا ہے۔ یہ حدیث ((صحیح بخاری)) (۴) و ((مسلم)) (۵) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے قریب ۳۰ کے ”دجالوں“ کہہ یوں ”داور ((بود و))“ (۶)

(۱) الاحزاب ۴۰۔

(۲) صحیح بخاری، کتاب مناقب، باب ۱۱ میں حدیث ۳۵۳۵، مسند امام الفاضل، باب ۱۲ و ۱۳، مسند احمد، ۲/۲۸۶، مسند امام (۱۵)، حدیث ۹۱۶، سنن ترمذی، ابواب مناقب، باب ۱، حدیث ۳۶۱۳۔

(۳) (رواہ ابن جریر) (۲۹/۷)۔

(۴) کتاب مناقب، باب ۱۱، حدیث ۳۶۰۹۔

(۵) کتاب الفتن و اثر طائفتہ بار لا حول و مددہ جس میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبوت کو دیا ہے جس کو چاہے۔

(۶) کتاب الفتن و ما صحابہ و انصارہ، حدیث ۶۵۲۳۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

و) (ترمذی) (۱) میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے بلفظ "کذابوں۔ کذابوں۔" مروی ہے، (مشکاۃ (ص ۳۵۷))۔

و جال کا معنی ہے ایسا شخص جو بہت مکر و فریب سے کام لے۔ کذاب کا معنی ہے ایسا شخص جو بہت جھوٹ بولے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ ایک ایسی پہچان بتادی ہے کہ عالم ہو یا جاہل، بڑ ہو یا چھوٹا، شہری ہو یا دیہاتی، ہر مسلمان جس کسی شخص کو دعوائے نبوت کرتے سنے فوراً معصوم کرے کہ یہ مدعی نبوت فرمان نبی "دجانبوں۔ کذابوں۔" (۲) میں سے ایک ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اپنے اس فرمان کے بعد بطور دلیل کے یہاں فرمادیا ہے "وَأَبْ حَاصِنَہ لِّسَیِّئِیْنَ لَا سَیِّئِیْنَ بَعْدِیْ" (۳) میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اور فرمایا "إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ اللَّهِ قَدْ خَلَعْتُ وَلَا رَسُولَ بَعْدِیْ وَلَا سَیِّئِیْنَ" (جامع ترمذی (ص ۳۳۱)) (۴)، یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا نہ کوئی نبی ہوگا۔ والحمد للہ۔

خلاصہ یہ کہ نہ تو حضرت عیسیٰ صلیب دیئے گئے، نہ ملک کشمیر میں گئے اور نہ مرے۔ بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و حکمت سے زندہ آسمان پر اٹھایا۔ آپ "فرز ماندہ" میں دنیا میں آسمان سے نازل ہوئے گئے۔ حج کریں گے، نکاح کریں گے اور دہوگی۔ ۴۵ سال رہیں گے، پھر مدینہ طیبہ میں مریں گے اور آنحضرت ﷺ کے پہلو میں روضہ اطہر میں دفن کئے جائیں گے۔ ان کی قبر کے لئے آج تک جگہ خالی پڑی ہے ان چار قبروں کے سوا پانچویں قبر کی وہاں پر کوئی خبر یا گنجائش نہیں ہے، اور اب جو دعوائے نبوت کرے وہ بموجب حدیث نبوی تیس (۳۰) جھوٹے مدعیان نبوت میں سے ہے۔

(۱) ابواب اہل ربوبہ، ج ۱، تقویم صحیح بخاری، ص ۲۲۹، حدیث ۲۲۹۹ میں حدیث کی خارج ہے۔

(۲) اس کی تفسیر و پرکریجی۔ (۳) کشمیر، ص ۱۱۱۔ (۴) اس کی تفسیر و پرکریجی۔

مسد فوائید ہے اصل حقیقت کا اظہار، پس تم کسی کے فریب مغالطہ میں نہ آنا۔ اپنے ایمان کو بچی ناجوتم کو بہکائے اس کے سامنے حدیث ”لَا تَبُولُوا كِدًّا بَوْلًا“ دون پڑھ دینا۔ اندھنوں سے دعا ہے کہ وہ ہم کو صراطِ مستقیم پر رکھے۔ نیز آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت کے عقیدہ پر ہم کو زندہ رکھے اور اسی پر مارے۔

والہ الحق آمین

مختصر فہرس دلائل حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام مشتمل بر نکذیب دعاوی مرزا قادیانی

سورہ آل عمران

(۱)۔ ﴿مَنْ الْمَغْضُوبُ﴾ (۱)، اللہ نے اس تیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مدغم مقررین کی جماعت میں جو آسمانوں پر رہتے ہیں شامل کیا ہے اس لئے کہ آپ کی پیدائش علیٰ جبریل سے ہے پس آپ آسمان پر فرشتوں کے ساتھ ہیں اس لئے دنیوی حاجات سے دہاں آپ بے نیاز ہیں۔ باقی (نمبر ۸) میں دیکھو۔

(۲)۔ ﴿وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا﴾ (۲)، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سنہ پیدا ہوتے ہی گہوارہ میں کلام کیا اور کیولت کی عمر میں آسمان سے اترنے کے بعد کلام کریں گے۔ اس میں دلالت ہے اس امر پر کہ زمانہ دراز تک آپ کا جسم بغیر کھانے پینے کے باقی رہے گا (۳) کسی قسم کا تغیر نہ ہوگا یعنی آپ زندہ رہیں گے۔

(۳)۔ ﴿إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الذَّنْبِ كَهَرًا﴾

(۳)، اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھ کو پورے طور سے (مع جسم و روح کے) لینے والا اور

(۱) آل عمران ۵۵

(۲) آل عمران ۳۶

(۱) آل عمران ۵۵

(۳) یہ عبارت موفد رحمہ اللہ سے حاصل ہے جس نے کتاب ”قیام“ سے لیا ہے، جو اصول شرعی سے ثبوت کی محتاج ہے۔

اپنے (آسمان کی) طرف تجھ کو مجسم اٹھالینے والا۔ میں اور تجھ کو کافروں (یہود کے شر) سے پاک رکھنے والا ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(۳)۔ ﴿وَإِنْ مَثَلٌ عِيسَى عَبْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ﴾ (۱)، حضرت عیسیٰ کی حالت اللہ کے نزدیک آدم کے مشابہ ہے، جیسے آدم بغیر باپ کے پیدا ہوئے عیسیٰ بھی۔ جس طرح آدم آسمان سے زمین پر اترے تو دنیا آباد ہوئی اسی طرح عیسیٰ بھی آسمان سے زمین پر اتریں گے تو دنیا فٹا ہوگی۔

سورہ نساء:

(۵)۔ ﴿وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ هُمْ مُسْتَقْتَلُونَ﴾ (۲)، یہود نے مسیح کو نہ تو قتل کیا نہ آپ کو صلیب پر چڑھایا، لیکن انہوں نے اس کو قتل کیا اور صلیب دی جس پر مسیح کی شبہت ڈالی گئی تھی۔

(۶)۔ ﴿وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا﴾ ﴿بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ﴾ (۳)، یقیناً انہوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا بلکہ مسیح کو (جو جبر ہے جسم مع الروح سے) اللہ نے اپنے (آسمان کی) طرف اٹھالیا۔

(۷)۔ ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنُوا بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ (۴)، تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے ان پر ایمان لائیں گے۔ معلوم ہوا کہ وہ ابھی مرے نہیں ہیں، زعمہ ہیں۔

(۸)۔ ﴿لَنْ يَسْتَعْلِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُفَرَّبُونَ﴾ (۵)، اللہ نے حضرت مسیح کو اور ملائکہ مقربین کو ایک ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ جیسے فرشتوں کی پیدائش بغیر سب کے کلمہ کن سے ہوئی ہے اسی طرح مسیح کی پیدائش بھی ہے،

اسی نے اللہ نے مسیح کو ملکہ کے مقرر طبعی (آسمان) پر اٹھالیا، پس جو خدا فرشتوں کی ہے وہی آپ کی بھی ہے (۱)۔

سورہ ۵۵ مدہ

(۹)۔ ﴿وَاِذْ كَفَعْنَا بَنِي اِسْرٰٓءِیْلَ عَمَّكَ﴾ (۲)، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ سے بطور تہ کیر نفعت کے فرمائے گا کہ میں نے یہود کو تیرے قتل اور صلیب دینے سے دور بنائے رکھا، وہ تجھ پر قابو نہ پاسکے اس طرح پر کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھایا اور ان کے دشمن آسمان سے بہت دور اسی زمین پر ناکام رہے۔

(۱۰)۔ ﴿فَلَمَّا تَوَفَّیْتُنِیْ ثَمَّتْ اُمْتُ الرَّقِیْبِ عَلَیْھِہٖ﴾ (۳)، قیامت میں حضرت عیسیٰ بوجہ سوال الہی عرض کریں گے کہ جب تو نے مجھے پوری طور سے اپنے (آسمان کی) طرف اٹھایا تو ان کانگراں تو ہی رہا، اس میں پہلی دفعہ کے زمانہ تبلیغ کے بعد جب آپ آسمان پر چلے گئے اور نصاریٰ بگڑ گئے تھے کا ذکر ہے۔ دوسری دفعہ کے بعد تو سب با ایمان ہوں گے۔ پس نہ اس کا سوال ہو گا نہ اس کا یہ جواب ہے۔

سورہ مریم

(۱۱)۔ ﴿وَلَسْجَعْلَہٗ اٰیَۃً لِلنَّاسِ﴾ (۴)، حضرت عیسیٰ (بغیر باپ کے پیدا ہونے میں نیز آسمان پر جانے اور پھر وہاں سے اتر کر آنے میں حضرت آدم کی طرح) خدا کی قدرت کا ایک نشان ہیں تمام لوگوں کے لئے۔ (دیکھو نمبر ۱۳)۔

(۱۲)۔ ﴿وَحَمَلْنِیْ مُبَارَکًا اُنْثٰی مَا کُنْتُ﴾ (۵)، حضرت عیسیٰ جہاں کہیں

(۱) یہ مسئلہ امور عیینہ میں سے ہے جو دلیل کا محتاج ہے۔

(۲) الم مدہ ۱۱۰۔ (۳) الم مدہ ۱۱۔ (۴) مریم ۲۱۔ (۵) مریم ۳۔

بھی رہیں گے، (زمین پر یا آسمان پر) اللہ نے ان کو پابرجا رکھتا ہے (خیر کثیر والا اور علو یعنی بلندی والا) بتایا ہے۔

سورہ زخرف:

(۱۳)۔ ﴿وَجَعَلْنَا مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَآئِيلَ﴾ (۱)، اللہ نے حضرت عیسیٰ کو بنی

اسرائیل کے لئے اپنی قدرت کا ایک نشان (بے باپ سے پیدا ہونے آسمان پر جانے میں) بتایا ہے۔

(۲)۔ ﴿وَابْنَاهُ لَعَلَّكَ لِلشَّاعَةِ﴾ (۲)، عیسیٰ کا نزول قرب قیامت کی علامت ہے۔

(۱۵)۔ ﴿يَنْظُرُهُ عَلَى النَّبِيِّ كُلِّهِ﴾ (۳)، اللہ اس کا کل دینوں پر ناسب کرے

گا، یہ نبی حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں ہوگا۔ پس اللہ کے اس وعدہ کا پورا ہونا ابھی باقی ہے۔
از احادیث۔

(۱۶)۔ ۱۔ اَلْقَالَ حَلَّيْطَ (دوسرا جہیز اس مرتبہ حکم) (۱) (مشکاۃ (ص ۷۱))

بحوالہ صحیح مسلم (۲)، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم عیسیٰ بن مریم حاکم ہو کر ضرور ضرور اتریں گے صلیب توڑیں گے، خنزیر قتل کریں گے الخ۔

(۱۷)۔ ۲۔ ((من السماء)) (کنز العمال (۳/۲۶۸)) (۵) حضرت ﷺ

نے فرمایا کہ آسمان سے اتریں گے۔

(۱۸)۔ ۳۔ ((إِلَى الْأَرْضِ بَرُوحٌ وَيَدْلُذُهُ وَيَمُكِّثُ خَمْسًا وَأَرْبَعِينَ سَنَةً))

(۲) لَقَّ ۲۸۔

(۲) اَلْخَرَفَ ۱۔

(۲) اَلْخَرَفَ ۵۹۔

(۳) صحیح بخاری کتاب البیوت، باب قتل خنزیر، حدیث ۲۴۲۲، صحیح مسلم کتاب ان میں باب عیسیٰ بن مریم حاکم بشریۃ نبیاً محمد ﷺ، حدیث ۵۵، یہ احادیث مسلم سے ہیں۔

(۵) تاریخ دمشق، ابن عساکر (۵۰۵/۳۷)۔

ثم يعمود فممنوع معي في قري ((مشكاة (ص ۳۷۳)) (۱)، حضرت نے فرمایا کہ
(سمن سے) زمین پر اتریں گے پھر نکاح کریں گے ان کے اوٹا ہوگی، ۴۵ سال رہیں گے
اس کے بعد مرین گے اور میری قبر کے پاس (میرے روضہ میں) دفن ہوں گے، ((ابوداؤد))
(۲) اور ((مسند احمد)) (۳) میں مسلمانوں کا ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا بھی آیا ہے۔

(۱۹)۔ ۴ ((بسر عن عبد الصارۃ ابیضاء شرقی دمشق (بی) فیطبہ حتی
بدرکہ باب مدقہ)) ((مشكاة (ص ۳۷۱)) بحوالہ مسلم (۴)، حضرت نے فرمایا کہ
دمشق کے پرب والے سفید منار کے نزدیک حضرت عیسیٰ و فرشتوں کے سہارے اتریں گے
پھر دجال کو تلاش کر کے باب لہ پر قتل کر ڈالیں گے۔

(۲۰)۔ ۵ قاب ((وادی نفسی بیدہ بیہوش من مریمہ بفتح ہر وحاء حجاج
او معتمر)) الخ، ((صحیح مسلم (ج ۱ ص ۴۰۸)) (۵)، حضرت نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ ضرور
ضرور عیسیٰ بن مریمؑ اتر وادے جی یا عمرویدہ دونوں کا احترام باندھ کر تہیہ پکاریں گے۔

(۲)۔ ۶ ((جانب قریب حسی بسمہ عیسیٰ و لادہ علیہ)) ((متدرک حاکم
(ج ۲ ص ۵۹۵)) (۶)، حضرت نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ مدینہ آکر میری قبر پر مجھے سلام کریں
گے اور میں ان کے سلام کا جواب دل گا۔

(۱) اس کی توثیق کر رہی ہیں، (ص ۱۰۸)

(۲) کتاب ملازم باب تراجم الحدیث ۳۳۳، اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(۳) (۵ ص ۳۹۸)، انہیں ((مصنف ابن ابی شیبہ)) (۱ ص ۳۵۵)، حدیث ۴۳۳، ((مسند ابی داؤد)) (۱ ص ۱۷۷)

(۵ ص ۹۵۷)، ((صحیح ابن حبان)) (۱ ص ۲۳۳/۱۵)، حدیث ۶۸۲۱۔

(۴) صحیح مسلم کتاب الفتن و الفتن باب ما یحدث فی الدجال و ما یحدث فی ۲۹۴۷۔

(۵) اس کی توثیق کر رہی ہیں، (ص ۱۱۸)۔

(۶) متدرک حاکم (۲ ص ۵۹۵)، حدیث ۴۱۶۲، اس حدیث کی سند صحیح ہے، اس میں متعدد بخاری میں جیسا کہ شیخ ابی

(۲۲)۔ ۷۔ ((ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة))

(تفسیر ابن جریر (ج ۳/۱۸۳)) (۱) حضرت نے فرمایا کہ میں نہیں مرے ہیں اور بیشک وہ قیامت سے پہلے وٹ کر آنے والے ہیں۔

(۲۳)۔ ۸۔ ((رب عیسیٰ یأسی عبداً لہ)) (ابن جریر (ج ۳/۱۰۰-۱۰۱))

(۲) حضرت نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ پر حق (موت) ابھی آئندہ زمانہ میں آئے گی۔

مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ساتھ مرزا صاحب کا آخری فیصلہ
مرزا صاحب نے مولانا امرتسری کے مواخذات سے تنگ آکر اپنی زندگی میں
ایک اشتہار "خری فیصدہ کا شائع کیا تھا وہ بالاختصار درج ذیل ہے۔

بخدمت مولاوی ثناء اللہ صاحب۔ السلام علی من اتبع الهدی

مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری
ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ
میرے ہاں مکہ بصیر و قدیر جو عظیم و خیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ گریہ
دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد و کذاب
ہوں تو اسے میرے پیارے ہاں مکہ، میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی
ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کرادے میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو
خوش کرا دے، تیری جناب میں التجا ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصدہ فرما اور جو تیری نگاہ
میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھائے۔ اب

مرزا صاحب ((سلسلہ حدیث المصیۃ)) (۱/۲۸۸)، حدیث ۳۵۰، میں آیا ہے۔

(۱) تفسیر ابن جریر (۵/۲۲۸) تفسیر ابن ابی حاتمہ (۲/۶۰)، رقم ۱۲۳۲، برائے۔

(۲) تفسیر ابن جریر (۵/۱۶۵)۔

فیصلہ خدا کے ہاتھ ہے (مختصر)

الراقم عبد اللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود۔ ۱۳۵۵ھ قندوید۔

(مرقومہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء = یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ)

نتیجہ:

مرزا صاحب کی دعا قبول ہوگئی اور آپ اس دنیا سے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں کوچ کر

گئے اور مولانا امرتسری اب تک زندہ ہیں۔ صحت اللہ بھول جائے۔

سلسلہ روزِ انیت

ٹریکٹ نمبر (۳)

جس میں میرزا غلام احمد قادیانی کے اعترافِ نزولِ مسیح

اور

مسندِ ختمِ نبوت پر ایک دل کش بحث ہے

تالیف

محدث علامہ شیخ محمد ابوالقاسم سیف بن محمد سعید ناری

تحقیق و تعلیق

عبد الاحد احسن جمیل آل عبد الرحمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و وسلم علی رسولہ الکریم

پرستارانِ پیر ”کادیان“ کی پرفتن چاول سے

ہوشیار!

مسلمانو! تم سمجھتے ہو تمہارے یہ دوست نہ دشمن تم سے کیا چاہتے ہیں؟

یہ تمہاری سب سے بڑی قوت پر بشکون مارا چاہتے ہیں، اور وہ قوت، تمہاری قوت

ایمان ہے، یہ تمہاری جان سے بھی عزیز متاعِ تاراج چاہتے ہیں، اور وہ انصاف متاعِ تمہارا،

سچا جوشِ دین پرستی ہے، یہ دُک چاہتے ہیں تمہارا یقینِ شک سے بدل جائے اور تمہارا ایمان

الحاد سے ایسے دُک چاہتے ہیں تمہارے دلوں سے دین کا احترام اٹھ جائے اور اس کی جگہ تمسخر

واستہزاء لے لے۔

تم نے ان کی ستم میں پڑھی ہیں؟ نہیں پڑھی ہیں تو اب پڑھو اور دیکھو کہ ان کے

پیر و مرشد میرزا غلام احمد ”کادیانی“ نے کس کس طرح توحیدِ رسالت، نبوت اور امامت کی

خاک اڑائی ہے، کہیں خدا بنے ہیں (۱)، اور کہیں خدا کے بیٹے (۲)، کہیں آدم بنے ہیں (۳)،

اور کہیں نوح (۴)، کہیں یعقوب بنے ہیں (۵)، اور کہیں موسیٰ (۶)، کہیں ابراہیم خلیل بنے

(۱) ”میں خدا“ (ص ۵۶۳)، (۲) (ص ۵۶۳)، (۳) (ص ۵۶۳)، (۴) (ص ۵۶۳)۔

(۵) (ص ۵۶۳)، (۶) (ص ۵۶۳)، (۷) (ص ۵۶۳)، (۸) (ص ۵۶۳)، (۹) (ص ۵۶۳)۔

(۱۰) (ص ۵۶۳)، (۱۱) (ص ۵۶۳)، (۱۲) (ص ۵۶۳)، (۱۳) (ص ۵۶۳)۔

(۱۴) (ص ۵۶۳)، (۱۵) (ص ۵۶۳)، (۱۶) (ص ۵۶۳)، (۱۷) (ص ۵۶۳)۔

(۱۸) (ص ۵۶۳)، (۱۹) (ص ۵۶۳)، (۲۰) (ص ۵۶۳)، (۲۱) (ص ۵۶۳)۔

ہیں (۱) اور کہیں محمد مختفی (۲) "لہم صل علیہم وعلیٰ جمعہ ثبانتہ ورسنتہ وبارک وسلم)۔

میرزا صاحب ذات کے مغل ہیں، مگر جتنے مسیح موعود بھی ہیں اور محمدی منتظر بھی "کلمۃ اللہ سیدنا عیسیٰ بن مریم (علیٰ سبہا وعلیہما صلاد و سلام) کی حیات آسمانی کو ایک "ڈھکوسہ" ورنہ کے رفع جسمانی کو ایک افترا بتاتے ہیں اور فرماتے ہیں یہودیوں نے انہیں سولی پر یقیناً چڑھایا اور بالآخر وہ کشمیر آ کر مر گئے "کجھوٹ کھمہ نصوخ من الفواہمہن ای یقولون الا کذباً (۳)۔

یہودی بھی ایک حد تک مرزا صاحب کے ہم نوا ہیں، مگر قرآن حکیم نے مرزا صاحب اور یہود دونوں کی تکذیب کی ہے۔ "وقولہم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وما قتلوه وما صلبوه ولكن ضلہ لہم وای الذین اختلفوا فیہ لیسٰ شک ما لہم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوه یقیناً ☆ بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیماً (۴)۔

ترجمہ میں آیۃ من آیات اللہ اباحرۃ وجہ من حجۃ ابراہیم حضرت شاد ولی اللہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ "وہیبت گفتن ایشان ہر آئینہ کشتیم مسیح عیسیٰ پر مریم را کہ فی الواقع پیغا ہر خد بود نہ کشتہ اندا ہر اور دار نہ کردہ اندا ہر اولیکن مشہ شد برایشان، و ہر آئینہ کسائیہ اختلاف دارند و باب عیسیٰ در شک انداز حال او نیست ایشان را بآن یقین لیکن پردی ظن میکنند، و یقین نہ کشتہ اندا ہر ابدہ برداشت خدائے تعالیٰ اور بسوئے خود و بہت خدا غائب

(۱) ایڈن۔ (مؤلف)

(۲) تریاق القلوب (ص ۳۰)، (مؤلف)، (روحانی خزائن) (۲۳۱۵)

(۳) (۲) اتر ۸۵۱۔

(۴) النصف ۵۔

واستوار کا رہا۔

حضرت شاد عبدالقادر رحمہ اللہ اسی آیہ کریمہ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔

"اور اس کہنے پر کہ ہم نے مارا مسیحیحی مریم کے بیٹے کو جو روسوں تھا ہند کا ورنہ اس کو مارا ہے، اور نہ سولی پر چڑھایا، لیکن وہی صورت بن گئی ان سے آئے اور جو لوگ اس میں کئی باتیں نکالتے ہیں وہ اس جگہ شبہ میں پڑے ہیں۔ کچھ نہیں ان کو اس کی خبر، مگر ٹکڑے پر چلے۔ اور اس کو مارا نہیں بے شک۔ بلکہ اس کو اللہ یا اللہ نے اپنی طرف اور بے اللہ زبردست حکمت وال۔"

اللہ اللہ! جس گرامی قدر پیغامبر کا طغرائے امتیاز ﴿بِكَلِمَةٍ فَنُفِثَ﴾ (۱) اور ﴿وَحِيْهَا فِى الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُفْطَرِّينَ﴾ قرار پائے۔ جس اور العزم نبی کے پرچم نبوت پر ﴿وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ﴾ (۲) لہرائے۔ جس صاحب شریعت و کتاب رسول کی شان اللہ تعالیٰ ﴿يَلْزَمُ رُفْعَةَ الْمَلَأَةِ﴾ (۳) اور ﴿وَالْفَعْلَ إِلَى﴾ (۴) فرما کر جتائے، اللہ تعالیٰ کے جس "مقرب بندے" کے بیان حال میں جناب سرور نبیاء و فررسل (فداہ البی وای) کی زباں مبارک پر محبت سے کلمہ کخی (میر ابھائی) آئے، اس کی ہر گاہ میں یہ گستاخیاں؟ ﴿تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتصَفَّرُونَ مِنْهُ وَتَشَقُّ الْأَرْضُ وَتَضْحَكُ الْجِبَالُ هَذَا﴾ (۵) (مریم)۔

(۱) سورہ آل عمران (۳۵)۔ چوتھی آیت کا ترجمہ جس سے جب کیا فرشتوں سے کہ مریم علیہا السلام اللہ تعالیٰ کو بشارت دے

ہے ایک ایسے حکم کی جس کا نام مسیحیحی مریم کا بیٹا ہے، "یا میں اور آخرت میں اور اید و اس میں۔ (ملاحظہ)

(۲) اور باتیں کرے گا ان سے جب ماں کی کو میں سوگا اور جب چوری کرے گا سوگا اور ایک بختوں میں ہے۔ (ملاحظہ)

(۳) آل عمران (۳۶)۔ (۴) بدلتا ہے بھائی اللہ سے اپنی طرف۔ (ملاحظہ)۔ (۵) البقرہ (۵۸)۔

(۶) اور انھوں نے اپنی طرف۔ (۲ لفظ)۔ (۷) آل عمران (۵۵)

(۸) انجی آسمان پھٹ جائے اس بات سے کہ ان کو سے نور میں اور چلیں پہاڑ سے کمرے۔ (ملاحظہ)۔ (مریم ۹۰)۔

”میرزائے کایان“ کی گستاخ طرازیوں کے نمونے دیکھو، نقل کرتے قسم کا نپٹا ہے: فرماتے ہیں

ایک منم کہ حسب بشارات احمد یحییٰ کی است تا بہند پا بہ مہرم۔

(درمبین، (ص: ۱۳۸)) (۱)

(وہ میں ہوں جس کی حد کی بشارتیں نبیوں نے دیں، یحییٰ کی کیا جہاں جو میرے مہر پر قدم دھر سکے؟)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر خدام احمد ہے (۲)۔

(دافع بلاء، (ص ۲۰))

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: ”تم کہتے ہو مسیح کلمۃ اللہ ہے، ہم کہتے ہیں ہمیں خدا نے اس سے بھی زیادہ درجہ دیا“ (اخبار بدیع، نومبر ۱۹۰۲ء)۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: ”مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو جو کام میں کر سکتا ہوں وہ نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہوا ہے وہ ہرگز نہ دکھا سکتا“ (حقیقۃ الوحی (ص ۱۳۸)) (۳)۔

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: ”خدا تعالیٰ نے اس امت میں مسیح موعود بھیجے جو س پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے“ (حقیقۃ الوحی (ص ۱۳۸))، (۴)۔ ”گے چل کر فرماتے ہیں: ”وہ خدا جو مریم کے بیٹے کے دل میں اتر تھا وہی میرے دل پر بھی اتر ہے مگر اپنی تجلی میں اس سے زیادہ“ (حقیقۃ الوحی (ص ۲۷۳)) (۵)۔

(۱) اور یحییٰ (روحانی خزائن) (ص ۱۵۸)، (روحانی خزائن) (۱۸۰۰۳)۔

(۲) (روحانی خزائن) (۲۳۰/۱۸)۔ (۳) (روحانی خزائن) (۱۵۳/۲۲)۔

(۴) ایسا۔ (۵) (روحانی خزائن) (۲۸۶/۲۲)۔

یہ ”بٹے نمونہ رفر وارے“ (۱) ہے۔ ڈھونڈو گئے تو میرزا صاحب کی تصنیف میں مشکل سے کوئی صفحہ اس قسم کی لہجہ ترازیوں سے خالی پاؤ گے۔
مگر دیکھو وہ جو فرمایا ہے اللہ رب العزت نے۔ ”بَلْ مَقْدَفٌ بِالْحَقِّ عَلٰی الْبَاطِلِ لِيُذَمِّعَهُ فَإِذَا هُوَ رَاقِقٌ“ (۲) (سورۃ الانبیاء) (۳)۔

حقیقت کس طرح بادل کی گرج، برق کی چمک اور سورج کی تابناکی کے ساتھ ظاہر ہوئی ہے۔ ”پیر کا دیان“ کے حلقہ جوش آئیں اور دیکھیں!
حیات و نزول مسیح علیہ السلام کو تم اگلوں کا ڈھکوسلا بتاتے ہو اور اس عقیدہ کی خاک اڑاتے ہو، لکھتے ہو ”اسی عقیدہ حیات مسیح کی وجہ سے سینکڑوں فرزند ادا تو حید اسلام کو خیر باد کہہ کر حلقہ جوش عیسائیت ہو گئے“ مگر دیکھو تمہارے پیر و مرشد کو کس طرح سچائی کا اعتراف کرنا پڑا ہے۔

کیا لطف جو غیر پروردہ کھوئے جادو جو سر پر چڑھ کے بوئے

میرزا صاحب اپنی مایہ ناز کتاب ((برائین احمدیہ)) (ص ۳۹۸، ۳۹۹) (۴) میں لکھتے ہیں۔ ”هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ“ (۵) یہ تیسری جہانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیش گوئی ہے۔ اور جس غلبہ کا مدد دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق و اقطار دنیا میں پھیل جائے گا۔“

(۱) ترجمہ یہ سطر فی پیروں سے میر سے صرف ہوا ہے۔ (۲) انبیاء ۸۔

(۳) پیم چیمک ہارتے ہیں کچھ کچھت پر پیم ۱۰۰ اس کار پیمارتا۔ پیر حبیب و غلبہ چاہے۔ (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰) (۱۰۰۱) (۱۰۰۲) (۱۰۰۳) (۱۰۰۴) (۱۰۰۵) (۱۰۰۶) (۱۰۰۷) (۱۰۰۸) (۱۰۰۹) (۱۰۱۰) (۱۰۱۱) (۱۰۱۲) (۱۰۱۳) (۱۰۱۴) (۱۰۱۵) (۱۰۱۶) (۱۰۱۷) (۱۰۱۸) (۱۰۱۹) (۱۰۲۰) (۱۰۲۱) (۱۰۲۲) (۱۰۲۳) (۱۰۲۴) (۱۰۲۵) (۱۰۲۶) (۱۰۲۷) (۱۰۲۸) (۱۰۲۹) (۱۰۳۰) (۱۰۳۱) (۱۰۳۲) (۱۰۳۳) (۱۰۳۴) (۱۰۳۵) (۱۰۳۶) (۱۰۳۷) (۱۰۳۸) (۱۰۳۹) (۱۰۴۰) (۱۰۴۱) (۱۰۴۲) (۱۰۴۳) (۱۰۴۴) (۱۰۴۵) (۱۰۴۶) (۱۰۴۷) (۱۰۴۸) (۱۰۴۹) (۱۰۵۰) (۱۰۵۱) (۱۰۵۲) (۱۰۵۳) (۱۰۵۴) (۱۰۵۵) (۱۰۵۶) (۱۰۵۷) (۱۰۵۸) (۱۰۵۹) (۱۰۶۰) (۱۰۶۱) (۱۰۶۲) (۱۰۶۳) (۱۰۶۴) (۱۰۶۵) (۱۰۶۶) (۱۰۶۷) (۱۰۶۸) (۱۰۶۹) (۱۰۷۰) (۱۰۷۱) (۱۰۷۲) (۱۰۷۳) (۱۰۷۴) (۱۰۷۵) (۱۰۷۶) (۱۰۷۷) (۱۰۷۸) (۱۰۷۹) (۱۰۸۰) (۱۰۸۱) (۱۰۸۲) (۱۰۸۳) (۱۰۸۴) (۱۰۸۵) (۱۰۸۶) (۱۰۸۷) (۱۰۸۸) (۱۰۸۹) (۱۰۹۰) (۱۰۹۱) (۱۰۹۲) (۱۰۹۳) (۱۰۹۴) (۱۰۹۵) (۱۰۹۶) (۱۰۹۷) (۱۰۹۸) (۱۰۹۹) (۱۱۰۰) (۱۱۰۱) (۱۱۰۲) (۱۱۰۳) (۱۱۰۴) (۱۱۰۵) (۱۱۰۶) (۱۱۰۷) (۱۱۰۸) (۱۱۰۹) (۱۱۱۰) (۱۱۱۱) (۱۱۱۲) (۱۱۱۳) (۱۱۱۴) (۱۱۱۵) (۱۱۱۶) (۱۱۱۷) (۱۱۱۸) (۱۱۱۹) (۱۱۲۰) (۱۱۲۱) (۱۱۲۲) (۱۱۲۳) (۱۱۲۴) (۱۱۲۵) (۱۱۲۶) (۱۱۲۷) (۱۱۲۸) (۱۱۲۹) (۱۱۳۰) (۱۱۳۱) (۱۱۳۲) (۱۱۳۳) (۱۱۳۴) (۱۱۳۵) (۱۱۳۶) (۱۱۳۷) (۱۱۳۸) (۱۱۳۹) (۱۱۴۰) (۱۱۴۱) (۱۱۴۲) (۱۱۴۳) (۱۱۴۴) (۱۱۴۵) (۱۱۴۶) (۱۱۴۷) (۱۱۴۸) (۱۱۴۹) (۱۱۵۰) (۱۱۵۱) (۱۱۵۲) (۱۱۵۳) (۱۱۵۴) (۱۱۵۵) (۱۱۵۶) (۱۱۵۷) (۱۱۵۸) (۱۱۵۹) (۱۱۶۰) (۱۱۶۱) (۱۱۶۲) (۱۱۶۳) (۱۱۶۴) (۱۱۶۵) (۱۱۶۶) (۱۱۶۷) (۱۱۶۸) (۱۱۶۹) (۱۱۷۰) (۱۱۷۱) (۱۱۷۲) (۱۱۷۳) (۱۱۷۴) (۱۱۷۵) (۱۱۷۶) (۱۱۷۷) (۱۱۷۸) (۱۱۷۹) (۱۱۸۰) (۱۱۸۱) (۱۱۸۲) (۱۱۸۳) (۱۱۸۴) (۱۱۸۵) (۱۱۸۶) (۱۱۸۷) (۱۱۸۸) (۱۱۸۹) (۱۱۹۰) (۱۱۹۱) (۱۱۹۲) (۱۱۹۳) (۱۱۹۴) (۱۱۹۵) (۱۱۹۶) (۱۱۹۷) (۱۱۹۸) (۱۱۹۹) (۱۲۰۰) (۱۲۰۱) (۱۲۰۲) (۱۲۰۳) (۱۲۰۴) (۱۲۰۵) (۱۲۰۶) (۱۲۰۷) (۱۲۰۸) (۱۲۰۹) (۱۲۱۰) (۱۲۱۱) (۱۲۱۲) (۱۲۱۳) (۱۲۱۴) (۱۲۱۵) (۱۲۱۶) (۱۲۱۷) (۱۲۱۸) (۱۲۱۹) (۱۲۲۰) (۱۲۲۱) (۱۲۲۲) (۱۲۲۳) (۱۲۲۴) (۱۲۲۵) (۱۲۲۶) (۱۲۲۷) (۱۲۲۸) (۱۲۲۹) (۱۲۳۰) (۱۲۳۱) (۱۲۳۲) (۱۲۳۳) (۱۲۳۴) (۱۲۳۵) (۱۲۳۶) (۱۲۳۷) (۱۲۳۸) (۱۲۳۹) (۱۲۴۰) (۱۲۴۱) (۱۲۴۲) (۱۲۴۳) (۱۲۴۴) (۱۲۴۵) (۱۲۴۶) (۱۲۴۷) (۱۲۴۸) (۱۲۴۹) (۱۲۵۰) (۱۲۵۱) (۱۲۵۲) (۱۲۵۳) (۱۲۵۴) (۱۲۵۵) (۱۲۵۶) (۱۲۵۷) (۱۲۵۸) (۱۲۵۹) (۱۲۶۰) (۱۲۶۱) (۱۲۶۲) (۱۲۶۳) (۱۲۶۴) (۱۲۶۵) (۱۲۶۶) (۱۲۶۷) (۱۲۶۸) (۱۲۶۹) (۱۲۷۰) (۱۲۷۱) (۱۲۷۲) (۱۲۷۳) (۱۲۷۴) (۱۲۷۵) (۱۲۷۶) (۱۲۷۷) (۱۲۷۸) (۱۲۷۹) (۱۲۸۰) (۱۲۸۱) (۱۲۸۲) (۱۲۸۳) (۱۲۸۴) (۱۲۸۵) (۱۲۸۶) (۱۲۸۷) (۱۲۸۸) (۱۲۸۹) (۱۲۹۰) (۱۲۹۱) (۱۲۹۲) (۱۲۹۳) (۱۲۹۴) (۱۲۹۵) (۱۲۹۶) (۱۲۹۷) (۱۲۹۸) (۱۲۹۹) (۱۳۰۰) (۱۳۰۱) (۱۳۰۲) (۱۳۰۳) (۱۳۰۴) (۱۳۰۵) (۱۳۰۶) (۱۳۰۷) (۱۳۰۸) (۱۳۰۹) (۱۳۱۰) (۱۳۱۱) (۱۳۱۲) (۱۳۱۳) (۱۳۱۴) (۱۳۱۵) (۱۳۱۶) (۱۳۱۷) (۱۳۱۸) (۱۳۱۹) (۱۳۲۰) (۱۳۲۱) (۱۳۲۲) (۱۳۲۳) (۱۳۲۴) (۱۳۲۵) (۱۳۲۶) (۱۳۲۷) (۱۳۲۸) (۱۳۲۹) (۱۳۳۰) (۱۳۳۱) (۱۳۳۲) (۱۳۳۳) (۱۳۳۴) (۱۳۳۵) (۱۳۳۶) (۱۳۳۷) (۱۳۳۸) (۱۳۳۹) (۱۳۴۰) (۱۳۴۱) (۱۳۴۲) (۱۳۴۳) (۱۳۴۴) (۱۳۴۵) (۱۳۴۶) (۱۳۴۷) (۱۳۴۸) (۱۳۴۹) (۱۳۵۰) (۱۳۵۱) (۱۳۵۲) (۱۳۵۳) (۱۳۵۴) (۱۳۵۵) (۱۳۵۶) (۱۳۵۷) (۱۳۵۸) (۱۳۵۹) (۱۳۶۰) (۱۳۶۱) (۱۳۶۲) (۱۳

آگے چل کر مرزا صاحب توضیح مزید فرماتے ہیں لکھتے ہیں : ”وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور غضب اور قہر و خشی کو استعمال میں لائے گا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہایت جہالت کے ساتھ دنیا پر اتر آئیں گے“ (برائین احمد یہ (ص ۵۰۵)) (۱)۔

قارئین کرام یہ عبارتیں اپنا مدعا بتانے میں کتنی روشن ہیں اگلا کھد عتراف ہے کہ یہ بیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْلُوا بِلَاغٍ مِّنَ اللَّهِ فِي الْغَيْبِ﴾ (سورہ صف) (۲)، حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے باب میں ہے، جو گواہی نہیں دے سکتے ہیں، مگر آئیں گے، اور جب آئیں گے تب ”اسلام“ سارے عام میں پھیل جائے گا، اور تمام دوسری متون پر اسے ”پورا پورا“ غلبہ حاصل ہوگا، تمام دوسری ملتیں ان کے ہاتھوں منادی جائیں گی اور اسلام زندگی پائے گا یہ ربانی پیش گوئی پوری ہوگی اور اس کی تکمیل کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔!!

اس دوبارہ تشریف لانے کے سوا اس کے اور کیا معنی ہو سکتے ہیں کہ آنے والے اللہ کے وہی نبی ہیں جو ایک بار آچکے ہیں، اور یہ ایک بار ”چھٹنے والا“ نبی عیسیٰ بن مریم بنت عمران ہے اللہ کا یہی نبی علیہ السلام بعینہ دوبارہ آنے والا ہے، اور جب ایسا ہے تو کیا یہ بالکل ظاہر نہیں کہ گواہی آنگھوں سے، جھل بے گردہ ابھی زندہ ہے؟ (صدی ۱۵ عہد و عیسیٰ امہ الطاهرة المطهرة العذراء)۔

جب کہا جائے کہ لارڈ ولٹنٹن دوبارہ ہندوستان آئے ہیں تو اس جملہ کے سوا اس کے کیا معنی ہو سکتے ہیں کہ یہ وہی شخص ہے جو اس سے پیشتر ایک بار ہندوستان آچکا ہے؟ گو یہ

ہندوستان سے دور تھے مگر زندہ تھے اب نائب السلطنت کے منصب پر فائز ہو کر دوبارہ ہندوستان آیا ہے۔

پھر مرزا صاحب کا یہ ٹکڑ بھی۔ ”اور حضرت مسیح علیہ السلام۔۔۔ دنیا پر تشریف لائے“ کس قدر صاف ہے۔

مرزا صاحب کی ایک اور روشن ترجمان سنیے فرماتے ہیں۔ ”صحیح مسلم میں ہے کہ مسیح علیہ السلام جب آسمان سے اترے گا تو اس کا لباس زرد ہوگا“ (ملاحظہ ہو ((ازالہ اوہام)) (ص ۸۱)) (۱)، ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔ ”دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی کہ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح علیہ السلام آسمان پر سے جب اترے گا تو دوزخ و دوزخیوں میں اس نے پہنی ہوں گی سو اسی طرح مجھے دو بیماریاں ہیں“ (۲) (مراق اور سسل ابول، سبحان اللہ) اسی طرح ایام، الصبح (اردو) کے (صفحہ ۱۳۶) (۳) پر مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ ”اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گی اور راستبازی ترقی کرے گی“۔

مرزا صاحب حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان سے تاروں ہونے کا کس صفائی کے ساتھ اعتراف فرما رہے ہیں اس بات کا بھی کس روئے ساتھ اعلان فرما رہے ہیں کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام آئیں گے اسلام سارے عالم میں پھیل جائے گا۔ تمام دوسرے ادیان فنا ہو جائیں گے، ایک ہی دین باقی رہے گا، اور دو دین اسلام ہوگا، ہمیں اس رسالہ میں براہ

(۲)۔ ہمیں ((منہج)) ((۱۳۵۸))۔

(۱) ((روحانی خزائن)) (۱۳۶۳)۔

(۳) ((روحانی خزائن)) (۳۸۱/۱۳)۔

راست تو مرزا صاحب کے اعتراف حیات مسیح علیہ السلام و نزول مسیح علیہ السلام سے سردکار ہے مگر بھی قارئین کرام کے پیش نگاہ تین باتیں اور رکھ دینی چاہتا ہوں۔

الف۔ غور فرمائیے مرزا صاحب کا یہ فرمانا کہ ”یہ آیت ۱۰۰؎ ۱۰۱؎ ۱۰۲؎ ۱۰۳؎ ۱۰۴؎ ۱۰۵؎ ۱۰۶؎ ۱۰۷؎ ۱۰۸؎ ۱۰۹؎ ۱۱۰؎ ۱۱۱؎ ۱۱۲؎ ۱۱۳؎ ۱۱۴؎ ۱۱۵؎ ۱۱۶؎ ۱۱۷؎ ۱۱۸؎ ۱۱۹؎ ۱۲۰؎ ۱۲۱؎ ۱۲۲؎ ۱۲۳؎ ۱۲۴؎ ۱۲۵؎ ۱۲۶؎ ۱۲۷؎ ۱۲۸؎ ۱۲۹؎ ۱۳۰؎ ۱۳۱؎ ۱۳۲؎ ۱۳۳؎ ۱۳۴؎ ۱۳۵؎ ۱۳۶؎ ۱۳۷؎ ۱۳۸؎ ۱۳۹؎ ۱۴۰؎ ۱۴۱؎ ۱۴۲؎ ۱۴۳؎ ۱۴۴؎ ۱۴۵؎ ۱۴۶؎ ۱۴۷؎ ۱۴۸؎ ۱۴۹؎ ۱۵۰؎ ۱۵۱؎ ۱۵۲؎ ۱۵۳؎ ۱۵۴؎ ۱۵۵؎ ۱۵۶؎ ۱۵۷؎ ۱۵۸؎ ۱۵۹؎ ۱۶۰؎ ۱۶۱؎ ۱۶۲؎ ۱۶۳؎ ۱۶۴؎ ۱۶۵؎ ۱۶۶؎ ۱۶۷؎ ۱۶۸؎ ۱۶۹؎ ۱۷۰؎ ۱۷۱؎ ۱۷۲؎ ۱۷۳؎ ۱۷۴؎ ۱۷۵؎ ۱۷۶؎ ۱۷۷؎ ۱۷۸؎ ۱۷۹؎ ۱۸۰؎ ۱۸۱؎ ۱۸۲؎ ۱۸۳؎ ۱۸۴؎ ۱۸۵؎ ۱۸۶؎ ۱۸۷؎ ۱۸۸؎ ۱۸۹؎ ۱۹۰؎ ۱۹۱؎ ۱۹۲؎ ۱۹۳؎ ۱۹۴؎ ۱۹۵؎ ۱۹۶؎ ۱۹۷؎ ۱۹۸؎ ۱۹۹؎ ۲۰۰؎ ۲۰۱؎ ۲۰۲؎ ۲۰۳؎ ۲۰۴؎ ۲۰۵؎ ۲۰۶؎ ۲۰۷؎ ۲۰۸؎ ۲۰۹؎ ۲۱۰؎ ۲۱۱؎ ۲۱۲؎ ۲۱۳؎ ۲۱۴؎ ۲۱۵؎ ۲۱۶؎ ۲۱۷؎ ۲۱۸؎ ۲۱۹؎ ۲۲۰؎ ۲۲۱؎ ۲۲۲؎ ۲۲۳؎ ۲۲۴؎ ۲۲۵؎ ۲۲۶؎ ۲۲۷؎ ۲۲۸؎ ۲۲۹؎ ۲۳۰؎ ۲۳۱؎ ۲۳۲؎ ۲۳۳؎ ۲۳۴؎ ۲۳۵؎ ۲۳۶؎ ۲۳۷؎ ۲۳۸؎ ۲۳۹؎ ۲۴۰؎ ۲۴۱؎ ۲۴۲؎ ۲۴۳؎ ۲۴۴؎ ۲۴۵؎ ۲۴۶؎ ۲۴۷؎ ۲۴۸؎ ۲۴۹؎ ۲۵۰؎ ۲۵۱؎ ۲۵۲؎ ۲۵۳؎ ۲۵۴؎ ۲۵۵؎ ۲۵۶؎ ۲۵۷؎ ۲۵۸؎ ۲۵۹؎ ۲۶۰؎ ۲۶۱؎ ۲۶۲؎ ۲۶۳؎ ۲۶۴؎ ۲۶۵؎ ۲۶۶؎ ۲۶۷؎ ۲۶۸؎ ۲۶۹؎ ۲۷۰؎ ۲۷۱؎ ۲۷۲؎ ۲۷۳؎ ۲۷۴؎ ۲۷۵؎ ۲۷۶؎ ۲۷۷؎ ۲۷۸؎ ۲۷۹؎ ۲۸۰؎ ۲۸۱؎ ۲۸۲؎ ۲۸۳؎ ۲۸۴؎ ۲۸۵؎ ۲۸۶؎ ۲۸۷؎ ۲۸۸؎ ۲۸۹؎ ۲۹۰؎ ۲۹۱؎ ۲۹۲؎ ۲۹۳؎ ۲۹۴؎ ۲۹۵؎ ۲۹۶؎ ۲۹۷؎ ۲۹۸؎ ۲۹۹؎ ۳۰۰؎ ۳۰۱؎ ۳۰۲؎ ۳۰۳؎ ۳۰۴؎ ۳۰۵؎ ۳۰۶؎ ۳۰۷؎ ۳۰۸؎ ۳۰۹؎ ۳۱۰؎ ۳۱۱؎ ۳۱۲؎ ۳۱۳؎ ۳۱۴؎ ۳۱۵؎ ۳۱۶؎ ۳۱۷؎ ۳۱۸؎ ۳۱۹؎ ۳۲۰؎ ۳۲۱؎ ۳۲۲؎ ۳۲۳؎ ۳۲۴؎ ۳۲۵؎ ۳۲۶؎ ۳۲۷؎ ۳۲۸؎ ۳۲۹؎ ۳۳۰؎ ۳۳۱؎ ۳۳۲؎ ۳۳۳؎ ۳۳۴؎ ۳۳۵؎ ۳۳۶؎ ۳۳۷؎ ۳۳۸؎ ۳۳۹؎ ۳۴۰؎ ۳۴۱؎ ۳۴۲؎ ۳۴۳؎ ۳۴۴؎ ۳۴۵؎ ۳۴۶؎ ۳۴۷؎ ۳۴۸؎ ۳۴۹؎ ۳۵۰؎ ۳۵۱؎ ۳۵۲؎ ۳۵۳؎ ۳۵۴؎ ۳۵۵؎ ۳۵۶؎ ۳۵۷؎ ۳۵۸؎ ۳۵۹؎ ۳۶۰؎ ۳۶۱؎ ۳۶۲؎ ۳۶۳؎ ۳۶۴؎ ۳۶۵؎ ۳۶۶؎ ۳۶۷؎ ۳۶۸؎ ۳۶۹؎ ۳۷۰؎ ۳۷۱؎ ۳۷۲؎ ۳۷۳؎ ۳۷۴؎ ۳۷۵؎ ۳۷۶؎ ۳۷۷؎ ۳۷۸؎ ۳۷۹؎ ۳۸۰؎ ۳۸۱؎ ۳۸۲؎ ۳۸۳؎ ۳۸۴؎ ۳۸۵؎ ۳۸۶؎ ۳۸۷؎ ۳۸۸؎ ۳۸۹؎ ۳۹۰؎ ۳۹۱؎ ۳۹۲؎ ۳۹۳؎ ۳۹۴؎ ۳۹۵؎ ۳۹۶؎ ۳۹۷؎ ۳۹۸؎ ۳۹۹؎ ۴۰۰؎ ۴۰۱؎ ۴۰۲؎ ۴۰۳؎ ۴۰۴؎ ۴۰۵؎ ۴۰۶؎ ۴۰۷؎ ۴۰۸؎ ۴۰۹؎ ۴۱۰؎ ۴۱۱؎ ۴۱۲؎ ۴۱۳؎ ۴۱۴؎ ۴۱۵؎ ۴۱۶؎ ۴۱۷؎ ۴۱۸؎ ۴۱۹؎ ۴۲۰؎ ۴۲۱؎ ۴۲۲؎ ۴۲۳؎ ۴۲۴؎ ۴۲۵؎ ۴۲۶؎ ۴۲۷؎ ۴۲۸؎ ۴۲۹؎ ۴۳۰؎ ۴۳۱؎ ۴۳۲؎ ۴۳۳؎ ۴۳۴؎ ۴۳۵؎ ۴۳۶؎ ۴۳۷؎ ۴۳۸؎ ۴۳۹؎ ۴۴۰؎ ۴۴۱؎ ۴۴۲؎ ۴۴۳؎ ۴۴۴؎ ۴۴۵؎ ۴۴۶؎ ۴۴۷؎ ۴۴۸؎ ۴۴۹؎ ۴۵۰؎ ۴۵۱؎ ۴۵۲؎ ۴۵۳؎ ۴۵۴؎ ۴۵۵؎ ۴۵۶؎ ۴۵۷؎ ۴۵۸؎ ۴۵۹؎ ۴۶۰؎ ۴۶۱؎ ۴۶۲؎ ۴۶۳؎ ۴۶۴؎ ۴۶۵؎ ۴۶۶؎ ۴۶۷؎ ۴۶۸؎ ۴۶۹؎ ۴۷۰؎ ۴۷۱؎ ۴۷۲؎ ۴۷۳؎ ۴۷۴؎ ۴۷۵؎ ۴۷۶؎ ۴۷۷؎ ۴۷۸؎ ۴۷۹؎ ۴۸۰؎ ۴۸۱؎ ۴۸۲؎ ۴۸۳؎ ۴۸۴؎ ۴۸۵؎ ۴۸۶؎ ۴۸۷؎ ۴۸۸؎ ۴۸۹؎ ۴۹۰؎ ۴۹۱؎ ۴۹۲؎ ۴۹۳؎ ۴۹۴؎ ۴۹۵؎ ۴۹۶؎ ۴۹۷؎ ۴۹۸؎ ۴۹۹؎ ۵۰۰؎ ۵۰۱؎ ۵۰۲؎ ۵۰۳؎ ۵۰۴؎ ۵۰۵؎ ۵۰۶؎ ۵۰۷؎ ۵۰۸؎ ۵۰۹؎ ۵۱۰؎ ۵۱۱؎ ۵۱۲؎ ۵۱۳؎ ۵۱۴؎ ۵۱۵؎ ۵۱۶؎ ۵۱۷؎ ۵۱۸؎ ۵۱۹؎ ۵۲۰؎ ۵۲۱؎ ۵۲۲؎ ۵۲۳؎ ۵۲۴؎ ۵۲۵؎ ۵۲۶؎ ۵۲۷؎ ۵۲۸؎ ۵۲۹؎ ۵۳۰؎ ۵۳۱؎ ۵۳۲؎ ۵۳۳؎ ۵۳۴؎ ۵۳۵؎ ۵۳۶؎ ۵۳۷؎ ۵۳۸؎ ۵۳۹؎ ۵۴۰؎ ۵۴۱؎ ۵۴۲؎ ۵۴۳؎ ۵۴۴؎ ۵۴۵؎ ۵۴۶؎ ۵۴۷؎ ۵۴۸؎ ۵۴۹؎ ۵۵۰؎ ۵۵۱؎ ۵۵۲؎ ۵۵۳؎ ۵۵۴؎ ۵۵۵؎ ۵۵۶؎ ۵۵۷؎ ۵۵۸؎ ۵۵۹؎ ۵۶۰؎ ۵۶۱؎ ۵۶۲؎ ۵۶۳؎ ۵۶۴؎ ۵۶۵؎ ۵۶۶؎ ۵۶۷؎ ۵۶۸؎ ۵۶۹؎ ۵۷۰؎ ۵۷۱؎ ۵۷۲؎ ۵۷۳؎ ۵۷۴؎ ۵۷۵؎ ۵۷۶؎ ۵۷۷؎ ۵۷۸؎ ۵۷۹؎ ۵۸۰؎ ۵۸۱؎ ۵۸۲؎ ۵۸۳؎ ۵۸۴؎ ۵۸۵؎ ۵۸۶؎ ۵۸۷؎ ۵۸۸؎ ۵۸۹؎ ۵۹۰؎ ۵۹۱؎ ۵۹۲؎ ۵۹۳؎ ۵۹۴؎ ۵۹۵؎ ۵۹۶؎ ۵۹۷؎ ۵۹۸؎ ۵۹۹؎ ۶۰۰؎ ۶۰۱؎ ۶۰۲؎ ۶۰۳؎ ۶۰۴؎ ۶۰۵؎ ۶۰۶؎ ۶۰۷؎ ۶۰۸؎ ۶۰۹؎ ۶۱۰؎ ۶۱۱؎ ۶۱۲؎ ۶۱۳؎ ۶۱۴؎ ۶۱۵؎ ۶۱۶؎ ۶۱۷؎ ۶۱۸؎ ۶۱۹؎ ۶۲۰؎ ۶۲۱؎ ۶۲۲؎ ۶۲۳؎ ۶۲۴؎ ۶۲۵؎ ۶۲۶؎ ۶۲۷؎ ۶۲۸؎ ۶۲۹؎ ۶۳۰؎ ۶۳۱؎ ۶۳۲؎ ۶۳۳؎ ۶۳۴؎ ۶۳۵؎ ۶۳۶؎ ۶۳۷؎ ۶۳۸؎ ۶۳۹؎ ۶۴۰؎ ۶۴۱؎ ۶۴۲؎ ۶۴۳؎ ۶۴۴؎ ۶۴۵؎ ۶۴۶؎ ۶۴۷؎ ۶۴۸؎ ۶۴۹؎ ۶۵۰؎ ۶۵۱؎ ۶۵۲؎ ۶۵۳؎ ۶۵۴؎ ۶۵۵؎ ۶۵۶؎ ۶۵۷؎ ۶۵۸؎ ۶۵۹؎ ۶۶۰؎ ۶۶۱؎ ۶۶۲؎ ۶۶۳؎ ۶۶۴؎ ۶۶۵؎ ۶۶۶؎ ۶۶۷؎ ۶۶۸؎ ۶۶۹؎ ۶۷۰؎ ۶۷۱؎ ۶۷۲؎ ۶۷۳؎ ۶۷۴؎ ۶۷۵؎ ۶۷۶؎ ۶۷۷؎ ۶۷۸؎ ۶۷۹؎ ۶۸۰؎ ۶۸۱؎ ۶۸۲؎ ۶۸۳؎ ۶۸۴؎ ۶۸۵؎ ۶۸۶؎ ۶۸۷؎ ۶۸۸؎ ۶۸۹؎ ۶۹۰؎ ۶۹۱؎ ۶۹۲؎ ۶۹۳؎ ۶۹۴؎ ۶۹۵؎ ۶۹۶؎ ۶۹۷؎ ۶۹۸؎ ۶۹۹؎ ۷۰۰؎ ۷۰۱؎ ۷۰۲؎ ۷۰۳؎ ۷۰۴؎ ۷۰۵؎ ۷۰۶؎ ۷۰۷؎ ۷۰۸؎ ۷۰۹؎ ۷۱۰؎ ۷۱۱؎ ۷۱۲؎ ۷۱۳؎ ۷۱۴؎ ۷۱۵؎ ۷۱۶؎ ۷۱۷؎ ۷۱۸؎ ۷۱۹؎ ۷۲۰؎ ۷۲۱؎ ۷۲۲؎ ۷۲۳؎ ۷۲۴؎ ۷۲۵؎ ۷۲۶؎ ۷۲۷؎ ۷۲۸؎ ۷۲۹؎ ۷۳۰؎ ۷۳۱؎ ۷۳۲؎ ۷۳۳؎ ۷۳۴؎ ۷۳۵؎ ۷۳۶؎ ۷۳۷؎ ۷۳۸؎ ۷۳۹؎ ۷۴۰؎ ۷۴۱؎ ۷۴۲؎ ۷۴۳؎ ۷۴۴؎ ۷۴۵؎ ۷۴۶؎ ۷۴۷؎ ۷۴۸؎ ۷۴۹؎ ۷۵۰؎ ۷۵۱؎ ۷۵۲؎ ۷۵۳؎ ۷۵۴؎ ۷۵۵؎ ۷۵۶؎ ۷۵۷؎ ۷۵۸؎ ۷۵۹؎ ۷۶۰؎ ۷۶۱؎ ۷۶۲؎ ۷۶۳؎ ۷۶۴؎ ۷۶۵؎ ۷۶۶؎ ۷۶۷؎ ۷۶۸؎ ۷۶۹؎ ۷۷۰؎ ۷۷۱؎ ۷۷۲؎ ۷۷۳؎ ۷۷۴؎ ۷۷۵؎ ۷۷۶؎ ۷۷۷؎ ۷۷۸؎ ۷۷۹؎ ۷۸۰؎ ۷۸۱؎ ۷۸۲؎ ۷۸۳؎ ۷۸۴؎ ۷۸۵؎ ۷۸۶؎ ۷۸۷؎ ۷۸۸؎ ۷۸۹؎ ۷۹۰؎ ۷۹۱؎ ۷۹۲؎ ۷۹۳؎ ۷۹۴؎ ۷۹۵؎ ۷۹۶؎ ۷۹۷؎ ۷۹۸؎ ۷۹۹؎ ۸۰۰؎ ۸۰۱؎ ۸۰۲؎ ۸۰۳؎ ۸۰۴؎ ۸۰۵؎ ۸۰۶؎ ۸۰۷؎ ۸۰۸؎ ۸۰۹؎ ۸۱۰؎ ۸۱۱؎ ۸۱۲؎ ۸۱۳؎ ۸۱۴؎ ۸۱۵؎ ۸۱۶؎ ۸۱۷؎ ۸۱۸؎ ۸۱۹؎ ۸۲۰؎ ۸۲۱؎ ۸۲۲؎ ۸۲۳؎ ۸۲۴؎ ۸۲۵؎ ۸۲۶؎ ۸۲۷؎ ۸۲۸؎ ۸۲۹؎ ۸۳۰؎ ۸۳۱؎ ۸۳۲؎ ۸۳۳؎ ۸۳۴؎ ۸۳۵؎ ۸۳۶؎ ۸۳۷؎ ۸۳۸؎ ۸۳۹؎ ۸۴۰؎ ۸۴۱؎ ۸۴۲؎ ۸۴۳؎ ۸۴۴؎ ۸۴۵؎ ۸۴۶؎ ۸۴۷؎ ۸۴۸؎ ۸۴۹؎ ۸۵۰؎ ۸۵۱؎ ۸۵۲؎ ۸۵۳؎ ۸۵۴؎ ۸۵۵؎ ۸۵۶؎ ۸۵۷؎ ۸۵۸؎ ۸۵۹؎ ۸۶۰؎ ۸۶۱؎ ۸۶۲؎ ۸۶۳؎ ۸۶۴؎ ۸۶۵؎ ۸۶۶؎ ۸۶۷؎ ۸۶۸؎ ۸۶۹؎ ۸۷۰؎ ۸۷۱؎ ۸۷۲؎ ۸۷۳؎ ۸۷۴؎ ۸۷۵؎ ۸۷۶؎ ۸۷۷؎ ۸۷۸؎ ۸۷۹؎ ۸۸۰؎ ۸۸۱؎ ۸۸۲؎ ۸۸۳؎ ۸۸۴؎ ۸۸۵؎ ۸۸۶؎ ۸۸۷؎ ۸۸۸؎ ۸۸۹؎ ۸۹۰؎ ۸۹۱؎ ۸۹۲؎ ۸۹۳؎ ۸۹۴؎ ۸۹۵؎ ۸۹۶؎ ۸۹۷؎ ۸۹۸؎ ۸۹۹؎ ۹۰۰؎ ۹۰۱؎ ۹۰۲؎ ۹۰۳؎ ۹۰۴؎ ۹۰۵؎ ۹۰۶؎ ۹۰۷؎ ۹۰۸؎ ۹۰۹؎ ۹۱۰؎ ۹۱۱؎ ۹۱۲؎ ۹۱۳؎ ۹۱۴؎ ۹۱۵؎ ۹۱۶؎ ۹۱۷؎ ۹۱۸؎ ۹۱۹؎ ۹۲۰؎ ۹۲۱؎ ۹۲۲؎ ۹۲۳؎ ۹۲۴؎ ۹۲۵؎ ۹۲۶؎ ۹۲۷؎ ۹۲۸؎ ۹۲۹؎ ۹۳۰؎ ۹۳۱؎ ۹۳۲؎ ۹۳۳؎ ۹۳۴؎ ۹۳۵؎ ۹۳۶؎ ۹۳۷؎ ۹۳۸؎ ۹۳۹؎ ۹۴۰؎ ۹۴۱؎ ۹۴۲؎ ۹۴۳؎ ۹۴۴؎ ۹۴۵؎ ۹۴۶؎ ۹۴۷؎ ۹۴۸؎ ۹۴۹؎ ۹۵۰؎ ۹۵۱؎ ۹۵۲؎ ۹۵۳؎ ۹۵۴؎ ۹۵۵؎ ۹۵۶؎ ۹۵۷؎ ۹۵۸؎ ۹۵۹؎ ۹۶۰؎ ۹۶۱؎ ۹۶۲؎ ۹۶۳؎ ۹۶۴؎ ۹۶۵؎ ۹۶۶؎ ۹۶۷؎ ۹۶۸؎ ۹۶۹؎ ۹۷۰؎ ۹۷۱؎ ۹۷۲؎ ۹۷۳؎ ۹۷۴؎ ۹۷۵؎ ۹۷۶؎ ۹۷۷؎ ۹۷۸؎ ۹۷۹؎ ۹۸۰؎ ۹۸۱؎ ۹۸۲؎ ۹۸۳؎ ۹۸۴؎ ۹۸۵؎ ۹۸۶؎ ۹۸۷؎ ۹۸۸؎ ۹۸۹؎ ۹۹۰؎ ۹۹۱؎ ۹۹۲؎ ۹۹۳؎ ۹۹۴؎ ۹۹۵؎ ۹۹۶؎ ۹۹۷؎ ۹۹۸؎ ۹۹۹؎ ۱۰۰۰؎“

قرآن مجید میں سچے نبی کے جس نے مسیح موعود کا ایک روشن اور تابناک نشان یہ بتایا ہے کہ وہ جب آئے گا کہ عدل گستہ ہو کر آئے گا، وہ جب آئے گا قتل و غارتگری روک دے گا، وہ جب آئے گا صلیب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا، وہ جب آئے گا دنیا امن و آشتی سے بھر جائے گی، ایسے بغض و عداوت کینڈ اور میل سے پاک ہو جائیں گے (بخاری و مسلم) (۲)۔

کوئی پوچھے میرزا سے قادیان کے عہد میں یہ باتیں پوری ہو گئیں؟ دنیا، ناشاد دنیا، کشتہ بید ردینا، عدل و داد سے بھر گئی؟ دنیا بنی آدم کے خون مارا سے غناک دنیا، صلح و آشتی کے جاں پرور غموں سے معمور ہو گئی؟ پرستاران صلیب نے توحید ربانی کے گمے سرہائے نیاز خم کر دیئے؟ بنی آدم نے مدت کے ٹوٹے ہوئے رشتے جوڑ لئے؟

(۱) انبیا ۳۳۔ (۲) مسیح بخاری کتاب البیوت، باب فی شرح حدیث ۲۲۲۲ صحیح مسلم

ایسا نہیں ہوا، ہاں نہیں ہوا، تو پھر اس مسیح کا، یاں کو کیا کہئے؟

(ب) مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کے عہد مبارک میں اسلام کو "تمام مل باطلہ" پر پورا پور غلبہ حاصل ہوگا اور یہ دین الٰہی سارے عالم میں پھیل جائے گا۔

کوئی پوچھے "مل باطلہ" کی ہو گئیں؟ اسلام نے ان تمام مل پر غلبہ پائے ان کو مٹا دیا؟

ایسا اب تک نہیں ہوا، ہاں نہیں ہوا، تو پھر اس مسیح "کادیان" کو کیا کہئے؟

(ج) حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام جب نزول فرمائیں گے

تب وہ دوزخ و چادریں لپیٹے ہوں گے (۱)۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں "یہ حدیث نبوی میری

بی شان میں ہے۔" سواب پیدا ہوا یہ کیوں کر؟ فرمایا ایک چادر میرا، روضہ مراق ہے، دوسری میرا

مرض مسلسل بول "اسیٰ بن اللہ، وہ مسیح موعود علیہ السلام جو سارے عالم کو امن و امان دے گا، وہی روضہ و داد

سے معذور کر دینے کے لئے آسمان سے نزول اجلاں فرمائے گا، مراقی ہوگا اور جملے عارضہ

مسلسل بول "وہ مہدی منتظر جس کے ظہور کے ساتھ فضا، آسمانی گلاب تک اذان سے گونج اٹھے

گی، اسلام زندگی پائے گا اور مل باطلہ بدست کا جامہ مٹیں گی، مراقی ہوگا اور مراقی عارضہ مسلسل

ہوں "اسیٰ بن اللہ ہی بن اللہ، کتنی بلند ہوگی شاں اس مسیح کی، اور کتنا عالی ہوگا رتبہ اس مہدی کا

جن کا طفرائے قیام ہوگا مراق اور جن کی جلو میں ہوگا روضہ مسلسل ہوں"

دوستو! پیچھا تا پ نے مسیح کادیان کو؟ یہ مراقی بھی ہیں اور مسلسل بولی بھی! مگر داد

دیتے ان کی حق گوئی کی۔

کوئی پوچھے کہ حضرت یہ مسیح علیہ السلام کی پہلی چادریں مراق اور عارضہ مسلسل ہوں

کیوں کر ہو گئیں؟ کیا ہمارے نبی کو جو فصیح العرب، النجم تھے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مراق

اور عارضہ مسلسل ہوں سمجھانے کے لئے کوئی دوسرا لفظ مل سکا؟ اس چیتاں گوئی سے تو ایک

(۱) انفس رقیم ج ۱، ص ۵۶۹، حدیث ۵۹۴، مسند احمد (۱۵۳/۱۵) حدیث ۱۰۹۲، اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

نوع کا بحر و تصور ظاہر ہوتا ہے جس سے اُضحیٰ العرب والعجم سید امر سلین خاتم النبیین احمد مختصی محمد مصطفیٰ ﷺ کی شانِ گرامی بہت سی ارفع ہے۔

قارئین یہ ایک نمونہ ہے اس ”مسح کا دیان“ کی صدا با تحریفات، یعنی کا ”انجمن کا فیصلہ ہے کہ اس تحریفات پر بھی ایک مختصر سارسا نہ شائع ہو، اور وہ بہت جلد ان شاء اللہ آپ کے ہاتھوں میں ہوگا۔

خیر اب آئیے اصل مضمون کی جانب آئیے۔

دیکھا آپ نے اچاند پر خاک نہیں ڈالی جاسکتی، مرزا صاحب کے قلم سے بھی سچی بات نکل ہی گئی، مان لینا پڑا کہ جناب مسیح علیہ السلام پورے جلال سے ساتھ آسمان سے نزول اجلال فرمائیں گے اور یہ وہی مسیح ہوں گے جو اس سے پیشتر ایک بار دنیا میں تشریف لے چکے ہوئے تھے، اور اب جو آئیں گے یہ ان کا دوبارہ آنا ہوگا!

ہاں مرزا صاحب کے مرید گھبرا کر یہ نہ کہہ دیں کہ ”ہاں صاحب، نبی ہونے سے پہلے میرزا صاحب بھی عام مسلمانوں کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہی مشرکانہ عقائد رکھتے تھے، مگر جب خلعت نبوت سے نوازے گئے، تب ان عقائد کا مشرکانہ ہونا ان پر روشن ہو گیا اور وہ ان سے تائب ہو گئے“، میرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول اعلان فرمانا ورنہ ان کا اس دنیا میں دوبارہ تشریف لے آنا اپنی ایسی تصانیف میں کھا ہے جو ان کے زمانہ نبوت کی ہیں اور جو انہوں نے باپائے ایسی تصنیف فرمائی ہیں، مثلاً ((برہین احمدیہ))، میرزا صاحب کی یہ وہ تصنیف گرامی ہے، جو مرزا صاحب نے مامور ہو کر لکھی، اور جب لکھ چکے، تو اس حضرت ﷺ سے اس پر مہر قبول کرائی، میرزا صاحب نے جو کچھ اپنی اس کتاب میں لکھا ہے، ان حضرت ﷺ نے اسے بنگاہ قبول دیکھا ہے ”یہ کیوں کر ممکن ہے کہ

جو کتاب میرزا صاحب نے بائبل کے الٹی لکھی ہو اس میں ایسے ”مشرکانہ عقائد“ نہ جائیں اور ادھر سے تنفیہ نہ ہو؟ کیوں کر باور کر لیا جاوے کہ جس کتاب کو آنحضرت ﷺ نے مدح و تحفہ فرما کے سند قبول عطا کی ہو، اس میں ایسے حامیانہ و شرکانہ عقائد بھی موجود ہیں؟

((یامہ الصلح)) کی نسبت بھی کوئی قادیانی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ عہد نبوت مرزا سے

پہلے کی تصنیف ہے۔

ہاں کوئی مرزا ابوکھد ہٹ میں یہ بھی نہ چڑا اٹھے کہ ”یہ عقائد اب منسوخ“ ہیں ورنہ فضیلتِ نبوی کی ساری شئی کر کر کر دی جاسے گی، عقائد میں اور شیخ؟

مگر قارئین کرام! ”پیچ کا دیان“ کے ان پرستاروں کا کیا ٹھکانا ہے؟ ان کے چہر جناب میرزا صاحب مسیح علیہ السلام کی زرد چادروں سے مراد اپنا مرقا و ریاضہ سلسل ہوں بیت ہیں دران کے ”نبوت زدہ“ مرید ”سچ فرمایا حضور نے“ ”حق فرمایا حضور نے“ اور ”کیا خوب فرمایا حضور نے“ کے شور سے اک دنیا سر پر اٹھ لیتے ہیں، ان کے مرید اگر ”سمان“ سے مراد ”زمین کوئے جاناں“ یا کوردہ کا دیان کے گھور مراد لے لیں تو آپ اس کا کیا بگاڑیں گے؟ ”دو بارہ“ سے ”بار اولین“ ”عدل و داد“ سے ”ظلم و جور“ ”غلبہ و ظہور“ سے ”ہزیمت و ضعف“ ”کسر صیب“ سے ”فروغ صیب پرستی“ وغیرہ وغیرہ مراد لے لیں تو کون ان کا منہ بند کرے گا؟

قارئین کرام! ”عقیدہ حیات مسیح“ کی نسبت لفظ ”مشرکانہ“ من کر حیرت میں ہوں گے، حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کو حضرات کا دیانین شرک سے متنفر دیکھ کر ان کو یہ جل دیا کرتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کو زندہ مان کر تم اللہ تعالیٰ کی صفت ”حی“ میں ان کو شریک کرتے ہو۔ یہ کھلا ہوا شرک ہے۔

سبحان اللہ اکیسا دجل ہے "مرزا کو نبی اور رسول ماننے والو، مسلمان اب ایسے بھی سادہ مزاج نہیں کہ تمہارا یہ فریب ان پر چل جائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسلمان آسمان پر اب تک زندہ ضرور مانتے ہیں، مگر ان کو "زندہ جاہلیہ" یا "حی لایموت" نہیں جانتے ان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اک دن موت کا جام پینا پڑے گا، فرمائیے اب بھی مسلمان مشرک ہی رہے؟

قارئین انتہا رکریں، انجمن ان شاء اللہ حیات مسیح علیہ السلام پر بھی ایک مستقل رسالہ بہت حد شائع کرے گی، جس میں کادیانی دجل و فریب اور جعل و تحریف کی پردہ دہری اچھی طرح کر دی جائے گی۔

ختم نبوت

یہ بیچارگان علم و عقل مسلمان کو الزام دیتے پھرتے ہیں کہ حیات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ ان کو مشرک بنائے دے رہا ہے، ملت بیضاء بدنام ہوئی جا رہی ہے "فرزند ان توحید" اس سے بیزار ہوتے جا رہے ہیں، مگر نہیں دیکھتے کہ ان کے پیرومرد نے خود ہی اس ملت کی خاک اڑنے میں کسراغھ رکھی ہے؟ ختم نبوت کا انکار اور ایک مستقل اور درائے شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کر کے انہوں نے اپنی پندار میں اب اس گھر میں باقی ہی کیا رکھا ہے جس کے لئے پرہیز کیا جائے؟ "يَسْرِيذُونَ لِيُطْفَؤُا نُورُ اللَّهِ بِأَقْوَاهُمْ وَاللَّهُ مِنْهُ نُورُهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ" (۱)۔

قارئین انتہا رکریں انجمن ایک مفید رسالہ اس مسئلہ پر بھی عنقریب شائع کرے گی ان شاء اللہ، مگر مختصر طور پر یہاں بھی اس حقیقت سے متعلق کچھ عرض کیا جائے گا۔

(۱) الفرق ۸ ترجمہ چاہیں کہ بھاری اللہ کی روشنی اپنے منہ سے اور اللہ پوری کرنی اپنی روشنی اور چہرے پر ہوا میں۔

یہ ہمارے ایمان ہے نہیں، یہ غیر محترزل اور ناقابل رعب ایمان رہا ہے ہر سچے مسلمان کا غیر القرون قرون نبوت سے لے کر آج تک کہ آسمانی صحیفوں میں قرآن سب سے آخری صحیفہ ہے کسی مسلمان نے ایک دقیقہ کے لئے بھی اس میں کبھی شک نہیں کیا، اور کتب ساریہ میں قرآن سب سے آخری کتاب کیوں قرار پایا؟ اس لئے کہ یہی وہ کتاب ہمیں ہے جو تمام اگلی کتابوں کی صداقتوں اور سچی تعلیموں کی امانت اپنے اندر رکھتا ہے۔ فرمایا: ﴿وَأَمْرٌ لِّكَ بِالْكِتَابِ الْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ﴾ (۱)، "اور ہم نے سے محمد ﷺ تیری طرف سچائی کے ساتھ یہ کتاب اتاری جو اپنے سے پہلے کی کتاب کی تصدیق کرتی اور اس پر شہادت دیتی ہے"، اور فرمایا: ﴿رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً﴾ (۲)، ﴿فِيهَا كُتُبٌ قَدِيمَةٌ﴾ (۳)، "یہاں ہے اللہ کی طرف سے، پڑھتا ہے پاک صحیفے، جن میں کتابیں ہیں سچی اور استوار، دین الہی کا یہی وہ کامل صحیفہ ہے جس نے نئی نوع انسان کو کسی دوسرے صحیفہ کا محتاج نہیں رکھا، یہی وہ مکمل صحیفہ ہے جس کے ذریعہ دین الہی اپنے تمام اصول اور فروع، مناجات و مناسک، شرائع و تشکیلات کے مقبرے سے تکمیل کو پہنچ گیا، اس نے اعلان کیا۔

﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (۴)، آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لئے اسلام کا دین پسند کیا۔

قرآن اس باب میں اپنا کوئی ہمسر نہیں رکھتا۔ یہ بزرگی اسی کے حصہ میں آئی۔ اس سے پیشتر ہر نے والے نے اپنے وقت میں یہی کہا ہے کہ "اس کے بعد اک اور کلام آئے گا

کی ”نہ کسی نے کلام کے نزول کی خبر دی، نہ کسی نئی شریعت کا منظر کیا“ کہ تکمیل کار کے بعد کسی نے آنے والے کسی نے کلام کسی نئی شریعت کا موقع کہاں؟

اور جب قرآن آخرین صحیفہ آسمانی قرار پایا اور ”تکمیل کار“ کا اعلان ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے اس اہم الصحف کی بقائے بد اور حفاظت کی ذمہ داری خود پہے اوپرے ہی فرمایا۔ ﴿إِنَّا مَعْزِلُ الْمُنَافِقِينَ وَابْنَا لَهُ لِحَافَتُونَ﴾ (حجر) (۱)، ہم نے اس نصیحت کی کتاب کو اتار دیا ہے شیعہ ہم ہیں اس کی حفاظت کرنے والے۔

پھر یہی وعدہ لمبی یک دوسری آیت میں یوں دہرایا گیا۔ ﴿إِن عَلِيًّا حَمُوءٌ وَقُرْآنُهُ لَفِي سِدْرٍ مَّطِينٍ﴾ (نور) (۲)، بیشک ہمارے ذمہ ہے اس قرآن کو سمیٹ کر رکھنا، اور اس کا پڑھنا، پھر جب ہم پڑھیں تو تو اس کے پڑھنے کے ساتھ رہو، پھر بے شبہ ہم پر ہے اس کو محفوظ کرنا۔ (سورہ قیامہ)

دیکھو آج تمام دوسری آسمانی کتابیں گم ہیں، اور جو باقی ہیں ان کی حقیقت جعل و تحریف کی تاریکیوں میں مستور، مگر دیکھو اس نیرنگ آباد عالم کی تیرہ سو پچاس ہزاریں دیکھ چلنے کے بعد بھی یہ اہم الصحف آج کروڑوں سینوں میں یک نصد کی کمی بیشی کے بغیر محفوظ ہے۔

اور پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب مبین کی حفاظت کی ذمہ داری نہ صرف حفظ و عبرت کی جہت سے اپنے اوپر لی، بلکہ بیان یعنی معنی کی جہت سے بھی اسے تا مادہ محفوظ رکھے گا وعدہ فرمایا وہ یہی وعدہ ہے جو اس آیت میں دہرایا گیا۔ ﴿وَابْنَاهُ لِكِتَابٍ عَزِيزٍ﴾ (نور) (۲)، یقیناً الباطل میں یہی بدیہہ ولا من حلفہ قریباً من حکیم حنبلیہ (تمجدہ) (۳)، ”اور بیشک یہ قرآن یک ایسی کتاب ہے، جو ناب ہے، باطل نہ اس کے سامنے سے اور نہ اس

کے پیچھے سے س کے پاس آئے گا، ایک حکمت والے اور خوبیوں والے کی طرف سے ترال۔
قرآن غالب ہے، اپنے ہر حرف کو اپنے دلائل کے زور سے ہزیمت دے گا،
باطل نہ س کے سامنے سے اس میں راہ پائے گا، اور نہ پیچھے سے، نہ لفظ و عبارت کی طرف
سے اور نہ حقیقت و معنی کی جہت سے۔

اور جب یہ نور کا صحیفہ آیا، ہاں دو صحیفہ جو "ساری سچائی کی راہ بتاتے" آیا، دو صحیفہ جو
قیمت تک کے لئے نوع انسانی کے رشد و ہدایت کا فیصل بن کر آیا، دو صحیفہ جو تمام گلی سمانی
کتابوں کی صد قوتوں اور تعلیموں کی امانت اپنے آنغوش میں لے کر آیا، جب اللہ رب العزت
نے فرمایا۔

﴿مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ ذَّالِكُمْ وَلَكِن رُّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ
النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ (الاحزاب) (۱)۔

محمد (ﷺ) تم میں سے کسی ایک مرد کے باپ نہیں، لیکن وہ اللہ کے پیہر ہیں اور تمام نبیوں
کے ختم کرنے والے، اور اللہ کے احاطہ علم سے کوئی شے باہر نہیں۔

روئے زمین پر نہ آردی گئی کہ محمد (ﷺ) (صلوات اللہ وسلامہ علیہ) ایک ایسا گھرانہ
روئے زمین پر آباد کرے گا جو قیمت تک اس کے ایک بڑے حصہ پر قابض رہے گا، وہ تم
میں سے کسی ایک مرد کا باپ نہیں، اور یہ اس کی شان کے شایاں بھی نہ تھا، وہ اللہ کا پیہر ہے
اور اس کی امت کے تمام مرد اس کے بیٹے ہیں، اور وہ اپنے ان بیٹوں پر ان کے صلی باپوں
سے بڑھ کر، اور کہیں بڑھ کر، شفیق اور مہربان ہوگا، اور یہ بیٹے اس کے ادب و احترام کو اپنی
جانوں سے بھی زیادہ عزیز رکھیں گے، میدان محشر میں محمد (ﷺ) (صلوات اللہ وسلامہ علیہ) اپنا

یہ گھرانہ دوسرے گھرانے والوں کو دکھائے گا اور خوش ہوگا ایہ گھرانہ، یہ محمدی گھر ناقیامت تک تباہ رہے گا، اور محمد رسول اللہ (ﷺ) ہی اس کے سرخیل رہیں گے، کہ نبوت ان پر ختم ہو چکی، اور نبوت کا وہ حوض کوثر (قرآن) ان کے حصہ میں آچکا، جس سے عرفان الہی در نور ہدایت کے صاف اور شفاف چشمے قیامت تک پھوٹ پھوٹ کر بہتے ورشہ کا مان محبت کو سیراب کرتے رہیں گے۔

اس گھرانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے یوں روشناس کرایا۔ ﴿مُحَمَّدٌ خَيْرُ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ﴾ (آل عمران) (۱)؛ (اے پیروان دعوت ایمانی) تم تمام امتوں میں بہتر امت ہو جو لوگوں کی رشد و اصلاح کے لئے ظہور میں آئی ہے تم نیکی کا حکم دینے والے برائی سے روکنے والے اور اللہ پر سچا ایمان رکھنے والے ہو، اسی طرح فرمایا۔

﴿وَمَكَدَكَ جَعَلْنَا نَحْمُ أُمَّةً وَسَطًا لَّنُكَونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ (بقرہ) (۲)، اور (اے پیروان دعوت قرآنی) (جس طرح یہ بات ہوئی کہ بیت مقدس کی جگہ خانہ کعبہ قبلہ قرار پایا) اسی طرح یہ بات بھی ہوئی کہ ہم نے تمہیں نیک ترین امت ہونے کا درجہ عطا فرمایا۔ تاکہ تم تمام انسانوں کے لئے سچائی کی شہادت دینے والے ہو، اور تمہارے لئے اللہ کا رسول شہادت دینے والا ہو، یعنی تم اللہ کے رسول سے دعوت حق کا پیغام حاصل کرو اور دنیا کی تمام فتنوں اور قوتوں سے حاصل کریں۔

غرض قرآن آخرین صحیفہ سمائی، اور تمام اگلے صحفہ سمائی کی صدقتوں اور تعظیموں پر شاہد و حاکم کی در قیامت تک کے لئے نئی نوع انسان کی ہدایت و سعادت کا کفیل

آیا، اور محمد رسول اللہ ﷺ کے تحرین پیامبر اور قیامت تک کے لئے تمام جن و بشر کے راہنما، اور تمام عالم کے لئے رحمت، اور تمام نبیوں کے خاتم و سرورؐ تھے، اور امت محمدیہ آخرین امت، بہترین امت اور نیک ترین امت آئی!"

اب دیکھو "چر کا دیان" کس طرح دجل و فریب کا دام بچھتے ہیں، پہلا احمد وہ قرن کے آخری، اور مکمل ترین صحیفہ آسمانی ہونے پر کرتے ہیں، اور فرماتے ہیں قرآن کے آپکنے کے بعد بھی رسول و نبی اور وحی والہام کی ضرورت باقی رہ گئی تھی امرضا صاحب کے دعوائے نبوت و رسالت کے معنی سوا اس کے اور کیا ہو سکتے ہیں؟

برادر بن ملت، اس مقام سے سرسری طور پر نہ نذر جاؤ، ٹھہرو اور غور کرو، قرآن نے تصریح فرمائی کہ دین الٰہی مکمل ہو گیا، اور سچائی کی ساری باتیں اس میں (قرآن میں) جمع کر دی گئیں، اب کسی نئے کلام کا انتظار نہ کرو، کہ نعمتیں ساری پوری ہو گئیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کتاب اللہ اور میری سنت پر نظر رکھو کبھی جاوہ حق سے نہ بھٹکو گے (۱)، کہ باتوں میں سب سے بہتر بات اللہ کی ہے اور راہوں میں سب سے سیدھی اور بے خطر راہ محمد ﷺ کی ہے (۲)، امت محمدیہ نے اس بات پر اجماع کر لیا۔ مگر میرزا صاحب نے (خاتم بدہن) قرآن کی تکذیب کی، محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمانے کو خط ٹھہرایا، امت محمدیہ کا اجماع برسر خط بتایا، اور نجات اپنے طامات کے قہوں کرنے پر منحصر بتائی "تَسْكَاتُ السَّمَاوَاتُ بِتَطْمَرُونَ مِنْهُ وَتَسْكَاتُ الْأَرْضُ وَنَحْنُ الْحَبَالُ هَذَا" (۳)، قریب ہے کہ اس بات سے آسمان پھٹ جائیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑوں کے پرزے اڑ جائیں!"

پھر دیکھو قرآن نے تصریح کی کہ "محمد ﷺ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں کے ختم

(۱) موطا امام مالک، کتاب اللہ، باب بھی عن اللہ، حدیث ۷۹۔

(۲) صحیح مسلم، کتاب اللہ، باب تکمیل اللہ، حدیث ۸۶۷۔

کرنے والے ہیں۔ اور اللہ کے پیارے رسول صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ نے لکھائے تھے کہ یہ کریم ﷺ و ما اُمرنا علیک الکتاب الا لنیس لہم» (نحل) (۱) اور (اے محمد ﷺ) یہ کتاب (قرآن) تو ہم نے تجھ پر اسی غرض سے اتاری ہے کہ تو نہیں صاف صاف بتادے۔ قرآن کی اس آیت کی تفسیر فرمائی اور فرمایا «فَصَصِّصْ عَمٰی لَا سِبَابَ لِّعَصِيْبِ جَوَامِعِ الْکُفْرِ، وَنَعَصْرُثَ الْبَارِئِ عَفْ، وَحُفَّ نِیْ الْعَدُوِّ، وَجُعِبَ یِیْ لَارِضِ مَسْجِدٍ وَصُہُورِ، وَارْسَتْ اِیْیِیْ حَقِّقَ کَفَّ، وَخَسَمَ یِیْ سُبُیْ» (مشکاۃ ص ۵۰۴ (۲)، رواہ مسلم فی الفقہ نکل) (۳)، مجھے تمام نبیوں پر چھ [۶] باتوں میں فضیلت عطا ہوئی، [۱] مجھے جوامع الکلم عطا ہوئے یعنی چھوٹے چھوٹے جموں میں حکمت و دانائی کے دفتر محفوظ کر دینے کی قدرت عطا ہوئی۔ [۲] نبیت حق سے میری نصرت کی گئی۔ [۳] یرغماں میرے لئے حلال کر دیا گیا۔ [۴] اسیط ارض میرے لئے مسجد بنا دی گئی اور مٹی سے میرے لئے پاکی حاصل کر لینا یعنی ضرورت کے وقت یقیم کر لینا جائز قرار دیا گیا۔ [۵] میں تمام عالم کے لئے پیامبر بنا کر بھیجا گیا۔ [۶] اور نبیوں کا سلسلہ مجھ تک پہنچ کر ختم کر دیا گیا۔ (اس کو مسلم نے بیان کیا)۔ پھر ایک دوسری حدیث میں اللہ کے نبی صلوٰۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی۔ «بِأَمْنٍ مِّنْهُ وَمِنْهُ لَا سِبَابَ، مِّنْ قِبَلِیْ، کَمَنْ یُّرْجِیْ بِسْمِیْ سُبَّ فَا حَسَنٌ وَاحْسَنٌ، لَا مَوْضِعَ سَبِّ مِّنْ رَّوْبِهِ، فَمَنْ جَعَلَ سُبَّیْ یَضُوقُ بِهِ، وَیَعْرِضُ بِهِ، وَیُفَوِّتُ بِهِ، هَذَا وَصَبَّ هَذَا اَشْنُ» (۴) (وَبِیْ حَسَنِهِ اَشْنِ» (رواہ

(۱) النکل ۶۴۔ (۲) مطبوعہ مدرسہ تفسیر مشکاۃ کا کتب خانہ، لاہور، ص ۵۰۴، حدیث ۵۴۳۔

(۳) صحیح مسلم کتاب مساجد و مواضع الصلوٰۃ، حدیث ۵۴۳۔

(۴) اصل میں ایسے ہی سے میں نے محمد سے ایسے ہی باقی رکھا ہے اور احمد اس بات کا شاہد ہے کہ یہاں جو کچھ فی عبارت ہے وہ لکھتے وقت چھوٹ گئی ہے اور وہ عبارت تو۔ «وَبِیْ حَسَنِهِ اَشْنُ» ہے، اور یہی اصل حدیث بھی ہے۔

بخاری فی کتاب النبیاء، ومسلم فی الصحاکیں، واحمد فی مسنده والترمذی والترمذی (۱) ہوسے بعض الفاصلہ «فکنا سددت موضع نبی، وحمہ بی سب، وحمہ بی الرسول» (ہکد فی لکبر عن بنی عساکر) (۲)، اللہ کے رسول نے ایک تمثیل دی، وراپنا مقام اگلے انبیاء میں یوں سمجھیا کہ کسی نے ایک دیوان تعمیر کیا، زیبائی وجمال میں بلند پایہ، مگر اس کا کوئی ایک گوشہ نامتام رہا، اور ایک اینٹ اپنی جگہ پر نہ رکھی گئی، لوگوں نے اس محل کو دیکھا، اور اس کی خوبیوں اور عنایوں کا اعتراف کیا، مگر یہ بھی کہا کہ کاش یہ ایک اینٹ بھی پتی جگہ پر رکھ دی گئی ہوتی (تایہ حیرت خانہ زیبائی وجمال اتمام کو پہنچ گیا ہوتا) لوگوں یہ خانہ جگہ میں ہی نے پر کی، ورسب یہ دیوان (نبوت) ہر پہلو سے کامل ہے، لوگوں میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں یہ یوں فرمایا کہ رسولوں کا سلسلہ مجھ تک پہنچ کر ختم ہو گیا۔ (اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی جامع میں، امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں، اور امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے انسائی اور ترمذی رحمہما اللہ نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے)۔

شیخین (۳) ورا بن ابی حاتم کی ایک اور روایت میں «لما موضع لہ، وحمہ

بی لہ» آیا ہے۔

اک اور روایت میں ہے۔ «ان ابی سید قال» «اما موصی، واما حمی، واما

المحیی، اندی یحمی بہ بی الکفر، واما محشر اندی یحشر الناس عسی عقیق،

(۱) صحیح بخاری، کتاب مناقب، باب ما قرأ من صحیفۃ، حدیث ۳۵۳۳، صحیح مسلم، کتاب النبیاء، باب ما قرأ من صحیفۃ

حاتم بن سید، حدیث ۴۲۸۶، مسند احمد (۱۵/۸۸)، حدیث ۹۱۶۸، مسند ابن ابی حاتم، مناقب، باب حدیث ۳۶۴،

مسند ابی نعیم، حدیث (۲۲۶/۱۰)، حدیث ۸۴۵۸۔

(۲) شیعہ راوی (حدیث ۹۹۴) اس حدیث میں صحیح ہے۔

(۳) صحیح بخاری، کتاب مناقب، باب ما قرأ من صحیفۃ، حدیث ۳۵۳۳، صحیح مسلم، کتاب النبیاء، باب ما قرأ من صحیفۃ

حاتم بن سید، حدیث ۴۲۸۶۔

وَأَنَّ عَاقِبَتَ الْوَسَّافَةِ تُدِي سَبْعَ عَشْرَ سَنَةً (رواد البخاری و مسلم) (۱)، فرمایا میں محمد ہوں میں حمد ہوں میں منانے والا ہوں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ شکر کو منائے گا، میں کٹھا کرنے والا ہوں، لوگ میرے ہی بعد میدان محشر میں اکٹھا کئے جائیں گے اور میں ہی سب سے اخیر میں آنے والا ہوں، وہ جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ (بخاری و مسلم)

اک اور مقام پر فرمایا ”اچھو میری امت میں تیس (۳۰) جھوٹے پیدا ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک جھوٹا دعوائے نبوت کرے گا۔ مگر دیکھو واقعہ یہ ہے کہ میرے بعد اب کوئی نبی نہ آئے گا کہ مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم ہو گیا“ (مسلم، ترمذی (ص ۳۲۳) (۲) (۳)۔
 اک دوسرے مقام پر علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ”علی تمہیں یہ بات خوش نہیں آتی کہ تم میرے ہارون علیہ السلام ہو“ (پھر دیکھو فوراً ہی لحاظ فہمیوں کا دروازہ قیامت تک کے نئے مسدود فرمادیا) فرمایا ہاں مگر تم ہارون علیہ السلام کی طرح نبی نہیں، (اور تم نبی کیوں کر ہو سکتے تھے) نبوت تو مجھ پر ختم ہو گئی، میرے بعد اب کسی کو نبوت نہ ملے گی، (مسلم) (۴)۔

نوٹ قارئین کرام یہاں غصہ جائیں اور غور کریں، موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جب کوہ طور پر جائے گئے، ہارون علیہ السلام کو انہوں نے اپنا نائب و خلیفہ بنا کر پیچھے چھوڑا،

(۱) صحیح بخاری کتاب مناقب باب ما جاء فی ۲۸۲۱ صحیح مسلم کتاب فضائل باب فی ۱۶۷۳۲ حدیث ۲۳۵۴ مسند احمد (۲۹۳۲۷) حدیث ۱۶۷۳۲۔

(۲) مطبوعہ سوسائٹیز برائے کتب اسلامیہ موجود ہے، الفہرست احمدیہ شامیہ بعد اس کا حال یہ ہے۔
 (۳) صحیح مسلم کتاب غنم باب ما جاء فی ۲۸۲۱ صحیح مسلم کتاب فضائل باب فی ۱۶۷۳۲ حدیث ۲۳۵۴ مسند احمد (۲۹۳۲۷) حدیث ۱۶۷۳۲۔

(۴) صحیح بخاری کتاب المغازی باب ما جاء فی ۲۸۲۱ صحیح مسلم کتاب فضائل باب فی ۱۶۷۳۲ حدیث ۲۳۵۴ مسند احمد (۲۹۳۲۷) حدیث ۱۶۷۳۲۔

یہ بھی نبی تھے، مگر مستقل اور صاحب شریعت نبی نہ تھے بلکہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبیح تھے اور ان کے امتی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کی غیر مستقل نبوت کے سلسلہ کے متعلق بھی فرمادیا کہ اب وہ بھی منقطع ہے۔ میرے بعد اب کوئی غیر مستقل نبی بھی نہ آئے گا۔ (مستقل اور غیر مستقل کا فرق و تہیہ اور یہ اصطلاح پیر وان مرزا کی اختراع ہے۔ شریعت میں ہر نبی مستقل ہے۔ میں نے یہ اصطلاح انہیں حضرات کے لئے استعمال کی ہے)۔ (مولف)

مخبریک اور حدیث میں آیا "یا" "نہا" اس سے یہ میں سے نبوہ لا نبشرک
(بخاری) (۱) ہوگوں دیکھو اب نبوت کی باتوں میں سے کوئی بات باقی نہیں رہی، ہاں اچھے
خواب بہت باقی ہیں۔ "ایک اور روایت میں یوں آیا ہے۔ "یا" "اُلبہ" اس سے یہ میں
میں نبشرک النبوہ لا لزویہ ضاحقہ، یراھا غسبہ، او نریہ" (رواد مسلم) "فی
باب انہی عن قرآنہ القرآن فی اربع" (۲) والنسائی وغیرہ) (۳) ہوگوں دیکھو نبوت کی
خبر نیک دینے والی باتوں میں سے اب کوئی ایک بات بھی باقی نہیں رہی، ہاں اچھے چنے بہت
باقی رہ گئے ہیں، جو مسلمان دیکھیں گے یا دکھائے جائیں گے" (مسلم اور نسائی وغیرہ)۔
ایک "اور روایت" (۴) میں آیا دیکھو کسی روشن بات ہے۔ فرمایا "یا" "اُلبہ" وہاں وہ
قد سقطت فلا ریب بعدی ولا سی" (رواد الترمذی) (ص ۳۳۱))، وہاں وہ

(۱) مطبوعہ فتویٰ میں یہاں (بخاری و مسلم) ہے، لیکن یہ کتاب احمد بن حنبلہ (مسلّم) کا عطا کات ہے۔
 دیکھیں ((صحیح بخاری)) کتاب النکاح باب البیعت حدیث ۶۹۹۰۔

(۴) مطبوعہ نمونہ میں یہ عبارت 'فی باب' بھی غلط، الغرض کہ فی اس باب 'ہیں' جو ہے، لیکن یہ نصف رحمہ مد سے ٹائپ مریضہ اس کا اضافہ کیا ہے۔

(۳) صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب الخفی علی قراءۃ القرآن فی الخوف والجمود ۱۰۷۹: ۱۰۸۰۔

(۴) مطبوعہ نسخوں میں یہاں عبارت (ایک اور آیت) ہے جو کہ واضح غلطی کے تحت ۶ الف رحمہ اللہ کے آگے مرابطہ اس کی تصحیح کیا ہے اور اس کو (ایک اور روایت) کہا ہے۔

حدیث صحیح، وقال ابن کثیر (۸۹۸)، اخبرنا احمد بن حنبل (۱) لوگوس "ب اس میں کوئی شک نہ کرو کہ نبوت اور رسالت کا دروازہ بند ہو گیا، جس میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی"۔ (روایت کی یہ حدیث امام ترمذی رحمہ اللہ نے اور فرمایا یہ حدیث صحیح ہے، اور فرمایا حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہ اس روایت کی تخریج امام احمد رحمہ اللہ نے بھی کی ہے)۔

ایک اور روایت میں ہے: «وَأَنَا أَجْعَلُ الْأَبَاءَ، وَتُسَمَّيْهِمْ أَجْعَلُ الْأُمَمَ» (رواہ ابن ماجہ رحمہ اللہ فی سنہ (۲)، لوگوس "میں نبیوں میں آخرین نبی ہوں اور تم آخرین امت"۔ (روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ رحمہ اللہ نے)۔

ایک روایت اور سنئے۔ عمر رضی اللہ عنہ اک بار بار گاہ رسالت میں آئے اور کہا "اے اللہ کے پیہمراج میں اپنے ایک قرظی بھائی سے ملا، نبیوں نے تو رات سے مجھے کچھ حکمت و دانائی کی باتیں لکھ کر دی ہیں، اذن ہو تو پیش کروں" سنتے ہی اللہ کے پیہمراج کا چہرہ غصہ سے متمم تھا۔ فرمایا "قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے آج تم میں (اللہ کے نبی) موسیٰ علیہ السلام پھر سے آجائیں اور تم ان کے پیرو بن جاؤ، تو بھی تم گمراہ ہو جاؤ"۔ اور پھر فرمایا «رَبُّكُمْ حَقٌّ مِنْ لَدُنْهِ، وَنَحْنُ حَقُّكُمْ مِنَ الشَّيْءِ» (رواہ احمد فی مسندہ، کنذاقال السیوطی فی تفسیرہ) (۳)، "اے عمریقین کرو

(۱) سن ترمذی ابواب ترویج، باب: حبیب اللہ وحقیت انبیاءات حدیث ۲۴۷۲، مسند احمد (۳۲۶/۲) حدیث ۱۳۸۲۳، اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(۲) سن ابن ماجہ کتاب النسخ، باب: خرواں اللہ جاں ورواں عیسیٰ میں میرے بھائی و بھائی و بھائی حدیث ۷۷۷، اس حدیث کی سند صحیح ہے، دیکھیں (صحیح ابی داؤد تفسیر) (۱۳۰۰/۲)، حدیث ۷۸۷۳، اور ((قصص صحیح ابی داؤد)) (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰) (۱۰۰۱) (۱۰۰۲) (۱۰۰۳) (۱۰۰۴) (۱۰۰۵) (۱۰۰۶) (۱۰۰۷) (۱۰۰۸) (۱۰۰۹) (۱۰۱۰) (۱۰۱۱) (۱۰۱۲) (۱۰۱۳) (۱۰۱۴) (۱۰۱۵) (۱۰۱۶) (۱۰۱۷) (۱۰۱۸) (۱۰۱۹) (۱۰۲۰) (۱۰۲۱) (۱۰۲۲) (۱۰۲۳) (۱۰۲۴) (۱۰۲۵) (۱۰۲۶) (۱۰۲۷) (۱۰۲۸) (۱۰۲۹) (۱۰۳۰) (۱۰۳۱) (۱۰۳۲) (۱۰۳۳) (۱۰۳۴) (۱۰۳۵) (۱۰۳۶) (۱۰۳۷) (۱۰۳۸) (۱۰۳۹) (۱۰۴۰) (۱۰۴۱) (۱۰۴۲) (۱۰۴۳) (۱۰۴۴) (۱۰۴۵) (۱۰۴۶) (۱۰۴۷) (۱۰۴۸) (۱۰۴۹) (۱۰۵۰) (۱۰۵۱) (۱۰۵۲) (۱۰۵۳) (۱۰۵۴) (۱۰۵۵) (۱۰۵۶) (۱۰۵۷) (۱۰۵۸) (۱۰۵۹) (۱۰۶۰) (۱۰۶۱) (۱۰۶۲) (۱۰۶۳) (۱۰۶۴) (۱۰۶۵) (۱۰۶۶) (۱۰۶۷) (۱۰۶۸) (۱۰۶۹) (۱۰۷۰) (۱۰۷۱) (۱۰۷۲) (۱۰۷۳) (۱۰۷۴) (۱۰۷۵) (۱۰۷۶) (۱۰۷۷) (۱۰۷۸) (۱۰۷۹) (۱۰۸۰) (۱۰۸۱) (۱۰۸۲) (۱۰۸۳) (۱۰۸۴) (۱۰۸۵) (۱۰۸۶) (۱۰۸۷) (۱۰۸۸) (۱۰۸۹) (۱۰۹۰) (۱۰۹۱) (۱۰۹۲) (۱۰۹۳) (۱۰۹۴) (۱۰۹۵) (۱۰۹۶) (۱۰۹۷) (۱۰۹۸) (۱۰۹۹) (۱۱۰۰) (۱۱۰۱) (۱۱۰۲) (۱۱۰۳) (۱۱۰۴) (۱۱۰۵) (۱۱۰۶) (۱۱۰۷) (۱۱۰۸) (۱۱۰۹) (۱۱۱۰) (۱۱۱۱) (۱۱۱۲) (۱۱۱۳) (۱۱۱۴) (۱۱۱۵) (۱۱۱۶) (۱۱۱۷) (۱۱۱۸) (۱۱۱۹) (۱۱۲۰) (۱۱۲۱) (۱۱۲۲) (۱۱۲۳) (۱۱۲۴) (۱۱۲۵) (۱۱۲۶) (۱۱۲۷) (۱۱۲۸) (۱۱۲۹) (۱۱۳۰) (۱۱۳۱) (۱۱۳۲) (۱۱۳۳) (۱۱۳۴) (۱۱۳۵) (۱۱۳۶) (۱۱۳۷) (۱۱۳۸) (۱۱۳۹) (۱۱۴۰) (۱۱۴۱) (۱۱۴۲) (۱۱۴۳) (۱۱۴۴) (۱۱۴۵) (۱۱۴۶) (۱۱۴۷) (۱۱۴۸) (۱۱۴۹) (۱۱۵۰) (۱۱۵۱) (۱۱۵۲) (۱۱۵۳) (۱۱۵۴) (۱۱۵۵) (۱۱۵۶) (۱۱۵۷) (۱۱۵۸) (۱۱۵۹) (۱۱۶۰) (۱۱۶۱) (۱۱۶۲) (۱۱۶۳) (۱۱۶۴) (۱۱۶۵) (۱۱۶۶) (۱۱۶۷) (۱۱۶۸) (۱۱۶۹) (۱۱۷۰) (۱۱۷۱) (۱۱۷۲) (۱۱۷۳) (۱۱۷۴) (۱۱۷۵) (۱۱۷۶) (۱۱۷۷) (۱۱۷۸) (۱۱۷۹) (۱۱۸۰) (۱۱۸۱) (۱۱۸۲) (۱۱۸۳) (۱۱۸۴) (۱۱۸۵) (۱۱۸۶) (۱۱۸۷) (۱۱۸۸) (۱۱۸۹) (۱۱۹۰) (۱۱۹۱) (۱۱۹۲) (۱۱۹۳) (۱۱۹۴) (۱۱۹۵) (۱۱۹۶) (۱۱۹۷) (۱۱۹۸) (۱۱۹۹) (۱۲۰۰) (۱۲۰۱) (۱۲۰۲) (۱۲۰۳) (۱۲۰۴) (۱۲۰۵) (۱۲۰۶) (۱۲۰۷) (۱۲۰۸) (۱۲۰۹) (۱۲۱۰) (۱۲۱۱) (۱۲۱۲) (۱۲۱۳) (۱۲۱۴) (۱۲۱۵) (۱۲۱۶) (۱۲۱۷) (۱۲۱۸) (۱۲۱۹) (۱۲۲۰) (۱۲۲۱) (۱۲۲۲) (۱۲۲۳) (۱۲۲۴) (۱۲۲۵) (۱۲۲۶) (۱۲۲۷) (۱۲۲۸) (۱۲۲۹) (۱۲۳۰) (۱۲۳۱) (۱۲۳۲) (۱۲۳۳) (۱۲۳۴) (۱۲۳۵) (۱۲۳۶) (۱۲۳۷) (۱۲۳۸) (۱۲۳۹) (۱۲۴۰) (۱۲۴۱) (۱۲۴۲) (۱۲۴۳) (۱۲۴۴) (۱۲۴۵) (۱۲۴۶) (۱۲۴۷) (۱۲۴۸) (۱۲۴۹) (۱۲۵۰) (۱۲۵۱) (۱۲۵۲) (۱۲۵۳) (۱۲۵۴) (۱۲۵۵) (۱۲۵۶) (۱۲۵۷) (۱۲۵۸) (۱۲۵۹) (۱۲۶۰) (۱۲۶۱) (۱۲۶۲) (۱۲۶۳) (۱۲۶۴) (۱۲۶۵) (۱۲۶۶) (۱۲۶۷) (۱۲۶۸) (۱۲۶۹) (۱۲۷۰) (۱۲۷۱) (۱۲۷۲) (۱۲۷۳) (۱۲۷۴) (۱۲۷۵) (۱۲۷۶) (۱۲۷۷) (۱۲۷۸) (۱۲۷۹) (۱۲۸۰) (۱۲۸۱) (۱۲۸۲) (۱۲۸۳) (۱۲۸۴) (۱۲۸۵) (۱۲۸۶) (۱۲۸۷) (۱۲۸۸) (۱۲۸۹) (۱۲۹۰) (۱۲۹۱) (۱۲۹۲) (۱۲۹۳) (۱۲۹۴) (۱۲۹۵) (۱۲۹۶) (۱۲۹۷) (۱۲۹۸) (۱۲۹۹) (۱۳۰۰) (۱۳۰۱) (۱۳۰۲) (۱۳۰۳) (۱۳۰۴) (۱۳۰۵) (۱۳۰۶) (۱۳۰۷) (۱۳۰۸) (۱۳۰۹) (۱۳۱۰) (۱۳۱۱) (۱۳۱۲) (۱۳۱۳) (۱۳۱۴) (۱۳۱۵) (۱۳۱۶) (۱۳۱۷) (۱۳۱۸) (۱۳۱۹) (۱۳۲۰) (۱۳۲۱) (۱۳۲۲) (۱۳۲۳) (۱۳۲۴) (۱۳۲۵) (۱۳۲۶) (۱۳۲۷) (۱۳۲۸) (۱۳۲۹) (۱۳۳۰) (۱۳۳۱) (۱۳۳۲) (۱۳۳۳) (۱۳۳۴) (۱۳۳۵) (۱۳۳۶) (۱۳۳۷) (۱۳۳۸) (۱۳۳۹) (۱۳۴۰) (۱۳۴۱) (۱۳۴۲) (۱۳۴۳) (۱۳۴۴) (۱۳۴۵) (۱۳۴۶) (۱۳۴۷) (۱۳۴۸) (۱۳۴۹) (۱۳۵۰) (۱۳۵۱) (۱۳۵۲) (۱۳۵۳) (۱۳۵۴) (۱۳۵۵) (۱۳۵۶) (۱۳۵۷) (۱۳۵۸) (۱۳۵۹) (۱۳۶۰) (۱۳۶

امتوں میں سے یہ امت یعنی تم میرے حصہ میں آئے ہو اور نبیوں میں سے میں تمہارے حصہ میں آیا ہوں۔“ (روایت کی یہ حدیث امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں)۔

قارئین کرام! آپ نے سن لیں تصریحات قائد الانبیاء خاتم المرسلین ﷺ کی؟ اب بھی کوئی شبہ یہ کریرہ ولکس رسول اللہ وحاتم النبیین ﴿۱﴾ کے صحیح معنی میں باقی ہے؟ مسلمانوں کے لئے تو دہ مارنے کی گنجائش نہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اس صادق مصدوق کی حقیقت بین نکالیں بعد کے پر ثوب زمانوں کے فتنے گوہر کی العین دیکھ رہی تھیں ختم نبوت کی حقیقت باہر کس کس طرح عریں و بے نقاب فرمائی ہے "اصی اللہ عنی بنبیہ محمد حاتمہ لایب و احقر المرسلین اللہ لا رسول بعده ولا نبی وبارک وسمہ۔"

قارئین کرام! حدیثیں اس باب میں حد تو اتار کو پہنچ چکی ہیں اور امت محمدیہ کا عہد نبوت سے لے کر آج تک ہر عہد میں اس بات پر قطعی اجماع رہا ہے کہ نبوت عامہ محمدیہ کے بعد اب "نبوۃ ورسالت" کا دروازہ بند ہے، اور اس کا منکر بدربار محمد و بے دین ہے۔ مگر دیکھو میرزا غلام احمد نے کس طرح قرآن و حدیث کی تکذیب کی ہے کس کس طرح کی جعل و تحریف کا دام بچھایا ہے، کہیں غلطی و سردری نبی بنے ہیں، کہیں "حقیقتہ محمدیہ" کا ظہور بنے ہیں، کہیں خود محمد رسول اللہ ﷺ بنے ہیں، کہیں ان سے بھی بڑھ کر ہونے کا دعویٰ ہے، اور بالآخر ایک مستقل اور صاحب کتاب و شریعت نبی و رسول ہونے کا عدل ہو گیا؟ دیکھو، "پیر کا دیان" کی ای دطریاں دیکھو۔

نچو دست ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بہ تمام

جس نے نبیوں کو نبوت کے جام عطا کئے، جب میری باری آئی تو اس نے یہ جام

(نبوت) باب مجھے عطا کیا، (ملاحظہ ہو) ((نزول المسح)) (ص ۹۹) ((۱))۔

انبیاء اگرچہ پودہ اندھے
یوں تو نبی بہت سے گزرے ہیں مگر عرقاب لہی میں میرا مقاسی نبی سے پست نہیں۔

کم خیزاں ہمد بروے یقین ہر کہ نوید و روغ بہت لعین
یقین کرو میں ان (نبیوں) میں سے کسی نبی سے بھی مرتبت میں نہ نہیں، جھوٹے
پردہ کی لعنت، (ملاحظہ ہو) ((نزول المسح)) (ص ۹۹) ((۲))۔

منم مسیح زماں و منم کلیم خدا
ہاں میں کلیم ہوں، مسیح موعود ہوں، ہاں میں محمدؐ بھی ہوں، ہاں میں احمدؑ بھی ہوں،
(ملاحظہ ہو) ((درشین)) (ص ۱۵۸) ((۳))۔

میرزا صاحب کی ایک اور عبارت ملاحظہ ہو، دجل و فریب کی انتہا ہے، لکھتے ہیں۔
"لیکن اگر کوئی شخص اس خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ باعٹ نہایت اتحاد و درنگی
غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا انعکاس ہو گیا ہو (اپنی
جانب اشارہ ہو رہا ہے۔ حوالہ) تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا کیوں کہ وہ محمدؐ ہے گو
ظنی طور پر، پس باوجود اس شخص کے وعوائے نبوت کے جس کا نام ظنی طور پر محمدؐ و احمدؑ رکھا گیا
ہے (اپنی جانب اشارہ ہو رہا ہے۔ مؤلف) پھر بھی سیدنا محمد ﷺ خاتم النبیین ہی رہا، کیوں
کہ یہ محمد ثانی (خود مرزا جی۔ مؤلف) اسی محمد ﷺ کی تصویر اور اسی کا نام ہے" (ملاحظہ
ہو) ((ایک غلطی کا راز)) ((۴))، اے غلامان محمد ﷺ، اے شہنشاہ کونین کی غدلی کرنے

(۲) ایسا۔

(۱) (روحانی خزائن) (۱) (۱۸۷۷ء)۔

(۳) اور دیکھیں: ((تذاتی القلوب)) (ص ۳)، ((روحانی خزائن)) (۱) (۱۵۱۳ء)۔

(۴) (ص ۳)، ((روحانی خزائن)) (۱) (۱۸۹۹ء)۔

پر نار کرنے والا اور اسے خدا تاجدارہ ینہ کے نام پاک پر نقد جاں نچھو کر کرنے والا، سنتے ہو، اس مغل زادہ "کادیان" کا چہرہ، صاحب ﴿وَالصُّحٰی﴾ (۱) کے چہرہ پر نور کا عکس ہے؟ یہ مغل زادہ کادیان صاحب ﴿دَسَا فِدْلٰی﴾ لنگاں قاب قوسین اُو اُذنی ﴿ (۲) کی تصویر ہے "ہاں یہ مغل زادہ کادیان محمد ثانی ہے"۔

آو، دو درخیش کے سات آسمان زمین پر آ رہیں، زمین کا کلیجہ پھٹ جائے، پہاڑ چور چور ہو جائیں، مرزائی عبارتیں نقل کرتے قلم تھراتا ہے، مگر حقیقت منصفہ شہود پر کیوں کرتا ہے۔

ایک اور عبارت سنوار شاد ہوتا ہے۔

"ما اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب اشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف مزم ہیں (درخیش، مہکتے) (مولف) کیوں کہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی، مثلاً یہ الہام ﴿فَلِیْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ یُفْصُوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیُحْفَظُوْا فَرُوْحَهُمْ ذٰلِکَ اُرْکٰی لَہُمْ﴾ (۳) یہ ((براہین حمیدیہ)) میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی، اور اس پر تیس (۲۳) برس کی مدت بھی گزر گئی اور اب یہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی (اس پر سوال پیدا ہوا کہ مرزا صاحب۔ یہ تو قرآن مجید کی آیتیں ہیں اور تیرہ سو پچاس (۱۳۵۰) برس ہوئے کہ خاتم المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئیں، تو میرزا صاحب جواب میں گوہر فشاں ہوتے ہیں) (مولف)، اور کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد نہیں جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِنْ هٰذَا لَیْسَ الصُّحُفِ الْاُولٰی﴾ ☆ صُحُفِ اٰیٰتِہِمْ وَمَوْسٰی ﴿ (۴)، یعنی قرآنی تعلیمات تو ریت میں بھی موجود ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ

شریعت وہ ہے جس میں باستیغائے (تمام مؤلف) امر و نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیغائے احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اہتہا کی ضرورت نہ رہتی، (مدحظہ ہومرزا صاحب کی مشہور کتاب ((اربعین)) (ص ۶) نمبر ۴) (۱)۔

اسی مقام پر مرزا صاحب فٹ نوٹ میں فرماتے ہیں "اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا، اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا جس کی تکلیفیں ہوں دیکھئے اور جس کے کان ہوتے" (اربعین (ص ۶) نمبر ۴) (۲)۔

قارئین "اب کیا باقی رہا؟ میرزا صاحب نبی ہیں، رسول ہیں، دارائے شریعت ہیں، صاحب امت ہیں، ان پر ایمان لے آنا مدار نجات ہے، قرآن کا محمد رسول اللہ ﷺ کی نسبت "وَلَكَس رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ" (۳) فرمانا (حاکم بدین) غلط، رسول اللہ ﷺ کا اپنی نسبت "خاتم سب نبیوں" و ختم سب انبیاء" فرمانا (لعین ذاب اللہ) غلط، امت محمدیہ کا اس معنی میں ختم نبوت کے عقیدہ پر مہذبوت سے لے کر آج تک جبراً، (غواذ باللہ من ذلک) ایک گمراہی ہے "محمد رسول اللہ ﷺ نے قرآن کی غلط تفسیر فرمائی (معاذ اللہ) خلفائے راشدین مہدیین، آل بیت رسول، صیہ کرام، ائمہ دین، اہل کسب، امت، غرض سب نے (عیاذ باللہ) قرآن غلط سمجھا "قرآن کے اسرار اگر کسی پر کھلے تو میرزا غلام احمد اور ان کے صیہیوں پر کھلے، ورنہ تیرہ سو پچیس برس تک یہ کتاب اک چستان بنی رہی، انہوں نے وقوفہ الالبانہ۔

قارئین "اب یہ صریح کفر والحادی نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ کھلی کھلی ہے دینی اور شریعت

(۱) ((دعائی خزانہ)) (۲۳۵/۱۷)

(۲) ((دعائی خزانہ)) (۲۳۵/۱۷) حاشیہ۔

(۳) (۲۳۵/۱۷) حاشیہ۔

محمدیہ کے ساتھ تمسخر و استہزاء نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ مسلمانوں کے خدا، ان کے رسول، ان کے قرآن، ان کے خلفاء، ان کے ائمہ اور ان کے علماء کی خاک اڑانا نہیں تو اور کیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ فرمائیں: «بکہ حظی من لأمہ، و ان حصکھ من سبیس» (۱)، «لا سی بعدی ولا أمہ بعدہ» (۲)، «أما حر الأسماء، و أشد حر لأمہ» (۳)۔
میرزا غلام احمد نہیں ”نہیں“ آخرین امت میری امت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی شریعت میں ”وصیت بآئمہ ربانہ و سلام دینا و بمعہدہ سب“ (۴) پر ایمان و عمل نجات کے لئے کافی ٹھہرے، میرزا غلام احمد کہیں۔ اس بھروسہ نہ رہنا، میری بیعت تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہری ہے، جو مجھ پر ایمان نہیں لاتا وہ نجات کی بھی امید نہ رکھے!! معاذ اللہ۔

مسلمانوں، بتاؤ یہ شہنشاہ کونین ﷺ کے خلاف کھلی کھلی بغاوت کا اعلان نہیں تو اور کیا ہے۔

سے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے امت پر تری آئے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے پردیس میں وہ تاج غریب لٹکا ہے
جس دین کے مدعو تھے کبھی قیصر و کسری خود تاج وہ مہمان سرائے فقرا ہے
وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے چہ اٹھا اب اس کی مجالس میں نہ حق نہ دیا ہے۔

(۱) ازبہ احمد رحمہ اللہ فی سندود، بیابلی فی تفسیر، (۱۰۱ الف)

(۲) ازبہ احمد رحمہ اللہ فی لیل الموعود، جامعہ دارالعلوم، (۱۰۱ الف)

(۳) ازبہ احمد رحمہ اللہ فی سند، (۱۰۱ الف) اس سب حدیثوں پر حوالہ دیتی رہی۔

(۴) ترجمہ تاری (۱۰۱ الف)، نکلیں ((صحیح بخاری)) کتاب طہارہ، باب من ركب علی راسہ عند الامام أو اھکث۔

﴿رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمَا يَآلُحِقُوا آتِ حَيْرُ الْفَانَحِبِ﴾۔ وحر

دعوا ان الحمد لله رب العالمين۔

۲۹ / جمادہ الاولیٰ ۱۳۵۲ھ

﴿إِنَّهُ لَقَوْلُ فَضْلٍ﴾ ☆ وَمَا هُوَ بِالْهَرَجِ ﴿﴾

انجمن اشاعت الاسلام کے سلسلہ تبلیغ و دعوت

کا
ٹریکٹ نمبر (۴)

ثناء رحمانی بر قضاء قادیانی

قضاء ربانی بر دعاء قادیانی (یعنی الہی فیصلہ)

جس میں اشتهار "مواعظ" اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ
پر ایک قطعی فیصلہ کن بحث کی گئی ہے اور اس سے متعلق تمام قدیم و جدید
قادیانی و سوری تحریروں کا مفصل جواب دیا گیا ہے۔

تالیف

محدث علم شیخ محمد ابوالقاسم سیف بن محمد سعید ناسی

تحقیق و تعلق

عبدالأحد احسن جمیل آل عبد الرحمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم (۱)

الحمد لله وحده وصلاة وسلاما على من لا نبي بعده وعلى

وصحابه الذين صدقوا وعده ووعده بما بعد

مسلم بن محمد مرزا صاحب قادیانی نے جن امور میں امت مسلمہ سے تفرّد کیا ہے
نہیں کئی بحثوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، جو وقت فوقت مختلف رسالوں (ٹریکٹس) کی صورتوں
میں آپ کے سامنے پیش کئے جائیں گے، ان شاء اللہ العزیز۔ مگر ہم آپ کے سامنے ایک
ایسا امر پیش کرتے ہیں جو شر اور فیصلہ کن ہے، بقولے ع

بس اک نگاہ پھر اے فیصلہ دل کا

دروہ مرزا صاحب قادیانی کا وہ آخری فیصلہ ہے جو بصورت اشتہار ((خبر الحکم))

قادیان ۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء ((اخبار اسد)) قادیان ۱۸ اپریل ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا جو
درج ذیل ہے۔

اعلام۔ اس سے پیشتر کہ ہم اس اشتہار کو نقل کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ہم
وہ تعلق بتائیں جو مرزا صاحب قادیانی اور مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے مابین تھا، جس
سے آپ کو وہ وجہ معلوم ہو جائے گی جس وجہ سے مرزا صاحب نے بڑے عاج و ذری سے اپنی آخری
دعا شائع کی۔ مرزا صاحب ((ضمیمہ حقیقۃ الوحی)) (ص ۳۰) (۲) میں لکھتے ہیں۔

”مولوی ثناء اللہ صاحب دوسرے علماء سے تو جین میں بڑھے ہوئے ہیں اس

سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب پہ نسبت دیگر علماء ثناء اللہ صاحب کو چنانسب سے زیادہ مخاف

(۱) مطلوبہ نسخہ میں اس لکھنے کا وہی نام نہیں ملتا ہے، اس سے ہم کا مقصد محمد رحمہ اللہ۔ ثناء کے مرہون کیا ہے۔

(۲) (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰) (۱۰۰۱) (۱۰۰۲) (۱۰۰۳) (۱۰۰۴) (۱۰۰۵) (۱۰۰۶) (۱۰۰۷) (۱۰۰۸) (۱۰۰۹) (۱۰۱۰) (۱۰۱۱) (۱۰۱۲) (۱۰۱۳) (۱۰۱۴) (۱۰۱۵) (۱۰۱۶) (۱۰۱۷) (۱۰۱۸) (۱۰۱۹) (۱۰۲۰) (۱۰۲۱) (۱۰۲۲) (۱۰۲۳) (۱۰۲۴) (۱۰۲۵) (۱۰۲۶) (۱۰۲۷) (۱۰۲۸) (۱۰۲۹) (۱۰۳۰) (۱۰۳۱) (۱۰۳۲) (۱۰۳۳) (۱۰۳۴) (۱۰۳۵) (۱۰۳۶) (۱۰۳۷) (۱۰۳۸) (۱۰۳۹) (۱۰۴۰) (۱۰۴۱) (۱۰۴۲) (۱۰۴۳) (۱۰۴۴) (۱۰۴۵) (۱۰۴۶) (۱۰۴۷) (۱۰۴۸) (۱۰۴۹) (۱۰۵۰) (۱۰۵۱) (۱۰۵۲) (۱۰۵۳) (۱۰۵۴) (۱۰۵۵) (۱۰۵۶) (۱۰۵۷) (۱۰۵۸) (۱۰۵۹) (۱۰۶۰) (۱۰۶۱) (۱۰۶۲) (۱۰۶۳) (۱۰۶۴) (۱۰۶۵) (۱۰۶۶) (۱۰۶۷) (۱۰۶۸) (۱۰۶۹) (۱۰۷۰) (۱۰۷۱) (۱۰۷۲) (۱۰۷۳) (۱۰۷۴) (۱۰۷۵) (۱۰۷۶) (۱۰۷۷) (۱۰۷۸) (۱۰۷۹) (۱۰۸۰) (۱۰۸۱) (۱۰۸۲) (۱۰۸۳) (۱۰۸۴) (۱۰۸۵) (۱۰۸۶) (۱۰۸۷) (۱۰۸۸) (۱۰۸۹) (۱۰۹۰) (۱۰۹۱) (۱۰۹۲) (۱۰۹۳) (۱۰۹۴) (۱۰۹۵) (۱۰۹۶) (۱۰۹۷) (۱۰۹۸) (۱۰۹۹) (۱۱۰۰) (۱۱۰۱) (۱۱۰۲) (۱۱۰۳) (۱۱۰۴) (۱۱۰۵) (۱۱۰۶) (۱۱۰۷) (۱۱۰۸) (۱۱۰۹) (۱۱۱۰) (۱۱۱۱) (۱۱۱۲) (۱۱۱۳) (۱۱۱۴) (۱۱۱۵) (۱۱۱۶) (۱۱۱۷) (۱۱۱۸) (۱۱۱۹) (۱۱۲۰) (۱۱۲۱) (۱۱۲۲) (۱۱۲۳) (۱۱۲۴) (۱۱۲۵) (۱۱۲۶) (۱۱۲۷) (۱۱۲۸) (۱۱۲۹) (۱۱۳۰) (۱۱۳۱) (۱۱۳۲) (۱۱۳۳) (۱۱۳۴) (۱۱۳۵) (۱۱۳۶) (۱۱۳۷) (۱۱۳۸) (۱۱۳۹) (۱۱۴۰) (۱۱۴۱) (۱۱۴۲) (۱۱۴۳) (۱۱۴۴) (۱۱۴۵) (۱۱۴۶) (۱۱۴۷) (۱۱۴۸) (۱۱۴۹) (۱۱۵۰) (۱۱۵۱) (۱۱۵۲) (۱۱۵۳) (۱۱۵۴) (۱۱۵۵) (۱۱۵۶) (۱۱۵۷) (۱۱۵۸) (۱۱۵۹) (۱۱۶۰) (۱۱۶۱) (۱۱۶۲) (۱۱۶۳) (۱۱۶۴) (۱۱۶۵) (۱۱۶۶) (۱۱۶۷) (۱۱۶۸) (۱۱۶۹) (۱۱۷۰) (۱۱۷۱) (۱۱۷۲) (۱۱۷۳) (۱۱۷۴) (۱۱۷۵) (۱۱۷۶) (۱۱۷۷) (۱۱۷۸) (۱۱۷۹) (۱۱۸۰) (۱۱۸۱) (۱۱۸۲) (۱۱۸۳) (۱۱۸۴) (۱۱۸۵) (۱۱۸۶) (۱۱۸۷) (۱۱۸۸) (۱۱۸۹) (۱۱۹۰) (۱۱۹۱) (۱۱۹۲) (۱۱۹۳) (۱۱۹۴) (۱۱۹۵) (۱۱۹۶) (۱۱۹۷) (۱۱۹۸) (۱۱۹۹) (۱۲۰۰) (۱۲۰۱) (۱۲۰۲) (۱۲۰۳) (۱۲۰۴) (۱۲۰۵) (۱۲۰۶) (۱۲۰۷) (۱۲۰۸) (۱۲۰۹) (۱۲۱۰) (۱۲۱۱) (۱۲۱۲) (۱۲۱۳) (۱۲۱۴) (۱۲۱۵) (۱۲۱۶) (۱۲۱۷) (۱۲۱۸) (۱۲۱۹) (۱۲۲۰) (۱۲۲۱) (۱۲۲۲) (۱۲۲۳) (۱۲۲۴) (۱۲۲۵) (۱۲۲۶) (۱۲۲۷) (۱۲۲۸) (۱۲۲۹) (۱۲۳۰) (۱۲۳۱) (۱۲۳۲) (۱۲۳۳) (۱۲۳۴) (۱۲۳۵) (۱۲۳۶) (۱۲۳۷) (۱۲۳۸) (۱۲۳۹) (۱۲۴۰) (۱۲۴۱) (۱۲۴۲) (۱۲۴۳) (۱۲۴۴) (۱۲۴۵) (۱۲۴۶) (۱۲۴۷) (۱۲۴۸) (۱۲۴۹) (۱۲۵۰) (۱۲۵۱) (۱۲۵۲) (۱۲۵۳) (۱۲۵۴) (۱۲۵۵) (۱۲۵۶) (۱۲۵۷) (۱۲۵۸) (۱۲۵۹) (۱۲۶۰) (۱۲۶۱) (۱۲۶۲) (۱۲۶۳) (۱۲۶۴) (۱۲۶۵) (۱۲۶۶) (۱۲۶۷) (۱۲۶۸) (۱۲۶۹) (۱۲۷۰) (۱۲۷۱) (۱۲۷۲) (۱۲۷۳) (۱۲۷۴) (۱۲۷۵) (۱۲۷۶) (۱۲۷۷) (۱۲۷۸) (۱۲۷۹) (۱۲۸۰) (۱۲۸۱) (۱۲۸۲) (۱۲۸۳) (۱۲۸۴) (۱۲۸۵) (۱۲۸۶) (۱۲۸۷) (۱۲۸۸) (۱۲۸۹) (۱۲۹۰) (۱۲۹۱) (۱۲۹۲) (۱۲۹۳) (۱۲۹۴) (۱۲۹۵) (۱۲۹۶) (۱۲۹۷) (۱۲۹۸) (۱۲۹۹) (۱۳۰۰) (۱۳۰۱) (۱۳۰۲) (۱۳۰۳) (۱۳۰۴) (۱۳۰۵) (۱۳۰۶) (۱۳۰۷) (۱۳۰۸) (۱۳۰۹) (۱۳۱۰) (۱۳۱۱) (۱۳۱۲) (۱۳۱۳) (۱۳۱۴) (۱۳۱۵) (۱۳۱۶) (۱۳۱۷) (۱۳۱۸) (۱۳۱۹) (۱۳۲۰) (۱۳۲۱) (۱۳۲۲) (۱۳۲۳) (۱۳۲۴) (۱۳۲۵) (۱۳۲۶) (۱۳۲۷) (۱۳۲۸) (۱۳۲۹) (۱۳۳۰) (۱۳۳۱) (۱۳۳۲) (۱۳۳۳) (۱۳۳۴) (۱۳۳۵) (۱۳۳۶) (۱۳۳۷) (۱۳۳۸) (۱۳۳۹) (۱۳۴۰) (۱۳۴۱) (۱۳۴۲) (۱۳۴۳) (۱۳۴۴) (۱۳۴۵) (۱۳۴۶) (۱۳۴۷) (۱۳۴۸) (۱۳۴۹) (۱۳۵۰) (۱۳۵۱) (۱۳۵۲) (۱۳۵۳) (۱۳۵۴) (۱۳۵

اور بڑا دشمن سمجھتے تھے۔ اسی لئے مرزا صاحب مولانا محمود کو سب سے زیادہ برائی سے یاد کرتے تھے۔ مرزا صاحب نے اپنی کتاب ((مواہب الرحمن)) کے (ص ۹۹) (۱) پر مولانا امرتسری کو دجاں کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ ((ضمیمہ انجامِ تحفہ)) کے (ص ۴۵) (۲) پر مولانا امرتسری کی شان میں لکھا ”کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں“ پھر خود ہی جھوٹ کا مردار یوں کھایا کہ ((انجیل احمدی)) کے (ص ۲۳) (۳) پر لکھ مارا۔

”مولوی ثناء اللہ دوداؤا نے کے لئے در بدر خراب ہوتے پھرتے ہیں در خدا کا قبر نازل ہے اور مردوں کے کفن یا وعظ کے پیسوں پر گزارہ ہے“۔ حالانکہ مولانا امرتسری کے موافقین و مخالفین سب جانتے ہیں کہ مرزا صاحب کا یہ بیان محض دروغ بے فروغ ہے۔ صداقت کا اس میں کہیں نہ پتہ بھی نہیں ہے۔ مولانا امرتسری تو کسی مسجد کے امام بھی نہیں ہیں، ان کا گزارہ ان کی وسیع تجارت، اور مختلف مکانوں کے سرمایہ کی آمدنی پر ہے نہ مردوں کے کفن یا وعظ کے پیسوں پر۔ اس ایک بات سے ہی مرزا صاحب کی صداقت آشکارہ ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ خود ہی ((پشیمہ معرفت)) کے (ص ۲۲۲) (۴) پر لکھ گئے ہیں

”جب یک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا“۔ نیز ((تقریر حقیقۃ الوحی)) کے (ص ۲۶) (۵) میں لکھتے ہیں۔

”جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں“۔

ایک اور سبب

مولانا ثناء اللہ صاحب سے مخفی گفتِ عظیمہ کا ایک اور بھی سبب ہے، ۱۹۰۱ء یہ کہ مولانا

(۲) ((روحانی خزائن)) (۳۰۹)

(۱) ((روحانی خزائن)) (۳۲۹/۱۹)

(۴) ((روحانی خزائن)) (۲۲۱/۲۲)

(۳) ((روحانی خزائن)) (۳۲۹/۱۹)

(۵) ((روحانی خزائن)) (۳۵۹/۲۲)

صاحب نے مرزا صاحب کی ایک پیشین گوئی اپنے عمل سے جھوٹی کر دی، تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے رسالہ ((انجاز احمدی)) (۱) میں لکھا تھا۔ ”گر یہ (مولانا ثناء اللہ صاحب) سچ ہیں تو قادیان میں آکر کسی پیشین گوئی کو چھوٹی تو ثابت کریں۔“ واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ قادیان میں تمام پیشین گوئیوں کی پڑتاں کے لئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے۔“ (ص ۳۷) (۲)۔

مولانا ثناء اللہ صاحب نے مرزا صاحب کی اس پیشین گوئی کو یوں جھوٹا ثابت کر دیا کہ آپ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو قادیان جا دھمکے اور مرزا صاحب کو لاکاراکہ لو میں آگیاں، میں مجمع میں تمہاری تمام پیشین گوئیوں کی حقیقت ظاہر کروں گا مجھے وقت اور اجازت دو۔ (ناظرین مولانا امرتسری کے پورے خط کو مولانا ممدوح کی کتاب ((تاریخ مرز)) (۳) کے (ص ۵۵) پر ملاحظہ فرمائیں)

مرزا صاحب نے جواب میں ایک طویل خط لکھا کہ ”میں خدا تعالیٰ سے قطعی عہد کر چکا ہوں کہ وہ لوگوں سے مباحثات ہرگز نہ کروں گا (۴)۔ آپ ربانی ہونے کے مجاز نہ ہوں گے صرف ایک سطر یا دو سطر تحریر دیں گے۔ آپ اس کو سنا نہ سکیں گے ہم خود پڑھ لیں گے۔ تین گھنٹے تک میں جواب دوں گا وغیرہ۔ مولانا امرتسری نے جو ب دیا کہ آپ کی شرطیں منظور۔ مگر میں اپنی دو تین سطرین کھڑا ہو کر مجمع کو سنا دوں گا۔ اور ہر گھنٹہ پر ۵ منٹ تک آپ کے جواب کی نسبت اپنی رائے ظاہر کروں گا۔“ اس کا جواب مرزا صاحب نے مولوی محمد

(۱) (ص ۱) ((روحانی خزائن)) (۱۹/۱۳۸)۔

(۲) یہ کتاب مولانا امرتسری کی دیگر کتابیں جتنی مثنیٰ سے متعلق ہیں، سعید یا بکشی محلہ دار گجر پٹاں سے خرید کر ملاحظہ کریں۔ (مولف)

(۳) کتاب ((یاد مہتمم)) کے مثنیٰ نسخہ پر جامعہ اسلامیہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند (۱۹/۱۳۸)۔

احسن مرہ ہوئی کے قلم سے نکھوا کر یہ بھجوا دیا کہ ”آپ منظر و چاہتے ہیں در مرزا صاحب خدا سے عہد کر چکے ہیں کہ وہ مناظر و نہ کریں گے الخ“۔ اب یہ تھا۔ ”خا کو دیکھ کر ساری قادیانی بھول گئی۔ ع۔

بس ہو چکی نماز مصلے اٹھائے۔

مولانا امرتسری یہ مصرع پڑھتے ہوئے قادیان سے واپس چلے آئے، ع
ہمہ شوق آمد و بود ہمہ در ماں رقتم (۱)۔

مرزا صاحب نے مولانا ثناء اللہ صاحب کے قادیان پہنچنے کا اقرار ((مواہب الرحمن)) کے (ص ۱۰۹) (۲) پر کیا ہے، لکھتے ہیں ”ما کتبنا الی ثناء اللہ امرتسری بد جساء قادیان و مکان هذا عاشر شواہد الخ“، یعنی مولانا ثناء اللہ صاحب دسویں شواہد کو قادیان آئے تھے۔ مرزا صاحب کی جب ایسی ذاتیں ہوئیں تو آخر کو یہ دعائیں نفع کر دی۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحمدہ و عسی علی رسوہ الکریم۔ بِیَسْتَمْنُونُکَ اُحَقُّ هُوَ قُلْ اِنِّی وِرْدُنِّی اِنِّہ لَحَقُّ (۳)۔

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الهدی مدت سے آپ کے پرچہ بل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے، ہمیشہ مجھے آپ اپنے کس پرچہ میں مردود، کذب، و جال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ اور دنیا میں میری نسبت

(۱) ترجمہ میں بڑے شوق سے یا نکل محمد واپس آیا۔

(۳) یس ۵۲۔

(۲) ((راعی خراس)) (۳۹۰/۱۹)۔

شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور جال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق پھیلنے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی غلط فہمی نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر دقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ زلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے، اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے، اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخفی طبع سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مذہبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی بہامیاد وحی کی بنا پر پیشین گوئیاں نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے یہ فیصلہ چاہا ہے، اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو عظیم و خیر ہے جو میرے دس کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرتا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ موسوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر دو میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے، آمین۔

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا، اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر، مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔ بجز اس صورت کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گناہوں اور بدزبانوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منہی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ "مین یا رب اعلمین، میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستیا گیا اور صبر کرتا رہا، مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی، وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے، اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانوں میں آیت: لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ (۱)، پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور درود و ملکوں تک میری نسبت یہ پھیل دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب و مغتری و نہایت درجہ کا بد آدمی ہے، سو گرا یہ کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے، اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے پیچھے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس و رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں التجائی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما، اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھ لے یا کسی اور نہایت سخت عذوبت میں جو موت کے برابر ہو جتا کر۔ اے میرے پیارے مالک! تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔

﴿وَبِنَا افْتَحْ بَيْتًا وَبِنَا قَوْمًا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ حَبِيزُ الْأَعْلَى﴾ (۱) آمین،
بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں
اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

مرقومہ عبد اللہ احمد۔ میرزا غلام احمد مسیح موعود عافوا اللہ وابدہ

مرقومہ۔ کیم ربیع الاول ۱۲۵ھ۔ ۱۵ اپریل ۱۹۰۸ء۔ (۲)۔

ناظرین! آپ نے مضمون اشتہار ملاحظہ فرمایا۔ اب آپ منتظر ہوں گے کہ اس کا
نہجہ معلوم کریں تو سنئے کہ میرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ یوم
شنبہ کو بیضہ کی بیماری میں لاہور میں مر گئے۔ ﴿فَقَطَّعَ دَائِرَ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ
لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (۳)۔

نکھتہ کاذب مرے گا پشتر کذب میں سچا تھا پیسے مر گیا۔

اشتہار مذکور پر عالمی مباحثہ

قدرت الہیہ سے جب حق و باطل کا فیصلہ ہو گیا تو قادیانیوں نے۔ ہاں ان لوگوں
نے جو مرزا صاحب کو ہمہ اور ہامور من اللہ کہتے تھے۔ یہ راگ الاٹنا شروع کیا کہ "مرزا صاحب
نے اشتہار مذکور بحکم الہی نہیں لکھا، نہ اس کی قبولیت کا منجانب اللہ کوئی وعدہ تھا" حتیٰ کہ مرزیوں
نے اس پر مباحثہ کا چیلنج بھی دے دیا، مولانا ثناء اللہ صاحب نے اس چیلنج کو قبول کر لیا، اور
لودھیانہ میں مباحثہ قرار پا گیا، یہ وہی لودھیانہ تھا جس کی بدولت مرزا صاحب نے فرمایا تھا
کہ "حدیث میں باب اللہ پر وجہ ل کا مقتول ہونا جو مذکور ہے اس لہ سے مراد لودھیانہ ہے"

(۱) عرفہ ۹۹۔ (۲) بیس (مجموعہ شہادتات) (۱) امر قادیانی (۳) ۵۷۸۔ ۵۷۹۔

(۳) (۳) ۱۸۳۔ (۴) (۴) ۱۸۳۔ (۵) (۵) ۱۸۳۔ (۶) (۶) ۱۸۳۔ (۷) (۷) ۱۸۳۔ (۸) (۸) ۱۸۳۔ (۹) (۹) ۱۸۳۔

(حاشیہ الہدی (ص ۹۱) (۱)۔)

دیکھو اس لہجہ میں دجال حال کیسا قفل ہوا، کہ دلائل مرزا نیہ کی گردن توڑ دی گئی اور مبلغ تین سو روپیہ تادان کے طور پر بھرے گئے۔ تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ مباحثہ کی شرطیں طے ہوئیں آخری شرط یہ تھی کہ اگر فیصلہ مدعی کے حق میں ہو تو مدعی حلیہ مدعی کو تین سو روپیہ کی رقم بطور تادان یا انعام کے دے گا۔ چنانچہ ۱۷ اپریل ۱۹۱۲ء کو مباحثہ شروع ہوا۔ ۲۱ پر پہلے ۲ کو بوقت شام سردار بچن سنگھ صاحب گورنمنٹ پینڈر نے جو موسم طوفان طاسٹ تھے اپنا فیصلہ سنایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:-

”مرزا صاحب کا شہباز مذکور بحکم خداوندی تھا اور خدا نے دعا قبول فرمائی۔“

مرزائیوں کو حسب اقرار طوع اور بامبلغ تین سو روپیہ کی بھرنی پڑی اور مرزا ناٹا، اللہ صاحب فاتح منصور، سالم و خانم ہو کر خوش خوش واپس ہوئے اور ہندوستان کے مسلمانوں نے آپ کو فاتح قادیان کا لقب دیا (اس منظرہ کی تفصیل رسالہ ”فاتح قادیان“ میں پڑھو)۔ قابل غور:

مسلمانوں اور مرزاؤں کو، جبکہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حق و باطل کا فیصلہ کر دیا، پھر مسلمانوں اور مرزائیوں کے مسلم ثالث نے بھی فریقین کی محنتوں کو کن کر فیصلہ کر دیا۔ تو بکون سا حیلہ باقی رہ گیا؟ کوئی جہت باقی رہ گئی کہ شہباز مذکور کو فیصلہ کن قرار نہ دیا جائے، لیکن بقول ج. مرزائی آں باشد کہ چپ نشود (۲)۔

قادیانی اور ہوری دونوں پارٹیاں اب تک یہی رائے اپ رہی ہیں کہ دعائے مذکور بحکم الہی نہ تھی اور طرح طرح کے عذر اور مہانے کرتے ہیں اور اپنی زبان سے مولانا مرتری فاتح قادیان کی شان والا شان میں کلمات ناشائستہ نکالتے ہیں، سچ فرمایا ہے

ہمارے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ نے »ذو نہ سنحی فاصع ما شئ« (۱)، یعنی جب شرم اٹھ گئی تو جوں چاہے کرو۔

لاہوری ٹریکٹ

قادیانی تو مرنے کی ایک ٹانگ کی صدا گرجا رہے تھے لاہوری پیغمبر بھی ان کے ہمنو ہو گئے، اور ایک چوہرہ شائع کر دیا جس میں بزاز و اس امر پر دیا گیا ہے کہ ۱۵ اپریل ۱۹۱۵ء کو ایک دعائے مہبدہ تھا (ص ۸) (اس مہبدہ کی حقیقت آگے چل کر ظاہر ہوگی) بنارس کی انجمن مرزا نے بھی اس لاہوری چوہرہ کو شہر میں تقسیم کیا ہے۔ اس لمبی چوڑی تحریر جو (آٹھ ۸) صفحوں میں ختم ہوئی ہے) کی جان یا خلاصہ ہم اپنے لفظوں میں نہیں بتاتے بلکہ ٹریکٹ مذکور سے نقل کرتے ہیں جو یہ ہے۔

”مندرجہ بالا تحریر سے ثابت ہے کہ اکتوبر ۱۵ء اور اپریل ۱۹۱۵ء ایک دعائے مہبدہ

تھا۔“ (ص ۸)۔ ع

اتنی ہی بات تھی جسے افسانہ کر دیا۔

اب ہمارا فرض تو اتنا ہی رہ جاتا ہے کہ ہم بدلائل یہ ثابت کر دیں کہ دعائے مرزا دعاء مہبدہ نہ تھی لیکن ہم اتنا ہی نہ کریں گے بلکہ ان تمام عذرات کی بدلائل ماطعہ تردید کریں گے جنہیں عام طور سے مرزائیوں کی کل پارنیاں پیش کرتی ہیں تاکہ عام مسلمانوں کو قلابِ نمرود کی طرح واضح ہو جائے کہ مرزا صاحب کی دعا منجانب اللہ تھی جو حق ہوئی اور حق و باطل کا فیصلہ ہو گیا اور مرزائیوں کے اندازِ یکسر غلط اور باطل ہیں، بعدوں سے وہ وصو نہ و توفیقہ و توفیقہ۔

اعذار خمسہ

عذر اول:

موسوی ثناء اللہ صاحب نے اس دعا کو منظور ہی نہیں کیا، چنانچہ ((اخبار احمدیہ)) ۳۶ اپریل ۱۹۰۷ء میں صاف صاف لکھ دیا ہے کہ یہ تحریر مجھے منظور نہیں، نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے۔

جواب۔ (۱) اشتہار مذکور سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب بحیثیت مظلوم کے دعا کر رہے ہیں ان کے الفاظ ہیں "میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا" اس کی مظلوم کی دعا کی قبولیت کے لئے ظالم کی رضا بھی شرط ہے؟ کیا پیغمبر صادق محمد مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بدعا ابو جہل وغیرہ کے لئے فرمائی تھی "انہم عبث باہی جہنم من ہشام" (۱) الخ، اسے ابو جہل وغیرہ نے منظور کر لیا تھا؟ کیا موسیٰ علیہ السلام نے فرعونوں کے حق میں جو بدعا کی تھی ﴿وَرَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰی اَمْوَالِهِمْ وَاَشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ﴾ (۲)، اسے فرعون اور اس کے اتباع نے منظور کر لیا تھا؟ کیا نوح علیہ السلام نے جو بدعا مائگی تھی ﴿وَرَبِّ لَا تَصْرُ عَلٰی الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دِيَارًا﴾ (۳)، اس دعا کے لئے کفار نے منظوری دے دی تھی؟ ہرگز نہیں، معلوم ہوا کہ پیغمبر کی دعا کی قبولیت اس کے دشمن کی منظوری پر موقوف نہیں ہوتی اور نہ آج تک کوئی اس کا قائل ہوا۔ ع
یہ تیرے زمانہ میں دستور نکا۔

(۲) خود مرزا صاحب نے اپنی دعا، موسیٰ ثناء اللہ صاحب کی منظوری پر موقوف

(۱) صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب النکاح، ص ۱۱۱، مائتھن، حدیث ۱۷۹۳۔

(۳) نوح، ۲۶۔

(۲) یونس، ۸۸۔

نہیں رکھی، بلکہ اپنے اشتہار میں صاف صاف لکھ دیا ہے کہ۔

”بات آخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھپادیں اور جوچاہیں اس کے نیچے لکھ دیں، اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔“

نیز اشتہار کے اوپر جو قرآن مجید کی آیت لکھی: ﴿يَسْتَبِينَكَ أَهْلُ الْحَقِّ هُوَ قُلُّ الْبُغْيِ وَرَبُّنَا إِنَّهُ لَحَقُّ (۱)﴾، اس سے دعا ہے مرزا کا فیصلہ کن ہونا اور خدا کی طرف سے حق ہونا ظاہر ہے۔ ترجمہ آیت کا یہ ہے ”وہ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ آیا یہ بات حق ہے؟ کہہ دے کہ قسم میرے رب کی ضرور ضرور وہ حق ہے۔ اسی طرح اشتہار کے آخر میں حضرت شعیب (علیہ السلام) والی دعا لکھی ہے: ﴿رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ حَكِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (۲)، یہ دعا اہل حق و رائل پائل میں فیصلہ ہو جانے کے لئے مرزا صاحب نے تحریر فرمائی تھی پس خدا نے فیصلہ کر دیا۔ مولانا ثناء اللہ صاحب خود منظور کریں یا نہ کریں۔ در جب مولانا امرتسری (جو مرزا صاحب کے مد مقابل اور اشد دشمن تھے) کی عدم منظوری کو اس دعا میں مطلق دخل نہیں ہے تو نائب ایڈیٹر صاحب کا کچھ لکھ دینا یا حکیم محمد امجدین مرحوم مرتسری کا اشتہار شائع کرنا اس فیصلہ الہی میں کیا دخل انداز ہو سکتا ہے؟

(۳) اب ہم مرزا صاحب کی تحریر سے ثابت کر دیتے ہیں کہ دعائے مذکور لہامی تحریک سے کی گئی تھی اور فیصلہ اسی دعا پر موقوف تھا۔ مرزا صاحب نے اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے شائع کرنے کے قریباً بیڑہ مہینہ بعد مولانا ثناء اللہ صاحب کو ایک خط بھجوایا تھا اور اسے اخبار بدر ۱۳ جون ۱۹۰۷ء میں شائع بھی کرایا تھا، اس میں مرقوم تھا۔

مشیت ایزدی نے حضرت ججہ اللہ (مرزا صاحب) کے قلب میں ایک دعا کی

تحریک کر کے فیصد کا ورطریق اختیار کیا، (ص ۲۰، کالم ۱)۔

معلوم ہوا کہ مولانا ثناء اللہ صاحب کا اپنی عدم منظوری کا اعلان فصوص ثابت ہوا، اس کی عدم منظوری سے دعائے مرزا منسوخ نہیں ہوئی۔ فیصد کا یہ جدید طریق قائم رہا۔
ازلہ شدہ

بعض مرزانیوں نے اس پر یہ شبہ بھی وارد کیا ہے کہ ”مشیت رضا و سستہ نہیں ہوتی“۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کلیہ کو پیغمبروں سے بھی متعلق ماننا صحیح نہیں۔ مشیت لمبی جو نبیاء سے متعلق ہوتی ہے وہ اس مشیت کے ہم مثل نہیں ہوتی جس کا تعلق دیگر خلائق سے ہوتا ہے جس طرح انبیاء کے خواب دوسرے لوگوں کے خواب کے مثل نہیں ہوتے۔ پڑھو آیات قرآنیہ ﴿قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُمْ عَلَيْكُمْ﴾ (۱)، ﴿وَلَوْ شَاءَ لَأَرْسَلْنَاكُمْ﴾ (۲)، ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْمُسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ﴾ (۳)۔

کارپا کا راقی اس زخود دیگر گرچہ باشد و نوشتن شیر و شیر (۴)

دوسرا عدد۔

اشتہار مذکور میں تو صرف دعا کا ذکر ہے قبولیت دعا کا اس میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ پس نہیں کہا جاسکتا کہ دعائے مذکور قبول بھی ہوگئی۔

جواب (۱) مرزا صاحب کو بہت پہلے سے یہ ابہام ہو چکا ہے ”حبیب کی دعوت“ (ترویق القلوب (ص ۳۸)) (۵)، خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اے مرزا میں تیری تمام دعائیں قبول کروں گا۔ ان تمام دعاؤں میں مرزا صاحب کی یہ دعا بھی داخل ہے جو حسب وعدہ اسی قبول ہوگئی۔

(۳) فتح ۲۰۔

(۲) حجر ۳۰۔

(۱) یونس ۱۰۰۔

(۴) نیک لوگوں نے کہا کہ آپ پر امت قیاس نہ آئے یہ بھٹے میں شیر (درآمد) اور شیر (دودھ) ایک طرح ہوتا ہے۔

(۵) (احادیث غریبہ) (۱/۲۰۰، ۲۰۱)۔

(۲) ((ریویو آف ریلیجنز)) جلد ۲ بابت مئی ۱۹۰۶ء کے (ص ۱۹۲) پر مرقوم ہے۔

”ن (مرزا صاحب) کے من جانب اللہ ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ان کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔“

تو اب مرزائی کیوں کر کہہ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب من جانب اللہ نہیں تھے جب کہ ان کی اعلیٰ مذکورہ قبول مرزائیاں قبول نہیں ہوئیں، یہ تو اپنے پیغمبر کا صریح انکار ہے۔

(۳) مرزا صاحب نے اپنے اشتہار ۵ نومبر ۱۸۹۹ء میں صاف صاف لکھ دیا ہے کہ۔

”مجھے بار بار خدا تعالیٰ مخاطب کر چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری سنوں گا۔

سو میں نوح نبی کی طرح دونوں ہاتھ پھیلاتا ہوں اور کہتا ہوں ”رب“ (۱) ”یٰٰی معبود“ (ضمیر تریق للقلوب) (نمبر ۵، ص ۴) (۲)۔

مرزا صاحب کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرا نام نوح بھی رکھا ہے۔

(براہین احمدیہ (۵/۸۶)) (۳)۔ چونکہ مرزا صاحب نے دعا کے موقع پر حضرت نوح علیہ

السلام سے اپنی مشابہت لکھی ہے، لہذا قرآن پاک سے حضرت نوح کی دعا اور اس دعا کی

قبولیت اور انجام، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿قَالَ نُوحٌ رَّبِّ اٰتِنِيْ عَصٰوْنٰی﴾

(رہلی قولہ) ﴿وَلَا تُرِدْ السَّاطِمِیْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ۝۱۱۱ مِمَّا خَطَبٰتُہُمْ اُخْرٰوۡا فَادْخُلُوْا

سَارًا ۝۱۱۲﴾ ﴿وَلَا تُرِدْ السَّاطِمِیْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ۝۱۱۱﴾ ﴿وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ اَعْلٰی

الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِیْنَ ذِیْۤاْرِۤا﴾ (۴)، یعنی نوح نے (میری جناب میں) عرض کی کہ اے

میرے رب ان لوگوں نے میری نافرمانی کی اور (ایسا کر کہ) ان ظالموں کی گمراہی روز بروز

(۱) قرآن مجید میں ص ۱۱۱ میں فقط رب نہیں ہے۔ (۲) (۳)

(۴) (۵/۵۵) (۵/۵۵) قرآن مجید میں ص ۱۱۱ میں فقط رب نہیں موجود ہے، بلکہ قرآن میں اس طرح

ہے ”یٰٰی معبود“ (۳) (۵/۵۵) (۵/۵۵) (۴) (۵/۵۵) (۵/۵۵)

بڑبڑتی چلی جائے (۲) اسے میرے پروردگار ان کافروں میں سے (کسی تنفس کو بھی زندہ) نہ چھوڑ (کہ) روئے زمین پر بسا ہوا (نظر آئے) اس دعا کا نتیجہ ”مِنَّا حَطِينًا تَهْنَم“ سے ”أَصْصَارًا“ تک مذکور ہے جس کا ترجمہ یہ ہے ”اپنی شراوتوں کی وجہ سے غرق کر دیے گئے، پھر دوزخ میں ڈال دیئے گئے اور خدا کے سوا کوئی مددگار بھی ان کو نہ ملے“، اسی طرح حضرت نوح کی دعا ﴿تَسْمِي مَغْلُوبًا مُنْصَرِّفًا﴾ قرآن مجید سورہ قمر (۱) میں مذکور ہے۔ سورہ مؤمنون میں ﴿إِنَّهُمْ مُنْغَرِفُونَ﴾ (۲) موجود ہے۔ پس جس طرح نوح علیہ السلام کی دعا قبول ہوگئی مرزا صاحب کی دعا بھی اسی طرح قبول ہوئی چاہے ورنہ مث بہت باقی نہیں رہتی، واقعہ شہادت دیتا ہے کہ مرزا صاحب کی دعا قبول ہوگئی۔ وھو لہو!

(۳) مرزا صاحب کی ڈائری جو اخبار بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی تھی

اس میں مرقوم ہے حضرت مرزا صاحب نے فرمایا۔

”شاء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا یہ راصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے، ایک دفعہ ہماری توجہ اس طرف ہوئی اور رت کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا“ حبیب دعوہ مدع ”صوفی کے نزدیک بڑی کرامت استجاب دعا ہے باقی سب اس کی شائیں“ (اخبار بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء)۔ یہ عبارت بتا رہی ہے کہ مرزا صاحب نے جو دعا آخری فیصلہ کی صورت میں شائع کی تھی وہ خدا کے وعدہ کے مطابق قبول شدہ تھی۔ ہذا دعائے مذکور کی قبولیت میں مطلق شبہ نہیں کیا جاسکتا۔

دفعہ دخل

بعض مرانیوں نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ ”ڈائری مذکورہ ۲۵ اپریل و لے اشتہار سے پہلے کی ہے۔ یعنی ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء، وقت عصر کی ہے، ہذا ڈائری اس اشتہار کی بابت

نہیں ہو سکتی۔ یہ مرزائیوں کا محض مغالطہ اور نفع اپاتی ہے، اس لئے کہ (۱) ڈائری مذکور اگر واقعی ۱۴ اپریل کی ہوئی تو ۱۸ اپریل کے اخبار بدر میں شائع ہو جاتی نہ ۲۵ اپریل کے اخبار میں۔ (۲) عدوہ ازیں دعاء والے، شہنار پر ۱۵ اپریل کی تاریخ مضمون لکھنے کی تاریخ نہیں ہے بلکہ اس کا مضمون یقیناً ۱۵ اپریل سے پیشتر لکھا جا چکا تھا، جس پر ڈائری کا فقرہ ”لکھا گیا“ شاید غلط ہے۔ (۳) عدوہ بریں ڈائری اور شہنار دونوں میں دعا کا یہ ذکر ہے۔ اور کسی مضمون میں جو مولانا ثناء اللہ صاحب کے حق میں مرزا صاحب کے قلم سے پیشتر نکل چکا تھا کسی دعا کا ذکر نہیں ہے، پس مطلع بالکل صاف ہے کہ ڈائری شہنار مذکور سے ہی متعلق ہے، غیر۔

(۵) مرزا صاحب نے اپنے شہنار مذکور میں لکھا ہے کہ ”میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا“ اور ((حقیقۃ الوحی)) کے (ص ۱۸) (۱) پر لکھا ہے۔

”جب میں (مقبولین) کے دلوں میں کسی مصیبت کے وقت شدت سے بے قراری ہوتی ہے اور شدید بے قراری کی حالت میں وہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں تو خدا ان کی سنتا ہے، اور اس وقت ان کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔“

پس شکل اس کی یوں بنی، مرزا صاحب نے مولانا ثناء اللہ صاحب سے بہت دکھ اٹھایا اور دکھیا، رے کی خدا سن لیتا ہے۔ لہذا مرزا صاحب کی دعا خدا نے سن لی۔ کیسے صاف نتیجہ ہے؟

تیسرا غلط:

مرزا صاحب نے اپنے ۱۵ اپریل والے شہنار میں یہ بھی تو لکھا ہے کہ ”یہ دعا کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشین گوئی نہیں ہے۔“ تو اس کی حیثیت ایک درخواست یا استغاثہ کی

رہ جاتی ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی تسلیم ہے کہ ”مرزا صاحب نے اس دعا کو بطور لہام کے شائع نہیں کیا ہے۔“ (دیکھو ((اخبار اہل حدیث)) ۲۶ اپریل ۱۹۷۷ء)۔

جواب (۱) مولانا ثناء اللہ صاحب کا دعائے مذکور کو غیر اہل حق کہہ دینا اشتہار مذکور کے فقرہ مرقومہ پر ہی مبنی تھا۔ اس لئے کہ مولانا صاحب کا مضمون جو ۲۶ اپریل کے اہل حدیث میں شائع ہوا تھا ۱۹-۲۰ اپریل کو لکھا گیا جیسا کہ اخبار شائع کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے اور اس وقت تک ۲۵ اپریل کا اخبار بدران کو نہیں مل سکتا تھا اور نہ مل سکتا تھا جس سے ان کو معلوم ہو چاتا کہ دعا اہل حق اور خدا کے وعدہ کے مطابق قبول شدہ ہے، لہذا مر۔

(۲) ہو سکتا ہے کہ مولانا امرتسری نے اپنی مسلمات کی بنا پر دعا کے لہامی ہونے سے انکار کیا ہو۔ لیکن مرزائیوں کی مسلمات اور مرزا صاحب کی نصوص صریحہ سے تو دعا کا الہامی ہونا ثابت ہے۔

(۳) ہو سکتا ہے کہ خود مرزا صاحب کو بھی اشتہار کا مضمون لکھتے ہوئے تحریک ہی کا علم نہ ہوا ہو۔ اور عدم علم سے عدم شبہ لازم نہیں آتی (۱)۔ جب مرزا صاحب کو اس دعا کی بابت لہام مل گیا ”جب دعویٰ ندع“ (بدر ۲۵ اپریل ۱۹۷۷ء)، تو انہوں نے فوراً اس الہام کو شائع کر دیا۔

ازالہ شبہ

اس پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ ”اس سے لازم آیا کہ حکم کی تعمیل پہلے ہوا اور حکم پیچھے ملے۔“ اس لئے کہ سلسلہ رسالت و نبوت میں ایسی کوئی نظیر موجود نہیں ہے کہ کسی نبی یا مومرنے کسی معاملہ الہیہ میں از خود ایسی کوئی تحدی اور فیصلہ کی صورت شائع کی ہو جس کی تحریک خدا کی

جانب سے نہ ہو۔ قرآن حکیم میں ہے ﴿وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ إِلَّا بِأَمْرٍ مِّنَ اللَّهِ﴾ (۱)، یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی رسول بغیر تحریک الہی کے کوئی بات پیش کرے ﴿وَأَنْ تَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ﴾ (۲)، یعنی میں وہی کرتا ہوں جس کی مجھے وحی آتی ہے۔ ﴿وَمَا يَطْلُقُ عَنِ الْهَوَىٰ﴾ ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (۳)، یعنی رسول اپنی خواہش سے بدوحی کے نہیں بولتا، یہ کچھلی تبت مرزا صاحب کو بھی پہلے الہام ہو چکی تھی۔ (دیکھو ((ربعین)) نمبر ۲، (ص ۳۶)، سطر ۲۱، و ((اربعین)) نمبر ۳، (ص ۳۶)، سطر ۳)۔ (۴)۔ عدوہ زین خود مرزا صاحب نے ((نزول المسح)) (ص ۵۶) (۵) پر لکھا ہے کہ۔

"میں کوئی عبارت نکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعظیم دے رہا ہے۔ لہذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ حکم پیچھے ملا اور تعمیل پہلے ہوئی "لَا يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَعَهُ نَفْسُهُ"۔

(۳) ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب کو تحریک الہی کا بھی علم ہو چکا ہو، لیکن انہوں نے اس تحریری معاہدہ کی وجہ سے درج اشتہار نہ کیا ہو جسے ذہنی مشغولیت گورد سپور کی عدالت میں ۲۴ فروری ۱۹۹۹ء کو بایں اقرار لکھا تھا کہ "میں کسی چیز کو الہام بتا کر منع کرنے سے مجتنب رہوں گا"۔ پھر بعد میں اصل حقیقت ظاہر کر دی کہ "ثنا اللہ کے متعلق رت کو ہم ہوا"۔ (جیب دعویٰ المدعیہ "بدر ۲۵ اپریل ۱۹۹۰ء)۔ لیکن یہاں اشتہار ۱۵ اپریل کا ذکر نہیں کیا صرف فقرہ "جو کچھ لکھا گیا" پر ہی اکتفا کیا۔

(۵) اشتہار مذکور کا فقرہ "پیشین گوئی نہیں" مرزا صاحب کی ایک دوسری تصریح

(۱) اعراف ۲۸، (۲) فتح ۵۱، (۳) حجر ۲، ۳۔

(۴) ((روحانی خزائن)) (۱۷/۲۲۶)۔ (۵) اجنب (۱۸/۴۴۴)۔

کے خلاف ہے۔ مرزا صاحب نے ڈپٹی ہتھم کے لئے جو دعا کی تھی جسے ((جنگ مقدس)) کے (ص ۱۸۸) (۱) پریوں لکھا ہے:-

"میں نے بہت تضرع اور اجتہاد سے جناب الہی میں دعا کی ہے:-

اسی دعا کو آگے چل کر پیشین گوئی سے تعبیر کیا اور لکھا "اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی" پس جیسے ہتھم کے لئے بد دعا، پیشین گوئی تھی مولا ثناء اللہ صاحب کے لئے بھی پیشین گوئی ہے۔ ورنہ نتیجہ کے اعتبار سے بھی واحد ہے۔ (۱۵) ماہ کی میعاد مقرر میں ہتھم بھی نہیں مرا۔ مرزا صاحب کی زندگی میں مولانا امرتسری بھی نہیں مرے۔ فہم اذفاق و جہد لا تفاق۔

چوتھا عذر:

قادیانی اور لاہوری پارٹی کہتی ہے کہ ۱۵ اپریل کے شہرہ کی دعا، مہابلہ ہے، مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو کتاب ((انجام ہتھم)) میں شہوں دیکر دعا دعوت مہابلہ دی تھی در مولوی ثناء اللہ صاحب نے خود بھی اس کو مہابلہ تسلیم کیا ہے، چنانچہ "مرقع قادیانی" ۱۷ جولائی ۸۷ء کے (ص ۱۸) پر لکھتے ہیں "قادیانی کرشن نے ۱۵ اپریل ۸۷ء کو میرے ساتھ مہابلہ کا اشتہار شائع کیا تھا"۔ چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مقابل میں نہ دعا کی نہ مرزا صاحب کی دعا پر آمین کہی بلکہ انکار کر دیا، اس لئے مہابلہ منعقد نہیں ہوا۔ کیونکہ مہابلہ جا نہیں سے ہوتا ہے۔

جواب۔ (۱) اشتہار مذکور کو ایک بار پھر پڑھ جائیے، سارے شہرہ میں کہیں بھی مہابلہ کا لفظ نہیں آیا ہے۔

(۲) پرچہ مرقع قادیانی میں مولانا امرتسری نے آگے چل کر یوں لکھا ہے۔

”مرزا صاحب کو میرے حق میں دعا کئے ہوئے (جس کو وہ اور ان کے داماد احمد مہبلہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں) ”تج ایک سال سے کچھ زیادہ گذر چکے ہیں“ (ص ۱۹)۔ معصوم ہوا کہ دعائے مرزا کو مرزائی لوگ اور خود مرزا صاحب مہبلہ سے تعبیر کرتے تھے نہ کہ مولانا ثناء اللہ صاحب جیسا کہ اگلے پیرا گراف میں ثابت کیا جاتا ہے۔ بحون اللہ وفضلہ۔

(۳) مہبلہ بر وزن مفاعلہ ہے جو ایک جانب سے بھی ہوتا ہے جیسے ”عاقبت العس“ (میں نے چور کو سزا دی) مشہور مثال ہے۔ اسی بناء پر خود مرزا صاحب نے کئی ایک طرفہ دعاؤں کو مہبلہ سے تعبیر کیا ہے ملاحظہ ہو۔

لف مولوی غلام دہلگیر مرحوم تصوری نے مرزا صاحب کے حق میں دعا کی تھی کہ ”یا ملک الملک“ مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو توبۃ النصوح کی توفیق رفیق فرما اور سر یہ مقدر نہیں تو ان کو مورد اس تبت قرآنی کا بناؤ **فَقُطِعْ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا** (فتح رحمانی (ص ۲۶-۲۷))۔ اس دعا کو مرزا صاحب نے مہبلہ سے تعبیر کیا ہے، چنانچہ ((ھیتہ لوتی)) (ص ۲۲۸) (۱) میں لکھتے ہیں۔

”مولوی غلام دہلگیر تصوری نے اپنے طور پر مجھ سے مہبلہ کیا“ الخ۔

ب اسی طرح مرزا صاحب نے مولانا محمد حسین صاحب مرحوم بنالوی کے لئے دعا کی جیسا کہ اپنے اشتہار مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں لکھتے ہیں۔

”میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ مجھ میں اور محمد حسین میں تب فیصدہ رہے۔“ پھر اسی یک طرفہ دعا کو مرزا صاحب نے مہبلہ بھی کہا یا چنانچہ ((راز حقیقت)) میں لکھتے ہیں۔

”اس شہنشاہ کے نتیجے کے منتظر ہیں کہ جو ۲۱ نومبر ۱۸۹۵ء کو بطور مہبلہ شیخ محمد حسین مدعوئی اور اس کے دو رفیقوں کی نسبت شائع کیا گیا ہے“ (ص ۱) (۱)۔

(۴) عذر اول کے جواب میں مرزا صاحب کا ایک خط بنام مولانا ثناء اللہ صاحب خبر بدر سے نقل کیا گیا ہے اسی خط میں آگے یہ عبارت بھی مرقوم ہے۔

حضرت حمید اللہ (مرزا صاحب) کے قلب میں ایک دعا کی تحریک کر کے فیصلہ کا ایک در طریق اختیار کیا، اس واسطے مہبلہ کے ساتھ جو اور شرط تھے وہ سب کے سب بوجہ ناقرار پائے مہبلہ کے مضمون ہوئے۔ (اخبار بدر ۱۳ جون ۱۹۰۷ء)

لیجئے کتاب ((نبی مہتمم)) میں جو مہبلہ تحریر تھا وہ مضمون ہو گیا صرف دعا باقی رہ گئی۔

(۵) اسی ((اخبار بدر)) میں سوا دو ماہ کے بعد پھر ایک مضمون شائع ہوا جو فیصلہ

کن ہے، وہو هذا۔

حضرت اقدس مسیح موعود نے مدعوئی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ ”خری فیصلہ کے عنوان کا ایک اشتہار دے دیا جس میں محض دعا کے طور سے خدا سے فیصلہ چاہا گیا ہے نہ کہ مہبلہ کیا گیا ہے (اخبار بدر ۲۲ اگست ۱۹۰۷ء، ص ۸) (کالم اول)۔

(۶) اسی وجہ سے خلیفہ محمود نے (۲) ((تختہ الادب)) میں صاف صاف لکھ دیا۔

”اس دعا کو جو حضرت صاحب نے شائع کی تھی مہبلہ قرار دینا افتراء نہیں تو در کیا ہے؟“ (دیکھو (۸۰۳)، نمبر ۶، ۷، ماہ جون و جولائی ۱۹۰۸ء)۔

(۱) (روحانی خزائن) (۵۳، ۱۳)۔

(۲) مطبوعہ سندھ میں یہاں پر اپنی طاقت کے بعد ”عبرت و نداء“ جس وجہ سے محمد اللہ نے اپنے مہبلہ حذف کر دیا ہے، اور پھر ”کے آخر میں کتاب ((تختہ الادب)) کا رد و صحیح مرقوم کیا ہے۔ (خلیفہ محمود) یہاں ”عذر اول“ کا جائز نہیں تھا۔

ب کہاں ہیں، ہماری ٹریکٹ نوٹس 'مرقومہ' یا تحریروں کو نکھیں کھول کر پڑھیں۔
 نوٹ ٹریکٹ مذکور کے (ص ۸) پر ایک نوٹ دیا گیا ہے کہ "موسوی ثناء اللہ صاحب وراس کے ہمنوا کبھی اس آخری فیصلہ کو مبطلہ کہتے ہیں کبھی دعا اور کبھی پیشین گوئی۔"
 ہماری اوپر کی تحریر میں مذکور سوم کے نمبر (۵) اور مذکور چارم کے نمبر (۳) انٹ اور ب کو دوبارہ پڑھ کر انصاف کیجئے کہ خود مرزا صاحب اپنی دعا کو کبھی مبطلہ کہتے ہیں کبھی دعا اور کبھی پیشین گوئی۔ نہ کہ مولانا ثناء اللہ صاحب اور ان کے ہمنوا۔ (۱) پر شکوہ قوامین للہ شہداء بالفسطاط (۲)۔

پانچواں عذر:

جب تمام معذروں کا مرزائی مسلت سے مسکت جواب دے دیا جاتا ہے تو آخر میں ایک دھیمی سی آواز کانوں میں یہ بتی ہے کہ "کچھ بھی کہو مولوی ثناء اللہ صاحب خوف زدہ تو ضرور ہی ہو گئے تھے۔"

جواب دہیں چہ شک؟ جب ہی تو مولانا ثناء اللہ صاحب نے اخبار احمدیٹ کو مرزائی مشن کی تردید کے لئے کافی نہ جان کر یکم جون ۱۹۰۷ء سے ایک انگ پرچہ ماہوار ((مرقع قادیانی)) کے نام سے جاری کر دیا تھا جو مرزا صاحب کی موت کے بعد تک جاری رہا اور اس پرچہ میں بڑے زور شور سے مرزا صاحب کے جوابات شائع ہوتے رہے اگر اسی کا نام "خوف" ہے تو ہم بھی صاف کرتے ہیں۔

خدا صہ مرام! تکہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے آخری فیصلہ والے اشتہار کی بابت جتنے عذر اور بہانے کئے جاتے ہیں وہ پاؤں ہوا ہیں۔ مرزا صاحب کی دعا قبول ہو چکی تھی اور مئی ۱۹۰۸ء

(۱) یہ ایک اور ٹریکٹ نے شمس میں مرقومے (۵۰ الف)

(۲) مکتبہ ۸۔

میں دنیا سے بچنے کے لیے کامشاہدہ بھی کرایا، و نعم ما قیل۔

گفت میر و آنکہ کاذب پیشتر در کذب کامل بود اول مردہ شد (۱)

تمام شد

۸ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ

انجمن اشاعت اسلام کے سلسلہ تبلیغ و دعوت

کا

ٹریکٹ نمبر (۵)

مولوی غلام احمد صاحب قادیانی

کے

بعض جوابات پر ایک نظر

تالیف

محدث علامہ شیخ محمد ابوالقاسم سیف بن محمد سعید ناری

تحقیق و تعلیق

عبد الاحد احسن جمیل آل عبد الرحمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحمدہ و نستعینہ و نصلی و سلمہ علی سیدہ لایبہ و حاتمہ و سرسین

و علی آلہ مطہرین و علی صحبہ اہل بیت علیہم السلام

مولوی محمد ابراہیم صاحب خطیب مسجد شری نے قادیانی حضرات سے کچھ سوالات کئے تھے، مولوی غلام احمد صاحب کی طرف سے ان کا جواب شائع ہو ہے، ہم نے بھی دیکھا کیا کہتے ہیں۔

نہ فرق تا بقدم ہر کئی مکرّم کرمہ دامن دل می کشد کہ جا بجا بست (۱)

جن مسائل پر اس جواب میں مولوی غلام احمد صاحب نے غٹگو کی ہے ان پر ہماری انجمن کے بعض زیر تالیف و تالیف رسائل میں سیر حاصل بحثیں کی گئی ہیں، اور ان شاء اللہ عن قریب یہ سلسلہ رسائل قارئین کے ہاتھوں میں ہوگا۔ مگر پھر بھی جی چاہا کہ اس کے ایک حصہ پر ایک سرسری نظر ڈال دی جائے۔ نتیجہ اب قارئین کے پیش نگاہ ہے، بقیدہ رسائل پر مولوی محمد ابراہیم صاحب تو روشنی ڈالیں گے ہی، مگر ہمارے رسائل بھی ان شاء اللہ بہت جداس دم مزدیر و تلمیس کا تار تار بکھیر کر رکھ دیں گے۔ جو مسئلوں کو ان کے دین متین سے برگشتہ و منحرف کرنے کے لئے آج کل بچھایا جا رہا ہے۔ وہ توفیقہ الہیہ اللہ۔

اس سرسری نظر سے مولوی غلام احمد صاحب کی راستبازی و دیانت داری کا اندازہ قارئین کرام کریں گے۔ اور اس طرح انہیں ان مولوی صاحب کے دوسرے دعووں کا وزن بھی اجماعاً معلوم ہو جائے گا ان شاء اللہ۔

اب مولوی غلام احمد صاحب کے جوابات بھی ملاحظہ ہوں اور ہماری گزارشیں:-

(۱) ترجمہ سرے تک جہاں نہیں ملتا ہوتا ہوں کرمہ (۱) دامن دامن بچھتا ہے کہ وہ جمد ہے۔

جواب سوال اول:-

سوں نہایت صاف تھا، جو مسلمان میرزا غلام احمد بن حکیم غلام مرتضیٰ قادیانی گورو سپہوری پنجابی کو مسیح، اور مہدی نہیں جانتا، جو مسلمان میرزا غلام احمد بن میرزا غلام مرتضیٰ قادیانی گورو اس پوری پنجابی کو ان کے دعوائے نبوت و رسالت، مسیحیت و مہدییت میں جھوٹا، اور خداع جانتا ہے، اس کو آپ احمدی یا قادیانی یا میرزائی حضرات مسلمان جانتے ہیں، یا نہیں؟ جو ب میں مولوی غلام احمد صاحب ہاں کہتے یا نا، مگر اس صاف گوئی پہ کیسے اتر آتے؟ بھی تو مسلمانوں کو پرچا نا ہے، وہ میں آلیں تو ان سے نبوت مرزا بھی منوائی جائے، ورساری دنیا کے کلمہ گو، آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین جاننے والے، اور ان کی حرمت پر جان چھڑکنے والے مسلمانوں کو کافر بھی کہہ دیا جائے، ابھی تو تھی میں چپڑی باتیں کرتا ہے۔

مولوی غلام احمد صاحب یہ ایچ پی ٹھیک نہیں، سول شخصیت کا ہے، سوال میرزا غلام احمد کا ہے، ان کو اپنے دعووں میں جھوٹا جاننے والا، مسلمان باقی رہ جاتا ہے یا نہیں؟ سوال باقی ہے جواب نہیں ہوا۔

جواب سوال (۲) یہاں بھی وہی ایچ و فم، حضرت صاف صاف فرمائیے یوں کہیے کہ مرزا غلام احمد صاحب کو جو کوئی صرف مجدد یا بزرگ کہے، نبی اور رسول مسیح اور مہدی نہ پکارے تو وہ کافر ہے، اب چاہے عرب و عجم، نہیں سارے جہاں کے مسلمان کافر ہو جائیں، جواب یہ ہونا چاہئے تھا، مگر ایچ پی خمیر بن چکا ہے تو سیدھی باتیں کیوں کر ہوں، یقین ہے اب کی جواب صاف ملے گا، جواب صاف مل لے تو چھ اور گزارش ہو۔

سوال (۳) کا جواب:-

مولوی غلام احمد صاحب کو آنحضرت کا خاتم النبیین ہونا تسلیم ہے، مگر وہ معنی جو آج

کل کے امام مسلمان خاتم النبیین کے کرتے ہیں، وہ ان کے نزدیک غلط ہیں، وہ نہ قطعی ہیں نہ اجماعی اور نہ کسی مستند عالم کے بتائے ہوئے۔ مولوی خدام احمد صاحب کا یہ فقرہ۔ ”جو آج کل کے امام مسلمان کرتے ہیں“ داؤد طلب ہے۔ ان کے اور ان کے اس نبی میرزا غلام احمد صاحب کے سوا اس عہد کے تمام جہانے اسلام ”عوام“ کی صف میں گھرے کر دیئے جانے کے قابل ہیں:

براہیک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے تمہیں بتاؤ۔۔۔ یہ انداز گفتگو کیا ہے؟
جواب میں ہم گزارش کریں گے کہ جناب کا یہ فتویٰ غلط ہے دوسرا سنا سن لیا کیا خوب ہوتا اگر آپ نے اس ”مقبوم عوام“ کی تصریح بھی فرمادی ہوتی انا بجا مجال سخن باقی رکھنے کا ایک پہلو نکال دیتا ہے، درست ہے۔

بات وہ کر کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

خیر مسلمانوں کا عقیدہ ہم ہی عرض کئے دیتے ہیں۔ صدراں سے لے کر تک تمام جہانے اہل السنۃ و الجماعۃ سرور کائنات روضۃ عالمین ﷺ کو اس معنی میں خاتم النبیین جانتے اور مانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ مسند رسالت کے حلقہ آخرین ہیں وراہیان نبوت کی خشت ”پیشیں“، ان پر نبوت اور رسالت ختم ہوئی اور رسالت ان کے بعد قیامت تک کے لئے مسدود ہو گیا۔ اب نہ کوئی مستقل اور دارائے شریعت نبی مبعوث ہوگا اور نہ کوئی غیر مستقل یا بقول قادیانی صاحبوں کے غلط، بروزی، نبی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اپنی پہلی نبوت کے ساتھ ظاہر ہوں گے مگر چرخی کریں گے شریعت محمدیہ کی۔

مولوی خدام احمد صاحب کی جسارت داؤد طلب ہے، فرماتے ہیں خاتم النبیین کے یہ معنی قطعی نہیں! ہم گزارش کریں گے مولوی صاحب خوف خدا کر دے۔ خود رسوں ﷺ نے

خاتم النبیین کے یہی معنی بتائے ہیں۔ اور اس باب میں جو حدیثیں **نخضر** **صلی اللہ علیہ وسلم** سے مروی ہیں وہ حد تو اتار تک پہنچ چکی ہیں اب اور قطعی کے معنی کیا ہوں گے۔ حافظ ابن حرم اندلسی اپنی بلند پایہ کتاب **((مل و نعل))** (۱/۷۷) میں فرماتے ہیں۔

”وقد صح عن رسولہ **صلی اللہ علیہ وسلم** کثوف سی بعد سونہ و بعد علامہ و کعبہ **صلی اللہ علیہ وسلم** لاسی بعدہ“ (۱)۔ جس طرح ایک جم غفیر نے **نخضر** کی نبوت کی خبر، **نخضر** کے معجزات و دلائل نبوت اور **نخضر** کی لائی ہوئی کتاب (قرآن) ہم تک پہنچائی ہے اسی طرح تنبیہ بڑی جماعت نے **نخضر** کی یہ حدیث بھی ہم تک پہنچائی ہے کہ **نخضر** کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ایسا گرامی قدر امام حدیث لکھتا ہے۔

”وحدیث وردت لأحدیث السوانة عن رسولہ **صلی اللہ علیہ وسلم** من حدیث جماعۃ من أصحابہ رضی اللہ عنہم“ (تفسیر ابن کثیر (۸/۸۹) (۲)۔

اور (ختم نبوت کے) اسی معنی کی تائید **نخضر** **صلی اللہ علیہ وسلم** کی حدیث متواترہ سے ہوتی ہے جن کو صحابی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

عبدالعزیز سید محمود شکاری آلوی فرماتے ہیں۔ ”و کعبہ **صلی اللہ علیہ وسلم** حسانہ لیسین ممنا صفت بہ سکاب و صدع بہ سہ و اجمع عنہ لامة“ (۳)۔ اور **نخضر** **صلی اللہ علیہ وسلم** کا خاتم النبیین ہونا، اس کی شہادت قرآن نے دی۔ اس کا اعلان احادیث نبویہ نے کیا، اور (بات آخر) اسی پر امت محمدیہ کا اجماع ہو گیا۔“

اب وہ حدیثیں کیا ہیں جن میں خاتم النبیین کے معنی بیان ہوئے ہیں؟ مولوی خدام

(۱) انصاری بیہقی و آل احمد و ابن کثیر (۱/۷۷-۷۸)۔

(۲) تفسیر ابن کثیر (۸/۸۹) مع تحقیق علامہ۔ (۳) ابن کثیر در تفسیر (۱/۲۱۹)۔

احمد صاحب اور ان کے ہم فوائسٹ اور راستبازی کے ساتھ ان کے معافی پر غور کریں۔

(۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ”اللہ کے جو نبی مجھ سے پہلے آئے ان کے ساتھ میری مثال ملے گی جیسے کسی نے کوئی محل تعمیر کیا ہو اور اس کی خوبی و زیادتیاں کا بھی خیال رکھا ہو، مگر اس کا کوئی ایک گوشہ ایسا ہو جو ایک اینٹ بغیر تمام مرہ گیا ہو، لوگ اس کے اس محل کو دیکھتے اور اس کی خوبی پر عیش عیش کرتے ہوں مگر کہتے ہوں یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی، (یہ اینٹ میری نبوت سے رکھی) اور میں خاتم النبیین ہوں۔“ (ردہ اخباری رحمہ اللہ و مسلم رحمہ اللہ و احمد رحمہ اللہ) (۱)۔

یہی روایت دوسرے الفاظ کے ساتھ ((کنز العمال)) میں ابن عباس (۲) سے یوں آئی۔ ”اس اینٹ کی جگہ میں ہی نے پر کی، اور میری نبی بعثت سے نبوت کا یہ محل اتمام کو پہنچا، اور مجھ پر رسولوں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔“

شیخین (بنی رسی و مسلم) (۳) نے یہی حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یوں بھی روایت کی ہے۔ ”یہ محل خوب تعمیر ہوا، مگر اس ایک اینٹ کے بغیر تمام رہا، جس (یہ جگہ میں نے پر کی) اور نبیا، کا سلسلہ مجھ پر ختم ہو گیا۔“

(۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔ ”نبی اسرائیل کی سیاست و تدبیر کا کام انبیاء کے ہاتھوں انجام پاتا تھا، جب کوئی نبی مر جاتا اس کی جانشینی دوسرے نبی کو ملتی، مگر میرے بعد

(۱) صحیح بخاری کتاب المناقب باب عام فیہم منہم حدیث ۳۵۳۵، صحیح مسلم کتاب القہال باب من روى عنہ رحمہ اللہ خاتم النبیین حدیث ۲۳۸۰ و سنن احمد (۸۸/۱۵) حدیث ۹۱۲۸۔

(۲) مختصر تاریخ دمشق، ابن منکثر (۷/۲۴۲) الشیخ ابن جریر ۹۹۲، مسند ابو ر (۱۳۴/۲) حدیث ۵۰۶، مسند شاہین و طبری (۱۷۵/۳) حدیث ۶۱۲۰۳۷ حدیث ابن سعد کے ہے۔

(۳) صحیح بخاری کتاب المناقب باب من روى عنہم رحمہم اللہ حدیث ۳۵۳۵، صحیح مسلم کتاب القہال باب من روى عنہ رحمہ اللہ خاتم النبیین حدیث ۲۳۸۰۔

کوئی نبی نہیں، میرے جانشین خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے“ لحدیث۔ (رواہ البخاری و مسلم و احمد رحمہم اللہ) (۱)۔

اس روایت میں چند باتیں خاص طور پر قابلِ لحاظ ہیں۔

اول یہ کہ نبیاء بنی اسرائیل کے ذکر کے بعد آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا ”واہ لا بسی بعدی“ (اور میرے بعد کوئی نبی نہیں) اس بات پر کھلی ہوئی اور قاطع دلیل ہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی غیر مستقل یا غیر شرعی نبی بھی نہ آئے گا۔ اس لئے کہ انبیاء بنی اسرائیل جو تدبیر و سیاست اور اعلیٰ نبیوں کی جانشینی کے لئے ظہور فرمایا کرتے تھے وہ مستقل و صاحب کتاب و شریعت انبیاء نہیں ہوا کرتے تھے۔

دوم یہ کہ یہاں سرور کائنات ﷺ نے اپنی امت کا وہ شرف بھی بتا دیا جس میں وہ اپنا کوئی ہم سر نہیں رکھتی اور وہ شرف یہ ہے کہ اس کے خلفاء انبیاء بنی اسرائیل کا منصب رکھیں گے، اور ان سے تدبیر و سیاست کی وہی خدمت بروئے کار آئے گی جو انبیاء بنی اسرائیل انجام دیا کرتے تھے۔

سوم یہ کہ اس حدیث میں ”آنحضرت ﷺ کا“ لا بسی بعدی“ کے فقرہ پر اکتفا نہ فرمانا اور ”سب کو۔۔۔ خدما“ ”بڑھا دینا ایک اور نکتہ پر توجہ کے لئے بھی تھا، اور وہ نکتہ یہ تھا کہ شریعت محمدیہ سے دین الہی کی تکمیل کر دی ہے۔ اور اس کا صحیفہ (قرآن حکیم) صحفِ سماوی میں مکمل ترین صحیفہ ہے، اور یہ وہ صحیفہ ہے جس کی حفاظت و نگہداشت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے اپنے اہل بیت پر لے لی ہے، اب اس میں کسی طرح کی تحریف یا کمی بیشی کبھی راہ نہ پائے گی۔ پس جب ایسا ہے تو انبیاء کے ظہور کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے اور اس لئے میرے بعد اس شریعت کی اقامت اور میری امت کی تدبیر و سیاست کے لئے خلفاء میرے جانشین

(۱) صحیح بخاری کتاب النبی، حدیث ۱۰۱۱، باب ۱۰، علی بن ابی ہاشم حدیث ۵۵۴۴، صحیح مسلم کتاب النبی، باب ۱۰، حدیث ۱۸۴۳، مسند احمد (۳/۳۴۰)، حدیث ۹۶۰۔

ہوں گے انبیاء مبعوث نہ ہوں گے۔

(۳) غزوہ تبوک کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے جب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اپنا جانشین بنا کر مدینہ میں چھوڑنا چاہا تو وہ کچھ طویل نظر نہ آئے، اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔
”علی تم کو یہ بات خوش نہیں آتی کہ تم جانشین موسیٰ، ہارون (علیہما السلام) کی طرح میرے جانشین ہو“ (ہاں تم میں اور ہارون میں اتنا فرق ہوگا کہ) میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔“
(رواہ البخاری و مسلم) (۱)۔

اس حدیث میں یہ بھی بات قابلِ ملاحظہ ہے کہ ہارون علیہ السلام کوئی صاحبِ شریعت اور مستقل نبی نہ تھے۔ ان کی جانشینی موسیٰ کے ذکر کے بعد آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، اس بات پر ناقابلِ قطع دلیل ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ہارون علیہ السلام ایسا غیر مستقل اور غیر بشری نبی بھی نہ آئے گا۔

مسلم (۲) کی ایک روایت میں ”لا انا ولا سیدہ بعدی“ بھی آیا ہے، (ہاں فضل علی رضی اللہ عنہ) معنی یہ ہوئے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد ہر طرح و ہر نوع کی نبوت کی نفی فرمادی، وہ مستقل ہو یا غیر مستقل، بشری ہو یا غیر بشری، یا بقول قادیانی صاحبوں کے ظنی و بروزی۔

(۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔ ”لوگو! یقین کرو (اب) نبوت سے کوئی حصہ باقی نہ رہا، سو خوشخبریوں کے“ (رواہ البخاری و مسلم) (۳)۔ یہی روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی

(۱) صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ تبوک، حدیث ۴۴۶۶ صحیح مسلم، کتاب المنازل، باب منال علی سبیل، حدیث ۲۴۰۴۔
طاب رمی اللہ عنہ، حدیث ۲۴۰۴۔

(۲) صحیح مسلم، کتاب المنازل، باب منال علی سبیل، حدیث ۲۴۰۳۔

(۳) صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب اسرار، حدیث ۶۹۹۰، صحیح مسلم، کتاب المنازل، باب منال علی سبیل، حدیث ۲۴۱۵۔

اللہ عنہا سے بھی تئی ہے، دو فرماتی ہیں، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہ باقی رہا آپ کے بعد نبوت سے کوئی جز، یہ حصہ، سوا خوشخبریوں کے۔ لوگوں نے پوچھا حضور یہ خوشخبریاں کیا ہیں؟ تو فرمایا ”چھ خواب جو مسلمان دیکھے یا اسے دھایا جائے“ (کنز العمال بروایہ، احمد و اخطیب) (۱)۔
اس حدیث صحیح نے بھی صاف صاف بتا دیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کسی شکل و صورت میں باقی نہ رہی، ہاں اس کا چھیا لیسواں حصہ (اچھے خواب) ضرور باقی رہا، مگر اس چھیا لیسویں حصہ (اچھے خواب) کو نبوت سے کیوں ترتیب دیا جاسکتا ہے، اس کا باب ہر مسلمان کے لئے کھلا ہوا ہے۔

(۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔ ”یقین کرو کہ رسالت و نبوت منقطع ہو چکی، اب نہ کوئی رسول میرے بعد آئے گا اور نہ کوئی نبی“ (رواہ الترمذی، وقاس ہذا حدیث صحیح) (۲)۔
یہ حدیث بھی اس بات پر نص قاطع ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبوت خواہ وہ کیسی ہی ہونہ آئے گی۔

(۶) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔ ”اے ابوذر اسب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام ہیں، اور سب سے آخر (پچھلے) محمد ﷺ۔“ (رواہ ابن حبان فی صحیحہ) (۳)۔
موسوی تمام حصہ صاحب فرمائیے خاتم النبیین کے وہی معنی خود سرور ﷺ ہیں فرما رہے ہیں یا نہیں ”جو“ کی کل عام مسلمان کرتے ہیں؟ کہیں ظلی و بروزی نبی کے ظہور کی گنجائش باقی رکھی؟

(۱) مسند احمد ۱/۴۳۳، حدیث ۳۴۹۷۶، اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(۲) غنی ترمذی، باب اول، باب وصیت لہم، تہذیب البیہ، حدیث ۲۴۷۲، مسند احمد (۳۶۶۰)، حدیث ۳۸۴۳ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(۳) بیہقی بن حبان (۶/۷۲)، حدیث ۱۰۳۹، اس حدیث کی سند صحیفہ جہا ہے، اس میں ایک روایت اور یہ ہے جس میں مامد مشقی سے اس کو ادا کرتے کذاب قادیانیوں سے، میں (الخرج والتحدیل) اس میں ابن حاتم (۲/۴۲۲) (۴)۔

اور یہ ”مظنی و بدروزی“ کا قصہ تو ناحق آپ لوگ سمجھنا آرتے ہیں۔ میرزا غلام احمد صاحب تو کسی نبی کا ”سامیہ“ یا ”بروز“ ہونا قبول نہیں کرتے، وہ تو صاف صاف اور عاصیہ اک مستقل اور صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس ”علل و بدروز“ کے جعل و فریب سے کیا حاصل؟ مولوی غلام احمد صاحب نے فرمایا یہ معنی خاتم النبیین کے اجماعی نہیں، ان حدیث نبویہ کے ہوتے نقل جماع کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی مگر ”تا بنی نہ“ وان بات پوری کر دینے کی غرض سے ہم مت کا اجماع بھی اس خصوص میں نقل کئے دیتے ہیں۔

حافظ ابن حزمہ اور حدیث العراق کی شہادتیں ہم اوپر نقل کر آئے ہیں۔ چند درود قیام شہادتیں ملاحظہ ہوں۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ اپنی مشہور تالیف شفا (۱) میں لکھتے ہیں۔

”اب جو کوئی اپنے لئے دعوائے نبوت کرے، یا فلسفوں و درغالی صوفیوں کی طرح ریاضت و مجاہدہ کے ذریعہ نبوت کا اکتساب یا اس رتبہ بلند تک پہنچنا ممکن بتائے، یا اس بات کا دعویٰ کرے کہ اس پر وحی الہی نازل ہوتی ہے، اگرچہ یہ شخص دعوائے نبوت نہ کرتا ہو۔۔۔ تو یہ سب کافر ہیں۔۔۔ اور (خاتم بدین) محمد ﷺ کو جھٹلانے والے ہیں، اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے خبر دے دی ہے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا اور خدا کی طرف سے امت کو یہ بات بتلا دی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور سارے جہاں کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں، اور امت محمدیہ نے اس بات پر اجماع کر لیا ہے کہ ان احادیث و روایت کا دل کسر زُسلو اللہ و حاتم النبیین سے وہی معنی مراد لئے جائیں گے جو بظاہر ان سے سمجھے جاتے ہیں، اور جو معنی سمجھے جاتے ہیں وہی مراد (الہی) بھی ہیں، کسی طرح کی کوئی تاویل یا

تخصیص چار نہیں، پس ان تین مولوگوں کے (جو نبوت کا دعویٰ کریں، یا اسے اکتسابی بتائیں یا اپنے تئیں مہبط وحی الہی جانیں، اگرچہ دعویٰ نبوت نہ ہوں۔۔۔) کفر میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں۔ ان کا کفر قطعی، اجماعاً، نیز احادیث کی رو سے ثابت ہے“ (ج ۲/۲۷۰-۲۷۱)۔

جیہ لا اسلام، مغز لی اپنی کتاب ((الاقتصاد)) (۱) میں لکھتے ہیں۔

امت محمدیہ نے اس لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھ لیا کہ ”حضرت ﷺ کے بعد بقیہ امت تک نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی رسول، اس میں کسی طرح کے چون و چرا یا تخصیص کی مطلق گنجائش نہیں، (یعنی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مستقل نبی نہ آئیں گے، مگر غیر مستقل یا مطلق و بروزی“ نبیوں کے آنے کی گنجائش باقی ہے)

اس باب میں چون و چرا یا تخصیص کرنے والا قطعاً کافر ہے اس لئے کہ وہ اس صریح آیت قرآنی کو جھٹا رہا ہے، اس آیت قرآنی: ﴿وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ﴾ کی نسبت تو امت محمدیہ کا اجماع ہو چکا ہے کہ نہ تو اس کے مفہوم و معنی میں کسی طرح کی تاویل چار ہے اور نہ تخصیص۔“

اسی طرح کی واقع اور مستند شہادتیں اور بھی پیش کی جاسکتی ہیں جن سے یہ بات ”غیب نیمروز کی طرح روشن ہو جاتی کہ صدر اول سے لے کر آج تک امت کا اس بات پر اجماع رہا ہے کہ ”حضرت ﷺ اسی معنی میں خاتم النبیین ہیں جو بقول مولوی ندام احمد صاحب کے ”آج کل کے عام مسلمان“ کرتے ہیں۔

اب رہا مولوی ندام احمد صاحب کا یہ فرمانا کہ یہ ایک عامیانه معنی ہیں ”اہل سنت والجماعت کے کسی ایسے شخص کے بیان کردہ بھی نہیں جو اپنے زمانہ میں مشہور عالم اور اپنے

تقوے و علم مدنی میں مرجع انا مرہا بنو۔ سو اس بات کا جواب لکھنے سے بیشتر ہم ان سے اتنا پوچھیں گے کہ اے بندہ خدا، اتنا بڑا جھوٹ لکھ رخصت خد میں شائع کرتے آپ کو مطلق شرم نہ آتی؟ آپ کا جہاد اور آپ کی تبلیغ، یہ سب کچھ جھوٹ اور فریب کی راہ میں ہے؟

مولوی صاحب آپ نے اپنی پندار میں "شیرت"، "تقویٰ"، "علم مدنی" اور "مرجعیت" کی قید بڑھا کر گویا خلق خدا کی آنکھوں میں خاک جھونک دی۔

لوگو! ذرا ان مولوی صاحب کی دلیری اور بے جگری دیکھا، کیسی جسارت ہے اور کیسی جرأت! فرماتے ہیں اور پھر کس انداز سے فرماتے ہیں۔

"قرآن و حدیث میں یہ الفاظ آنحضرت ﷺ کی مدح میں درو ہیں۔"

مولوی صاحب ایہ الفاظ ایک بڑی ہی مبہم بالشان دینی حقیقت کے اعلان کے لئے بولے گئے ہیں، محض مدح و ستائش اس سے مقصود نہیں۔ آپ ان کو مدح کے الفاظ بتا کر مت بیضا، کے اس اصل عظیم سے مسلمانوں کو برشتہ و منحرف دیکھنا چاہتے ہیں جس نے آج تک سے بہت سے جہاں آشوب فتنوں سے بچائے رکھا ہے، جسے گلی آسمانی کتابوں نے بھی اس شریعت غراہ کا طغرائے امتیاز بتایا ہے، مگر آپ اس بہادارے میں نہ رہیں، مسلمان جب تک مسلمان ہے اس پر یہ فریب نہیں چل سکتا۔

کیوں مولوی صاحب، رسول اللہ ﷺ کے جانشین اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے نزدیک کوئی مستند عالم دین ہیں یا نہیں؟ وہ تو خاتم النبیین کے وہی "معنی" کرتے ہیں "جو تکمل کے عام مسلمان کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں "قد یقطع لہ وحی وسم سیدیں و یقطع وناحی"؟ وحی منقطع ہو چکی، دین اسکی مکمل ہو چکا، کیا یہ میری زندگی ہی میں نقصان پذیر ہوگا؟ (میری زندگی پھر کس دین اسلام کے کام آئے گی؟) (روہ

اسلمانی ہند، انھض، ومعادہ فی الصحیحین، وکد فی لریض اسطرۃ منطری،
وتاریخ الخلفاء للسیوطی (۱)۔

”نخضر رحمۃ اللہ علیہ کے وصال (۲) کے موقعہ پر فرمایا ”یسوء صدق نوحی ومن
عند اللہ عروجل الکلام“ (رواہ ابواسامیٰ علیٰ الروی فی، رائل اتوحید (کنز العمال (ج
۵، ۴۵۰)) (۳)۔

”جوحی کا، می ہم سے منقطع ہوئی، اور اللہ تعالیٰ کا کلام ہم سے رک گیا۔

ایک بار حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما امام امین
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملنے کے لئے آئے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کے ہمراہ
تھے، ام امین ان صاحبوں کو دیکھ کر رونے لگیں، ان صاحبوں نے سمجھا یا کہ م یمن رونے کا
کیا مقام ہے، ”نخضر رحمۃ اللہ علیہ کیسے وہی بہتر تھا جو اللہ تعالیٰ کے یہاں آپ کے لئے مقدر
تھا۔ اس پر اس نیک بی بی نے کہا ”یہ تو میں بھی جانتی ہوں، مجھے تو رونا س بات پر آیا کہ
”نخضر رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے ساتھ جوحی آسمانی ہم سے منقطع ہو گئی“۔ اس پر ان بزرگوں
کی آنکھیں بھی اشکبار ہو گئیں۔ (کنز العمال (ج ۴، ۲۸۸)، صحیح مسلم (ج ۲، ۲۹)) (۴)۔

موسوی خدام احمد صاحب فرمائیں۔ صدیق اکبر، فاروق عظیم، خادموں، اور ام

(۱) یامں النضرۃ (۱۷۷)، میں یہ عبارت میں میں موجود ہے، انھیں مجھے یہ اثر ((جامع و صوں)) (۶۰۵/۸)،
حدیث ۶۴۲۶ کے علاوہ کئی کئی مل کا۔ بہت قصے کہ جس نے تحقیق میں عث انقیض کا حق دار ہے کہ اس بلک ایسا
ہی ہے۔ تو اس مقام پر کچھ محدود کچھ رد کر کے کام لیا جائے۔ اللہ اعلم

(۲) یہاں وصال کا غلط وقت لکے گئے ہیں۔ چنانچہ غلط کا استہواں رے سے پتہ چلا دیا جاتا ہے۔

(۳) الاربعوں فی، رائل اتوحید، عربی (۱۸۷/۱)، حدیث ۳۵۔

(۴) صحیح مسلم کتاب فضائل اصحاب باب من فضل ام امین رضی اللہ عنہا، حدیث ۲۴۵۴۔

ایمن کا زہد و تقویٰ، علم و کمال، قابل اعتماد ہے یا نہیں؟۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اور اسمائے گرامی بھی اس باب میں لئے جاسکتے ہیں، مگر بہ نسبت اختصار ان کو ہم یہاں نہیں لکھتے، انجمن کے ٹریک "ختم نبوت اور میرزا احمد احمد قادیانی" کا انتظار کیجیے۔

امیر المومنین فی الحدیث امام اہل السنن محمد بن اسماعیل السیاری، علم الحدیث امام مسلم، امام اہل السنۃ امام حمد بن ضہل، امام دارالبحرۃ امام مالک بن انس وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی نسبت مولوی غلام احمد صاحب کا کیا فتویٰ ہے؟ ان بزرگوں کو دعا کی صف میں جگہ ملے گی، یہ (خاکہ بدین) عوام کی بھیڑ میں؟

پھر امام ابو جعفر محمد بن جریر حسری، حافظ ابن حجر، حافظ ابن کثیر، حافظ قسطلانی، شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم، حجت الاسلام امام غزالی، قاضی عیاض صاحب شفا، حافظ ابن حزم ندلسی، عارف باللہ شیخ عبدالغنی نابلسی وغیرہم کی نسبت کیا ارشاد ہے؟ کیا ان کو بھی طبقہ عوام میں رکھا جائے گا یا منہ علم تک لائے جانے کی اجازت ہوگی؟

اللہ اللہ، ان میں سے ہر شخص اپنے زمانہ کا صاحب اور ملک علم و مکمل، صدر نشین بزم ایتقان و معرفت، "یہ ورع و تقویٰ، خزانہ علوم کتاب و سنت اور امیر المومنین حفظ و نقد تھا، ہم اختلاف امت و پچارگان دورہ آخر تو ان ائمہ دین و کاملین علوم کی خدمات جلیلہ علم و دین کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ ان کی نسبت بھی مولوی غلام احمد صاحب "عام مسلمان" فرمادیں تو بس ان اللہ و نا الیہ راجعون پڑھئے اور چپ ہو رہئے۔

ان تمام بزرگوں کی تصریحات اگر نقل کی جائیں تو ان کے لئے ایک دفتر مطلوب ہوگا، مگر ان کو ہم بالکل نظر انداز کر جانا بھی نہیں چاہتے۔ حافظ ابن کثیر، حافظ ابن حزم، قاضی

عیاض، امام غزالی رحمہ اللہ، جمعین کی تصریحات آپ کی نظر سے گزر چکی ہیں۔

حافظ بن تیمیہ رحمہ اللہ ((اغرقان بین الاولیاء الرحمن والیاء الشیطان)) (۱) میں

فرماتے ہیں:-

”اگلی امتیں محدثیں (وہ لوگ جن کو خدا شرف اللہ وکلام بخشا ہے اگرچہ وہ نبی نہیں ہوتے) کی محتاج تھیں، مگر امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے طفیل ان سے بھی بے نیاز فرما دیا۔“ آنحضرت ﷺ کے بعد نہ یہ امت کسی نبی کی حاجت مند رہی اور نہ کسی محدث کی، وہ ساری بزرگیاں، علوم اور نیوکاریاں اگلے انبیاء میں پھیل ہوئی تھیں محمد رسول اللہ ﷺ میں جمع کر دیں۔“

اے تو مجموعہ خوبی بچہ نامت خوانم (۲)

شیخ عبد الغنی نابلسی ((شرح فصوص الحکم)) میں فرماتے ہیں:-

”اور کچھ شک نہیں کہ نبوت و رسالت اپنی تمام شکلوں اور صورتوں میں ہمارے نبی

ﷺ پر ختم ہو گئی، اب قیامت تک کسی کو نبوت یا رسالت نہ ملے گی“ (۳)۔

شیخ موصوف اپنی تالیف ((شرح فراید)) میں لکھتے ہیں ”قرآن مجید نے تصریح

فرمادی کہ ”آنحضرت ﷺ خاتم النبیین اور خرامرسلین ہیں۔“ اور امت کا اس بات پر اجماع

ہو گیا کہ یہ اغلاظ اپنے ظہر پر رکھے جائیں گے۔“ (ان میں کوئی تاویل و تخصیص وغیرہ جائز

نہ رکھی جائے گی)۔

امام المفسرین ابن جریر الطبری فرماتے ہیں ”و سکھ رسول اللہ وحامہ سبیں

(۲) اے خوبیاں سے مجموعے میں تجھے کیا نام دے۔

(۱) ص ۹۳۔

(۳) کسی ب۔ ((چہ حصص صلی علیہ وسلم)) (ص ۸۶)۔

مدی خصہ سمعہ مصعب عیہ، لا نصح لأحد بعده ذی قیام الساعة“ (تفسیر: (۱۱/۲۲))
(۱)۔ لیکن آنحضرت اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، وہ خاتم النبیین جن پر نبوت ختم ہوگئی، اور جن کے بعد اس پر میر گاہی گئی اب وہ آنحضرت کے بعد کسی کے لئے قیامت تک نہ کھلے گی۔

اب تو عابد مولوی غلام احمد صاحب یہ نہ فرمائیں گے کہ خاتم النبیین کے جو معنی آج کل کے عام مسلمان کرتے ہیں، وہ کسی مستند عالم اہل سنت والجماعت کے نہیں بیان کئے ہیں۔

جواب سول (۴) اس جواب میں تو مولوی غلام احمد صاحب نے قیامت ہی کر دی فرماتے ہیں ”جتنے مقامات پر قرآن حکیم یا احادیث نبویہ میں یہ الفاظ ”ختمہ سبی“ ”ور“ ”لا سبی بعدی“ ”آئے ہیں۔ اتنے ہی ان کے جدا جدا معانی ہیں“، بس انتہا ہوگئی۔ اب کتاب و سنت پر کس کو اعتماد رہے گا، جب اس کی پریشاں بیانی کا یہ حال ہے کہ ایک ہی لفظ اور یک ہی ترکیب اگر سو جگہ استعمال ہوئی ہے تو اس کے معانی بھی اتنے ہی ہیں درست ہے۔ جب تک کتاب و سنت کا سنگ گراں راہ سے نہ ہٹے گا میر غلام احمد صاحب اور ان کے مریدوں کے منصوبے بروئے کار کیوں کر آئیں گے؟

اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو، جعل و تحریف کی یہ پرخطر راہ اگر کھل گئی تو دین متین کو کہیں نہ نہ ملے گی، مگر یہ قیامت تک نہ ہوگا۔

﴿يَسْمُرُونَ لِطَمَؤُورِ اَنُورِ اللّٰهِ بِاَنُورِ اَهْلِهِمُ وَاللّٰهُ مُنْمُورٌ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾ (۴)۔

اس جواب میں اک اور قیامت کی، جناب مجاہد فرماتے ہیں ”ہم حدی ہی معنی مراد لیتے ہیں جو آنحضرت ﷺ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، در اولیاء امت نے بیان فرمائے ہیں۔“

موسوی غلام احمد صاحب آپ کی بے جگری کی جس قدر داد دی جائے کم ہے۔
قارئین کرام! آپ نے آنحضرت ﷺ کے بتائے ہوئے معنی تو سن لئے یہ چند
حدیثیں جو نقل ہوئیں خاتم النبیین کے معنی بتانے میں تپتی روشن ہیں، حدیثیں اور بھی ہیں مگر
اختصار منظور تھا، انہی پر اکتفا کیا گیا۔

صحیحہ رسول ﷺ نے خاتم النبیین کے جو معنی سمجھے وہ بھی مذکور ہوئے، مسیہ، اسوۂ
عسی، طلحہ کے قصے بھی گوش زد ہوں گے، مسیہ نے تو قیامت کر دی تھی، اذانوں میں بڑی
بلند آہنگی سے پکراتا "احمد ان محمد رسول اللہ"، مستقل نبوت کا کبھی دعویٰ نہ کیا، مگر پھر بھی
باجماع صحیحہ مردن زانی قرار پایا۔

عاشقہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے شرکی جو شرح بیان فرمائی ہے اس میں تو
واقعی موسوی صاحب نے بے دھڑک جہاد کا ہاتھ دکھایا ہے، کیسی دس آویز تفسیر فرمائی ہے؟
فرماتے ہیں دیکھو حضرت عائشہ فرماتی ہیں "اے لوگو! آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین تو کہو مگر
یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد نبی نہ ہوگا (۱)، معصوم ہوا خاتم النبیین "عندہ ظنی نبوت کو نہیں
روکتا" موسوی صاحب کا یہ فقرہ بس بیت الغزل ہے۔ سبحان اللہ۔

ہوا ہے مدلی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں زینخانے یہ خواہ پاک و امن، کنعان کا
موسوی صاحب داؤ تو آپ کے اندازہ سے زیادہ آپ کو ملے گی لیکن اگر حضرت
خدیجہ کسب کے تیور میں نظر آئے تو؟

کیوں صاحب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں کو "لا سی بعدہ" کہنے سے
کیوں روک دیا؟ آپ فرمائیں گے سبب ظاہر ہے۔ اس لئے روک دیا کہ اس فقرہ "لا سی
بعدہ" سے تو نبوت ظنی کی نفی بھی ہو جاتی تھی جو ام المومنین کو منظور نہ تھی "خاتم النبیین" کے

(۱) مختلف عربی لٹریچر (Oriental) احادیث میں مذکور ہے۔ ان کی تصحیح قرار دیا ہے۔

لفظ سے اس غلط فہمی کے پیدا ہوجانے کا اندیشہ نہ تھا، اسے برقرار رکھا۔

مولوی غلام احمد صاحب، مائتہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے "لا سی بعدہ" سے نبوت ظلی کا تشبیہ کیا، آپ کے نزدیک انبوس نے صحیح سمجھا، ہماری یہ مجال جو ہم ام المؤمنین کے فہم عالی سے اختلاف کریں۔ اب یہ بات طے ہوگئی کہ "لا سی بعدہ" سے نبوت ظلی کی نفی بھی ہو جاتی ہے، اور مقرر ہو جاتی ہے۔

اب فرمائیے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے بھی تو یہی فقرہ عینہا استعمال فرمایا ہے۔ اک ضمیر غائب و متکلم کا فرق ہے اور یہ فرق ہونا ہی تھا، جب آپ ﷺ فرمائیے "میں گے تو فرمائیں گے" کوئی نبی میرے بعد نہ ہوگا، جب کوئی امتی یہی بات کہے گا تو کہے گا، کوئی نبی آپ کے بعد نہ ہوگا۔ فقرہ وہی رہا ترکیب وہی رہی۔ اب بقول صدیقہ رضی اللہ عنہا کے، نیز بقول آپ کے آنحضرت ﷺ نے "لا سی بعدہ" "فرما کر ظلی نبوت کی نفی بھی فرمادی اب کوئی ظلی نبی بھی آنحضرت ﷺ کے بعد نہیں آسکتا، چن قصہ پاک ہوا، اب جھگڑا کا ہے کا؟۔

شکر اللہ کہ میان من و متصالح تو دو حوریان رقص کنان دست پہ پیانہ زدند (۱)
اب ایک سواں اہت بحث طلب رہ جاتا ہے۔ ایک طرف ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو (بہ چند رہا ظل مولوی غلام احمد) نبوت ظلی کے باب میں یہ اہتمام کہ وہ مسکنوں کی زبان سے کوئی ایک ایسا فقرہ سننا پسند نہیں فرماتیں جس سے نبوت ظلی کا انقطاع بھی نپکتا ہو، دوسری طرف سرور دو عالم ﷺ کا فرمان واجب الاذعان کہ اب نبوت ظلی بھی منقطع ہے۔ ورنہ آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان کچھ ایسے مستند بزرگوں کی روایت سے ہم تک پہنچا ہے کہ بس مانتے ہی بن پڑے۔

(۱) ترجمہ اللہ فاشکر ہے کہ میرے ساتھ دو تہارید میں صلح ہوئی حوریان ہاتھ میں پیانہ بجا رہی ہیں۔

(۲) ہماری اس تدبیر سے بعد یارین طریقت کی یا حیثیت سے

چیسٹہ باران طریقت بعد ازین تدبیر؟ (۲)

موسوی خدام احمد صاحب، پڑھئے لسان الغیب کا وہ شعر۔

الایا یہا السقی اور کا سنا دلہا * کہ عشق آسان نمود اول دے لے افتاد شکھا ()

موسوی صاحب۔

در کلمے چا مشریت در کلمے سندان عشق ہر ہوسنا کے نہ داند جام سندان یا نعمن (۲)

احادیث نبویہ آثار صحابہ سے کیلنا آپ پر زیبا نہیں۔

سبک زجائے نہ گیری کہ بس گراں مہرست متاع من کہ مبادش نصیب ارزانی (۳)

ہے اصل حقیقت ہم آپ کو بتائیں

اول تو اس (شرعاً کشر رضی اللہ عنہا) کی سند سخت ناقابل وثوق ہے، یقین کے ساتھ

کوئی اہل فن اس قول کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ جرأت ہو تو

آئیے در سند بتائے اس پر از روئے قواعد اہل فن بحث کیجئے اور اسے قابل وثوق ثابت کیجئے۔

دوسرے اس ایک اثر کو صحیح اور مرفوع حدیثوں کے مقابلہ میں پیش کرنا کہاں کی

دین پرستی ہے؟ ایک مجہول الاثن و شرکوا ((بخاری)) و ((مسلم)) در اصحاب سنن کی صحیح اور

مرفوع حدیثوں کے مقابلہ میں جو متعدد صحابیوں اور مختلف طرق سے آئی ہیں، پیش کرتے

آپ ذرا نہ جھجکے، قیامت کر دی۔

اور پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انتظام نبوت و رسالت و ان بھی حدیث

(۱) ترجمہ اس ساقی ایک گون چا ہم ہم بھی پا کہ عشق پسے؟ ماں معلوم ہوتا ہے بعد میں مشکل پڑی ہے۔

(۲) ترجمہ ایک ہاتھ (تھیلی) میں تہیت کا جام اور دوسرے ہاتھ میں عشق کی ماں، جام و سداں سے صینہ جو ہوا ہوں کا

کا مہکے

(۳) ترجمہ در موتی بھاری سے تہجد تھی سے، مٹی تھی تہجد تھی سے، جو سستی تھی ہے وہ مال نہیں ہے۔

کئی ہے جو اوپر مذکور ہوئی، فرماتی ہیں، معنی اسی ہے کہ نہ قول "لا یغنی بعدی" میں سبوت شعی، لا المشرک، اللہ ہیٹھ، (کنز بر وایت احمد رحمہ اللہ، خطیب) (۱)۔ اس حدیث میں کس صراحت و قطعیت کے ساتھ وارد ہے کہ نبی ﷺ کے بعد نبوت کا کوئی حصہ کوئی جزء باقی نہ رہے گا، بجز اچھے خوابوں کے۔ اور ظاہر ہے کہ اچھا خواب کسی کو نبی اور رسوں نہیں بنا دیتا، جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود ایک ایسی صاف اور صریح حدیث روایت کر رہی ہیں تو کیوں کر باور کریں گے کہ انہوں نے یہ نبوت ظلی والی بیخ-تپ کی خاطر رکھنے کو گادی؟

موسوی صاحب، ((در منثور)) ہی میں تو حضرت مغیرہ بن شعبہ کا اثر بھی منقول ہے اسے کیوں آپ نے نظر انداز فرمایا؟ "پ کو اپنے مدعی کے لئے دو دوشہ دتیں مل جائیں۔ مجھ سے تم چھپ نہ سکے، جان جہان، دیکھ لیا۔ تم جہاں جا کے چھپے ہم نے وہیں دیکھ لیا۔" یہ ہے کہ کچھ کوتاہ فہم سادہ مزاج حدیث "لا سی بعدی" کے معنی یہ سمجھ رہے تھے کہ اب نہ کسی کو نئے سرے سے نبوت ملی گی اور نہ کسی ایسے نبی کا ظہور ممکن ہے جس کو نبوت آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے مل چکی ہو۔

ایسے کئی لوگوں کے لئے ان بزرگوں نے فرمایا کہ اگر حدیث "لا سی بعدی" تم لوگوں کے لئے وجہ حیرت بن رہی ہے تو یہ خاتم النبیین ہی پر کثفا کرو، کہ اس سے بھی مدعا حاصل ہو جاتا ہے، ورنہ تمہاری کوتاہ اندیشی تم سے نزول عیسیٰ کا انکار کر دے گی حالانکہ ان کا نزول یقینی ہے، ورنہ آنحضرت سے پیشتر بھی نبی تھے اور آنحضرت ﷺ کے بعد بھی نبی ہوں گے، (مگر یہ نبوت ہوگی جو آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پیشتر انہیں مل چکی تھی، کوئی نئی نبوت نہ ہوگی)۔

اب آثار اور احادیث صحیحہ مرفوعہ کے درمیان کوئی تقارض نہ رہا۔ یہ ہم نے کوئی نئی بات نہیں کہہ دی ہے۔ تمام اکار مفسرین داعیان ملائے دین نے اس نکتہ کا اقرار فرمایا ہے (۱)۔

مولوی صاحب! یہ بات خاطر خاطر سے کبھی نہ جائے کہ جب احادیث نبویہ اور آثار صحیحہ میں تقارض نظر آئے تو آثار صحابہ تابع کر دیئے جائیں گے احادیث کے، اور ان کی ایسی شرح کی جائے گی جو ان کو احادیث کے مطابق کر دے، یہ سخت بے یقینی ہے کہ صحیح اور مرفوعہ حدیث کے ہوتے آثار سے استناد کیا جائے اور پھر ان کی ایسی تاویل کی جائے جو ان کو حدیث صحیحہ سے ٹکراتی رہے۔ مولوی صاحب!

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتین جس حدیث مصطفیٰ بر جان مسمداشتین (۲)

مولوی غلام احمد صاحب، اب آئیے آپ کی پیش کردہ حدیث "لو عاش ابراہیم" پر بھی ایک نظر ہو جائے۔

سپ لوگوں کو شرم نہیں آتی مسلمان کو فریب دیتے، اور اس پر مجاہد اور داعی حق ہونے کے بند بانگ دعوے؟ یہ کہاں کی راستبازی ہے کہ صحیح حدیثوں کو پردہ خفا میں رکھا جائے یا ان کی تاویلیں کی جائیں اور ضعیف و منکر حدیثوں کو شہرت دی جائے اور ان سے استناد کیا جائے؟

دیکھئے حدیث «لو عاش ابراہیم نک۔ صدیق باب» (۳) سے متعلق کہیں دور جانے کی حاجت نہ تھی، سنن ابن ماجہ جس سے آپ نے یہ حدیث نقل کی ہے اس کے حاشیہ

(۱) تفصیل کے لئے ہمارے زیر قلم نبوت کا شمار کیجئے (۴ ف)

(۲) ترجمہ کلام اللہ کو معظم جانا اور احادیث پر یہ قول سے تفسیر، ایسی میں اصل ہے۔

(۳) سنن ابن ماجہ کتاب النبا، باب ما جاء في اصحاب علي بن ابي طالب، روایات حدیث ۵۱، مسند احمد

(۴) حدیث ۳۵۹/۱۹۔

ہی پر یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ یہ حدیث درخور استناد و قابلِ اعتماد نہیں، اس حدیث کی سند میں ایک رووی ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان "متروک الحدیث" ہے (۱)، مگر اپنی دیانت و ملاحظہ فرمائیے کہ اس بات کو آپ اس طرح پی گئے ہیں گویا قابلِ التفات تھی ہی نہیں!

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس راوی کی نسبت لکھتے ہیں "متروک الحدیث" ہے، اس کی حدیث نہیں لی جاتی، (تقریب) (۲)۔

پھر ((تہذیب التہذیب)) میں اس راوی ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان بھیسی کی نسبت ائمہ رجال کی یہ رائیں نقل کی ہیں۔ ضعیف ہے، قابلِ وثوق نہیں، درجہ اعتبار سے ساقط ہے، ائمہ حدیث نے اس کی روایتیں قبول نہیں کی ہیں۔ یہ شخص اپنے کلمے ہوئے مجموعہ احادیث پر اپنے جی سے اضافے کر دیا کرتا تھا۔ اس شخص کی روایتیں نہیں لکھی جاتیں۔ "متروک الحدیث" ہے، شعبہ نے اس شخص کو جھوٹ کہا ہے، وغیرہ (۳)، ائمہ رجال کی یہ شہادتیں ملاحظہ فرمائیں آپ نے۔ ایک ایسے راوی کی روایت سے مسئلہ ختم نبوت جیسے اہم مسئلہ میں استنباد و کسی دہری ہے! صاحبو! ان مولوی صاحب کی ایمانداری دیکھئے، اس ضعیف، منکر، اور ناقابلِ استناد حدیث سے پہلے ہی سنس ابن ماجہ میں اک صحیح اور درخور استناد اثر بھی جگر گوشہ رسول ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے۔ یہ اثر چونکہ مولوی صاحب کے مدعی کے خلاف تھا بے تکلف نال گئے، اس طرح نال گئے گویا تھی ہی نہیں! وہ اثر مولوی صاحب کے مدعی کے لئے پیام موت ہے۔

عبداللہ ابن ابی ووفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "میں نے جگر بند رسول ﷺ پر ابراہیم کی وید سے آنکھیں روشن کی ہیں، وہ چھٹ پنے ہی میں اللہ کو پیارے ہوئے، اگر شخص حضرت علیہ السلام کے بعد کسی دہری کا نام قدر موتا، تو ابراہیم (نور ظہور ﷺ) کو زندگی ملتی، مگر (قضا نے

(۱) اربعین ((تقریب احمدیہ)) ۱ (ص ۹۲) رقم ۲۱۵۔

(۲) ایضاً (۳) اربعین ((تہذیب احمدیہ)) (۳۳۱، ۳۵، ۳۵۷) رقم ۲۵۷۔

ایسی تو یہ ٹھہر چکی تھی کہ (آپ کے) حساب کوئی نہیں ہوگا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی فرمایا۔ ان کے لفظ یہ ہیں
 «وہو کس م یوں لاہ بییکہ حمر لابیاء» (آخریہ ابوعمر) (۱)۔ وہ اس کے زندہ نہ رہے
 کہ نبی کریم آخرا نبیاء ہیں۔

ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا اثر امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری نے بھی روایت کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں «لو قدر ان یکون بعدہ سب معاش برہم» (۲)۔

سنن ابن ماجہ کی ضعیف اسناد حدیث کس شد و مد کے ساتھ پیش کی گئی تھی؛ مگر یہ صحیح اور قابل استشہاد آثار قابل ذکر بھی نہ سمجھے گئے۔

ان آثار سے یہ بھی روشن ہو گیا ہو گا کہ ابن ابی اوفی اور خادم رسول ﷺ انس بن مالک رضی اللہ عنہ جیسے حلقہ صحابہ بھی خاتم النبیین کے وہی معنی بیان کرتے اور سمجھتے تھے جو بقول موی خدام محمد کے "آج کل کے امام مسلمان کرتے ہیں"۔

[illegible]

(۲) گنج بخاری: کتاب الہی، دس جلدوں میں منسلک، ۱۳۵۹ھ، ۱۹۴۰ء۔

اولیاء اللہ اور علما مامت

۴

مولوی غلام احمد صاحب کے شرمناک بہتان

مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ ”خاتم النبیین کے) ہم احمدی وہی معنی دیتے ہیں جو آنحضرت ﷺ حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہما اویا مامت رحمہم اللہ نے بیان فرمائے ہیں۔“

یہ مولوی صاحب جب اتنے ذلیلہ و بے جگر ہیں کہ سرد کار کائنات ﷺ اور آپ کی عزیز بیوی ام المومنین عاشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان جڑتے نہ سمجھتے تو دیا، اللہ اور اللہ کے امت کو کب خاطر میں لاتے! خاتم المرسلین محمد الٰہی ﷺ کی پاک حدیثیں اور صحابہ علی الخصوص ام المومنین عاشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آثار آپ نے سن لئے اور مولوی غلام احمد صاحب کی راستبازی کے منظر دیکھ لئے، اب آئیے دیکھیں اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے ساتھ ان کا کیا برتاؤ ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مکتوب گرامی سے یہ ثابت کرنے کی سعی بے سود کی گئی ہے کہ آپ نے بھی خاتم النبیین کے وہی معنی بیان فرمائے ہیں جو نبوت مرزا سیّد کے نقیبوں نے بتائے اور بتا رہے ہیں۔ درپردہ یہ کہنا مقصود ہے، کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی آنحضرت ﷺ کے بعد جدید نبیوں کا آنا جائز بتاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ جدید نبی چونکہ ظنی ہوں گے اور یہ جمعیت نبوت محمدیہ (علی صاحبہا الف کف تحیہ) کہیں گے ان کا آنا آنحضرت ﷺ کی خاتم النبیین کے منافی نہ ہوگا۔

یقین کیجئے ان قادیانی صاحبوں کی بے حرکات نبوت دیکھ کر روح کانپ اٹھتی ہے حضرت مجدد الف ثانی اور ان کا خاتم النبیین آنحضرت ﷺ اللہ اللہ، یہ قادیانی حضرت بڑے دل گردے کے لوگ ہوتے ہیں۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب سے ایک ٹکڑا لے کر باقی ٹکڑے پی گئے، مگر پورا مکتوب پڑھو اور انصاف کرو، حضرت مجدد رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ۔

حمد و صلوة کے بعد میرے فرزند مولانا امان اللہ پر واضح ہو کہ نبوت سے مراد وہ قرب الہی ہے جس میں ظلیت کی تمیز نہیں اور اس کا عروج حق تعالیٰ کی طرف میلان رکھتا ہے اور اس کا نزول خلق کی طرف۔ یہ قرب بالاصلاح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نصیب ہے۔ اور یہ منصب انہی بزرگواروں کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ منصب حضرت سید البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ختم ہو چکا ہے۔ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول کے بعد حضرت خاتم المرسلین صلی علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے تابع ہوں گے۔

حاصل کلام یہ کہ تاجداروں اور خاندانوں کو اپنے مالکوں اور صاحبوں کی دولت و
 ہنس خورہ سے حصہ حاصل ہوتا ہے، ایسے انبیاء علیہم الصلوٰۃ کے قرب سے ان کے کامل تابع
 داروں کو بھی حصہ حاصل ہوتا ہے اور اس مقام کے علوم و معارف اور کمالات بھی بطریق
 وراثت کامل تاجداروں کو نصیب ہوتی ہیں۔

خاص کند بنده، مصلحت عام را (۱)

جس خاتمِ رسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد ان کے کامل تاحد اروس کو
بھریق تبیعہ وراثت کے کمالات نبوت کا حاصل ہونا ان کی خاتمیت کے منافی نہیں۔ ﴿فَلَا
يَكُنْ مِنَ الْمُنْتَوِيْنَ﴾ (۲) (مکتوب ج ۳۰/۱)۔

اس مکتوب میں حضرت مجدد رحمہ اللہ نے جن حقائق و معارف کی جانب اشارہ فرمایا ہے وہ ایسے تھے کہ اگر مولوی غلام احمد صاحب اور ان کے ہم نوا راستہ بازی کے ساتھ ان پر غور کرتے تو کبھی ایسا شرمناک بہتان ان پر نہ جوڑتے۔ حضرت مجدد رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

(۱) نبوت میں خللیت کی آمیزش نہیں۔ (۲) یہ قرب ہا، صالۃ، صرف انبیاء علیہم السلام کو عطا ہوتا ہے، (۳) یہ منصب انہیں بزرگواروں کے ساتھ خاص ہے، (۴) یہ منصب حضرت سید البشر علیہ ولی آلہ الصلوٰۃ پر ختم ہو چکا۔ (۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ (۶) ان کو شریعت محمدیہ کی اتباع کرنا پڑے گا۔ (۷) جس طرح دولت مندوں کے خونِ کرم سے ان کے خادموں کو بچا کھچل جاتا ہے، انبیاء علیہم السلام کے خونِ نبوت سے بھی ان کے چچ خادموں اور چرووں کو ان کا پس خوردہ مل جاتا ہے، یعنی ان کے علوم و معارف اور ان کے کمالات سے ان کے چچ خلاموں اور ان کی راہ میں ہنہ سب کچھ ان دینے والوں کو بھی بقدر ظرف و استعداد و حوصلہ کچھ حصہ مل جاتا ہے۔

صاحبو! خدا رایتا دیکھیں حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے یہ بھی فرمایا کہ نبی کی اتباع کامل اس کے پیرو کو نبی بنادیتی ہے؟ کہیں انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ آنحضرت ﷺ سے متبعین کا معین نبوت کا منصب پاسکتے ہیں؟ اور نبوت اتباع و پیروی، کسب و عمل، ریاضت و مجاہدہ سے مل کیسے سکتی ہے، وہ مقام حصول نہیں، مقام وصول ہے۔ دو چیزیں ہیں۔ نبوت و علوم و معارف نبوت جن کی تعبیر کمالات نبوت سے بھی کی گئی ہے۔ علوم و معارف نبوت میں جاں سپاران راہ اتباع کو بہرہ بقدر ظرف و حوصلہ ملتا ہے، مگر نبوت نہیں ملتی، یہ آنحضرت ﷺ پر ختم ہو گئی۔ اور ظاہر ہے کہ علوم و معارف سے بہرہ پانا ختم المرسلین کے منافی نہیں، معارف سے بہرہ کتنا ہی ”گراں و گرامی“ ہو صاحب نبوت نہیں بن جاسکتا، یہ بے حقیقت حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب سامی کی، اس کو مولوی غلام احمد صاحب اس دعوے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ سبحان اللہ!

اب آئیے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ کی عبارت پر غور کیجئے، یہاں بھی قادیانی دھم و فریب کا وہی عالم نظر آئے گا۔

حضرت مولانا مرحوم "إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ سَبْعَ أَوْسَاطٍ فِي كُلِّ رِصْدَةٍ كَادِمُكُمْ"

(۱) حدیث۔ کے معنی عالیہ پر بحث کر کے یہ ثابت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ختم
 امر سلطنتی عالم گیر اور جمع طبقات ارض کو محیط ہے، اس سلسلہ میں کلام یوں فرماتے ہیں کہ۔
 "خیال۔۔۔ باندہت کچھ فضیلت نہیں" معنی ظاہر ہیں کہ نفس تاخرو مقدم زمانی
 کوئی وجہ فضیلت نہیں، آگے چل کر حضرت رحمہ اللہ اپنی تقریر کا خلاصہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔
 "بطور خلاصہ تقریر و فائدہ دلائل یہ عرض ہے کہ ہر زمین میں اس زمین کے انبیاء کا
 خاتم ہے، پر ہمارے رسول مقبول عالم ان سب کے خاتم، آپ کو ان کے ساتھ وہ نسبت ہے
 جو بادشاہت اقلیم کو بادشاہان اقالیم خاصہ کے ساتھ نسبت ہوتی ہے، جیسے ہر قلم کی حکومت
 اس اقلیم کے بادشاہ پر اختتام پاتی ہے، چنانچہ اسی وجہ سے اس کو بادشاہ کہا، آخر بادشاہ وہی
 ہوتا ہے جو سب کا حاکم ہوتا ہے، ایسے ہی ہر زمین کی حکومت نبوت اس زمین کے خاتم پر ختم
 ہو جاتی ہے، پر جیسے ہر قلم کا بادشاہ بادجو، یہ کہ بادشاہ ہے پر بادشاہت اقلیم کا محکوم ہے، ایسے
 ہی ہر زمین کا خاتم اگرچہ خاتم ہے پر ہمارے خاتم النبین کا تابع، جیسے بادشاہت اقلیم کی
 عزت اور عظمت اپنی اس اقلیم کی رعیت پر حاکم ہونے سے، جس میں خود مقیم ہے اتنی نہیں سمجھی
 جاتی جتنی بادشاہان اقالیم باقیہ پر حاکم ہونے سے سمجھی جاتی ہے۔ ایسے ہی رسول اللہ ﷺ کی
 عزت اور عظمت فقط اس زمین کے انبیاء کے خاتم ہونے سے نہیں سمجھی جاسکتی جتنے خاتمین
 اراضی مافکہ کے خاتم ہونے سے سمجھی جاتی ہے" (تحدیر اناس (ص ۳۵-۳۶)۔)

صاحبوہ یہ عبارت غور سے پڑھو اور انصاف سے بتاؤ مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ

(۱) تفسیر جبر (۳۳ ص ۱۱۰) تصانیف ارباب (۲۶۸-۲۶۹)، حدیث ۸۳۲، ۸۳۱، امام ترمذی رحمہ
 اللہ فرماتے ہیں اس حدیث کی سند صحیح ہے، جس میں کلام عارفانہ میں مثنوی یہ روایت قابل بحث ہے۔

اندھ علیہ کی عبارت کے کسی فقرہ سے بھی قادیانی مدعی ثابت ہوتا ہے؟ کسی فقرہ سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا مرحوم آنحضرت ﷺ کے بعد نئے مستقل یا غیر مستقل نبیوں کا ظہور آنحضرت ﷺ کی قسم امر مسلمین کے منافی نہیں جاتے؟ یہ ایک کھلا ہوا اور شرمناک بہتان نہیں تو در کیا ہے؟

مگر صاحبوا! جن لوگوں نے قرآن حکیم کے ساتھ کھینا اور اس کی آیات میں کتر بیونت اپنا دتیر و تھرا لیا ہو، وہ ایسے بہتان کب خاطر میں لائیں گے؟

مولوی خدام احمد صاحب خفانہ ہوں، میں ثابت کروں گا کہ خود جناب نے بھی قرآن حکیم کی یہ کریمہ میں کتر بیونت کی ہے۔ مولوی صاحب خدا سے ڈرو، معلوم ہے کہ قرآن حکیم میں کتر بیونت جعل و تحریف، کمی و بیشی، تبدیلی و ترمیم کرنے والے کی سزا کیا ہے؟

مولوی صاحب آپ کو اپنی دیانت و راست بازی کا جنازہ اٹھتے نہ دیکھن ہو تو ہمت کیجئے اور سورۃ الروم کی یہ کریمہ میں قرآن حکیم سے "غافلون" دکھا دیجئے، جس طرح آپ کے اس اشتہار میں نقل ہے، ورنہ تو یہ کیجئے اور اپنی فطرتی کاعتراف۔

اور یہ جو ہم نے عرض کیا کہ آپ لوگوں نے قرآن حکیم کے ساتھ کھینا اپنا دتیر و تھرا لیا ہے تو اس کی بنیاد جناب کے نبی اور رسول نے ڈالی، چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

آیات قرآنی | میرزا صاحب کی بگڑی ہوئی "بیتیں جن کو انہوں نے ہمیشہ آیات قرآنی بتایا۔

(۱) ﴿هَلْ يَسْطُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ﴾ (۱) "یوم یاسی ربک فی صمد من بعدہ" "ہی ظلیل من العمام والملائکۃ وقصی" (۲)۔ (تہذیب الوحی (ص ۱۵۴))۔

الْأَمْرُ وَاللَّهُ تَرْجِعُ الْأُمُورَ (۱)۔

(۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَقَرَّوُا لِلَّهِ
يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ
سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِيمِ (۱)۔

(۳) ارفع إلى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وحاولهم بالتي هي أحسن إن ربك هو أعلم بمن صُلِّ عن سبيله وهو أعلم بالمفتدين. (۲)۔

(۴) وجاهدوهم بحكمه والموعظة حسنة۔ (فريادردو ص ۸)، و (ص ۲۳)، نوراني (۳۶) (۴)، تبليغ رست (۱۹۵-۱۹۳، ۳)۔

(۴) ﴿قَدْ أَرْسَلْنَا إِلَهُ الْكُفْرِ﴾ (۵)۔
 (۴) ﴿قَدْ أَرْسَلْنَا إِلَهُ الْكُفْرِ﴾ (۵)۔
 (۴) ﴿قَدْ أَرْسَلْنَا إِلَهُ الْكُفْرِ﴾ (۵)۔

(۵) اَلَمْ يَغْتَمُوا اَنَّهُ مِنْ يُحَادِدِ اللّٰهِ
وَرَسُولُهُ فَاَنَّهُ لَوْ رَا حَيْثُمْ خَالِدًا فِيهَا
وَرَسُولُهُ يَدْخُلُهَا يَارَا خَالِدًا فِيهَا - (هَيْبَةُ
اَوْجَى (ص ۱۳۰) (۸) -
ذَلِكَ الْحَبِىُّ الْعَظِيْمُ (۷) -

(۶) إِنَّهُمْ لَن يَصُورُوا اللَّهَ شَيْئًا يُرِيدُ
اللَّهُ إِلَّا يَجْعَلُ لَهُمْ حِفْظًا فِي الْأُخْرَى
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (۹)۔
(۶) اِنہم لَن یصو رُوا اللہ شئی اُ ی رِید
العذاب عظیم۔ (پرائین احمدیہ
(۳۹۹، ۴)) (۱۰)۔

$\neg(\exists x \in A)(\forall y \in B)(x = y)$ $\neg \text{فرد الفاعل} (\quad)$

$$(17A) \quad ((\dots \sum_{i=1}^n) \times (r)) \quad \text{نوع } i \text{ (r)}$$

(۵) نظر سے

$$(100, 100) \left(\left(\frac{1}{2} \sqrt{2} \sqrt{10} \right) \right) (A) \quad \cdot 4^m = 2^{2m} (4)$$
$$-(\rho \Gamma^{\alpha})_{\beta}((\partial_t \tilde{f}_n)^\beta)(x) = -L_{\tilde{f}_n}(\rho \Gamma^{\alpha})(x)$$

- (۷) ﴿قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَبْذُلَهُ مِنْ تِلْكَ نَفْسِي﴾ (۱)۔
 نفسی۔ (براہین احمدیہ (۲۸۲، ۳)۔)
- (۸) ﴿لِلْحَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ حَلْقِ النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (۲)۔
 (۸) ﴿لِلْحَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ حَلْقِ النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (۲)۔
 (۳)۔
- (۹) ﴿فَلْيَنْتَهِزُوا لِمَ تَفْعَلُوا وَلِمَ تَفْعَلُوا﴾ (۳)۔
 (۹) ﴿فَلْيَنْتَهِزُوا لِمَ تَفْعَلُوا وَلِمَ تَفْعَلُوا﴾ (۳)۔
 (۳)۔
- (۱۰) ﴿قَالَ آمَنْتُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنْتُ بِهِ يَهُودُ إِسْرَائِيلَ وَنَارُ الْمَسْلُومِينَ﴾ (۶)۔
 (۱۰) ﴿قَالَ آمَنْتُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنْتُ بِهِ يَهُودُ إِسْرَائِيلَ وَنَارُ الْمَسْلُومِينَ﴾ (۶)۔
 (۶)۔

تمک عشرہ کا مدت

اعلان

یہ ایک سرسری نظر تھی مولوی غلام احمد صاحب قادیانی کے اشتہار کے ایک حصہ پر، یقین ہے قارئین کرام نے مولوی صاحب کے اشتہار کے دوسرے حصہ کے متعلق بھی رائے قائم کر لی ہوگی۔ جب اس حصہ کا یہ جاں ہے تو۔

قیاس کن زنگستان من بہار مرا (۸)

- (۱) پوس ۱۵ (۲) ۵۷۰۔
 (۳) ((روحانی خزائن)) (۲۹۶، ۳)۔
 (۴) ۱۲۴۲۔
 (۵) ((روحانی خزائن)) (۲۵۰، ۲۲)۔
 (۶) پوس ۹۰۔
 (۷) ((روحانی خزائن)) (۳۱، ۱۲)۔
 (۸) میرے گستاخ سے میری بہار کا عازد کا۔

دوسرے حصہ کا حال بھی روشن ہے

دوسرے حصہ اشتہار میں مولوی غلام احمد صاحب نے جن مسائل پر داد تحقیق، پاداد تلخیص دی ہے۔ ان پر ہمارے آئندہ رسائل میں سیر حاصل بحثیں میں گی ن شاء اللہ تعالیٰ مباحث ہمارے ان رسائل کے یہ ہیں۔ ((حیات مسیح))، ((نزول مسیح))، ((دلائل مسیح))، ((خصوصیات امام مختار))، ((عہد مہدی علیہ السلام))، ((دلائل نبوت و نواسیس فطرت تلخیصت مرزا))، وغیرہ۔ (۱) واللہ الموفق۔

۱۵ جمادی الآخرۃ ۱۳۵۲ھ

(۱) مطبوعہ کتب خانہ میں یہاں عبارت 'قارئین'، چھپ سہ رسالہ کا نظر کریں 'کا' کا اضافہ ہے جس سے لفظ رحمد اللہ لے آئے مگر بعد حذف ہو گئے۔

﴿ادْعُوكُمْ إِلَى الْحَقِّ وَتَدْعُوا إِلَى الْبَاطِلِ﴾

(إِلَى قَوْلِهِ)

﴿لَا تَدْعُوا إِلَى الْبَاطِلِ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ﴾ (النَّحْ)

انجمن اشاعت الاسلام کے سلسلہ تبلیغ و دعوت

کا

ٹریکٹ (۶)

جوابِ دعوت

تالیف

محدث علامہ شیخ محمد ابوالقاسم سیف بن محمد سعید بناری

تحقیق و تعلیق

عبد الاحد احسن جمیل آل عبد الرحمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بگفتا قائم بر چرخ موسیٰ زندہ و باقی است مگر منکر شدہ معراج جسمی شاہ حبیبہ ر
رموت حضرت عیسیٰ بنا کفارہ محکم کرد دلیری با پدید آمد پرستان مرز را

و رحم الرسل بالصدر المعلى سبي هاشمي ذو جمال

وعيسى سوف ياتي ثم يتولى لدحان شقي ذي خيال

(بدء الامامی)

محمد بن عبدی صدق وعدہ، و ناصر عبدہ، و ہرم لأحرب و حده،
و الصلوة والسلام علی خاتم الرسل محمد اعقاب الہدی لاسی بعدہ، و علی بہ
وصحہ و من بد فی سبہ دین الہ جہدہ، و زومی بما تحبہ عہدہ، ہاں
بعض ما اعقاب الکتاب والسنة ویردہ، و بعد:

صاحبها لا حور! اپر صفوں کا ایک ٹریکٹ، نام نہاد ”دعوت الی الحق“ جس میں نہ
بسم اللہ ہے نہ حمد و صلاۃ، تم نے بھی پڑھا ہوگا؟ اس کا ناشر احادیث نبویہ علی صاحبہا اتحیہ سے
اثبات حیات عیسیٰ علیہ السلام کو ایک ”نا کام و شش“ سے تعبیر کرتا ہے، کیوں نہ ہو جب ہر
مغان کا خود یہ قول ہو۔

”یہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں تحریف معنوی یا فطنی میں کودہ ہیں اور یا سرے
سے موضوع ہیں اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے
جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ذخیرہ کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کرے“

(تختہ گوزویہ بار سوم حاشیہ (ص ۱۳)) (۱)۔

تو مرید بیک جنبش قلم احادیث صحیحہ کو حرف غلط کی طرح کاٹ دیں گے، ایسے ہی لوگوں کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ”انہم بعدہ نسر“ (بیہقی) (۲) کا خطاب بخشا تھا۔

ناشر ”دعوت“ کو ”ظہور امام“ پر بڑا تار ہے۔ دوستو! چند دنوں میں اس کا جواب تمہارے ہاتھوں میں ہوگا، اور تم دیکھو گے کہ ان کے ”ذیل قطع ویراہین ساطعہ“ ﴿ان اَوْھل البیوت لیث العکبوت﴾ سے زیادہ وقیع نہیں ہیں، ع۔ ہاتھ کٹن کو آرسی کیا ہے؟

”ج ہم دو ورقہ ((دعوت الی الحق)) پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہیں جس میں ناشر ”دعوت“ کے قول کو جنوان ”دعی“ اور اس کے جواب کو جنوان ”مجیب“ تحریر کریں گے تاکہ ناظرین ہر دو فریق کی تحریروں کو آسانی سے سمجھ لیں۔

داعی حضرت عیسیٰ کے لئے قرآن مجید میں ﴿اِنْسِیْ مَنۢ وَّلَیْکَ﴾ (۳) اور ﴿فَلَمَّا تَوَلَّیْتِیْ﴾ (۴) کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جن میں ”توفی“ کے معنی قبض روح یعنی موت ہے نہ کہ پورا ہونے یا بھرینے کے۔ (ص ۱)۔

مجیب جب تک کہ علوم الیہ اور کتب لغت صفحہ ہستی پر موجود ہیں یہ ”دجل قادیانی“ کبھی فروغ نہیں پاسکتا۔

(۱) (روحانی خزائن)، (۵۱/۵۱) حاشیہ

(۲) مدخل ابن اسیر، اسلامی ریاستی (۱۹۰۱)، حدیث ۲۱۳، من و رقیبی (۲۵۹/۵)، حدیث ۲۸۰، شرح صواب اعتقاد، اصل نسخہ از، کاشانی (۱۳۸)، حدیث ۲۰۱، سنن مسند صحیح ہے۔

(۳) (۴۷/۵۵) حاشیہ

(۴) (۵۵/۵۵) حاشیہ

(۱) سنے۔ لفظ ”توفی“ کا مادہ ”وفا“ ہے، اور جس طرح مادہ کے حروف ہر صیغہ و باب میں باقی رہتے ہیں اسی طرح مادہ کے معنی بھی ہر صیغہ و باب میں باقی رہتے ہیں ”وفا“ کا لفظ ردو زبان میں بھی مشہور ہے اور معنی بھی اس کے وہی ہیں جو عربی میں ہیں یعنی ”پورا کرنا“ ((منجد)) (۲) میں ہے ”وفی وفاء“ ائمہ۔ اسی طرح دیگر کتب لغت میں بھی ہے۔ اسی مادہ وفا سے توفی باب تفعیل ہے جس کے معنی ہوئے ”اخذ الشيء ووافی“ کسی چیز کو پورا پورا لے لینا۔ پادری لوئس ((المنجد)) (۳) (مشہور لغت کی کتاب) میں لکھتا ہے ”نومى نوب و مى حقه: أخذه وأبى تماماً، يقال: نوبت من فلان حالى عليه“۔ (ص ۱۰۱۱) یعنی توفی کے معنی اپنا حق پورا پورا لے لیا، عرب بولتے ہیں میں نے فلان سے اپنا حق پورا لے لیا۔ اور اس جگہ ”توفیت“ بولتے ہیں۔ ((لسان العرب)) ((جدد بستم)) (۴) میں ہے ”توفیت اصل من أخذت كذا“ یعنی ”توفیت“ کے معنی ہیں میں نے پورا لے لیا۔ نیز ((مصحح المسیر)) (۵) (لغت کی کتاب) میں ہے ”توفیت واستوفیت بمعنی“ یعنی جو معنی ستوفیت کے ہیں وہی معنی ”توفیت“ کے بھی ہیں یعنی پورا لے لیا۔ مرزا صاحب ((دفع لوساوس)) (۶) میں لکھتے ہیں ”حدسی رسی و ستوفاسی“ (ص ۵۶۳)۔ اوپر گفت سے ثابت ہو چکا ہے کہ استیغہ اور توفی ہم معنی ہے۔ پس دیکھو مرزا صاحب کے قول مذکور میں فاعل اللہ ہے اور مفعول خود مرزا صاحب ذی روح، اور اس سے مرد قبض روح یعنی موت نہیں ہے، اسی سے تمام مفسرین نے بھی توفی کے معنی پورا لینا کیا ہے ((تفسیر بیضاوی)) (۷) میں زیر آیت ﴿فَلَمَّا تَوَفَّيْنِي﴾ لکھا ہے ”نومى أخذ الشيء و فاء و صوت سوع مسہ“ یعنی توفی کے معنی ہیں کسی چیز کو پورا پورا لے لینا اور موت اس کی ایک نوع ہے،

(۱) (بحث توفی) (۱۰ ص ۱) (۲) المنجد فی اصطلاحات پادری لوئس (ص ۹۸۱)۔

(۳) ایضاً۔ (۴) لسان العرب۔ ابن منظور (۱۵: ۴۰۰)۔ (۵) (۲۶۷/۲)۔

(۶) (روحانی خزائن) (۵۶۳: ۵) (۷) (۱۵۱۲)۔

یہاں ((تفسیر سراج منیر)) (۱) میں بھی ہے۔ ((تفسیر کبیر)) (۲) میں ہے ”سنوہی جس نحتہ نوع بعضہا با موت و بعضہا با إصعاد ہی سماء“ (تحت بیت ﴿إِنَّمَا هِيَ تَوَفَىٰ﴾) یعنی توفیٰ منزل جنس ہے جس کے تحت میں کئی نوع ہیں (۱) موت، (۲) رفع الی السماء، معلوم ہوا کہ توفیٰ کے معنی وضعی موت کے نہیں ہیں بلکہ موت اس کی ایک نوع ہے جیسے حیوان جنس ہے اور اس کے تحت بہت سی نوع ہیں، آدمی، گھوڑا اور کبوتر وغیرہ، اسی طرح توفیٰ جنس ہے اس کی نوع (۱) نوم، (۲) موت، (۳) رفع ہیں۔ پس جنس کو کسی نوع میں معین کرنے کے لئے قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے جہاں قرینہ موت یا موت کے واریات کا ہوگا وہاں توفیٰ کے معنی موت کے ہوں گے نہ یہ کہ توفیٰ کا لفظ موت کے لئے موضوع ہے اور جہاں قرینہ خند یا خند کے مقتضیات کا ہوگا وہاں توفیٰ کے معنی نوم کے ہوں گے۔ اور جہاں قرینہ رفع کا ہوگا وہاں رفع کے معنی ہوں گے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ﴿إِنَّمَا هِيَ تَوَفَىٰ﴾ کو ﴿وَرَأَيْتُكَ إِنَّمَا هِيَ تَوَفَىٰ﴾ کے ساتھ ملا یا ہے اس لئے عیسیٰ علیہ السلام کی ”توفیٰ“ ہا رفع الی السماء متعین ہوگی مفصل بحث رسالہ ((ظہور امام)) کے جواب میں ملاحظہ ہو۔

داعی ”توفیٰ“ کے معنی جب کہ خدا تعالیٰ فاعل اور ذی روح یعنی انسان مفعول ہو اور ”توفیٰ“ باب تفعیل سے فعل ہو۔ اور قرینہ خند وغیرہ کا موجود نہ ہو تو سوائے قبض روح یعنی موت کے اور کوئی معنی نہیں ہوتے۔ (ص ۱)۔

مجیب یہ ضابطہ خود ساختہ بالکل غلط ہے بل زبان و اکملہ لغت کسی سے بھی اس ضابطہ کا ثبوت نہیں ہے ائمہ لغت ”توفیٰ“ کے معنی موت کے مجازی قرار دیتے ہیں، دیکھو علامہ زنجیزی جو فن لغت و ادب کے امام ہیں ((اساس ابرقہ)) (۳) (جو لغت کی قدیم

ترین کتاب ہمارے ہاتھوں میں ہے اس میں لکھتے ہیں "ومن المسحازن وہی فلاں ونوفہ اللہ، آخر کتبہ الوفاة"۔ ((تاج احرار شرح قاموس)) (۱) میں ہے "ومن مسحازن ذکر کتبہ الوفاة نبی موت و احیاء، ونوفہی فلاں بد موت"۔ پس اہل لغت کا "توفی" کے معنی موت کے مجازی لکھنا ضابطہ خود ساختہ مذکورہ کی صاف تردید کر رہا ہے کیوں کہ "توفی" کے معنی حسب ضابطہ مذکورہ اُرموت کے ہی ہوں تو پھر کسی قرینہ حایہ یا مقابہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی، اس صورت میں آیت قرآنی ﴿اللّٰهُ یَتَوَفّٰی الْاَنفُسَ حِیْنَ مُوتِهَا﴾ (۲) میں جب کہ "توفی" باب تفعیل سے ہے اور فاعل اللہ موجود ہے اور مفعول نفس (ذی روح انسان) بھی مذکور ہے ورنہ قرینہ نیند وغیرہ کا بھی اس فقرہ میں نہیں ہے، اس صورت میں اگر سوائے موت کے کوئی دوسرے معنی نہیں ہو سکتا تو "جنس موتہا" کا جملہ تطویل ہو گا یا حشو اور زائد، بہر صورت آیت فصاحت سے گرجاتی ہے والعیاذ باللہ، اس کے فیصلہ کی آسان صورت یہ ہے کہ کتب لغت عربیہ میں "توفی" کو تلاش کرو، اگر یہ وفا کے ضمن میں مذکور ہو تو اسے وفا سے مشتق مانو۔ پھر جملہ تصریفات وفا پر نظر کرو، تو تم کو قتب نمروز کی طرح معلوم ہو گا کہ اس کے معنی پورا کرنے پورا لینے کے ہیں۔ اور چونکہ اس کے مفہوم میں (۱) رفع، (۲) موت اور (۳) نیند بھی داخل ہیں اس لئے اس لفظ کا اطلاق رفع کے قرینہ پر رفع کے لئے اور موت کے قرینہ پر موت کے لئے اور نیند کے قرینہ پر نیند کے لئے ہو گا۔ صرف اس اعتبار سے کہ "توفی" جنس ہے اور رفع، موت، اور نوم اس کی نوعیں ہیں، نہ اس سے کہ یہ لفظ بحسب اوضاع موت کے لئے موضوع ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے، پس ضابطہ مختصر عند غلط ہے، اس کی تفصیل آپ کو ((ظہور امام)) کے جواب میں ملے گی۔ فاعظرو۔

واعی قرآن مجید میں جو حضرت عیسیٰ کے متعلق ﴿وَرَأَيْتُكَ اِلٰی﴾ اور ﴿بَلْ رُفِعَهُ اللّٰهُ﴾ میں "رفع" کا لفظ استعمال ہوا ہے اور جس میں خدا تعالیٰ فعل در حضرت عیسیٰ (ذی روح) مفعول ہیں، اس کے معنی آسمان پر اٹھالے جانے کے نہیں بلکہ مقرب بنانے اور درجات بلند کرنے کے ہیں۔ (ص: ۱۰)۔

مجیب یہ ضابطہ مختصر بھی اوپر کے ضابطہ مستند کی طرح بے ثبوت اور غلط ہے ورنہ وہی محذور، زم آئے گا جو اوپر مذکور ہوا یعنی بہت سی آیات قرآنیہ مثلاً (۱) ﴿رَفَعَ بَعْضُهُمْ﴾ در حجاب ﴿(۲)﴾ ﴿رَفَعَ﴾ در حجاب ﴿مِنْ نِّسَاءٍ﴾ (۳) ﴿رَفَعَ﴾ در حجاب ﴿بَعْضُكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ﴾ در حجاب ﴿(۴)﴾ ﴿رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ﴾ در حجاب ﴿(۵)﴾ ﴿رَفَعَ اللّٰهُ﴾ الدِّیْنِ اٰمَنُوْا مَكْتُمْ وَالَّذِیْنَ اٰوَنُوْا الْعِلْمَ﴾ در حجاب ﴿(۶)﴾، وغیرہا، جوہ تصویل یا حشو کے فصاحت سے رُجائیں گی۔ کیوں کہ اس آیت میں ﴿رَفَعَ﴾ کے مشتقات بولے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ فعل ہے اور ذی روح (غنیبہ ان وائل علم، مومنین وغیرہ) مفعول ہیں، اور پھر لفظ ﴿در حجاب﴾ بھی ذکر کیا گیا ہے، پس اگر ضابطہ مختصر مذکورہ کے مطابق ﴿رَفَعَ﴾ کے معنی درجات بلند کرنے کے ہی ہیں تو لفظ ﴿در حجاب﴾ ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ حالانکہ آیات مذکورہ میں ﴿رَفَعَ﴾ کے معنی معین کرنے کے لئے ﴿در حجاب﴾ بطور قرینہ کے مذکور ہوا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ﴿رَفَعَ﴾ کے معنی حسب قرآن کئے جائیں گے۔ کیوں کہ غت میں اس کے حقیقی اور وضعی معنی "اوپر کو اٹھانا" ہیں۔ (۱) پس جہاں ﴿رَفَعَ﴾ کا مفعول کوئی جسم ہوگا وہاں معنی اس جسم کے نیچے سے اوپر کو حرکت دینا اور اٹھانا ہوں گے، غت کی کتاب ((مصباح منیر)) (۷) میں ہے "الرفع فی الأجسام حقیقة فی الحركة و لا تنفد،

(۱) بحث رفع، ص: ۱۰ (۲) الباقی ص: ۲۵۳ (۳) ص: ۸۳

(۴) ص: ۶۵ (۵) ص: ۳۲ (۶) ص: ۱۰ (۷) ص: ۲۳۲۔

وفي المعاصي عني ما ينصبه المقام "یعنی غلط" (رفع) جسوں کے متعلق حقیقی معنی کی رو سے حرکت اور ثقل کے لئے ہوتا ہے اور معانی کے متعلق جیسا موقع و مقام ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَرَهْمَا فَوْقَكُمُ الطُّورُ﴾ (۱) یہاں ﴿رفع﴾ کا فاعل اللہ ہے اور مفعول پہاڑ ہے جو جسم ولا ہے اور مراد مجسم پہاڑ کو نیچے سے اوپر حرکت دینا اور بنی اسرائیل کے سروں پر چھت کی طرح اٹھانا میں، اس کی تائید سورہ اعراف کی اس آیت سے ہوتی ہے ﴿وَإِذْ مَتَّعْنَا الْحَبْلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ﴾ (۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس وقت انھیں ہم نے پہاڑ ان کے اوپر جیسے سائبان اور ڈرے کے وہ گرے گا ان پر۔ نیز فرمایا ﴿وَرَفَعَ أُسُوبُهُ عَلَى الْعُرُشِ﴾ (۳) یعنی یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ کو تخت کے اوپر بٹھایا۔ یہاں ابون کا بحسد حمایت کے اوپر مرفوع ہونا مراد ہے۔ (۴) اور جہاں ﴿رفع﴾ کا صمد "الی" مذکور ہو وہاں معنی ثنی مذکور کا دخول کی طرف مرفوع ہونا ہوا ہے، جیسے ہیں "رفعه إلى الحاكم"، "رفعه إلى السلطان"، "قال أبو هريرة سارق السر" "أرفعه إلى رسول الله (ﷺ)" (بخاری) (۵)، "في لأدهس من شكوت، بفتح ر، رفعه إلى الحاكم، بدو أحصره مشكوى"۔ (فتح الباری شرح بخاری، ص ۹، (ص ۱۳۴) (۵)، میں تجھ کو حاکم، یا دشاہ، رسول اللہ ﷺ کے پاس پکڑے جا کر تیری شکایت کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكُفْرُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾ (۶)، اس آیت میں "رفع" اور "صعود" دو لفظ آئے ہیں جو ہم معنی ہیں اور صمد "الی" بھی مذکور ہے پس کلمہ کا عمل صالح کے ساتھ دخول ان یعنی اللہ کی طرف تسمان پر چنانہ صاف ثابت ہے جیسا کہ حدیث ابن مسعود میں وارد ہے "أصعد من الله فجمعهم

(۲) (۲) ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴،

محب جاحہ، ثم صعد بہن ہنی السماء" (ابن جریر، ابن کثیر، فتح البیان، حاکم، بیہقی، طبرانی، وغیرہ) (۱) یعنی ان کلمات کو فرشتہ اپنے بغل میں داب کر آسمان پر لے چڑھتا ہے۔ نیز حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ میں وارد ہے۔ "وَبَدَّ صَوَّعَ الْعَدْرَةَ عَنِ الْمَاءِ" (کنز العمال (ج ۲۵/۲) (۲) منتخب کنز بر حاشیہ مسند احمد جداول (ص ۶۰)) (۳)، یعنی بندو جب تو وضع کرتا ہے تو اللہ اس کو وضع کر تو میں، آسمان کے اوپر اٹھ لیتا ہے۔ کتاب الاخلاق کے باب حکمت سے ایک تو وضع بھی ہے اس امر کو نیز حدیث مذکور کے مطلب کو یک دوسری حدیث واضح کرتی ہے جو انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھول ((طبرانی)) (۴) اسی ((کنز العمال)) (۵) میں مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "مَنْ وَضَعَ فِیْهِ عِلْمٌ رَفَعَ حُكْمَتَهُ" (کنز العمال (ج ۲۵/۲) (۶)، جامع الصغیر للسیوطی (ج ۲/۱۴) (۷)، یعنی بندو جب تو وضع کرتا ہے تو فرشتہ موکل کو حکم ہوتا ہے کہ اس کی حکمت یعنی تو وضع کو لے کر چڑھ۔ کلمات "عباد" و "انصار" حنہ و "عمال صالحہ" کافرشتوں کے ذریعہ سے آسمانوں پر جانا بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے۔ ((صحیح

(۱) الترمذی، الربیع (۲۳۳/۹)، حدیث ۹۱۳۳، شعب الایمان، (۱۳۹/۲)، حدیث ۶۱۶، الاشیاء والاصحاح، (ص ۳۹۹) حدیث ۷۳، مشہور باب حاکم (۲۶۱/۲) حدیث ۳۵۹۹، بیہقی (تفسیر ابن جریر) (۳۳۸/۹)

((تفسیر ابن کثیر)) (۵۳/۶)، ((فتح البیان)) (۲۲۹/۱۱) اس حدیث کی سنجیدگی سے۔

(۲) مطبوعہ نو مسلم خاندان، علیہ السلام، جو یو یو سے، عالم رحمہ اللہ سے ثابت مراد اس کا صریح ہے۔

(۳) دیکاریم، حقائق قرطبی (۱۴۷/۲)، اس سند اس خط کے ساتھ یہ حدیث موشور ہے، اس میں ایک ایسی حدیث

یوں ملتی ہے جو حدیثیں موشور ساتھ بیہقی (سلسلہ احادیث الصغیرہ) (۱۰۸۳/۱۴)، حدیث ۶۹۸۳۔

(۴) الترمذی، الربیع (۲۱۸/۱۲)، حدیث ۱۲۹۳۹، یہ حدیث حسن ہے۔

(۵) مطبوعہ نو مسلم خاندان، علیہ السلام، جو یو یو سے، عالم رحمہ اللہ سے ثابت مراد اس کا صریح ہے۔

(۶) مطبوعہ نو مسلم خاندان، علیہ السلام، جو یو یو سے، عالم رحمہ اللہ سے ثابت مراد اس کا صریح ہے۔

(۷) ((صحیح جامع الصغیر))، (۱۱۹/۲)، (۹۹۰/۲)، حدیث ۵۶۲۱۔

مسلم)) میں ہے "یرفع ربه علی عین علی عین" (۱) اور ((صحیح بخاری)) میں ہے "ثم یخرج ربه من بیتہا" (۲)، ان مشاوں سے جس طرح "رفع" کا صمد "الی" مذکور ہونے کے باعث، اسی مذکور کا مدخول الی کی طرف مرفوع ہونا ثابت ہو سی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی وارد ہوا ہے ﴿رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ﴾ ﴿وَالْعَرْشُ الْمَعْلُومُ﴾ جس کے معنی ہوئے کہ عیسیٰ کا رفع بحمد و وحیہ مدخول کی یعنی سما کی طرف ہوا۔

ارتقاء ان الله و صعود ان السماء مساوی فی المعنی ہیں کہ ذکر کرتے اور ﴿وَالْعَرْشُ الْمَعْلُومُ﴾ میں مخاطب کی ضمیر متناہی یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے اور اسم عیسیٰ معبر ہے جسم مع ارواح سے کیوں کہ محض روح بغیر تعلق بدن کے قابل تسبیہ نہیں ہوتی۔ پس اس ضمیر میں حضرت عیسیٰ کا رفع جسد مع الروح ثابت ہو جاتا ہے، لہذا "ناشر دعوت" کا بناؤنی قاعدہ مذکورہ غلط ثابت ہوا۔ اور "رفع" سے مراد رفع الی السماء مع الجسد والروح کا ہونا کا شمس فی نصف السماء ظاہر و باہر ہوا والحمد للہ۔

سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفات نبوی کے وقت فرمایا تھا "رفع کما رفع عیسیٰ" ((تجلی انکرامتہ ص ۱۰۱))، اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ کی وفات کے وقت خطبہ دیا تھا کہ جس رات کو حضرت علی کی وفات ہوئی ہے وہ رات وہ ہے کہ "خرج منها روح عیسیٰ" ((طبقات ابن سعد)) (۳) (۴/۳) ان سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ یہاں مر گئے تھے اور ان کی روح کا رفع الی اللہ ہوا ہے اس کا کیا جواب ہے؟ جواب کتاب ((تجلی انکرامتہ)) میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول براہ سند کے مذکور ہے بلکہ اس کتاب کا حوالہ تک ندارد ہے جہاں سے یہ قول نقل کیا گیا ہے، ابنتہ حضرت عمر کا

(۱) صحیح مسلم کتاب ایمان باب قولہ علی علیہ السلام "یرفع ربه علی عین علی عین" ص ۱۰۱

(۲) صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب کراماتہ ص ۳۶۲ (۳) (۴) (۳/۳)

(آپ ﷺ تو زمین میں مدفون ہوں اور حضرت عیسیٰ دو ہزار برس سے آسمان پر

زندہ ہوں۔

غیرت کی جاتے عیسیٰ زندہ ہوں آسمان پر مدفون ہوں زمین میں شاہ جہاں ہمارا

(ص ۱۰۲)

محب آپ کے مرزا صاحب ((نور الحق)) (ص ۵۰) (۱) میں فرماتے ہیں ”یہ موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لادیں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہیں، اور مردوں میں نہیں۔ مگر ہم قرآن میں بغیر وفات کے عیسیٰ کے کچھ نہیں پاتے۔“ مرزا صاحب کی یہ تفریق (کہ عیسیٰ کو مردہ کہا اور موسیٰ کو زندہ) بتا رہی ہے کہ مرزا صاحب حضرت موسیٰ کو جس فی رندگی سے آسمان پر زندہ سمجھتے تھے۔ جس جواب بالقلب سنئے۔

حضرت سرور کائنات ﷺ کی توہین کے مرتکب ہونے سے اسے مرزائیوں بچے آپ تو زمین میں مدفون ہوں اور حضرت موسیٰ تین سڑھے تین ہزار برس سے آسمان پر زندہ ہوں؟ غیرت کی جاتے موسیٰ زندہ ہوں آسمان پر مدفون ہوں زمین میں شاہ جہاں ہمارا مرزائیوں غیرت کی جاتے ہم بلکہ ہمارے سرور کائنات ﷺ کا ریز زمین مدفون ہونا کمال عزت ہے سنئے۔

کسے گفت کہ عیسیٰ برتبہ اعلیٰ است کین بزرزمیں خطہ و آں باوہج ساست
گفتمش کہ حجت قوی نمی گردد حباب بر سر آب و گہر بہ دریا ست (۱)

(۱) (احادیث عرب) ۱ (۶۸۸-۶۹۰)۔

(۱) ترجمہ یہ سنئے کہ عیسیٰ کا سر بہ چا سنے۔ یہ یعنی محمد ﷺ میں مدفون ہیں اور وہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان کی بندی میں ہیں۔ عیسیٰ نے اس سے کہا کہ تمہاری دلیل ضرور سے پانی کا جہر پانی کے پانی کا ہے اور موتی دریا کی جہر میں۔

واعی اس حدیث شریف میں "یزل" اور "ابن مریم" کے الفاظ سے دھوکا لگا ہے۔

(ص ۲)

مجیب جی ہاں احادیث نبویہ سے ہی مسلمان دھوکا کھائیں تو ہدایت یابی معلوم۔ کیوں نہ ہو مرزا صاحب جو فرما گئے ہیں: "وقد مرق الأخبار کل مرق، فکل بما ہو عندہ بنشر" (انجراجمی (ص ۶۵)) (۱)۔ لیکن ہم تو ان احادیث متوترہ کو چھوڑ نہیں سکتے کیوں کہ "نخضرت نے اس امر کو مختلف مواقع میں مختلف الفاظ سے ارشاد فرمایا ہے۔ ((صحیحین)) میں "سربہ" "بہ" (۲) "سربہ" "بہ" (۳) آیا ہے، ((صحیح مسلم)) میں "بعث اللہ مسیح بن مریم" (۴) "بعث اللہ عیسیٰ بن مریم" (۵) وارد ہے۔ ((مستدرک حاکم)) (۶) میں "یہی عیسیٰ بن مریم حکم" منقول ہے۔ ((مسند احمد)) (چند چہارم) (۷) میں "یہی عیسیٰ ابن مریم" مروی ہے۔ ((تفسیر ابن کثیر)) (۸) وغیرہ میں "بہ" جمع "بہ" کی حدیث موجود ہے۔ درتساں سے اترنے کی تصریح بھی رسول اللہ ﷺ نے ہی فرمائی ہے۔ امام بیہقی نے ((کتاب الاسماء)) (۹) میں ابو ہریرہ سے پاسند روایت نقل کی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا "کف اسمہ رسول

(۱) (روحانی خزائن) (۱۸۰۹)۔

(۲) صحیح مسلم کتاب الایمان باب من یشہد علی مریم ما یشہد علی محمد ﷺ حدیث ۱۵۵۔

(۳) صحیح بخاری کتاب التوبہ باب من یشہد علی محمد ﷺ حدیث ۲۴۲۲ صحیح مسلم کتاب الایمان باب من یشہد علی مریم ما یشہد علی محمد ﷺ حدیث ۱۵۵۔

(۴) صحیح مسلم کتاب النسخ وشرائط الایمان باب من یشہد علی محمد ﷺ حدیث ۲۹۲۷۔

(۵) صحیح مسلم کتاب النسخ وشرائط الایمان باب من یشہد علی محمد ﷺ حدیث ۲۹۲۷۔

(۶) (۶۵۱/۳) حدیث ۲۴۲۳ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(۷) (۱۷۳۰/۹) حدیث ۶۲۹۷ اس حدیث کی سند صحیح مسلم شرط پر ہے۔ (۸) (۲۷۷)۔

(۹) (۱۸۰۹) کتاب (۱۸۰۹) حدیث (۲۳۱/۴) حدیث ۱۹۵۵ یہ حدیث صحیح ہے۔

اس مریمہ میں "سماء فیہہ" (ص ۱۰۳)۔ ابن عساکر ابن عباس سے روایت لائے ہیں کہ "حضرت نے فرمایا "فعلہذا دلت بسر اُحی عیسیٰ بن مریمہ من السماء" (۱)۔ ((فتح کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد)) جلد ششم (ص ۶۵) و ((مشکاۃ)) اور ((کنز العمال)) میں "ایسی" لکھا ہے۔ (۲) بھی وارد ہے۔ اس لئے ہم حضرت عیسیٰ کا "سمان" سے زمین پر اترنا مانتے ہیں، اُن احادیث پر مبنی بعض بعض۔

دعی نزول کا لفظ قرآن مجید میں متعدد جگہ استعمال ہو ہے اور وہاں "سمان" سے اترنے کے کسی جگہ بھی ہمارے خلاف معنی نہیں لیتے۔ (ص ۲)۔

(۳) عجیب مسماں ملنا، جو معنی اس مقامات میں مراد لیتے ہیں وہ تو آگے چل کر معلوم ہوں گے بالفعل یہاں ہم نزول کے معنی سے متعلق کچھ تحریر کرتے ہیں، ((صرات)) میں ہے "نزول فردو آمدن انزال فردو آوردن"۔ ((مثنیٰ الرب)) میں ہے "نزول فردو آمد"۔ یعنی نزول کے معنی نیچے آنا، "انزال" کے معنی نیچے لانا ہیں۔ عربی لغت ((مصحح منیر)) (۴) میں ہے "سرو" میں علو ایسی اُسی "یعنی نزول کے معنی اوپر سے نیچے آنا۔ امر القیس کہتا ہے۔

تقول وفد ماں عبیطہ معا عفت بعیرہ یا مرا القیس فارب (۵)

مشہور نقوی طامہ راغب اصفہانی ((مفردات)) (۶) (قرن کا لغت) میں

(۱) انیسویں ((تاریخ دمشق)) ۱/۱۱۱ ص ۵۰۵۔

(۲) یہ الفاظ مسلم نے ہیں، انیسویں ((صحیح مسلم)) کتاب النہی واثبات حدیث باب ۱۰۱۱ ص ۶۱۱۔
 محدث، ۱۹۳۷ء چودہویں حدیث ((صحیح مسلم)) ۱/۱۱۱ ص ۵۰۵ سے اس لئے ہم نے اس سے حوالہ دیا اور لیکن یہاں سے جو اضافہ محمد ابراہیم نے کیا ہے، اس سے ہم نے اس سے حوالہ دیا ہے۔

(۳) دلت بسر (۱)۔ (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰) (۱۰۰۱) (۱۰۰۲) (۱۰۰۳) (۱۰۰۴) (۱۰۰۵) (۱۰۰۶) (۱۰۰۷) (۱۰۰۸) (۱۰۰۹) (۱۰۱۰) (۱۰۱۱) (۱۰۱۲) (۱۰۱۳) (۱۰۱۴) (۱۰۱۵) (۱۰۱۶) (۱۰۱۷) (۱۰۱۸) (۱۰۱۹) (۱۰۲۰) (۱۰۲۱) (۱۰۲۲) (۱۰۲۳) (۱۰۲۴) (۱۰۲۵) (۱۰۲۶) (۱۰۲۷) (۱۰۲۸) (۱۰۲۹) (۱۰۳۰) (۱۰۳۱) (۱۰۳۲) (۱۰۳۳) (۱۰۳۴) (۱۰۳۵) (۱۰۳۶) (۱۰۳۷) (۱۰۳۸) (۱۰۳۹) (۱۰۴۰) (۱۰۴۱) (۱۰۴۲) (۱۰۴۳) (۱۰۴۴) (۱۰۴۵) (۱۰۴۶) (۱۰۴۷) (۱۰۴۸) (۱۰۴۹) (۱۰۵۰) (۱۰۵۱) (۱۰۵۲) (۱۰۵۳) (۱۰۵۴) (۱۰۵۵) (۱۰۵۶) (۱۰۵۷) (۱۰۵۸) (۱۰۵۹) (۱۰۶۰) (۱۰۶۱) (۱۰۶۲) (۱۰۶۳) (۱۰۶۴) (۱۰۶۵) (۱۰۶۶) (۱۰۶۷) (۱۰۶۸) (۱۰۶۹) (۱۰۷۰) (۱۰۷۱) (۱۰۷۲) (۱۰۷۳) (۱۰۷۴) (۱۰۷۵) (۱۰۷۶) (۱۰۷۷) (۱۰۷۸) (۱۰۷۹) (۱۰۸۰) (۱۰۸۱) (۱۰۸۲) (۱۰۸۳) (۱۰۸۴) (۱۰۸۵) (۱۰۸۶) (۱۰۸۷) (۱۰۸۸) (۱۰۸۹) (۱۰۹۰) (۱۰۹۱) (۱۰۹۲) (۱۰۹۳) (۱۰۹۴) (۱۰۹۵) (۱۰۹۶) (۱۰۹۷) (۱۰۹۸) (۱۰۹۹) (۱۱۰۰) (۱۱۰۱) (۱۱۰۲) (۱۱۰۳) (۱۱۰۴) (۱۱۰۵) (۱۱۰۶) (۱۱۰۷) (۱۱۰۸) (۱۱۰۹) (۱۱۱۰) (۱۱۱۱) (۱۱۱۲) (۱۱۱۳) (۱۱۱۴) (۱۱۱۵) (۱۱۱۶) (۱۱۱۷) (۱۱۱۸) (۱۱۱۹) (۱۱۲۰) (۱۱۲۱) (۱۱۲۲) (۱۱۲۳) (۱۱۲۴) (۱۱۲۵) (۱۱۲۶) (۱۱۲۷) (۱۱۲۸) (۱۱۲۹) (۱۱۳۰) (۱۱۳۱) (۱۱۳۲) (۱۱۳۳) (۱۱۳۴) (۱۱۳۵) (۱۱۳۶) (۱۱۳۷) (۱۱۳۸) (۱۱۳۹) (۱۱۴۰) (۱۱۴۱) (۱۱۴۲) (۱۱۴۳) (۱۱۴۴) (۱۱۴۵) (۱۱۴۶) (۱۱۴۷) (۱۱۴۸) (۱۱۴۹) (۱۱۵۰) (۱۱۵۱) (۱۱۵۲) (۱۱۵۳) (۱۱۵۴) (۱۱۵۵) (۱۱۵۶) (۱۱۵۷) (۱۱۵۸) (۱۱۵۹) (۱۱۶۰) (۱۱۶۱) (۱۱۶۲) (۱۱۶۳) (۱۱۶۴) (۱۱۶۵) (۱۱۶۶) (۱۱۶۷) (۱۱۶۸) (۱۱۶۹) (۱۱۷۰) (۱۱۷۱) (۱۱۷۲) (۱۱۷۳) (۱۱۷۴) (۱۱۷۵) (۱۱۷۶) (۱۱۷۷) (۱۱۷۸) (۱۱۷۹) (۱۱۸۰) (۱۱۸۱) (۱۱۸۲) (۱۱۸۳) (۱۱۸۴) (۱۱۸۵) (۱۱۸۶) (۱۱۸۷) (۱۱۸۸) (۱۱۸۹) (۱۱۹۰) (۱۱۹۱) (۱۱۹۲) (۱۱۹۳) (۱۱۹۴) (۱۱۹۵) (۱۱۹۶) (۱۱۹۷) (۱۱۹۸) (۱۱۹۹) (۱۲۰۰) (۱۲۰۱) (۱۲۰۲) (۱۲۰۳) (۱۲۰۴) (۱۲۰۵) (۱۲۰۶) (۱۲۰۷) (۱۲۰۸) (۱۲۰۹) (۱۲۱۰) (۱۲۱۱) (۱۲۱۲) (۱۲۱۳) (۱۲۱۴) (۱۲۱۵) (۱۲۱۶) (۱۲۱۷) (۱۲۱۸) (۱۲۱۹) (۱۲۲۰) (۱۲۲۱) (۱۲۲۲) (۱۲۲۳) (۱۲۲۴) (۱۲۲۵) (۱۲۲۶) (۱۲۲۷) (۱۲۲۸) (۱۲۲۹) (۱۲۳۰) (۱۲۳۱) (۱۲۳۲) (۱۲۳۳) (۱۲۳۴) (۱۲۳۵) (۱۲۳۶) (۱۲۳۷) (۱۲۳۸) (۱۲۳۹) (۱۲۴۰) (۱۲۴۱) (۱۲۴۲) (۱۲۴۳) (۱۲۴۴) (۱۲۴۵) (۱۲۴۶) (۱۲۴۷) (۱۲۴۸) (۱۲۴۹) (۱۲۵۰) (۱۲۵۱) (۱۲۵۲) (۱۲۵۳) (۱۲۵۴) (۱۲۵۵) (۱۲۵۶) (۱۲۵۷) (۱۲۵۸) (۱۲۵۹) (۱۲۶۰) (۱۲۶۱) (۱۲۶۲) (۱۲۶۳) (۱۲۶۴) (۱۲۶۵) (۱۲۶۶) (۱۲۶۷) (۱۲۶۸) (۱۲۶۹) (۱۲۷۰) (۱۲۷۱) (۱۲۷۲) (۱۲۷۳) (۱۲۷۴) (۱۲۷۵) (۱۲۷۶) (۱۲۷۷) (۱۲۷۸) (۱۲۷۹) (۱۲۸۰) (۱۲۸۱) (۱۲۸۲) (۱۲۸۳) (۱۲۸۴) (۱۲۸۵) (۱۲۸۶) (۱۲۸۷) (۱۲۸۸) (۱۲۸۹) (۱۲۹۰) (۱۲۹۱) (۱۲۹۲) (۱۲۹۳) (۱۲۹۴) (۱۲۹۵) (۱۲۹۶) (۱۲۹۷) (۱۲۹۸) (۱۲۹۹) (۱۳۰۰) (۱۳۰۱) (۱۳۰۲) (۱۳۰۳) (۱۳۰۴) (۱۳۰۵) (۱۳۰۶) (۱۳۰۷) (۱۳۰۸) (۱۳۰۹) (۱۳۱۰) (۱۳۱۱) (۱۳۱۲) (۱۳۱۳) (۱۳۱۴) (۱۳۱۵) (۱۳۱۶) (۱۳۱۷) (۱۳۱۸) (۱۳۱۹) (۱۳۲۰) (۱۳۲۱) (۱۳۲۲) (۱۳۲۳) (۱۳۲۴) (۱۳۲۵) (۱۳۲۶) (۱۳۲۷) (۱۳۲۸) (۱۳۲۹) (۱۳۳۰) (۱۳۳۱) (۱۳۳۲) (۱۳۳۳) (۱۳۳۴) (۱۳۳۵) (۱۳۳۶) (۱۳۳۷) (۱۳۳۸) (۱۳۳۹) (۱۳۴۰) (۱۳۴۱) (۱۳۴۲) (۱۳۴۳) (۱۳۴۴) (۱۳۴۵) (۱۳۴۶) (۱۳۴۷) (۱۳۴۸) (۱۳۴۹) (۱۳۵۰) (۱۳۵۱) (۱۳۵۲) (۱۳۵۳) (۱۳۵۴) (۱۳۵۵) (۱۳۵۶) (۱۳۵۷) (۱

لکھتے ہیں۔ "اسروں میں اصل ہو انحصار میں عمو ... ویرس اللہ تعالیٰ ہم
بہاؤال انبیاء بمعہ کمال انفر ... واما بانزال آسمانہ والہدایۃ الیہ کمال
الحدید واللباس، ونحو ذلك"۔ یعنی نزول کے اصل معنی اوپر سے نیچے ترنا ہیں،
اللہ تعالیٰ کا اتارنا (دو طرح پر ہے) یا تو ثقی بنفسہ کا اتارنا جیسے قرآن کا اتارنا۔ یا سخی سے
اسباب و ذرائع اور اس کی طرف (توفیق) ہدایت کا اتارنا جیسے انزال حدید اور نزال لباس
اور اس کے مثل (نزال میران، انزال رزق، انزال انعام، انزال رجز و عذاب وغیرہ)
انہی۔ مگر اس تہریک سے آپ کی پیش کردہ آیات کی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے اور ہم
کو الگ الگ ان پر بحث کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لیکن پاس خاطر ناظرین ہم ہر
ایک نمبر پر نظر ڈالتے ہیں۔

د (۱) ﴿قَدْ أَمَرَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ دَكُورًا﴾ ﴿رَسُولًا عَلَيْكُمْ آيَاتِ
اللَّهِ﴾۔ سبت میں حضرت کے لئے نزال کا لفظ استعمال ہوا ہے (۱) ﴿لَنْ أَمْنَهُ﴾ سے پیدا
ہوئے تھے۔ (ص ۲)۔

میب (۱) کاش آپ اس مقام کو مشہور دسی کتاب ((جہانین)) (۱) میں دیکھ
لیتے تو ایسا نہ لکھتے ملاحظہ ہو ﴿قَدْ أَمَرَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ دَكُورًا﴾ ہو ﴿رَسُولًا﴾
"ای محمد" مصبوب بفعل معذرہ فی وارسل، (جدین، خازن، کشاف،
مد رک، سرج منیر) (۲)، یعنی ﴿دَكُورًا﴾ سے مراد قرآن ہے جسے اللہ نے (آسمان سے)
نازل کیا ہے اور ﴿رَسُولًا﴾ کے سپہ "أرسل" معذوف ہے یعنی محمد ﷺ کو رسول بنایا۔ سی

(۱) (ص ۵۵۰-۵۵۱)۔

(۳) تفسیر کلک (۳۶۳) تفسیر اسلمی (۵۰۱۳) تفسیر ابن (۳۱۰۳) تفسیر عذیب (ص ۵۵) مد رک
میر (۳۲۰۳)۔

نئے قرآن مجید میں ﴿ذُكِّرُوا﴾ کے بعد آیت کا ؕ ول نشان بنا ہوا ہے جسے آپ نے عدا حذف کر دیا ہے اور ﴿رَسُولًا﴾ الگ دوسری آیت میں قرآن مجید میں اس طرح مرقوم ہے ﴿قَدْ أُنزِلَ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا﴾ ﴿رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ﴾ (۱) ذکر قرآن مجید کا دوسرا نام ہے اور اس کا نزول بہت سی آیت میں آیا ہے، چودہویں پارہ کا تیسرا مقام مدح ہو ﴿إِنَّا سَخَّرْنَا لَكُمُ الذِّكْرَ وَأَنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (۲) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الذِّكْرُ﴾ (۳) ﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ﴾ (۴) ﴿وَهَذَا ذِكْرٌ مُبَارَكٌ أَنزَلْنَاهُ﴾ (۵) ﴿أُنزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ﴾ (۶) ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَرَبِيٌّ﴾ (۷) ﴿إِنَّ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ﴾ (۸) پہلی، تیسری اور چوتھی آیت میں نزول ذکر کی من جانب اللہ صراحت ہے۔ چھٹی اور ساتویں میں ذکر کا قرآن ہونا مصرح ہے۔ (۲) اگر ﴿رَسُولًا﴾ کو منصوب بفعل مقدرت مانیں بلکہ ﴿ذُكِّرُوا﴾ سے بدل قرادیں یا عطف بیان کہیں، تو اس صورت میں رسول سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہوں گے (تفسیر کشاف و بیضاوی) (۹)۔ جو بواسطہ محمد ﷺ کے بندوں پر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں اور جبرئیل کا نزول من السماء متفق علیہ ہے اور یہ سب کچھ قرآن مجید سے ثابت ہے، سورہ تکویر میں وارد ہے ﴿إِنَّمَا لِقَوْلٍ رَسُولٍ كَرِيمٍ﴾ ﴿لَا دِي قُوَّةَ عِدَا ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ﴾ (۱۰)۔ یہاں جبرئیل علیہ السلام کو رسول فرمایا اور جس چیز کو یہاں ”قول“ سے تعبیر فرمایا ہے، اسی کو سورہ طلاق میں ﴿يَتْلُو عَلَيْكُمْ﴾ (۱۱) کہا ہے، اور سورہ

(۳) (۳) الخ ۶۔

(۴) (۴) الخ ۹۔

(۵) (۵) الخ ۱۰۔

(۶) (۶) الخ ۸۔

(۷) (۷) الخ ۵۔

(۸) (۸) الخ ۳۔

(۹) (۹) الخ ۶۔

(۱۰) (۱۰) الخ ۳۔

(۱۱) (۱۱) الخ ۳۔

(۱۲) (۱۲) الخ ۳۔

(۱۳) (۱۳) الخ ۳۔

قیامہ میں ﴿قِرَاءَةُ﴾ (۱) اور جس طرح سورہ طہ میں ﴿أُصِرُّوْا لِلّٰہِ﴾ (۲) آیا ہے اسی طرح سورہ شعراء میں ﴿یَنْوَلُّ بِہِ الرُّوْحَ الْاَمِیْنُ﴾ علیٰ قَلْبِکَ ﴿ (۳) اور سورہ بقرہ میں ﴿قُلْ مَن کَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ فَاِنَّہٗ نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلْبِکَ بِاِذْنِ اللّٰہِ﴾ (۴) فرمایا گیا ہے۔ ان آیات سے جبرئیل کا رسول ہونا، اللہ ذوالعرش سے قرآن کی آیات لے کر نازل ہونا، اور آنحضرت ﷺ کے قلب منور پر وارد کرنا، اور آپ کو پڑھانا صاف صاف ثابت ہے، جس یہ تفسیر آیات مانحن فیہا کی بہتر تفسیر ہے۔

داعی (۲) ﴿وَأُصِرُّوْا لِلْحَدِیْدِ﴾ (۵) اور ہم نے لوہا اتارا، اب غور کیجئے کہ کیا وہ آسمان سے نازل ہوتا ہے یا کانوں سے نکلتا ہے (ص ۲)۔

میب (۱) اس آیت کی تفسیر میں اُتر ہم آپ کو یہ حدیث نبوی سن دیں عن ابن عمر قال قال انبی ﷺ "ہذا اسمہ اربع اربعہ کات من السماء الی الارض۔ حدید" اخ (۶) (معالم، خازن، کشف، کبیر، سرانج منیر)۔ یعنی اللہ نے چار چیزیں آسمان سے زمین کی طرف اتاری ہیں ان میں سے ایک لوہا ہے، تو آپ فوراً اپنے مرزا صاحب کا یہ قوس پیش کر دیں گے کہ "حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں" (انجاز حموی) (ص ۳۰) ((۷)۔ اس لئے ہم ان بزرگ کا قول پیش کرتے ہیں جن کے قوس سے مرزا صاحب نے بڑی تحریف کے بعد استناد کیا ہے۔ (ازالہ) (ص ۶۳) ((۸)۔ اور واقعی ان کی جتنی

(۱) التبیان ۸ (۲) طہ ۱۰ (۳) الشعراء ۱۹۳ ۹۳۔

(۴) بقرہ ۹۷۔ (۵) حدید ۲۵۔

(۶) مسند احمد ۱۱۱، رد المحتار ۱۷۵، حدیث ۶۵۳، یہ حدیث مضموع ہے۔ جس کی سند میں یہ راوی میب رحمہ اللہ نے جسے محدثین نے مذکور کیا ہے۔ (میں) (مسند احمد ۱۱۱، حدیث ۶۵۳) (ازالہ) (ص ۵۳) (۷) حدیث ۳۰۵۳۔ اس مقام پر مولف رحمہ اللہ چند تصدیقیں صاف کاۓ ان میں سے جیسے (۱) حدیث میں تفسیر صاف، کشف، تفسیر بہ، سرانج منیر، اور تفسیر ہم سے حدیثی صاف سے اس کا حوالہ دیا ہے۔ (۲) تفسیر صاف میں یہ غلطی ہے۔

(۸) (روحانی خزائن) ((۱۴) (۱۳)۔ (۹) ایضاً (۳) (۲۳۵)۔

مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ ﴿١﴾، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اخْذُوا حِذْرَكُمْ ﴿٢﴾، ﴿٣﴾ وَلْيَا اخْذُوا أَمْلَحْتُمْ ﴿٤﴾، ان آیات میں لوہے کے تھیرور و رڈ حمل وغیرہ کے استعمال کا حکم اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے، اسی کی طرف ﴿وَأَسْرَأْنَا الْحَدِيدَ﴾ میں اشارہ فرمایا ہے۔ پس چون کہ اپنی اسلحہ کے استعمال اور تیار کرنے کا سبب امر منہل من اللہ ہے، لہذا ﴿وَأَسْرَأْنَا الْحَدِيدَ﴾ من قبیل ”الحدق المسبب والمراد به السبب“ ہے جس کی تفصیل اگلے جواب میں ملاحظہ ہو۔

وَقُلْ (۳) ﴿يَا بَنِي آدَمُ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ لِبَاسٌ (۴)﴾، اے بنو آدم ہم نے تم پر لباس اتارا فرمایا ہے کہ کپڑے جو ہم پہنتے ہیں کیا وہ آسمان سے اترتے ہیں؟ (ص ۲)۔

مجیب محذورات عرب جاننے والوں سے مخفی نہیں کہ کلام میں کبھی سبب ہوتے ہیں اور مراد سبب لیتے ہیں جیسے "رَبَّاعِبْتُ نَيْ نَسَاتِ بَدِي سَبَّحْتُ" (مطلوب)۔ ہم نے بارش چرائی یعنی مھاس جس کے اٹنے کا سبب بارش ہے، اور کبھی مسبب ہوتے ہیں اور مراد سبب لیتے ہیں جیسے ﴿وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ رِزْقٍ﴾ (۵)۔ اللہ نے آسمان سے رزق نازل فرمایا، یعنی بارش برسائی جو سبب ہے رزق کے پیدا ہونے کا، پس رزق مسبب ہو۔ اسی طرح ﴿أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ لِبَاسٌ﴾ فرمایا، اس سبب ہے اور سبب اس کا بارش ہے، ((تفسیر کبیر)) (۱) میں ہے "أُنْزِلَ الْمَطَرُ وَالْمَطَرُ تَتَكُونُ الْأَشْيَاءُ الَّتِي مِمَّهَا يَحْصُلُ النَّاسُ" (جلد ۳)، ((تفسیر معالم)) (۷) میں ہے "النَّاسُ يَكُونُ مِنْ بَرَدٍ لَارِضٍ، وَالْغَيْبَاتُ يَكُونُ بِهَا يَرُونَ مِنَ السَّمَاءِ، فَمَعْنَى قَوْلِهِ ﴿أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ﴾" (تفسیر خازن)، ((تفسیر خازن)) (۸) و ((فتح البیان)) (۴) میں ہے "أُنْزِلَ الْمَطَرُ"۔

$$-F \cdot \frac{1}{r^2} \left(\frac{r}{r_0} \right)^2 \quad -F \cdot \frac{1}{r^2} \left(\frac{r}{r_0} \right)^3 \quad -F \cdot \frac{1}{r^2} \left(\frac{r}{r_0} \right)^4 \quad -F \cdot \frac{1}{r^2} \left(\frac{r}{r_0} \right)^5$$
$$(97/1)(4) \quad (97/1)(6) \quad (97/1)(7) \quad 97/1(8)$$

(۹) یہ صوبہ خلیج فارس (۳۴۴،۳)۔

میں لسماء وهو سب نبات عباس" ((تفسیر مدارک)) (۱) میں ہے "ذی أصله
میں لسماء وهو مہ" اسی طرح ((بیضوی)) (۲) ((ابواسعود)) (۳) و ((سراج
منیر)) (۴) میں اسباب نازلہ مرقوم ہے۔ حاصل سب عبارتوں کا یہ ہوا کہ وجود لباس کا
سبب بارش ہے آسمان سے پانی برستا ہے اس سے روئی کا درخت پیدا ہوتا ہے روئی سے
سوت اور سوت سے لباس تیار ہوتا ہے۔ پانی برستا ہے گھاس پیدا ہوتی ہے جسے بھینزا اور دنبہ
کھاتے ہیں ان کے ہاں بڑھتے ہیں جس سے اونٹنی لباس بنتی ہیں۔ بارش ہوتی ہے شہتوت
اور بیر کے درختوں کی پتیاں جری بھری ہوتی ہیں۔ ان کو ریشم کے کیڑے کھاتے ہیں اور ریشم
نکاتے ہیں جس سے ریشمی لباس وجود میں آتے ہیں۔ غرض کہ لباس و رزق کا وجود و حصول
اسباب سماویہ و مادیہ سے مل کر ہوتا ہے جیسا کہ سورہ یونس میں فرمایا ہے۔ ﴿قُلْ مَنِ
يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۖ﴾ (۵)۔ اس کے آگے چھنے کو غ میں ہے۔ ﴿فَمَا
أَسْرَأُ إِلَيْكَ لَكُم مِّن رِّزْقٍ ۖ﴾ (۶)۔ سورہ چاشیہ کی آیت اور پر بیان ہو چکی ہے۔ سورہ
ذاریات میں وارد ہوا ﴿وَالْحَى السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ۖ﴾ (۷)۔ سورہ محس
میں تو صاف صاف فرمایا ہے ﴿أَتَا صَبِيْنَا الْمَاءَ صَبًا ۖ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ۖ
فَأَنْبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ۖ﴾ (۸) آیہ، ان آیات سے آسمانی بارش اور نبات ارضی سے نباتی
معیشت کا حصول ثابت ہے، اسی قبیل سے یہ آیت بھی ہے ﴿أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ الْمَاءَ ۖ﴾ اس کو
کہتے ہیں "نسمیہ شئیء باسمہ تشبیب" "انجس" انزاں کے معنی آسمان سے اتارنا اس
آیت میں بھی اسی طرح ثابت ہوئے جس طرح اوپر کی دونوں آیتوں میں۔ والحمد للہ علی ذلک۔
دعویٰ دوسرے شرعاً طلب لفظ "ابن مریم" ہے۔ جہاں پوری پوری مشابہت پائی
جائے وہاں ایک نام کا طریق دوسرے پر ہو سکتا ہے۔ ان (ص ۲)۔

(۱) ایضی (۵۶۲)۔ (۲) (۵۰۴)۔ (۳) (۱۰۰۵)۔ (۴) (۲۰۹/۲)۔
(۵) یونس ۳۱۔ (۶) یونس ۵۹۔ (۷) الذاریات ۲۲۔ (۸) یونس ۲۵۔ ۲۷۔

مجیب جب کہ بصراحۃ انھیں بنی اسرائیل کے آخری خلیفہ حضرت عیسیٰ بن مریم بنت عمران علیہم السلام کا آسمان سے اتر کر زمین پر دوبارہ تشریف لانا ثابت ہے۔ کہ بیہودہ تو ملکیت اور مشابہت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا لیکن مرزا صاحب چونکہ ((برائین احمدیہ)) (۱) میں لکھ گئے ہیں کہ "اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے" (ص ۲۹۹)۔ سی لئے ناشر ((دعوة)) نے بھی مشابہت تامہ کا ترجمہ "پوری پوری مشابہت" کر دیا۔ اور اس کو علم بدعت سے ثابت کرنے کے درپے ہوئے، چاہئے تو یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات و علامات لکھ کر مرزا صاحب میں ان کو دکھاتے لیکن اس کے لئے ٹریکٹ (۲) کا وعدہ کر دیا (۲) (ص ۳)۔ ہم بھی ان شاء اللہ کسی اگلے ٹریکٹ میں قرآن و حدیث سے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کی خدمات اور حالات تحریر کریں گے جن کا شمار ایک سوسی (۱۸۰) ہوگا۔ پھر دکھا دیں گے کہ مرزا صاحب میں ان میں کی ایک بھی علامت نہیں پائی گئی۔ یہ ٹریکٹ بڑا ہی مزیدار ہوگا ناظرین اس کا انتظار کریں، اس وقت ہم قادیانی سڑکچرور مرزائی مسلمات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مختصر حالات اور علامات لکھتے ہیں۔ ورنہ پھر قادیانی سڑکچرور سے ہی ثابت کریں گے کہ مرزا صاحب میں دو باتیں نہیں پائی گئیں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

حضرت عیسیٰ ابن مریم رسول ربانی

(۱) حضرت عیسیٰ ابن مریم بغیر باپ کے پیدا (۱) مرزا غلام احمد صاحب اپنے باپ مرزا کے گئے تھے (ازالہ ابھار (ص ۲۷۳)) غلام مرتضیٰ سے پیدا ہوئے تھے (کشف الغطاء: (ص ۲۰)) (۲)۔

(۲) حضرت عیسیٰ نے مہد میں کلام آیا (۲) مرزا صاحب سے مہد میں کلام کرنا (ترویج اعتدوب (ص ۳۱)) (۵)۔

((روحانی خزائن)) (۵۹: ۱)۔ (۲) افسوس یہ وعدہ بھی نہ پایا۔ (۱) (۱)۔

((روحانی خزائن)) (۳۶: ۲)۔ (۳) ایضاً: (۱۷۹: ۱۳)۔ (۱) ایضاً: (۳۷: ۱۵)۔

- (۳) حضرت عیسیٰ کی بیوی نہ تھی (ریو یوما) (۳) مرزا صاحب کے کئی بیویاں تھیں۔
 اپریل ۱۹۰۲ء، (ص ۱۲۴)۔
 (۴) حضرت عیسیٰ کے اوزار نہ تھے (تریاق) (۴) مرزا صاحب نے کئی اور (لڑکے اور
 القلوب کا حاشیہ (ص ۹۹) (۱)۔
 (۵) حضرت عیسیٰ تو امر نہیں پیدا ہوئے تھے (۵) مرزا صاحب تو امر پیدا ہوئے تھے
 (نزل المسیح (ص ۱۲۷) (۲)۔
 (۶) حضرت عیسیٰ حضرت محمد ﷺ سے چھ سو (۶) مرزا صاحب محمد ﷺ کے بہت بعد ۱۴۶۱
 برس پہلے پیدا ہوئے تھے (حاشیہ جبری میں پیدا ہوئے (تریاق القلوب
 راز حقیقت (ص ۵) (۴)۔
 (۷) حضرت عیسیٰ میں محض جمالی رنگ تھا (۷) مرزا صاحب فرماتے ہیں ”میں جمالی
 (نزل المسیح (ص ۱۲۷) (۲)۔
 اور جلالی دونوں رنگ رکھتا ہوں“ (نزل المسیح
 (ص ۱۲۷) (۷)۔
 (۸) حضرت عیسیٰ مکتب میں بیٹھے تھے استاد (۸) مرزا صاحب فرماتے ہیں ”میں نے کسی انسان
 سے توریت پڑھی تھی (کتاب ایماں) (۸) سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی
 اردو (ص ۱۲۷) (۸)۔
 (۹) حضرت عیسیٰ نے دنیا کے اکثر حصوں کی (۹) مرزا صاحب نے صوبہ پنجاب اور یوپی
 سیاحت کی اس نے نہی سیاحت کہلائے سے باہر کہیں کی بھی سیاحت نہیں کی۔ من
 (کتاب مسیح ہندوستان میں (۵۳) (۱۰)۔
 یدعیہ فقیدہ اہیان

- (۱) ایضاً (۳۶۳/۵)۔ (۲) ایضاً (۵۰۵/۱۸)۔ (۳) ایضاً۔ (۴) ایضاً (۱۶۷)۔
 (۵) ایضاً (۲۹۳/۱۵)۔ (۶) ایضاً (۵۰۵/۱۸)۔ (۷) ایضاً۔ (۸) ایضاً (۳۹۴/۱۳)۔
 (۹) ایضاً۔ (۱۰) ایضاً (۵۵/۱۵)۔

(۱۰) حضرت عیسیٰ نے براہ راست فیضانِ پایہ (حقیقۃ النبوة (ص ۱۳۷))۔
(۱۰) مرزا صاحب کو حضرت محمد کی اتباع سے حاصل ہوا (حقیقۃ النبوة (ص ۱۳۷))۔

(۱۱) حضرت عیسیٰ نے کہا میں اسرائیل کی بھیڑوں کے سوا اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا۔ (چشمہ معرفت (ص ۶۸)) (۱)۔
(۱۱) مرزا صاحب کا ہم ہے "فصل ۱۱"۔
(۱۱) تمام انسانوں کی طرف رسول ہوں (حقیقۃ النبوة (ص ۱۹۹-۲۰۰))۔

(۲) حضرت عیسیٰ جنگل کا ساگ پات کھاتے درمئی کا تکیہ بناتے (عسل مصفیٰ)۔
(۲) مرزا صاحب کے پاس تیس لاکھ روپیہ تھا۔
(۲) پھر کیسے کیسے مرغی کھاتے پکتے ہوتے۔
(۲) (ص ۱۹۱ و ۱۹۲))

اس طرح کا ایک دفتر محض قادیانی منہ پر سے پیش کیا جا سکتا ہے، واقعاً قتلِ کلیہ اشرار۔ ناشر ((دعوة)) کو بتانا چاہئے کہ "پوری پوری مشابہت" کیا اسی کا نام ہے؟ حایث صحیح سے جو علامات و برکات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ثابت ہیں ان میں سے ہم بالفعل یہاں پر صرف چار نقل کر کے مرزا صاحب کے زمانہ سے مقابلہ کرتے ہیں تاکہ اس مزعومہ "پوری پوری مشابہت" کی حقیقت اچھی طرح واضح ہو جائے۔ بخونہ و صونہ۔

برکات حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام
(۱) "وَسَدَّ هَسَ الشَّحَاءَ وَالْبَاعْصَ" (۱) بند و ستار کے عام باشندوں خصوصاً مسلمانوں
(۱) "وَالنَّحْسَ" (صحیح مسلم) (۳)۔ یعنی میں دشمنی اور حسد اور بغض کی۔ لگی ہوئی ہے اور
حضرت عیسیٰ کی برکت سے مسلمانوں کا کینہ، ایسی عداوت پیدا ہو گئی ہے جس سے ایک دوسرے
بغض اور حسد دور ہو جائے گا۔
سے جدا ہو اور قطعِ تحقُّقِ جلد قطعِ رحم ہو چکا ہے۔

(۱) (رواہی ترمذی) (۱/۲۶۲)۔ (۲) (۲/۲۳۱)۔

(۳) صحیح مسلم کتاب الايمان باب من یحیی السلام ما کما اشر بہ شیخ محمد بن عبد اللہ، حدیث ۱۵۵۔

(۲) "وہ بعض حصہ حتی لا یجیبہ احد" (۲) سب قوموں میں سے زیادہ فقیر و محتاج (بخاری و مسلم) (۱)۔ حضرت عیسیٰ کی برکت سے مال کی حتی کثرت ہوگی کہ زکاۃ لینے والے نہ ملیں گے۔

انتہا یہ ہے کہ مسلمان افلاس کی وجہ سے آریہ اور عیسائی بننے جا رہے ہیں۔

(۳) "حسی نکو۔ سجدہ ابو حذہ عبیر" (۳) اپنی اور نفسانی طمع میں ترقی ہے حدس میں مدبہ" (صحیح مسلم) (۲)۔ مطلب یہ کہ حضرت عیسیٰ کی برکت سے دنیا سے بے رغبتی اور عبادت کے شوق سے آخرت کی تیاری کی فکر پیدا ہو جائے گی۔

(۴) حضرت عیسیٰ کی برکت سے بارش بر وقت درمناسب ہوگی۔ دودھ اور پھل معمول سے زیادہ ہوں گے (صحیح مسلم) (۳)۔ اور جو امر عامہ خلق کے حق میں مضربوں گے وہ بند ہو جائیں گے (بود وادہ ابن ماجہ و غیرہ) (۴)۔

(۱) بخاری، کتاب احادیث، باب دروس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام، حدیث ۳۳۳۸ صحیح مسلم، کتاب ایمان، باب دروس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام، حدیث ۱۵۵۔

(۲) صحیح مسلم، کتاب ایمان، باب دروس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام، حدیث ۱۵۵۔

(۳) صحیح مسلم، کتاب انفس وشرائط، باب "المدل وصدقہ وامنہ" حدیث ۴۹۴۷۔

(۴) مسند یحییٰ، کتاب ماخرجہ عن ابی خنیس، حدیث ۴۳۲۱، مسند ابی ماجہ، کتاب النعمان، باب فضل الدجال

دوستو! آپ نے دیکھا کسی ”پوری پوری مشابہت“ ہے؟ اسی لئے ناشر ”دعوت“ کو ہمت نہیں ہوئی کہ مسیح اہلی مسیح قحی کا قاتل دکھائیں، استاد صاحب نے غالباً اسی موقع کے لئے پیش گوئی کی تھی۔

نمائے بہ صاحب نظرے گوہر خود را عیسیٰ نواں گشت بصدیق خرمے چند (۱)
واعی : یا اُخت ہاروں ۴۔ اس آیت میں حضرت مریم کو ہاروں کی بہن کہا گیا ہے حالانکہ تواریخ سے ثابت ہے کہ حضرت مریم کا کوئی بھائی ہاروں نہ تھا (ص ۲)۔

میب کا ش آپ لوگ اہدیت نبویہ کو مانتے تو ہرگز ایسا نہ لکھتے۔ ((صحیح

مسلم)) میں ہے عن سمیعة بن شعبة قال لما قدمت بحران سنوی، فصر

سکھ تقریباً ۱۰ تحت ہاروں، وموسیٰ بن عیسیٰ مکہ وکد، فلما قدمت عنی

رسول اللہ ﷺ سألته عن ذلك، فقال : «إنهم كانوا یسمون بأسیائهم والصلحین

فیہم» (مسلم (ج ۲/۲۰۷)) (۲)۔ کذا فی الترمذی والنسائی وحمد۔ مغیرہ بن شعبہ صحابی

کہتے ہیں کہ جب میں نجران آیا تو (میسائیوں نے)، مجھ سے سوال کیا کہ تمہارے قرآن نے

مریم کو ہاروں کی بہن کہا ہے (جو موسیٰ کے بھائی تھے) اور موسیٰ کا زمانہ عیسیٰ سے بہت پہلے

ہے تو میں نے (مدینہ کر) آنحضرت ﷺ سے اس امر کو دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ

(یہاں ہاروں سے موسیٰ کے بھائی مراد نہیں ہیں بلکہ وہ لوگ اپنے پہلے کے پیغمبروں اور

صاحبوں کے نام پر نام رکھتے تھے، معلوم ہو کہ یہ ہاروں حضرت مریم کے رشتہ کے کوئی بھائی

وہو بن عیسیٰ بن مریم ورم، جون ما جون، حدیث ۴۰۷۵، سنن ترمذی، ابواب الفتن، باب ما جاء فی قتالہ الدجال۔

حدیث ۴۲۲۰، مسند احمد (۱۷۲/۲۹)، حدیث ۱۷۲۹۔

(۱) ترجمہ: مئی موتی کسی پارکھ (صاحب نظر) ۱۰۰۰ چھڑکوں کی تصدیق اسے موتی نہیں ثابت کرتی۔

(۲) صحیح مسلم کتاب الزکاة، باب فی من غنی فی الدنیا ما یجب ان لا یشاء، حدیث ۴۲۳۵۔

تھے ان کے والدین نے ان کا نام ہارون حضرت موسیٰ کے بھائی ہارون کے نام پر تہہ کار رکھ دیا تھا۔ اب سنئے اکابر مفسرین کی تصریحات، امام مفسر الدین رازی لکھتے ہیں "کار۔ ع۔ ا۔ ح۔ یسمی ہارون۔ من صلحاء بھی اسرائیل معبر بہ، وہد ہو۔ لہرب" (تفسیر کبیر جلد پنجم، کذا فی السراج المنیر) (۱)۔ یعنی حضرت مریم کا بھائی ہارون بنی اسرائیل میں نیک آدمی تھا، مریم کو انہیں کا طعنہ دیا گیا تھا۔ اور یہی بات ٹھیک ہے۔ ((تفسیر رحمانی)) (۲) میں ہے "وَلَمَّا أَتَتْ هَارُونَ مِنْ أَبِيهِ أَوْ مِنْ لَدُنْهُ" یعنی ہارون حضرت مریم کے گئے بھائی تھے یہ سوتیلے۔ ((تفسیر مدارک)) (۳) میں ہے "کہ۔ صحاف من ایہ"، یعنی ہارون حضرت مریم کے سوتیلے بھائی تھے۔

دعی (۲)۔ «بکس صو حب یوسف»، آنحضرت نے اپنے آپ کو یوسف اور اپنی ازواج مطہرات کو "یوسف دلیاں" ٹھہرایا ہے (ص ۲)۔

مجیب آپ کا یہ بیان علم بیان سے جمل پر مبنی ہے یہ تشبیہ ملفوف نہیں ہے نہ تشبیہ مجمع، بلکہ تشبیہ مفرد کی مفرد سے ہے جو وجہ نہ مرقوم ہوئے حرف تشبیہ کے موکد، اور بسبب نہ مذکور ہونے وجہ شبہ کے جمل ہے شاید آپ کو مشبہ بہ کے مرکب اضافی ہونے کی وجہ سے مغالطہ ہوا ہے کہ آپ نے اس کو متعدد سمجھ لیا، اسے جمل مرکب کہوں یا تجمل، مرکب اضافی میں طرفین تشبیہ متعدد نہیں ہوتے، پس مصنف ایک مشبہ بہ اور مصنف الیہ دوسرا مشبہ بہ نہیں ہو سکتا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے "ب۔ حمرۃ اسد لہ" (فتح ابراہیم پ ۱۶) (۴)۔ یعنی حضرت حمزہ اللہ

(۱) تفسیر (۵۴۰/۲) (۲) مسیّب (تفسیر الرحمن) (۱/۱۲۲)۔

(۳) مسی (۳۳۲/۲)۔

(۴) انجم التکبیر (الطبرانی (۱۳۹/۳)، حدیث ۲۹۵۲، مستدرک (۲/۲۱۳/۲)، حدیث ۳۹۸۱، اس حدیث کی سند معمر ہے، اس کی سند میں ایک راوی عیسیٰ بن عبد ربیع جو (۱۰ روایات) ہے۔ (سلسلہ ۱۵ حدیث الصدوق)۔

کے شیر میں۔ اس میں حمزہ عم رسول مشبہ ہیں اور ”اسد اللہ“ مشبہ بہ، یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ”آنحضرت“ نے اپنے آپ کو خدا ٹھہرایا ہے اور اپنے چچ حمزہ کو شیر خدا۔ اسی طرح ”بسکس صوحب یوسف“ (۱) میں ”زوجہ نبی“ مشبہ ہے اور ”صواحب یوسف“ مشبہ بہ، اور ”خفا“ مردوبہ مشبہ ہے۔ یوسف (زوجہ مضاف الیہ ہونے کے) کوئی دوسرا مشبہ بہ نہیں ہے کہ اس کا مشبہ ذات سرور کائنات عدیہ السلام مقرر دیا جائے۔ اور کہا جائے کہ آنحضرت یوسف ہیں، جیسے اسد اللہ میں اللہ (زوجہ مضاف الیہ ہونے کے) دوسرا مشبہ بہ نہیں ہے کہ اس کا مشبہ ذات رسالت مآب کو قرر دیا جائے اور کہا جائے کہ آنحضرت مع ذلک خدا ہیں۔ بلکہ عم رسول ﷺ کی تشبیہ شیر خدا سے ہے، اور زوجہ رسول ﷺ کی تشبیہ (حدیث مذکور میں) زناں یوسف سے ہے، اور بس، فالحم۔

وای حدیث میں آنحضرت کو ابن ابی کبشہ کہا گیا ہے جیسا کہ حدیث زیر بحث میں ”ابن مریم“ آتا ہے، مگر نہ حضور کے والد ماجد نہ آپ کے باء واجد اد میں کسی کا نام ابی کبشہ تھا (ص: ۲)۔

مجبب آپ کو نسبت کی کچھ خبر ہے؟ وائی حیدر کے شوہر کی کنیت ابو کبشہ تھی اور یہ خود آنحضرت ﷺ سے فرمایا ہے لہذا ہم کو نہ کسی حاشیہ کے دیکھنے کی ضرورت ہے نہ شرح کی۔

سنئے صحیح سیرت میں مشہور کتاب ((اصابہ)) (۲) میں ہے ”ابو کبشہ حاصص لسی ریسٹہ السدی کدست قریش نسبه ایہ فتغول حال ابن ابی کبشہ، وهو الحارث بن عبد معری السعدي روح حبیمة (ابی) عن بن عبدس ان لسی ریسٹہ قن حسانی حاصصی ابو کبشہ“ (جلد رابع)۔ یعنی ابو کبشہ آنحضرت ﷺ کے دودھ باپ ہیں قریش آپ کو انہیں کی طرف منسوب کرتے اور کہتے کہ ابو کبشہ کا بیٹا، ان کا نام حارث تھا اور

(۱) ۷۹/۱۳، حدیث ۶۳۵۶، یکل حمزہ عم رسول ﷺ کی تشبیہ شیر خدا، روایت سے ۴۵ ہے۔

(۲) صحیح بخاری، کتاب الاصل، باب من حضر من آل محمد الجملہ، حدیث ۶۶۳۔ (۲) ۱۸۴/۷۔

حیدر کے شوہر تھے، (حدیث مرفوعہ میں وارد ہے) ابن عباس کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "میرے دودھ باپ ابوبکرؓ نے مجھ سے پیا کیا کہ۔۔۔" جب کہ رسول اللہ ﷺ آنحضرت ﷺ خود ابوبکرؓ کو اپنا دودھ باپ فرما رہے ہیں تو یہ حقیقت ہوئی اسی طرح "ابن مریم" سے بھی مراد حقیقت ہے فیصل زعمنا شر الدعوة علیہما السلام۔

دعویٰ بخاری کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ عرب جیسے شرک آباد ملک میں ایک شخص اہل کبوتر گزار تھا، جو توحید کا قائل تھا (ص ۲)۔

عجیب حدیث نبی اور تہمت رسول کے بعد نہ کسی حاشیہ کی ضرورت رہتی ہے نہ شرح کی "دعاء، بھر مدھن بھر مدھن"، اور پھر یہ بالکل غلط ہے کہ ابوبکرؓ خزاہی توحید کا قائل تھا تمام شرح بخاری بالاتفاق لکھتے ہیں کہ وہ مشرک اور ستارہ پرست تھا، ((۱)) (ابن ابی) ((۱))، ((۲)) (فتح الباری) ((۲))، ((۳)) (تسطانی) ((۳))، اور ((۴)) (یعنی) ((۴)) شرح بخاری میں ہے "حافظ فریبنا می عبادہ لا یؤمن بعد الشمری" شیخ نور الحق بن عبدالحق محدث دہلوی ((۵)) (تیسیر القاری) اور ان کے پوتے شیخ الاسلام بن حادظ فخر الدین ((۶)) (شرح بخاری) میں لکھتے ہیں "برخلاف عرب عبادت شعری کہ نام کو کہے مست میگرد" یعنی یہ شخص عرب کی طرح بتوں کو نہیں پوجتا تھا بلکہ ستارہ شعری کی پرستش کرتا تھا، ایسے مشرک کو توحید کا قائل بنانا، اور آنحضرت ﷺ کو اس کا مٹ بہ قرار دینا فرقہ مرانیہ کا ہی کام ہے، استغفر اللہ منہ۔

دعویٰ امت پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ وہ یہودی بوجائیں گے تا آخر (ص ۳)۔ عجیب مسلمانوں سنتے ہو؟ یہ مرزائی تہ سب مسلمانوں کو یہودی بتا رہا ہے، دیکھو اس

(۱) ارثوب حدیق حسن قوی، (۸۲۱)۔

(۲) ازول محمد (۳۰۰)۔

(۳) عمدۃ القاری، (۸۰۱)۔

(۴) رش السدی، (۸۶۱)۔

پر بیان نہ لانے کے کافر بنایا ہے (حقیقۃ الوحی (ص ۱۶۳ و ۱۷۱)) (۱)، پس ساری زمین تو کافروں سے بھر گئی انا اللہ۔

داعی "۱۔ یسوں فیہ" میں آنحضرت ﷺ نے صحیحہ کوئی طب کیا ہے کہ ابن مریم تم میں نازل ہوگا، الخ (ص ۳)۔

مجیب خطاب صحابہ کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ عامہ امت محمدیہ تا قیامت بنی طب ہے ابن خزیمہ و حاکم نے روایت نقل کی ہے عن انس، قال النبی ﷺ "سیدہ ریحہ من امی عیسیٰ ابن مریم" (۲) الخ (کنز العمال (۲۰۲/۷))، یعنی میری امت کے دوگ عیسیٰ کا زمانہ پائیں گے نہ صحابہ لوگ۔ اور دیگر احادیث صحیحہ کثیرہ میں حضرت عیسیٰ کا قرب قیامت تشریف، نا مصرح ہے ملاحظہ ہوں۔ قال: "انصوبہ سعدہ حتی یسرو عیسیٰ بن مریم" (مسند احمد (ج ۲/۴۹۳)، وابن ماجہ (ص ۳۸)) (۳)۔ "انصوبہ سعدہ حتی یسرو عیسیٰ بن مریم" صحیح مسلم ج

(۱) (رواجی قرآن) (۱۷۹/۲۲)۔

(۲) صحیح ابن خزیمہ (۳۳۶/۳)، حدیث ۳۱۶۲، مسند ابی نعیم (۵۹۷/۳)، حدیث ۹۶۳۳، مسند ابی یوسف (۲۰۲/۵)، حدیث ۲۹۲۰، تہذیب الہدایہ (۲۶۸/۳)، حدیث ۴۱۲۰، حدیث ابن سعد (۲۸۹/۷)، حدیث ۲۲۴۷ میں اس حدیث کی سند صحابہ میں مسطور ہے سے صحیفہ قرودیا سے اور شیخ ابی زید اللہ سے (۲۸۹/۷) (۱) (۱۸۵/۸) حدیث ۲۷۳، (۲) (۲۸۹/۷) حدیث ۳۳۰۰ میں صحیفہ منقرقہ ردیاء، دلی بات اس امر سے ثبوت کی جو وظائف و حمد و ثناء کرتا چاہے ہیں تو اس کی سب سے بڑی دلیل مروجہ سے ہم سے رہا میں ہیں اور صحابہ میں انہی کے عقیدے تیرہ سو سال سے رہا کا عہد گزار چکا لیکن آپ تک وہاں ظہور نہیں ہوئے، تو وہاں حال کا ظہور جس رہا میں لوگوں کے وقت کے مسلمان بنے ہوئے کے عام امتی ہوں گے۔ کہ صحابہ کرام، ائمہ ائمہ۔

(۳) صحیح بخاری، کتاب المظاہر و المصائب، باب نہ المصائب، قال ابن حجر، حدیث ۲۳۷۶۔

۲/۳۹۳)) (۱)۔ "لا تقوم الساعة حتى... یسرل عیسیٰ ابن مریم" (صحیح مسلم ج ۲/۳۹۳)) (۲)۔ "صهریں الی یوم النبیامہ یسرل عیسیٰ بن مریم" (صحیح مسلم ج ۲/۸۷)) (۳)۔ "کف بہت امة انما اولیاءہا و ثمہدنی و صہبہا و مسیح اخرہا" (مشکاۃ (ص ۵۷۵)) (۴)۔ ان تمام حدیثوں میں حضرت عیسیٰ کا نزدیکی و قرب قیامت مذکور ہے اور پچھلی روایت میں امت محمدیہ کے آخر زمان میں حضرت مسیح کا ہونا مصرع ہے، نہ عہد صحابہ میں، نہ چودہ سو (۱۳۰۰) سال کے بعد۔

داعی کسر صلیب کے یہ معنی ہیں کہ دین نصاریٰ کو باطل کریں گے تاکہ حقیقہ صلیب ٹوٹ جائے (ص: ۳)۔

مجیب آپ لوگوں کے دین و امانت کا ماتم کیا جائے یا علم و فضل کا ((فتح الباری)) سے عبارت نقل کر کے عدا ترجمہ میں تحریف کرتے ہو، اللہ سے ذرا۔ عبارت مذکور یہ ہے "یصل دیں نصریۃ بان یکسر صلیب حقیقہ" (فتح الباری (ص ۱۸۴) پ ۱۳) (۵)۔ بتاؤ اس عبارت میں "تاکہ" کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ صحیح ترجمہ یوں ہے کہ دین نصرانیت کو اس طور پر باطل کریں گے کہ صلیب کو حقیقت میں توڑ ڈالیں گے۔ اگر باطل دین نصاریٰ ہی کسر صلیب ہے (بقول ناشر دعوت) تو یہ کسر صلیب مجاہد ابوبکرؓ نہ حقیقہ، نہ نکلہ لفظ حقیقہ، اس معنی کی تردید کر رہا ہے، علاوہ ازیں "بان" کے معنی "تاکہ" نہیں ہوتے "بائیں کہ" معنی ہوتے

(۱) صحیح مسلم کتاب الفتن، اشراط الساعة، باب فی آیات الفتن، ص ۲۹۰ حدیث ۲۹۰۔

(۲) صحیح مسلم کتاب الفتن، اشراط الساعة، باب فی الفتن، ص ۲۹۰ حدیث ۲۹۰۔

(۳) صحیح مسلم کتاب الامان، باب من یمن علیہا، ص ۵۶ حدیث ۵۶۔

(۴) مستدرک حاکم (۳/۳۶۳)، حدیث ۳۶۳، اس حدیث کی سند ضعیف ہے، اس کے راوی میں سے غیر صحابہ نہیں ہیں، دیکھیں: ((مختصر تفسیر الذہبی)) (۱/۱۲۶)، ((مسند ابی یوسف)) (۱/۱۲۶)، ((مسند ابی یوسف)) (۱/۱۲۶)۔

(۵) البان: (۵/۱۳۷)، حدیث ۱۳۷۔

(۶) فتح الباری، ج ۱، ص ۶۹۔

ہیں۔ ((صحیح بخاری)) (۱) میں ہے "بعض بہ النعمۃ العوجاء بأن یفروا بالیہ والیہ"۔ ترجمہ اس کا ((تیسیر القاری)) میں یوں لکھا ہے "راستی کی کند بولے طے ابراہیم راہین کہ می گویند کلمہ توحید (۲)" (۲۶۱/۲)۔ "تاکہ" ترجمہ نہیں کیا ہے۔ قرآن میں ﴿لَیْسَ الْکُفْرُ بِأَنْ تُؤْمِنُوا﴾ (۳)، ﴿رَضُوا بِأَنْ یُکُونُوا﴾ (۴)، کا ترجمہ کسی مترجم نے "تاکہ" نہیں کیا ہے۔ اور نہ یہ ترجمہ صحیح ہو سکتا ہے اس کتاب کے شروع میں ہمارا خطبہ پڑھو "حال یصل" غ۔ غرض کہ حضرت عیسیٰ کے ہاتھوں کسر صلیب بھیجے ہوگی ((صحیحین)) (۵) کی حدیث میں اگر "کسر صلیب" آیا ہے تو ((مسند احمد)) (۶) میں "یسحو صلیب" وارد ہے (ج ۲/۲۹)، یعنی صلیب کا نام و نشان من دیں گے۔ اور ((بود دور)) (۷) میں "فیصدی لصلیب" مروی ہے (۱۳۵/۲)، یعنی صلیب کو چور چور کر دیں گے یہ سب اغاظ داں بر حقیقت ہیں، جس طرح آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ میں اصنام کعبہ کو اپنے دست مبارک سے توڑ پھوڑ لاتی تھی اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام بھی صلیب کو اپنے دست مبارک سے چکنا چور کر دیں گے، مگر جو نام و نشان باقی نہ رہے گا۔ چونکہ مرزا صاحب بر علم خود مسیح موعود بنے در کسر صلیب نہ کر سکے اس لئے آپ لوگ تاویل نہیں تحریر فرمادہ ہو گئے۔ والعیاذ باللہ۔

دعائی "بصلیح الحسب" کے معنی ہرگز نہیں کہ "سوروں کو آپ قتل کریں گے"۔ کیوں

کہ یہ ایک نبی کی شان کے خلاف ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ آپ خنزیر صفت لوگوں (ص ۳)۔
عجیب اب آپ کا فرض ہے کہ ایک نیافت تیار کریں جس میں مت محمدیہ کے
معنی یہودی، صلیب کے معنی عیسائی، خنزیر کے معنی آدمی، دمشق کے معنی قادیان، کدو (اصل
لفظ کدو ہے) کے معنی قادیان، مد کے معنی بواہین، خرد جال کے معنی ریل گاڑی، بن مریم
کے معنی عمامہ، دور رد چادروں کے معنی مراق اور سلس ایول، مدینہ کے معنی بہشتی مقبرہ
وغیرہ وغیرہ لکھ دیں اور تحریر و تقریر میں اسی لغت ((امیٹ البحر)) کا حوالہ دے دیا کریں
لوگ بد چوں چرا مان میں گئے! اور نہ محاورہ؟ عرب کی رو سے یہاں "انقتل" من باب
طرق الفعل علی اقوال ہے یعنی یا مرن بالقتل، چنانچہ ابن عساکر کی حدیث میں یوں آیا ہے
"بما مر عیسیٰ بن ماریہ فیکسر و یاضرب بر فیقن"۔۔۔ (فتخب کنز (ج ۶/۲۶)، بر
حاشیہ مسند احمد (۱)۔ یعنی حضرت عیسیٰ لوگوں کو کسر صلیب اور قتل خنزیر کا حکم دیں گے، جیسے
قرآن مجید میں ہے ﴿وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يَشَاءُ﴾ (۲)، "ای ہمارے کتب ما یبیتوں"
(تفسیر جلالین و سراج منیر وغیرہ) (۳)، یعنی منافقین راتوں میں جو مشورہ کرتے ہیں نہ تعالیٰ
ان کے لکھنے کا (فرشتوں کو) حکم دیتا ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ﴿نَلْسٰی وَرَزَّلْنَا لَهُنَّهٖم
یُكْتُبُوْنَ﴾ (۴)، ان کے پاس ہمارے فرشتے لکھتے ہیں۔ اسی طرح ((صحیح بخاری)) (۵)
میں ہے "حد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب فکس" الخ (پہلے، آپ نے)، یعنی آنحضرت
نے رقعہ صلیح نامہ لے کر خود لکھ دیا، اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ اسی تھے لکھنا پڑھنا نہیں

(۱) تاریخ مشرق (۱۹۵۷ء)۔ یہ عبارت مضموناً صحیح نہیں ہے۔ یہ فقہ رحمہ اللہ سے نقل ہے۔ مزید مزید اس کا اضافہ ہاں ہے۔

(٢) التفسير: (٣) تفسير طبرسي: (٤) مص (٥) (٦) (٧) (٨) (٩) (١٠) (١١) (١٢) (١٣) (١٤) (١٥) (١٦) (١٧) (١٨) (١٩) (٢٠) (٢١) (٢٢) (٢٣) (٢٤) (٢٥) (٢٦) (٢٧) (٢٨) (٢٩) (٣٠) (٣١) (٣٢) (٣٣) (٣٤) (٣٥) (٣٦) (٣٧) (٣٨) (٣٩) (٤٠) (٤١) (٤٢) (٤٣) (٤٤) (٤٥) (٤٦) (٤٧) (٤٨) (٤٩) (٥٠) (٥١) (٥٢) (٥٣) (٥٤) (٥٥) (٥٦) (٥٧) (٥٨) (٥٩) (٦٠) (٦١) (٦٢) (٦٣) (٦٤) (٦٥) (٦٦) (٦٧) (٦٨) (٦٩) (٧٠) (٧١) (٧٢) (٧٣) (٧٤) (٧٥) (٧٦) (٧٧) (٧٨) (٧٩) (٨٠) (٨١) (٨٢) (٨٣) (٨٤) (٨٥) (٨٦) (٨٧) (٨٨) (٨٩) (٩٠) (٩١) (٩٢) (٩٣) (٩٤) (٩٥) (٩٦) (٩٧) (٩٨) (٩٩) (١٠٠) (١٠١) (١٠٢) (١٠٣) (١٠٤) (١٠٥) (١٠٦) (١٠٧) (١٠٨) (١٠٩) (١١٠) (١١١) (١١٢) (١١٣) (١١٤) (١١٥) (١١٦) (١١٧) (١١٨) (١١٩) (١٢٠) (١٢١) (١٢٢) (١٢٣) (١٢٤) (١٢٥) (١٢٦) (١٢٧) (١٢٨) (١٢٩) (١٣٠) (١٣١) (١٣٢) (١٣٣) (١٣٤) (١٣٥) (١٣٦) (١٣٧) (١٣٨) (١٣٩) (١٤٠) (١٤١) (١٤٢) (١٤٣) (١٤٤) (١٤٥) (١٤٦) (١٤٧) (١٤٨) (١٤٩) (١٥٠) (١٥١) (١٥٢) (١٥٣) (١٥٤) (١٥٥) (١٥٦) (١٥٧) (١٥٨) (١٥٩) (١٦٠) (١٦١) (١٦٢) (١٦٣) (١٦٤) (١٦٥) (١٦٦) (١٦٧) (١٦٨) (١٦٩) (١٧٠) (١٧١) (١٧٢) (١٧٣) (١٧٤) (١٧٥) (١٧٦) (١٧٧) (١٧٨) (١٧٩) (١٨٠) (١٨١) (١٨٢) (١٨٣) (١٨٤) (١٨٥) (١٨٦) (١٨٧) (١٨٨) (١٨٩) (١٩٠) (١٩١) (١٩٢) (١٩٣) (١٩٤) (١٩٥) (١٩٦) (١٩٧) (١٩٨) (١٩٩) (٢٠٠) (٢٠١) (٢٠٢) (٢٠٣) (٢٠٤) (٢٠٥) (٢٠٦) (٢٠٧) (٢٠٨) (٢٠٩) (٢١٠) (٢١١) (٢١٢) (٢١٣) (٢١٤) (٢١٥) (٢١٦) (٢١٧) (٢١٨) (٢١٩) (٢٢٠) (٢٢١) (٢٢٢) (٢٢٣) (٢٢٤) (٢٢٥) (٢٢٦) (٢٢٧) (٢٢٨) (٢٢٩) (٢٣٠) (٢٣١) (٢٣٢) (٢٣٣) (٢٣٤) (٢٣٥) (٢٣٦) (٢٣٧) (٢٣٨) (٢٣٩) (٢٤٠) (٢٤١) (٢٤٢) (٢٤٣) (٢٤٤) (٢٤٥) (٢٤٦) (٢٤٧) (٢٤٨) (٢٤٩) (٢٥٠) (٢٥١) (٢٥٢) (٢٥٣) (٢٥٤) (٢٥٥) (٢٥٦) (٢٥٧) (٢٥٨) (٢٥٩) (٢٦٠) (٢٦١) (٢٦٢) (٢٦٣) (٢٦٤) (٢٦٥) (٢٦٦) (٢٦٧) (٢٦٨) (٢٦٩) (٢٧٠) (٢٧١) (٢٧٢) (٢٧٣) (٢٧٤) (٢٧٥) (٢٧٦) (٢٧٧) (٢٧٨) (٢٧٩) (٢٨٠) (٢٨١) (٢٨٢) (٢٨٣) (٢٨٤) (٢٨٥) (٢٨٦) (٢٨٧) (٢٨٨) (٢٨٩) (٢٩٠) (٢٩١) (٢٩٢) (٢٩٣) (٢٩٤) (٢٩٥) (٢٩٦) (٢٩٧) (٢٩٨) (٢٩٩) (٣٠٠) (٣٠١) (٣٠٢) (٣٠٣) (٣٠٤) (٣٠٥) (٣٠٦) (٣٠٧) (٣٠٨) (٣٠٩) (٣١٠) (٣١١) (٣١٢) (٣١٣) (٣١٤) (٣١٥) (٣١٦) (٣١٧) (٣١٨) (٣١٩) (٣٢٠) (٣٢١) (٣٢٢) (٣٢٣) (٣٢٤) (٣٢٥) (٣٢٦) (٣٢٧) (٣٢٨) (٣٢٩) (٣٣٠) (٣٣١) (٣٣٢) (٣٣٣) (٣٣٤) (٣٣٥) (٣٣٦) (٣٣٧) (٣٣٨) (٣٣٩) (٣٤٠) (٣٤١) (٣٤٢) (٣٤٣) (٣٤٤) (٣٤٥) (٣٤٦) (٣٤٧) (٣٤٨) (٣٤٩) (٣٥٠) (٣٥١) (٣٥٢) (٣٥٣) (٣٥٤) (٣٥٥) (٣٥٦) (٣٥٧) (٣٥٨) (٣٥٩) (٣٦٠) (٣٦١) (٣٦٢) (٣٦٣) (٣٦٤) (٣٦٥) (٣٦٦) (٣٦٧) (٣٦٨) (٣٦٩) (٣٧٠) (٣٧١) (٣٧٢) (٣٧٣) (٣٧٤) (٣٧٥) (٣٧٦) (٣٧٧) (٣٧٨) (٣٧٩) (٣٨٠) (٣٨١) (٣٨٢) (٣٨٣) (٣٨٤) (٣٨٥) (٣٨٦) (٣٨٧) (٣٨٨) (٣٨٩) (٣٩٠) (٣٩١) (٣٩٢) (٣٩٣) (٣٩٤) (٣٩٥) (٣٩٦) (٣٩٧) (٣٩٨) (٣٩٩) (٤٠٠) (٤٠١) (٤٠٢) (٤٠٣) (٤٠٤) (٤٠٥) (٤٠٦) (٤٠٧) (٤٠٨) (٤٠٩) (٤١٠) (٤١١) (٤١٢) (٤١٣) (٤١٤) (٤١٥) (٤١٦) (٤١٧) (٤١٨) (٤١٩) (٤٢٠) (٤٢١) (٤٢٢) (٤٢٣) (٤٢٤) (٤٢٥) (٤٢٦) (٤٢٧) (٤٢٨) (٤٢٩) (٤٣٠) (٤٣١) (٤٣٢) (٤٣٣) (٤٣٤) (٤٣٥) (٤٣٦) (٤٣٧) (٤٣٨) (٤٣٩) (٤٤٠) (٤٤١) (٤٤٢) (٤٤٣) (٤٤٤) (٤٤٥) (٤٤٦) (٤٤٧) (٤٤٨) (٤٤٩) (٤٥٠) (٤٥١) (٤٥٢) (٤٥٣) (٤٥٤) (٤٥٥) (٤٥٦) (٤٥٧) (٤٥٨) (٤٥٩) (٤٦٠) (٤٦١) (٤٦٢) (٤٦٣) (٤٦٤) (٤٦٥) (٤٦٦) (٤٦٧) (٤٦٨) (٤٦٩) (٤٧٠) (٤٧١) (٤٧٢) (٤٧٣) (٤٧٤) (٤٧٥) (٤٧٦) (٤٧٧) (٤٧٨) (٤٧٩) (٤٨٠) (٤٨١) (٤٨٢) (٤٨٣) (٤٨٤) (٤٨٥) (٤٨٦) (٤٨٧) (٤٨٨) (٤٨٩) (٤٩٠) (٤٩١) (٤٩٢) (٤٩٣) (٤٩٤) (٤٩٥) (٤٩٦) (٤٩٧) (٤٩٨) (٤٩٩) (٥٠٠) (٥٠١) (٥٠٢) (٥٠٣) (٥٠٤) (٥٠٥) (٥٠٦) (٥٠٧) (٥٠٨) (٥٠٩) (٥١٠) (٥١١) (٥١٢) (٥١٣) (٥١٤) (٥١٥) (٥١٦) (٥١٧) (٥١٨) (٥١٩) (٥٢٠) (٥٢١) (٥٢٢) (٥٢٣) (٥٢٤) (٥٢٥) (٥٢٦) (٥٢٧) (٥٢٨) (٥٢٩) (٥٣٠) (٥٣١) (٥٣٢) (٥٣٣) (٥٣٤) (٥٣٥) (٥٣٦) (٥٣٧) (٥٣٨) (

[illegible]

جانتے تھے پھر کیسے سراسر صاع نامہ خود لکھ دیا؟ حقیقت یہ ہے کہ یہاں فعل کا حقدق قول پر ہے، یعنی لکھنے کا حکم، یا ((فتح ہاری شرح بخاری)) (۱) میں ہے "کتب بمعنی امر بالکتابۃ، وهو کثیر کفوہ کتب البی بصر، و کتب البی کسری"، (ص ۲۴، پ ۱۷)، یعنی "کتب" معنی میں مراد لکنا ہے کہ ہے وراہی اطلاق بہت ہے جیسے کہ قیصر وہ کو چنخی کاھی خسروئے فارس کو قید لکھا، یعنی لکھوایا۔ سی طرح "بقیہ" "نخبرہ" کے معنی "یامر بقیہ" "نخبرہ" ہیں، یعنی مسیح علیہ السلام قتل فرمایا کا حکم، میں گئے۔ جس طرح آنحضرت ﷺ نے مدینہ طیبہ میں قتل کذاب کا حکم مرحمت فرمایا تھا، پس اگر امر بقتل "کتاب" ثاب مصطفوی کے خلاف تھا تو امر بقتل انشور پر بھی شان عیسیٰ کے خلاف ہوگا، والا فلا۔

دعی ابن کثیر سے جو حدیث (۲) صفحہ نقل نہ کیا (ص ۳)۔

مجیب حافظ ابن کثیر نے مشہور محدث ابن ابی حاتم سے ہا سند اپنی تفسیر (جد ثانی) (۲) میں یہ حدیث نقل کی ہے، قال رسول اللہ ﷺ: "عسی ۛ بہت و بہ رجع الیہم قبل یوم القیامہ" (ج ۲، ص ۲۳۰)۔ حدیث مذکور کو محدث کبیر بن جریر نے بھی اپنی تفسیر ((جامع البیان)) (جد سوم، ص ۱۸۳) (۳) میں اور حافظ سیوطی نے ((درمنثور)) (جد دوم، ص ۳۶) (۴) میں نقل کیا ہے یعنی آنحضرت ﷺ نے یہود سے فرمایا تھا کہ بے شک عیسیٰ نہیں مرے ہیں اور بے شک وہ لوٹ آئے والے ہیں تمہاری طرف قیامت سے پیشتر، پس جو شخص اس قول نبوی سے منکر ہو وہ کافر ہے جیسا کہ شیخ ابو بکر بن اسحاق نے

(۱) ارا ابن حجر: (۵۰۴)۔

(۲) (۲۴۳) (۷۰۴) میں ((تخبرۃ ابن ابی حاتم)) (۷۰۴) اس کی سند مرسل ہے، اور مفہوم دوسری صحیح احادیث

سے ثابت ہے۔ (۲۴۳) (۷۰۴)۔

(۳) (۲۴۳) (۷۰۴)۔

سے ثابت ہے۔

((معانی، خیار)) (۱) میں پاسند نقل فرمایا ہے عن جابر قال قال ﷺ من انكر برون عيسى ابن مريم عليه السلام فقد كفر ((فصل الخطاب نسخہ قلمی)۔ یعنی رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نزد عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا انکار کرے وہ کافر ہو گیا۔

داعی یہ حدیث نہیں بلکہ حسن بصری کا قول ہے۔ پس ایک انہاں کے قول کی کیا حیثیت ہے (ص ۳)۔

مجیب وہ تو حدیث مرفوعہ تھی، حسن بصری کا بھی ایک قول ((تفسیر ابن کثیر)) (۲) (جد سوم) میں بایں الفاظ پاسند منقول ہے عن الحسن "بَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنُوا بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ" قال قيل موت عيسى عليه السلام بعد يحيى ذن عند الله. وكنى بداري "موت به اجمعوا" (ج ۳/۲۳۱)۔ یعنی حسن بصری نے "یت" نہیں ہے کوئی اہل کتاب مگر ضرور ضرور ایمان لائے گا عیسیٰ پر ان کی موت سے پہلے" کی تفسیر میں فرمایا کہ "موت" میں ضمیر عیسیٰ کی طرف لوثی ہے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے (پھر فرمایا) قسم ہے اللہ کی بیشک عیسیٰ اس وقت اللہ کے پاس ابست زندہ ہیں اور جب وہ اتریں گے تو سب لوگ ان پر ایمان لائیں گے۔ حسن بصری کا یہ قول ((تفسیر ابن جریر)) (ج ۶/۱۲)

(۳) د ((در منثور)) (ج ۳/۲۳۱) (۴) اور ((فتح الباری شرح صحیح بخاری)) (پارہ ۳، ص ۲۸۱) (۵) میں بھی منقول ہے۔ ظاہر ہے کہ حسن بصری کا یہ قول قرآن مجید سے مستفاد

(۱) (۵۰۲) میں راہ کو خطا ۱۰ بحر صاف ہے ((ماں المیزان)) (۱۳۰۵) حصہ ۳۳ میں آریا ہے اور اس موضوع پر رد ہے۔ اگرچہ یہاں ہم نے ان روایت کو حدیث کے طور پر منقول کیا ہے مگر اس کے مطابق موضوع قرار دیا ہے۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اس حدیث و احادیث (اہل حدیث) نے عقائد میں سے یہ بنیادیں عقیدہ اور قیامت کی بڑی علامتوں میں سے ایک علامت تھی علیہ السلام کا اس دنیا پر دوباروں اور مسیحیت کا اس نے انہوں نے قتل ہونا ہے، حوالہ فقہ رحمہ اللہ کی کتاب مستند صحیح احادیث سے ثابت ہے اور انہوں نے اس عقیدہ کا منکر ہونا اور اسلام سے خارج ہے۔

و مستخرج ہے اور اس حدیث مرفوعہ کے مطابق جو اوپر منقول ہوئی۔

دعی اس کا نشان صحیح ستہ میں ہونا چاہیے تھا (ص ۳)۔

مجیب صحیح ستہ سے بہت سی حدیثیں اوپر ہم نے آپ کے جواب میں نقل کر دی ہیں پھر احادیث نبویہ صحیح ستہ ہی میں محصور نہیں ہیں اور یہ تو بتائیے کہ صحیحین و ان بے سند روایت کہاں سے آپ پیش کرتے ہیں؟ جناب مرزا صاحب نے ((ضمیمہ انجامہ آتھم)) کے حاشیہ (ص ۵۳) (۱) میں جو حدیث ”بند روح و بندہ“ لکھی ہے وہ صحیح ستہ میں کہاں ہے؟

(۲) ((حقیقۃ الوحی)) (ص ۱۹۴) (۲) و حاشیہ ((پشمہ معرفت)) (ص ۳۱۴)

(۳) میں جو روایت کسوف و خسوف در مضاہ تحریر کی ہے وہ صحیح ستہ میں کس جگہ ہے؟

(۳) ((ضمیمہ انجامہ آتھم)) (ص ۴۱) (۲) و حاشیہ ((کتاب ابریہ)) (ص

۲۲۶) (۵) میں حواثر خرواج مہدی ارکندہ درج کیا ہے وہ صحیح ستہ کی کس کتاب کا ہے؟

(۴) کتاب مسیح بندوستان میں (ص ۵۳، ۵۴) (۶) میں جو تین حدیثیں حضرت

عیسیٰ کی سیاحت سے متعلق تحریر ہیں ان کا پتہ صحیح ستہ سے بتاؤ۔ ایسی بہت سی حدیثیں مرزا صاحب کی تصنیف سے پیش کی جاسکتی ہیں جو صحیح ستہ کی نہیں ہیں۔ مرزا یو این گنا ہے ست کہ در شہر شانیز کنند۔

داغی قبل موافقہ فی ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف وقتی نہیں کیوں کہ حضرت بن

عباس سے اس کی دوسری قراعت ”قبل موافقہ“ مروی ہے۔ (دیکھو اتن جریر تفسیر کشاف)۔ (ص ۴)۔

(۱) اور دیکھیں ((روحانی خزائن)) (۱/۳۳۷)۔ (۲) دیکھیں ((روحانی خزائن)) (۱/۲۸، ۲۹)

(۳) اور دیکھیں ((روحانی خزائن)) (۲/۳۲۹، ۳۳۰)۔ (۴) اور دیکھیں ((روحانی خزائن)) (۱/۳۲۵)

(۵) اور دیکھیں ((روحانی خزائن)) (۱/۲۶۱، ۲۶۳)۔ (۶) ((روحانی خزائن)) (۵/۵۵، ۵۶)

مجبب () جو مرجع بد کی ضمیر کا ہے وہی ”موت“ کی ضمیر کا، ورنہ انتشار مضمر نہ ہو۔
کا جو گل فصاحت ہے۔

(۲) حضرت ابن عباس سے قراءۃ ”قبل موثقہ“ نہیں بھی مروی نہیں ہے، نہ ((ابن جریر)) میں، نہ ((کشاف)) میں، نہ کسی تفسیر میں، یہ آپ کا جھوٹ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ پر صریح تہام ہے۔ اگر ابن عباس کی قراءۃ ”قبل موثقہ“ کی تفسیر ((کشاف)) ((ابن جریر)) سے آپ دیکھیں تو کم از کم میرے خیال میں اتنی تبدیلی ضرور ہو جائے گی کہ میں سمجھوں گا کہ مرزائی کبھی سچ بھی بول دیتے ہیں۔

(۳) صاحب کشف نے یہ بھی تو لکھا ہے ”ضمیر بن عیسیٰ معنی ویرا مکہ احد“ (۱) (ج ۲۹۹) (۱)۔ یعنی پہ اور موت کی دونوں ضمیریں عیسیٰ کی طرف پھرتی ہیں اس معنی میں کہ اہل کتاب سب کے سب ضرور ایمان لائیں گے عیسیٰ پر عیسیٰ کی موت سے پہلے۔ اور یہ وہ اہل کتاب ہوں گے جو نزول عیسیٰ کے وقت موجود ہوں گے۔ پھر آپ کا یہ کہنا کہ ”ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف لوثی ہی نہیں“ قول مذکور کے مقابل میں غلط اور باطل ہوا یا نہیں؟

(۴) اب محدث کبیر ابن جریر کا فیصلہ سنئے جن کا نام آپ نے پہلے لکھا ہے فرماتے ہیں: ”اسما معناه“ (۱) (ج ۱۳۶) (۲)۔ یعنی جزائین نیست کہ معنی آیت یہ ہے کہ ضرور ضرور عیسیٰ پر ایمان لائیں گے عیسیٰ کی موت سے پہلے، اور یہ ان کے نزول کے وقت ہوگا۔ اس

کے جدا حدیث نزول نقل کی ہیں۔ اور اس عبارت کے بیشتر بڑی تفصیل سے اس معنی (۱) میں کتاب اپنی موت سے پہلے ایمان لائیں گے) کی خرابی بیان کرتے ہوئے ان الفاظ میں تردید کی ہے "فلمو کتاب کل کسائی بمؤمن بعیسیٰ قبل موته ووجوب لا یرث کسائی بد مات علی منته الا او لاده الصغار او اب یعوب منہ من قبل الاسلام ب کتابہ وند صغیر و باع مسلمہ ورنہ یکن ہ وند صغیر و لا باع مسلمہ ک، ب یکنو میرثہ مصرود حبث یصرف زبہ مال المسلمہ یعوب ولا وارث بہ، و ان یکنو حکمہ حکمہ المسلمین فی اخلایہ علیہ وعسہ وتقیرہ، لا من مات مؤمن بعیسی فقد مات مؤمنًا بمحمد و بجمیع رسل الخ (ج ۶ ص ۱۴۶) (۱)۔ یعنی اگر ہر کتابی اپنے مرنے سے پہلے عیسیٰ پر ایمان لے آتا ہے تو اسکی صورت میں جب کہ وہ ملت عیسیٰ پر مر رہا ہے ضروری ہے کہ اس کے وارث، چھوٹے بچے (جو فطرۃ اسلام پر ہوتے ہیں) یا وہ باغ اول و جو مسلمان ہوں، بشرطیکہ موجود ہوں وارث بنیں۔ اگر یہ موجود نہ ہوں تو اس مرنے والے کا مال اسی طرح اسلامی بیت المال کے حوالہ کیا جائے جس طرح لا وارث مسلمان مرنے والے کا مال اسلامی بیت المال کو، یا جاتا ہے اور اس (کتابی ملت عیسیٰ پر) مرنے والے کا حکم جنازہ پڑھنے، غسل دینے اور دفن کرنے میں وہی ہونا چاہئے جو مسلمان کے لئے ہے، اس لئے کہ جس (کتابی) کی موت اس حالت میں ہوئی کہ وہ عیسیٰ پر ایمان لا چکا تھا تو وہ محمد ﷺ اور تمام پیغمبروں پر ایمان لا چکا۔ فرمائیے کتاب اس کا کیا جواب ہے؟

(۵) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (جن کو مرزا صاحب نے ((زالہ اودھم)) کے (ص ۶۷ و ۶۸) میں "زیکس محدثین" کا خطاب دیا ہے) قرآن مجید کی آیت مذکورہ کا

ترجمہ یوں لکھتے ہیں ”ابست ایمان“ اور ہمیشی پیش از مردن بحی ”پس ثابت ہو گیا کہ ”موت“ کی ضمیر حضرت عیسیٰ ہی کی طرف لڑتی ہے، را غیر اور ”ناشر موعود“ کا نکاحی بر جہل ہے۔

دعی حضرت ابو ہریرہ یہ معنی لیتے تھے کہ اہل کتاب اس فیصد پر کہ مسیح مقتول بالصلیب نہیں ہوا۔ مسیح موعود کے وقت یقین کر لیں گے، الخ (ص ۴)۔

مجیب حضرت ابو ہریرہ صحابی رضی اللہ عنہ پر یہ صریح اتہام ہے ورنہ بتلو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی کس حدیث کی کتاب میں منقول ہیں؟ بصورت عدم ثبوت اس آیت کو نوا، ﴿مَنْ أَشْهَدُ بِالْكَذِبِ الْكَذِبُ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ (۱)۔ جمہوری افتراء وہی کرتے ہیں جن کو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں ہے اور جھوٹے یہی لوگ ہیں۔ اور یہ کہنا کہ مسیح کے مقتول بالصلیب نہ ہونے پر مسیح موعود کے وقت اہل کتاب یقین کریں گے بالکل غلط ہے اس لئے کہ یہ یقین تو اہل کتاب کے بہت سے فرقوں کو محمد رسول اللہ ﷺ سے بہت پیشتر ہی سے حاصل تھا۔ ہارن ہیل نے قرآن کے انگریزی ترجمہ (ص ۳۸) کے حاشیہ پر لکھا ہے ”فرقہ“ ”جے سی لی ڈین“ جو عیسائیت کی شروع میں تھا مسیح کے مصلوب ہونے سے انکار کرتا تھا۔ ایسے ہی فرقہ ”سیرتھین“ جو ان سے بھی پیشتر تھا ”کارپا کرلشن“ جو مسیح کو انسان مانتے ہیں ان کا بھی یہی اعتقاد تھا کہ مسیح مصلوب نہیں ہوئے، اسی طرح ”فونیس“ کا بھی ایک حوالہ نقل کیا ہے اور ذرا یہ تو بتائیے کہ آپ کے عقیدہ کے مطابق مسیح موعود آیا اور چلا بھی گیا، اہل کتاب نے اس فیصد پر کہ مسیح مقتول بالصلیب نہیں ہوا یقین کر لیا ہے؟ وائلیس فللیس۔ افسوس کوئی بات تو ٹھکانے کی کرتے؟

دعی حیات مسیح کا عقیدہ نصرانی ہے نہ اسلامی الخ (ص ۴)۔

مجیب حضرت عیسیٰ کی مصلوبیت اور موت کا عقیدہ نصرانی ہے اور اس کا گڑھ

ولا پولوس ہے، پڑھو پولوس کے خطوط رومیوں اور کرنتھیوں کے نام جو عہد نامہ جدید میں منقول ہیں۔

داعی خدا نے دو بزار برس سے ان کو زندہ اور اپنی طرح سے جی و قیوم رکھا ہوا ہے (ص ۴۰)۔

مجیب خدا کی پناہ اس افتراء سے۔ کس مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا کی طرح جی و قیوم ہیں؟ جب کہ ہم ان کی موت بعد النزل کے قائل ہیں۔ ان احادیث نبویہ کو غور سے پڑھو "ثم یومئ فیصلی عبیہ انیسمو۔ ویذوبوہ" (مسند احمد (ج ۲ ص ۴۳۷)) (۱) "ثم یموت فیصل معی می فری" (مشکاۃ (ص ۶۷۴)) (۲)، "فصل فیہ کتاب سد و سنی و یموت" (الاشاعت فی اشراط الساعۃ ص ۲۴۹) عن ابی اشع (۳)، "عیسیٰ یأسی عبیہ" (ابن جریر (ج ۱ ص ۱۰۰-۱۰۱)) (۴)، یعنی "حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بعد از موت (۱) عیسیٰ فوت ہوں گے مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے اور دفن کریں گے۔ (۲) پھر عیسیٰ مرے گے بعدہ میرے مقبرہ میں میرے پاس مدفون ہوں گے۔ (۳) عیسیٰ قرآن و حدیث پر عمل کریں گے اور مر جائیں گے۔ (۴) عیسیٰ پر فناء گئے گی (یہ نصاریٰ سے "نخصرت" ﷺ نے فرمایا تھا) نیز اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی زبان سے کہوایا تھا ﴿یوم أُمُوت﴾ جس دن میں مروں گا۔ پس فنا پذیر ہستی کس طرح اللہ تعالیٰ کی طرح جی و قیوم

(۱) سنن ابوداؤد کتاب الامم باب ترویج اللہ جاں حدیث ۳۴۲۳، مسند احمد (۲ ص ۴۹۸) حدیث ۹۶۳۲، یہ حدیث صحیح ہے۔

(۲) فصل المتحابین ر س بخاری (۴ ص ۴۳۲)، حدیث ۱۵۲۹، یہ حدیث اور اس سے متعلق مور پرکار و ر پرکار

(۳) اشراط الساعۃ ر رنجی (۲ ص ۴۳۹)۔

(۴) تفسیر ابن جریر (۵ ص ۴۰۵)، تفسیر ابن ابی حاتم (۵ ص ۵۹۵)۔

ہو سکتی ہے اور کون مسلمان ایسا کہہ سکتا ہے۔ درحقیقت یہ تمام مسلمانوں پر اہتمام ہے۔ اور تہمت لگانی مرزئیوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

داعی وفات مسیح کے عقیدہ کو بلیک کہئے (۲) جیسا نیت کی بنیادیں کھوکھلی اور جیسائی مذہب پاش پاش ہو جاتا ہے (ص: ۴۰)۔

مجیب وفات مسیح کا عقیدہ رکھنے سے عیسویت کی بنیادیں مستحکم و مذہب عیسوی انتہا درجہ کی تقویت پاتا ہے اس لئے کہ نصرانیوں کے مذہب کا دار و مدار کفارہ پر ہے و وفات مسیح وسیلہ کفارہ ہے۔ ابتدا حیات مسیح کے عقیدہ سے کفارہ باطل ہو جاتا ہے اور نصرانیت کی بنیادیں کھوکھلی اور عیسوی مذہب پاش پاش ہو جاتا ہے اب میں آپ کے الفاظ میں کہتا ہوں "وفات مسیح کا عقیدہ نصرانی ہے نہ اسلامی۔ افسوس اور صد افسوس کہ قادیانی مبلغین نصرانی عقیدہ کی تبلیغ و اشاعت کر رہے ہیں اور جیسائیوں کے عقیدہ کفارہ کی تائید کر رہے ہیں جس سے ہزاروں اسلام کے قائل حلقہ نبوش عیسویت ہو رہے ہیں" اسی کو کہا ہے۔

زمرہ حضرت عیسیٰ بنا کفارہ تمام کرو دلیری باپیدہ بد پرستاران مرزار (۱)

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین. والصلاة والسلام علی خاتم

نبرسمس آخر السین، و ۹ و أصحابہ و سائر نباعہ رحمہم۔

۲۹ جمادی الآخرۃ ۱۳۵۴ھ

تمام شد

(۱) عقیدہ موت عیسیٰ سے کفارہ بن گیا، مستحکم یا مرزا کے بچے یوں ہی دیکھنا سیکھنا۔

أما حاتمُ البَیِّن لا نَبِيَّ بَعْدِي
میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

انجمن اشاعت اسلام کے سلسلہ تبلیغ و دعوت

کا

ٹریکٹ نمبر (۷)

معیارِ نبوت

تالیف

محدث علامہ شیخ محمد ابوالقاسم سیف بن محمد سعید بناری

تحقیق و تعلیق

عبدالأحد احسن جمیل آل عبد الرحمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي قال في كتابه الحبيب ﴿قُلْ صَدَقَ اللَّهُ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (۱)، واسلامه و سلامه على محمد الصادق المصدوق الذي جاء بالصدق وصدق امره على ما وصحه الدين صدقوا ابياء الله وبعثوا دين نبيهم حتى اتاهم اليقين، وهاتوا الدين كد هو اعنى الله وبررو في حمل ابياء عد حاتم النبي وعسى نؤينه وسائر انعمه اجمعين۔

مسلمانوں اور البشر حضرت آدم علیہ السلام کے قرون بعد تکبہ ہوا دم میں مسئلہ توحید، اختلافی مسئلہ بن گیا، اور لوگوں کو رفتہ رفتہ توحید سے نفرت، اور شرک و دام پرستی سے نفرت پیدا ہونے لگی، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے سچے رسولوں کو بھیجا شروع کیا تاکہ ان کے ذریعہ سے نور حق واضح ہو اور ظلمت باطل کا فور، جیسا کہ سورہ یونس میں ارشاد ہے ﴿وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا﴾ (۲)، اور سورہ بقرہ میں ہے ﴿كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأُوتُوا مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بِهِمْ النَّاسُ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ﴾ (۳)، یعنی سب لوگ ایک دین (توحید) پر تھے پھر انہوں نے اختلاف کیا تو اللہ نے انہیں خوشخبریاں سنانے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا اور ان پر سچی کتاب اتاری تاکہ لوگوں کے اختلافات کا فیصلہ کر دے۔

انبیاء کرام نے تشریف لے کر تمام اختلافات دور کئے، اور حق پر گامزن ہونے والوں کو وعدہ نجات کی بشارت سنائی، اور باطل پرستوں کو وعید عذاب سے ڈرایا، پنی صدقت کے

نے اللہ کے حکم سے معجزے دکھائے، چشموں کو یوں کس، جن کو منکرین نے بھی حرف بحرف پوری ہوتے ہوئے دیکھا لیکن تہجد ہی اُٹھ کر کے تین پات، نہ مانا تھا نہ مانے، ﴿جاء ثلثهم رسلهم بالنبات وما كانوا ليؤمنوا﴾ (۱)، یعنی غیبر دلائل و معجزات آئے پر لوگ یہاں نہ لائے۔ بلکہ ان کی صداقت اور رسالت کو اپنے خود ساختہ معیاروں پر جانچا چاہا، کسی نے کہا کہ (۱) رسوں کو جنس بشر سے نہیں ہونا چاہئے، قرآن مجید میں ان کا تو یہاں منقول ہے ﴿ما هذا إلا بشر مثلكم يأتكم بشرا ما تملكون منه﴾ (۲) ویشرب مما تشربون ﴿ولئن أطلعتم بشرًا متلكم إنكم إذا لحاسرون﴾ (۳)، دیکھو جی یہ تو تمہارے جیسا بشر ہے جو تم کھاتے ہو یہ کھاتا ہے جو تم پیتے ہو یہ پیتا ہے، اگر تم نے اپنے جیسے بشر کی اطاعت کی تو تم خسارہ میں رہو گے، اللہ پاک نے ان کو جواب دیا ﴿وما أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رَجُلًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ ﴿وما جعلناهم جسداً لا يأكلون الطعام وما كانوا خالدين﴾ (۴)، یعنی ہم نے جتنے رسول بھیجے سب مرد (نسان) تھے جن کی طرف ہم وحی کرتے رہے، سو جاننے والوں سے پوچھو مگر تم نہیں جانتے، اور ہم نے ان کو جسم (بلا روح) نہیں بنایا تھا کہ وہ کھانے نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔

(۲) کسی نے کہا کہ رسولوں کو سامان خورد و نوش کے لئے ہزاروں میں پھرنا زیا نہیں، ﴿مال هذا الرسول يأكل الطعام ويمشي في الأسواق﴾ (۵)، یہ کیسے غیبر میں کھا نا کھاتے ہیں اور بازاروں میں پھرتے ہیں، اللہ نے جواب دیا ﴿وما أَرْسَلْنَا

(۱) یس ۱۳۔ (۲) اصل مطبوعہ ہے در حساب دون جہت سے (۳) کا لفظ ساتھ ہے۔

(۴) فرقان ۷۷۔

(۵) الانبیاء ۷۷۔

(۶) کہنہ ۳۳، ۳۴۔

قُلْ لَكُمْ مِنَ الْمَرْمِلِ إِلَّا ابْتِهَامٌ لِيَاكُلُوا الطَّعَامَ وَيَمْسُوكَ فِي الْأَسْوَاقِ ﴿۱﴾، یعنی ہم نے جتنے رسول بھیجے سب ہی تو کھانے کھاتے اور بازاروں میں پھرتے تھے۔

(۳) کوئی پورا کہ رسول کے پاس اپنا باغ ہوتا چاہے جس کا پھل وہ کھا لیا کرے اور خزانوں سے اس کا گھر بھرا ہو، ﴿أَوْ يُنْفِقْ إِلَيْهِ كَمْزًا أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا﴾ (۲)، اس پر خزانے برسیں، اس کا اپنا باغ ہو جس سے پھل کھائے، ان کو جواب دیا گیا ﴿يَبَارِكُ الَّذِي بِنِ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذَلِكَ حَاطًا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلُ لَكَ فُضُودًا﴾ (۳)، بابرکت ہے وہ اللہ مگر چاہے تو رسول کو اس سے کہیں بڑھ کر بہت سے ایسے باغات میا کر دے سکتا ہے جس کے نیچے سے پانی کی نہریں جاری ہوں اور بہت سے محدث بھی دے سکتا ہے۔ (لیکن ان چیزوں کو معیار نبوت سمجھنا کافروں کا جہل ہے)۔

(۴) کوئی ہرزہ سرائی کرتا کہ رسول کو عورتوں سے بے تحاشی رہنا چاہئے اللہ تعالیٰ نے جواب دیا ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾ (۴)، یعنی ہم نے رسولوں کو بیویاں اور اولاد مرحمت فرمائی تھیں۔

(۵) کوئی لب کشائی کرتا کہ رسول کو عذاب کے آنے یا قیامت کے برپا ہونے کی تاریخ و وقت کا کبھی علم ہوتا چاہئے اور وہ آکر دریافت کرتے ﴿مَنِي هَذَا الْوَعْدِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ﴾ ﴿قُلْ إِنَّمَا أَعْلَمُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ (۵)، بتاؤ وعدہ عذاب کب پورا ہوگا؟ (جواب ملے) کہہ دو کہ ہم خدا کو ہے میں تو (منکر کو عذاب سے) ڈرا دینے والا ہوں، ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي لَا

يُحْجِلْنَهَا لَوْ قُضِيَهَا إِلَّا هُوَ ﴿١﴾، پوچھتے ہیں کہ قیمت کب قائم ہوگی؟ (جواب آیا) کہہ دو کہ اس کا علم اللہ کو ہے وہی اس کو اپنے وقت پر غلبہ کرے گا۔

(۶) منکرین نے جب دیکھا کہ تغیر ہمارے مقرر کردہ معیار پر پورے نہیں اترتے تو انہوں نے فیصلہ کر دیا کہ ایسے رسوں کی ہم کو ضرورت نہیں۔ اللہ کو جو پیغام دینا ہو ہم سے براہ راست فرما دے، جیسا کہ قرآن مجید میں ان کا قول منقول ہے، ارشاد ہے ﴿وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللَّهُ أَوْ تَنْزِلُ عَلَيْنَا آيَةً ۖ﴾ (۲)، بے علموں نے کہا کہ اللہ خود ہم سے کیوں نہیں بولتا یا کوئی بڑا نشان ظاہر ہو، اللہ نے فرمایا ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مَسْرُورًا ۚ حَاجَابٌ أَوْ يَرْسَلُ رَسُولًا فَلْيُوحِ بِآيَاتِهِ مَا يَشَاءُ ۖ﴾ (۳)، یعنی اللہ کسی بشر سے کلام نہیں کرتا مگر اس صورت میں کہ اس پر خفیہ وحی کرے یا پس پردہ فرما دے یا فرشتہ بھیجے جو اس کے اذن سے اس بشر کو وحی پہنچائے۔

(۷) منکرین نے کہا کہ ہمارے پاس فرشتہ ہی کو رسول بنا کر بھیج دے، ﴿وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَرْسَلْنَاكَ ۖ﴾ (۴)، ﴿لَوْلَا أَرْسَلْنَا عَلَيْكَ الْمَلَائِكَةَ ۖ﴾ (۵)، یعنی ہند فرشتہ کو تار دے، اللہ نے جواب دیا، ﴿وَلَوْ حَضَرْنَاكُمْ مُلْكًا لَجَعَلْنَاهُ رُخْلًا وَلَلْنَسَا عَلَيْهِمْ مَا يَسْتَلْبِثُونَ ۖ﴾ (۶)، اگر ہم فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجیں تو آدمی کی شکل میں بھیجیں گے پھر تو وہی شبہ ہوگا جو انسانی پیغمبروں پر قائم ہے۔

(۸) تب منکروں نے کہا کہ اچھا بشر رسول کے ساتھ فرشتہ رسول بھی ہیں میں ہاں ملائے ﴿لَوْلَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِ مَلَكَتْ فَيَكُونُ مَعَهُ مَدِينًا ۖ﴾ (۷)، یعنی کیوں تغیر کی طرف فرشتہ نہیں اتارا گیا جو اس کے ساتھ ہم کو انداز کرے۔ جواب ملا ﴿وَلَوْلَا أَرْسَلْنَا مَلَكَتْ لَفُصِّي

(۳) الشوریٰ ۵۔

(۲) البقرہ ۱۸۶۔

(۱) العنکبوت ۸۔

(۷) الشعراء ۷۔

(۶) القصص ۹۔

(۵) الشعراء ۲۱۔

(۴) البقرہ ۲۳۔

الامْرُؤُا لَمْ يَظْهَرْ ۝ (۱)، یعنی فرشتے کے آنے پر تو موسیٰ کا فیصلہ ہی ہو جائے گا ورنہ مکرین کو پھر مہبت نہیں ملے گی۔

(۹) منکروں نے کہا کہ پھر ہماری حسب منشا پیغمبر پر معجزے اترنے ضروری ہیں ﴿وَقَالُوا لَوْلَا آيَاتُ رَبِّهِ ۝ (۲)﴾، خدا کا پیغمبر پر نشانیں (معجزے) کیوں نازل نہیں فرماتا؟ ان سے کہا گیا ﴿قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ (۳)﴾ اے پیغمبر، ان سے اُولٰٓئِمْ بِمُكْمِهِمْ ﴿إِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ﴾ (۳)، اے پیغمبر، ان سے فرمادو کہ معجزے اللہ کے اختیار میں ہیں میں تو صرف ایک ذر سناتے ہوں، کیا ان کو (یہ معجزہ) کافی نہیں جو کتاب ہم نے اتاری ہے اور ان پر پڑھی جاتی ہے؟ یعنی سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید موجود ہے۔

(۱۰) منکریں اس پر بولے کہ خدا معجزہ نہیں بھیجتا تو پیغمبر آپ ہی بنا کر، کہیں ﴿وَأَنذَرْتَهُمْ بآيَةِ قَوْلِهِ لَوْلَا اخْتِصِمْتُهَا قُلْ إِنَّمَا اتَّبَعْتُ مَا يَوْحَىٰ إِلَيَّ مِّن رَّبِّي هَذَا بَصَاطُ مَن رَّبِّكُمْ وَهَذِي وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ (۱)﴾ اے پیغمبر جب آپ کوئی معجزہ نہیں پیش کرتے تو یہ کہتے ہیں کہ از خود کیوں نہیں بناتے؟ ان کو جواب دیجئے کہ میں تو صرف وحی الہی کا تابع ہوں، یہ قرآن بڑا معجزہ موجود ہے جو ماننے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت کا سبب ہے (افسوس کہ تم اس کو سنتے ہی نہیں تم کو چاہئے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو تم چپ چاپ ہو کر (غور سے) سنو تاکہ تم پر رحمت (ہدایت نصیب) ہو" سبحان اللہ کیسا معقول جواب ہے۔

(۱۱) منکریں نے کہا کہ ہم قرآن کو اس صورت میں مان لینے کو تیار ہیں کہ اس کو

بدن کر دوسری کتاب لے آؤ یا اسی میں کچھ رو بدل کر دو، ﴿قَالَ الدِّنْسُ لَا يَزُخُّونَ لِفَاءِ مَا
اَنْتَ بِشَقْرَانٍ غَيْرِ هَذَا اَوْ يَذَلَّةٌ﴾ (۱)، کافروں نے کہا کہ اس کے سوا دوسرے قرآن لایا
اس کو بدن دو، جواب دیا گیا، ﴿قُلْ مَا يَكُونُ لِيْ اَنْ اُبْذِلَ مِنْ ثَلَاثِ نَفْسٍ اَوْ اَتْبِعُ
اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ﴾ (ان قول) ﴿فَقَدْ لَبِثْتُ فَيَكُمُ عُمْرًا مِّنْ قَبْلِهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾
(۲)، یعنی مجھے حق نہیں کہ کھالہی کو خود بدل دوں میں تو وحی ربانی کا تابع ہوں، میں نے
اپنی پہلی ساری عمر تم میں بسر کی ہے ذرا عقل سے کام لو۔ یعنی پسے کبھی تم نے مجھے جعل سازی
کرتے نہیں دیکھا، تو ب مجھ سے کس وجہ سے جعل سازی کی توقع رکھتے ہو؟

(۲) معاندین نے "خرمیں کہا کہ اچھا پیسہ کی طرح ایب بار پھر آسمانوں کے اوپر
جاؤ اور خدا کے پاس سے لکھا ہو قرآن اتار لاؤ، ہم ہاں لیں گے" ﴿اَوْ نَرْفِقُ فِي السَّمَاءِ
وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُفَيْكَ حَتّٰى تَنْزِلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرُؤُہُ﴾ (۳)، آپ آسمان پر چڑھ جائیں
اور صرف چڑھ جانے کی سند نہیں وہاں سے لکھا ہو قرآن لانا ہو گا جس کو ہم پڑھیں، ان کو
جواب دیا گیا، ﴿قُلْ سُبْحٰنَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾ (۴)، آپ فرمادیں
کہ میرا رب پاک ہے (کہ کوئی اس پر زور زبردستی کرے) میں تو صرف (فرمانبردار) انسان
اور رسول ہوں۔ کفار کو اس بات کا علم تھا کہ آنحضرت ﷺ معراج جسمانی کے مدعی ہیں، اس
لئے انہوں نے ﴿نَرْفِقُ فِي السَّمَاءِ﴾ کے بعد یہ قید لگی گا دی ﴿لَنْ نُّؤْمِنَ لِرُفَيْكَ حَتّٰى
تَنْزِلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرُؤُہُ﴾، کہ مباد آپ پیچھے اسراء (معراج) کا حوالہ نہ دے دیں۔

احدم یہاں پر یہ بتا دینا ضروری ہے کہ فقرہ ﴿هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾،
"آسمان پر چڑھ جانے کے محل ہونے پر دلالت نہیں کرتا، بسہ وجہ، اول (۱) "تیت مذکورہ میں

منکرین کے اور بھی اقتراحات و سوالات کا تذکرہ ہے۔ اور ان کل امور کا ممکن اور غیر ممکن ہونا قرآن مجید کی دوسری آیتوں سے صاف ثابت ہے۔ دوم (۲) انبیاء کی ذات سے فرق عادت امروں کا باذن ہی واقع ہونا مستبعد نہیں ہے، عادت جاریہ کے خلاف کسی امر کا بغیر سے صدور ہی تو مجرب ہے۔ سوم (۳) کفار کا سوال یہ بتاتا ہے کہ وہ ان امور کا ظہور بغیر سے ممکن جانتے تھے اسی لئے انہوں نے کہا کہ آپ ان ممکنات کو بصورت و اوقات کر دکھائیں۔

معیار نبوت:

ناظرین! آپ منتظر ہوں گے کہ اصل معیار نبوت سے آپ کو باخبر کیا جائے لیکن اراٹھبرائیے۔ پہلے آپ کو یہ بتا دوں کہ منکرین اسلام سے خود ساختہ معیاروں کی طرح ابھلی مٹھنی کی امت نے بھی ایک جدید معیار مقرر کیا ہے جو یہ ہے ﴿فَلَقَدْ لَبِثْتُ فِرْعَوْنًا مِنْ قَبْلِهِ﴾ (۱)۔ ابھی آپ اوپر نمبر (۱) میں پڑھ آئے ہیں کہ فقرہ مذکورہ کفار کے تبدیل قرآن کی فرمائش کے جواب میں وارد ہوا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مختص ہے۔ معیار نبوت وہ ہے جس پر تمام انبیاء و رسل برابر اتریں۔ انبیاء سابقین نے نہ تو اپنی عمر سابق بطور معیار کے پیش کی ہے نہ اس معیار پر تمام انبیاء پورے اتر سکتے ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے تو اس معیار کا صاف انکار کیا ہے جب کہ فرعون نے ان کی سابق زندگی کو قتل قبیلی و حسان فراموشی وغیرہ سے مٹھ کر دیا تھا، اور کہا تھا ﴿لَبِثْتُ فِرْعَوْنًا مِنْ غَمْرِكَ سُبْحَانَكَ وَفَعَلْتُ فَعَلْتُكَ النَّسْءُ فَعَلْتُ وَأَنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ﴾ (۲)، یعنی اے موسیٰ تو نے اپنی عمر کے بہت سے سال ہم میں گزارے ہیں اور تو نے وہ کام (قتل) کیا جو کیا اور تو ناشکر ہے، تو موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا ﴿قَالَ فَعَلْتُهَا إِذَا وَأَنَا مِنَ الصَّالِحِينَ﴾ ﴿فَعَزَّزْتُ مِنْكُمْ لَمَّا

حَقُّكُمْ ﴿۱﴾ میں نے یہ کام (قتل) اس وقت کیا جب کہ میں گمراہوں سے تھا پھر تمہارے خوف سے میں نے راہ فرار اختیار کی (مطلب یہ کہ میں اپنی صداقت میں اپنی پہلی زندگی نہیں پیش کر رہا ہوں بلکہ مقررہ عرصہ بیضائش کرتا ہوں) اور کچھ عرصہ علیہ السلام اہل سدوم کی طرف بھیجے گئے حالانکہ وہ خود سدوم کے باشندہ نہ تھے، تو سدوم والے دودھ علیہ سدوم کی پہلی زندگی کے حالات سے کیوں کرواقت ہو سکتے تھے؟ پس پیغمبر کی سابق زندگی معیار نبوت نہیں ہو سکتی۔

معیار نبوت کیا ہے؟

معیار نبوت وہ ہے جس پر تمام پیغمبر برابر اتریں اور وہ یہ ہے جس کو اللہ پاک نے بیان فرمایا ہے۔ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رَجُلًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ... ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَأَنْجَيْنَاهُمْ وَمِنْ نَشَاءٍ وَأَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ﴾ (۲)، یعنی جتنے رسول ہم نے بھیجے جن کو ہم وحی کرتے تھے، ان کو اللہ ان سے جو وعدے ہم نے کئے سچے کئے ان کو ہم نے (مکر کفار سے) پھلایا اور جس کو ہم نے چاہا۔ اور منکرین و ماکرین کو ہلاک کر دیا۔ اس آیت نے بتایا کہ معیار نبوت یہ ہے کہ پیغمبر وحی الہی سے جو خبر دیتا ہے، جو پیش گوئیاں کرتا ہے وہ حرف بحرف سچ نکلتی ہیں، اور کیوں نہ سچ نکلیں؟ وحی تو اللہ عالم الغیب کرتا ہے۔ اگر پیش گوئیاں اور خبریں جھوٹی ثابت ہوں تو اس کا الزام اللہ پر نہ لگے گا کہ خود باللہ خدا نے جھوٹ کہا، خدا ہی نے جھوٹا وعدہ کیا والعیاذ باللہ۔ حالانکہ اللہ صادق اقوال ہے، جھوٹ کے شائبہ سے بھی پاک ہے، اللہ فرماتا ہے۔ ﴿وَمَنْ أَضْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا﴾ (۳)، اللہ سے زیادہ باتوں میں کون سچا ہے؟ ﴿وَمَنْ أَضْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا﴾ (۴)، اللہ سے زیادہ

قوس میں کون سی ہے؟ ﴿فَلْ صَدَقَ اللَّهُ﴾ (۱)، کہہ دو کہ اللہ سچا ہے، ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ﴾ (۲)، اللہ وعدوں کا خدف نہیں کرتا، ﴿لَسَ يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ﴾ (۳)، ہرگز اللہ وعدہ خلاف نہیں کرے گا۔ غرض اس مضمون کی آیتیں بہت ہیں۔

حضرت یونس علیہ السلام کا وعدہ:

امت مرمریہ کہتی ہے کہ اللہ نے یونس علیہ السلام سے ان کی قوم کو ہلاک کر دینے کا وعدہ کیا تھا، لیکن ہلاک نہیں کیا، دوسرے لفظوں میں مرزانیوں کے نزدیک خدا نے اپنے پیغمبر سے صحت جھوٹ ہو، پناہ بخدا، پناہ بخدا، آسمان کیوں نہیں پھٹ پڑتا زمین کیوں نہیں ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی اللہ اکبر، کبریا کلمۃ نخرج من افواہہم (۴)۔

مسلم نواسنو، حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ قرآن مجید میں چار جگہ آیا ہے۔

(۱) سورہ یونس، (۲) سورہ انبیاء اور (۳) سورہ قلم میں اختصار کے ساتھ ہے اور

(۴) سورہ صافات میں قدرے تفصیل سے، لیکن کہیں بھی اللہ کا وعدہ حضرت یونس سے ان

کی قوم پر عذاب بھیجنے کا نہ ہو نہیں ہے، اگر وعدہ الہی ہوتا تو ضرور پورا ہو کر رہتا، اللہ فرماتا ہے

﴿فَلَا نُخْلِفُ اللَّهُ مِيعَادَ وَعْدِهِ وَنُسَلِّفُ﴾ (۵)، یعنی مت سمجھو اللہ کو پیغمبروں سے وعدہ

کر کے خلاف کرنے والا، وہ عزیز ہے یعنی غلبہ رکھتا ہے۔

اب دیکھو سچے پیغمبر کی پیش گوئیاں یوں پوری ہوتی ہیں۔

(نخضر تہ مجتہد کی پیش گوئیاں)

ہتے نمونہ از خردارے

(۱) عن انس قال: "كذب النبي ﷺ فأناس فأنصتوا حتى مروا بدير، فقال

ﷺ: "هد مصرح فلان، ويضع يده على الأرض هيب وهيبا، قل فما تضر أحدكم

عن موضع يد رسول الله ﷺ" (رواه مسلم، مشكاة (ص ۵۲۳ و ۵۲۵)) (۱)۔

نخضر تہ مجتہد کے حکم سے صحابہ کرام بدر پہنچے، آنحضرت ﷺ نے زمین پر

دست مبارک رکھ کر فرمایا کہ ابو جہل مقتول ہو کر اس جگہ گرے گا، فلان کا فراس جگہ بھی بہ کہتے

ہیں کہ کفار مقتولین سے ہر ایک کی نفش اسی جگہ پڑی تھی جس جگہ آنحضرت ﷺ نے اپنا

دست مبارک رکھ کر بتلایا تھا، ذرا بھی کوئی اہرا ادر نہ تھی۔

(۲) عن سهل بن سعد قال: "كذب النبي ﷺ فأناس فأنصتوا حتى مروا بدير، فقال

رجلا يفتح الله على يديه" (متفق عليه، مشكاة (ص ۵۲۵)) (۲)۔

جنگ خیبر میں ایک روز آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کل جھنڈا ایک ایسے بہادر (علی

مرتضیٰ) کو دوں گا جس کے ہاتھوں اللہ کل فتح بخشنے گا۔ چنانچہ ابی ہریرہؓ کو حیدر کرار شریف

سے گئے مرحب کو قتل کیا، قحط کا کچھ تک توڑ دیا، یہود کو شکست دی، اور خیبر فتح ہو گیا۔

(۳) عن سهل بن سعد قال: جاء هو بن صهيب وبعثهم بي حسن

عيسى النبي ﷺ قال: "سئل عمة بمسلم عن عبد الله بن شداد" (رواه ابوداؤد،

(۱) صحیح مسلم کتاب ایماہ السیر باب عداۃ بدر، حدیث ۷۷۹۷۔

(۲) صحیح بخاری کتاب ایماہ السیر باب عداۃ، تہذیبۃ الاسلام، ج ۱، حدیث ۲۹۴۲، صحیح مسلم کتاب

فصال الصحابہ میں تہذیبۃ المسلمین باب من فاضل علی منی اللہ عنہ، حدیث ۲۳۰۵۔

مشکاۃ (ص ۵۳۳) (۱)۔

فتح مکہ کے بعد حنین میں کفار ہوازن اپنی عورتوں بچوں اونٹوں جانوروں سمیت میدان جنگ میں آئے تھے، آنحضرت ﷺ کو جب اطلاع ہوئی تو آپ مسکرائے اور فرمایا کل یہ سب چیزیں مسلمانوں کو نصیب میں ملیں گی، ان شاء اللہ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، ایک ایک صحابی کے حصہ میں سو (۱۰۰) سو (۱۰۰) اونٹ چڑے۔

(۳) عن ابی سعد ان النبی ﷺ قال "ارایسی اسجد فی ماء و طس من صبحہا، فمصر بسماء بنت امیہ، فرأیت النبی . . . یسجد فی ماء و نعین حتی رایت ثم نعین فی جہنہ" (مسلم، بخاری و مشکاۃ (ص ۱۷۳) (۲)۔

"آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے اپنا خواب بیان فرمایا کہ میں نے اپنے کو شب قدر کی صبح کو نماز میں جگہ یکپڑ میں کرتے دیکھا ہے۔ چنانچہ شب قدر میں بارش ہوئی، مسجد کی چھت کے ٹکڑے سے ٹھیک سی جگہ بارش کے قطرے گرے جس جگہ جگہ میں "آنحضرت ﷺ کی پیشانی مبارک ہوئی تھی، چنانچہ آپ نے یکپڑ میں جگہ ادا کیا، صبح کو دیکھا گیا تو آپ کے ہاتھ پر یکپڑ کا نشان موجود تھا۔

(۵) عن س عسمر قال: امر النبی . . . فی عروہ مؤتہ رید من حارثۃ قتاد بن قیس رید، فجعفر، و . . . قیس جعفر فعبداً من روحہ (ابنی) أحد الریہ رید فاصیب ثم أحد جعفر فاصیب ثم أحد عبد اللہ من روحہ فاصیب" (اصح صحیح بخاری: باب: کما، باب غزوہ موتہ) (۳)۔

(۱) سنن ابوداؤد کتاب النہا، باب فی فصل ارض فی سبیل اللہ، حدیث ۳۵۰۱، اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(۲) صحیح بخاری کتاب الاطعمہ، باب "الطعام فی الاشر" ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳

جنگ موتہ میں آنحضرت ﷺ نے حضرت زید کو افسر بنایا اور فرمایا کہ زید کی شہادت کے بعد حضرت جعفر سردار ہوں، جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں گے، عبداللہ بن رواحہ کی شہادت کے بعد کسی اور کو منتخب کر لینا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پہلے زید شہید ہوئے، پھر حضرت جعفر نے جام شہادت پیا، پھر حضرت عبداللہ نے شہرت شہادت نوش کیا۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین)

(۶) عن انس بن مالک عن عبد اللہ بن مسعود عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ ما احبہ الا ان یخبر عنی ما سمع من رسول اللہ ﷺ (صحیح بخاری، مشکاة (ص ۷۷۷)) (۱)۔

حضرت ابو مریرہ کو صدقہ فطری حفاظت پر مقرر کیا گیا تھا ایک شخص آکر ناج چرانے لگا، میں نے اس کو پکڑا، اس نے مفلسی کی شکایت کی میں نے اسے چھوڑ دیا اور آنحضرت ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا وہ پھرتائے گا، میں اس کی تاک میں رہا، چنانچہ دوبارہ وہ آیا میں نے اسے پکڑ لیا (ایسا کئی بار ہوا)۔

(۷) عن عائشة "ان جبریل جاء بصفور بها في حرفة حرير حصره، هي رسول الله ﷺ فقال هذه روح جنت في الدنيا والاخرة" (رواه الترمذی، مشکاة (ص ۵۶۵، ۵۶۶)) (۲)۔

حضرت عائشہ کے مکان سے بہت پہلے حضرت جبریل نے ان کی تھویر سبز ریشمی کپڑے پر آنحضرت ﷺ کو دکھائی اور کہا کہ یہ آپ کی بیوی ہوگی، دنیا اور آخرت دونوں

(۱) صحیح بخاری، کتاب الادب، باب اول، ج۱، ۲۳۱۔ (۲) صحیح بخاری، کتاب الادب، باب اول، ج۱، ۲۳۱۔

(۳) اس ترمذی، باب مناقب، باب من فضل رسول اللہ ﷺ، حدیث ۳۸۹۰، مشکاة، ج۱، ۸۷۶۔ (۴) حدیث صحیح ہے۔

جگہ میں، "نخضر صلی اللہ علیہ وسلم" نے یہ خبر صحیحہ کو سنائی، آخر ایک دن حضرت عائشہ سے آپ کا نکاح ہو گیا۔ (محمدی بیگم کا واقعہ غلط ہے) (۱)۔

(۸) عن شداد بن اوس "ان النبي ﷺ اخبر قريشا صبيحة المعراج ان غيرهم بعده في يوم كذا فقدمت اظهر يقدمهم الجمل اندي وصفه" (رواه السنن والترمذي، فتح الباری ص ۱۵، (ص ۴۵۳)) (۲)۔

"نخضر صلی اللہ علیہ وسلم" نے شب معراج کی صبح و قریش سے فرمایا تھا کہ تمہارے بھائیوں کا قافلہ (جو مجھے راستہ میں ملا تھا) فداں دن مکہ پہنچ جائے گا اس کے آگے فداں جنگ کا دنٹ ہے۔ آخر وہ قافلوں پر معین پر ظہر کے وقت مکہ پہنچ گیا، آگے وہی اونٹ تھا جس کا حیدہ "نخضر صلی اللہ علیہ وسلم" نے بیان فرمایا تھا۔

(۹) أخبر النبي ﷺ "عنه انه ارسل عني صحيفة لأرضه فكتب جميع ما فيها لا ذكر له، فأخبر أبو طالب قريش، فأنروا صحيفة، فرأوا الأمر كما أخبر به النبي ﷺ" (زوائد المعاد (ج ۲۹۹)) (۳)۔

مکہ معظمہ میں مسلمانوں کی روزانہ ترقی دیکھ کر کفار نے مسلمانوں کا بایکاٹ کیا چہرہ پر عہد نامہ لکھا گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا اور بیوی بچوں، تمام مسلمانوں اور کل بنو ہاشم کے ساتھ دو تین سال تک ایک پہاڑ کی گھاٹی میں نہایت عسرت کے ساتھ دن کاٹے ایک دن آپ نے ابوطالب سے کہا چچا جان! اللہ کے حکم سے اس عہد نامہ کو دیکھنے کے چاٹ کر صاف کر دیا ہے اس میں بس اللہ کا نام باقی ہے، ابوطالب نے قریش کو خبر دی انہوں نے خانہ

(۱) مراد اس سے شادی فی پیشانی نہ تھی جو پوری نہ ہوتی۔

(۲) مسند ابویہ (۴۰۹/۸)، حدیث ۳۴۸۳، مجمع الزوائد (ج ۲۸۲)، حدیث ۱۳۳۱۔ اس حدیث کی سند پر کلام ہے۔

(۳) (زوائد المعاد) (از ابن حجر (۲۷۳))۔

کعبہ کے دور اور دوسرے عہد نامہ کو اتار کر دیکھا، تو اسے ویسا ہی تر مخرورہ پایا جس طرح آنحضرت ﷺ نے خبر دی تھی۔

(۱۰) آنحضرت ﷺ کی ایک پیش گوئی آئندہ کے متعلق سنئے اور اس کے وقوع کی تصدیق بھی مدحظہ فرمائیے، یوں عدی قال قال اسی نے "باعدی هل ریت الحیرة؟" میں طالب بنت حبیہ فہریہ صعبہ بر محل من الحیرة حتی یصوف بالکعبۃ لا یخاف احد۔ لا الہ الا صائب بنت حبیہ صعبہ کور کسری (ری) عدی مرأب الصعبۃ بر محل من الحیرة حتی یصوف بالکعبۃ لا یخاف۔ لا احد وکت فی من احتج کور کسری بن ہرمز" (رواد البخاری، مشکاة (ص ۵۱۶)) (۱)۔

آنحضرت ﷺ نے عدی بن حاتم سے فرمایا تھا کہ تم کو شہر حیرہ کا جائے وقوع معلوم ہے نا؟ تمہاری زندگی در زبوں گی تم دیکھو گے کہ وہاں سے شہر سوار عورت تن تہا بلا خوف و خطر کر طواف کعبہ کرے گی، تمہاری عمر زیادہ ہوگی تو خسرو پرویز شاہ فارس کے خزانے فتح ہوتے دیکھو گے، عدی کہتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں حیرہ کی عورت کو تن تہا مکہ پہنچ کر طواف کعبہ کرتے دیکھا، در شاہ فارس کے خزانے فتح کرنے والوں میں میں خود شریک و شامل تھا۔ دوستو! آپ نے دیکھا کہ سچے پیغمبر کی خبریں اور پیش گوئیاں کیسی موبہو پوری ہوئیں، اب ذرا جھوٹے نبی کی پیش گوئیوں اور الہامات کے چند نمونے مدحظہ ہوں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جنتی کی پیش گوئیاں

(۱) مرزا صاحب نے ۵ جون ۱۹۳۷ء کو امرتسر میں مباحثہ انصاری کے خاتمہ پر پیش گوئی کہ "ڈپٹی آفٹیم" (۱۵) وہ کے عرصہ میں بہ سزائے موت باویہ میں گرایا جائے گا (جنگ مقدس (ص ۸۸)) (۲)۔ پندرہ مہینہ ختم بھی ہو گئے اور آفٹیم نہیں مرا نہ مسلمان ہوا، بلکہ

(۱) صحیح بخاری کتاب مناقب، باب عداۃ النبی الاسلام، حدیث ۳۵۹۵۔

(۲) ((روحانی خزائن))، (۲۹۶/۶)۔

اس کے بعد بھی دوسرے کے قریب تک زندہ رہا۔

(۲) لیکچر ام آریہ سے بارے میں ۲۰ فروری ۱۹۳۷ء کے اشتہار میں اعلان کیا کہ ”اس پر چھ سال کے عرصہ میں خارق عادات عذاب نازل ہوگا“ (سراج منیر (ص ۲)) (۱)۔ حالانکہ وہ چار سال میں کسی بندو کے چھرے سے مقتول ہوا، اس پر کوئی خارق عادات عذاب نازل نہ ہوا، کیونکہ قتل روزمرہ کی بات ہے۔

(۳) ۱۰ جولائی ۱۸۸۷ء کو اشتہار دیا کہ ”محمدی بیگم“ جس کسی دوسرے سے بیوی جاسے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک مر جائے گا (۲)۔ محمدی بیگم کا نکاح ۷ مارچ ۱۸۹۲ء کو مرزا سلطان محمد ساکن پنی ضلع لاہور سے ہو بھی گیا اور دونوں میاں بیوی مع باں بچوں کے ”ج“ تک زندہ ہیں مرزا صاحب کا بہتہ پتہ نہیں۔

(۴) اشتہار مذکور میں محمدی بیگم سے نکاح کے متعلق یہ بھی لکھا کہ ”ہر مانع کو دور کر کے محمدی سے نکاح ہوگا“ (۳)، اور آسمان پر نکاح پڑھا بھی چا چکا تھا (تمہدھیتہ الوحی (ص ۱۳۲)) (۴)۔ اس انتہار میں بیس سال کامل گذر گئے لیکن ہنوز روز اول کا معہ مدد رہا آخری حسرت میں مرزا صاحب کی جان بھی گئی۔

(۵) ۲۱ نومبر ۱۹۰۱ء کو مولانا محمد حسین بنالوی کی نسبت کہا کہ ۱۳۰۱ھ میں ۱۵ دسمبر ۱۹۰۱ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک مرجائیں گے (۵)، حالانکہ مولانا بنالوی مرزا صاحب کے مرنے کے بعد بھی ۱۲ سال تک زندہ رہے۔

(۶) ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو اشتہار شائع کیا کہ جنوری ۱۹۰۰ء سے آخر دسمبر ۱۹۰۲ء تک تین سال میں کوئی تین آسمانی نشان ظاہر ہوگا۔ تین سال گذر گئے کوئی نشان ظاہر نہ ہو (۶)۔

(۱) (درمحاتی خراسانی) (۱۵:۳۳) (۲) مجموعہ اشتہارات احمدیہ دہلی (۵۸:۵)

(۳) ایسا۔ (۴) (درمحاتی خراسانی) (۵۷:۲۲) (۵) (۵۷:۲۲)

(۶) مجموعہ اشتہارات احمدیہ دہلی (۶۰:۳) (۷) مجموعہ اشتہارات احمدیہ دہلی (۶۸:۳)

(۷) ۶ فروری ۱۹۸۷ء کے اشتہار میں دو سال میں پنجاب میں طعون کرنے کی پیش گوئی کی (۱)۔ لیکن طعون چار سال بعد آیا۔

(۸) اشتہار مذکور میں حفاظت قادیان کا اہم آدمی انقریہ شائع ہوا، جب قادیان میں طعون آیا تو لہجہ ”حافظہ کی من مہی سدر“ (تمہاری لوجی (ص ۱۱۱)) (۲) کی پناہ لی، تحریک مرزا میں بھی طعون گھسا اور شریف احمد نبی رادہ کو بھی طعون ہو گیا (حقیقتہ لوجی (ص ۸۳)) (۳)۔ پس نہ قادیان محفوظ رہا نہ مرزا صاحب کا گھر۔

(۹) عمر کے بارے میں الہام ہوا کہ اسی (۸۰) برس یا پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم (ضمیمہ براہین (۱۹۷۵ء)) (۴)، لیکن خیریت سے عمر صرف ۶۸ برس کی ہوئی (نور الدین (ص: ۱۷۰))۔

(۱۰) مولانا ثناء اللہ صاحب کو قادیان بلایا پھر اعلان کیا کہ وہ قادیان نہیں آئیں گے (اعجاز احمدی (ص ۱۱، ۱۲)) (۵)۔ ۱۰ مئی ۱۹۸۳ء کو قادیان پہنچ گئے تو وہاں سے گفتگو نہ کرنے کا خدائی معاہدہ سنا دیا، اور ۱۵ اپریل ۱۹۸۷ء (۶) کو آخری فیصد کا اشتہار شائع کر کے ۲۶ مئی ۱۹۸۷ء کو خودی چل بسے۔ جیسا کہ ریکٹ (۴) میں بہ تفصیل لکھ کر شائع کر دیا گیا ہے۔

اعدام ان دس پیش گوئیوں کی تفصیل اور ان پر مرزائیوں کے حذرات کے جواب مفصل دیکھنا ہو تو کتاب ((الہامات مرزا)) سعید یہ ایجنسی دارانگر سے ۱۲/۱ (آنے) میں خرید کر ملاحظہ کر لیں۔

(۱) (روحانی خزائن) (۲۲/۵۳)

(۲) مجموعہ اشتہارات احمد قادیانی (۲۰۳)

(۳) ایبٹ (۲۱/۲۵۹)

(۴) ایبٹ (۲۲/۸۷۷)

(۵) مجموعہ اشتہارات احمد قادیانی (۳/۲۷۶)

(۶) ایبٹ (۱۹/۳۸)

بھائیو! وہ آپ نے آنحضرت ﷺ کی دس پیش گوئیاں اور ان کا حرف بحرف پورا ہونا دیکھا پھر مرزا صاحب کی دس پیش گوئیاں اور ان میں سے ایک کا بھی پورا نہ ہونا ملاحظہ کیا۔ چونکہ مرزا صاحب نے ((افع الوسوس)) (حصہ ۲۸۸) میں نبوت کے اس معیار کو تسلیم کیا ہے۔ نیز قرآن مجید نے بھی اسی معیار کو پیش کیا ہے۔ اور مرزا صاحب اس معیار پر پورے نہیں اترے ہذا مرزا صاحب نے رسول ہیں نہ نبی، نہ عیسیٰ ہیں نہ مسیح۔ بلکہ۔۔۔

رسولِ قادیانی کی رسالت جہالت سے ضلالت سے بطلت

والحمد لله رب العالمين

۱۰/۱۰۰۰ جیب الارز جیب ۱۳۵۴

تتمتع

﴿يُرِيدُونَ لِيُطْفَئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَهِهِمْ﴾

انجمن اشاعت الاسلام کے سلسلہ تبلیغ و دعوت کا

ٹریکٹ (۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱)

مستی بہ

نور اسلام

بجواب

ظہور امام (۲ و ۳ و ۴ و ۵)

تالیف

محدث علامہ شیخ محمد ابوالقاسم سیف بن محمد سعید بناری

تحقیق و تعلیق

عبد الاحد احسن جمیل آل عبد الرحمن

ابن مریم کو خدا کس نے کہا ہے مجاہد کی سرس افتر
کیا مد تک اور جن زندہ نہیں ابن مریم پھر بنے کیوں کر خد

ایک دن آجائے گی ان پر فنا موت سے ہے فحسی کس کو بھلا
افتر بہتان و تہمت کس لیے کچھ تو آخر چاہیے خوف خد
جواب قادیانی ٹریکٹ (۲)

نالہ ببل شیدا، تو ت جس جس کر اب جگر تھم کے منھو مری ہاری آئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي رفع عيسى بن مريم حيا إلى السماء ثم بره به الأرض
فصل يوم الدين والصلاه والسلام على احرر رسله محمد خاتم النبيين - الذي احبر
بمحروجه الدج حجة كدائس قريبا من زلاتين - احمره مسيح لأعور - الذي يقتله
عيسى بمحروجه عذاب مديده مد من مدائن فسطاط، وعيسى نه وضحة الدين
أجمعو على حياة عيسى ورويه قل قباء الساعة رصي به عنهم أجمعين

مسلمانوں! انجمن اشاعت اسلام کے مختلف ٹریکٹ اور رسالوں میں مشنری قادیان کی
پرفن چائیں اور ان کے مریدوں کی گستاخ طرازیں آشکارا کی جا چکی ہیں، اس کا تازہ نمونہ
ان کا ٹریکٹ (۲) ہے، جس پر ”مسند ظہور امام“ کا عنوان چلی حرفوں میں قائم کیا گیا ہے، جو
درحقیقت اس بات کا اعلان ہے کہ جس ”امام“ کے ظہور کی پیش گوئی کی گئی ہے وہ صرف ایک

ہی شخص نہ ہوگا، بلکہ اماموں کے ظہور کا اگلا سلسلہ قائم رہے گا پھر جن تینوں اور حدیثوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت ہوتی ہے، ان تینوں اور حدیثوں کی تردید کا بھی دعویٰ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تردید اور رسالت مآب علیہ السلام کی باتوں کا جو ب دیا جا رہا ہے، پس جو شخص اللہ کے مقابلہ و معارضہ پر آمادہ ہو، اللہ کے رسول ﷺ کی تصریحات کی تردید کر رہا ہو اس کی جرأت اور بے باکی کا کیا نمونہ؟ اس کے ایمان و اسلام کا کیا اعتبار؟ اس کی امانت اور دیانت کا کیا بھروسہ؟ وہ تو نور الہی کے بجھا دینے کے درپے ہے، لیکن۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونگوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا کتاب و سنت کی یہ سچائیاں محض اس لیے جھٹلائی جا رہی ہیں کہ ایک جھوٹا سچ ثابت ہو سکے، اس کے ٹکڑے و خروارے، فریب و دجل پر پردہ ڈال جا سکے، اس کی تردید و تلویح، تاویل و تحریف طشت از پام نہ ہو سکے۔

بلا سے کوئی ادا اس کی بدنما ہو جائے کسی طرح تو مٹ جائے ولولہ دل کا دوستو! انجمن ہذا کی مسلسل گولہ باریوں نے قادیانی قلعہ کو کھینچ دیا ہے، انجمن کے مدلل و مفصل رسالوں نے مرزائی کمپ میں پلچل ڈال دی ہے، ان کی ”چھاؤنی“ میں شتم و طعن کے بے کار اسلحے باقی رہ گئے ہیں، منہ میں کف بھر کے کسی کو ”سنی کوئی“ اور کسی کو ”غجدی وہابی“ کے طعنے دے رہے ہیں (ٹرکیٹ ۲، ص ۲) اور جو شامت آئی تو ہماری انجمنوں کو بھی کوسنے لگے، انجمن اشاعت اسلام کو ”شامت اسلام“ (ص ۲۰، ۲۱، ۲۲) اور انجمن اشاعت الحق کو ”شامت الحق“ بنا دیا۔ (ص ۱۷، ۲۲، ۲۳، ۲۴)۔

لگے منہ بھی چڑھانے دیتے دیتے گایاں صاحب زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لینا دہن بگڑ مرزا نیو! ہم بھی تمہاری ”انجمن احمدیہ“ کو انجمن احمقہ لکھ سکتے تھے، ہم بھی ”مجاہد“

کا مجاہد بنا سکتے تھے، ہم بھی ”مسند عالیہ“ کو غایہ میں تبدیل کر دے سکتے تھے، لیکن ہم ایسا نہیں کریں گے ہم کو قرآن پاک اس سے منع کرتا ہے، ہم کو ہمارے پیغمبر علیہ السلام نے اس حرکت سے روک دیا ہے، ہمارے سچے پیغمبر تمہارے دہیسی نبی کی طرح مخالفوں کو گایاں نہیں دیتے تھے، بلکہ صبر کرتے اور ان کے لیے دعائیں فرماتے تھے۔

دشنام خلق رانہ وہم جز دعا جواب ابرہہ کہ تلخ گیرم و شیریں عوض وہم

قادیانی ٹریکٹ (۲) ہمارے کسی ٹریکٹ کا بھی جواب نہیں ہے۔

مرزائیوں نے اپنے ٹریکٹ (۲) کے، مثل چچ پر لکھ دیا ہے ”بجو ٹریکٹ ۷۷“
(۳۲ و ۳۰) درحقیقت یہ ایک کھلا ہوا مفاد ہے، ایک صریح دھوکا ہے جو جو م کو دیا گیا، لوگوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے، اور یہ باور کرایا گیا ہے کہ ہم (مرزائیوں) نے انجمن اشاعت اسلام کے تین ٹریکٹ کے جواب دے دیئے ہیں، اور واقعہ یہ ہے کہ مرزائیوں نے ہمارے کسی ایک ٹریکٹ کا بھی جواب نہیں دیا ہے۔ اور نہ ان کا جواب مرزائیوں کے بس کا ہے، وہ ایسے وہے کے چنے ہیں، جن کو مرزائی سنانی سے نہیں چاب سکتے۔ ہمارے پہلے ٹریکٹ کو ٹھکرا کر دیکھیے اور پھر قادیانی ٹریکٹ (۲) کو بار بار پڑھیے، کہیں بھوے سے بھی اس کا ذکر نہیں آیا ہے۔ چچانیکہ کسی لفظ کا جواب ہو ﴿لَمْ اَزِجِ الْبَصَرَ كَرْتَيْسَ يَسْغَلِبُ إِلَيْكَ الْبَصَرُ حَاسًا وَلَهُ حَسْرَةٌ﴾ (۱)، اسی طرح ہمارا دوسرا ٹریکٹ (اظہار حقیقت)، (صفحہ ۱۰۷) (۲) جو تیرہویں صفحہ پر ختم ہو گیا ہے، ان (۱۳) صفحوں میں حیات مسیح کے جو دائیں مرقوم ہیں ان میں سے ایک کا بھی جواب نہیں دیا گیا ہے۔ بجز مرزا صاحب کے دو تاہیدی حواویں کے جو (صفحہ ۳) میں ((برائین احمدیہ)) سے اور (صفحہ ۶) میں ((صمدیہ

انجام تکم)) سے منقول ہیں۔ ان پر (صفحہ ۲۲، ۲۳ و ۲۴) میں مجاہد صاحب نے جو خامد فرسائی کی ہے اس کا کچھ چٹھا اس رسالہ کے آخر میں کھولا جائے گا ان شاء اللہ۔ ہمارا ((ٹریکٹ ۳)) جو نزول مسیح اور ختم نبوت سے متعلق ہے، یہ بھی پہلے نمبر کی طرح اچھوتا اور جواب ہے، مرزائی فاضل مودی نے اس نمبر کو ہاتھ تک نہیں لگایا ہے، لیکن اپنے ((ٹریکٹ ۲)) کے سپہ صفیہ پر ”جواب ٹریکٹ ہائے“ (”اس“ ہائے“ کے قربان) (نمبر ۳) بھی لکھ دیا ہے تاکہ عوام سمجھیں کہ قادیانی پارٹی (۳) کے جواب سے بھی سبک دوش ہو چکی ہے، لیکن (۳) میں اپنی تردید آپ ہی کر دی ہے اور لکھ دیا ہے کہ ”تیسرے کے نفع حصہ کا جواب ہے“۔ اس کا ایک لفظ کا بھی جواب نہیں دیا ہے بلکہ حقیقت میں جواب سے ہی جواب ہے، اگر نمبر شاری کا ہی نام جواب ہے تو اور نمبروں کے بھی ہند سے لکھ دیتے اور یوں تحریر فرماتے ”انجمن اشادہ کے (رسالہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱) اور جتنے نمبر تینہ شایع ہوں ان سب کا ایک ہی جواب“ پبلک پھر کبھی بھی آپ سے ہمارے جوابوں کا مطالعہ نہ کرتی بلکہ کہتی۔

یہ سب پہ لکھ لکھ خن اضطراب میں والے ایک خامشی میرے سب کے جواب میں
وقاسے عہد:

انجمن احمدیہ بنارس کا وعدہ، رسالہ ((دعوة الی الحق)) کے (صفحہ ۳) میں تو یہ تھا کہ ”آئے واسے شخص کی مشارت صفا تی یا مشابہت روحانی تفصیلی طور پر تو ہم ((ظہور امام)) کے ٹریکٹ (۲) میں ہی دیں گے“ ہم بھی غلط تھے کہ ٹریکٹ (۲) میں اس ”مشارت“ اور ”مشابہت“ کا نظارہ ہوگا، اسی لیے بڑے شوق سے ان کے (۲) کو پڑھا لیکن اس میں بجائے ”مشارت“ کے مشابہت اور بجائے ”مشابہت“ کے مشامت پایا، افسوس۔

جوازِ رزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال اب آرزو یہ ہے کہ کبھی رزو نہ ہو

شکوہ ہے جا

ہمارے فاضل مولوی کو شکایت ہے کہ ہمارا ٹریکٹ (۵) ان کے پاس نہیں پہنچا، پھر اس کی تاریخ اشاعت (۵ جولائی ۱۹۰۱ء) بھی لکھ دی ہے جس سے معلوم ہو کہ ہمارا ٹریکٹ ان کی نظر سے گزر چکا ہے، کیا لطف ہے کہ ایک ہی سطر میں ٹریکٹ (۵) کے نہ پہنچنے کی شکایت بھی ہے، درحقیقت کا اقرار بھی، یہ تو اس ناقب کی مثال ہوئی جس نے مجمع کی حیرت ان لفظوں میں دور کی تھی کہ ”ٹھہری بھیتر اور میں باہر“۔

صاف نکار نہ کر وصل سے اوٹ مخ مزاج بات وہ ہو کہ نکتے رتیں پہلو دنوں

اختلاف بیانی

خشتِ اوس چوں نہد معرکج تا ثریا می رود دیوار کج (۱)

حضرت مرزا صاحب کے قول یا ہم اس قدر متضاد اور متناقض ہیں کہ بجز ”حافظ نہ شد“ کے کوئی صورت تطبیق و جواب کی ممکن ہی نہیں، تو اس سنت پر عمل کرنا مرزائیوں کا فرض اولین کیوں نہ ٹھہرے؟ چنانچہ مجاہد صاحب کا یہ ٹریکٹ (۲) بھی خندقِ بیانیوں کا اچھا خاصا مجموعہ ہے، چند نمونے ملاحظہ ہوں:

تفسیر سے متعلق:

(صفحہ ۱۷) کی آخری سطر میں ”تفسیر کی کتابوں کو غیر معتبر“ قرار دیا ہے، (صفحہ ۱۸)

میں مہاکون لفظوں میں الزام دیا ہے ”تفسیر کی غیر معتبر باتوں پر دوسروں کو یقین کر لینے کی دعوت دیتے ہیں“، اور پھر خود ہی (صفحہ ۷) میں مسلمانوں کو حضرت اہل رضی اللہ عنہ کی قرأت ”قبل موتھم“، جو انھیں ”غیر معتبر“ تفسیروں میں منقول ہے، قبول کر لینے کی دعوت دی ہے،

(۱) ترجمہ: معمار جب پہلی انٹ ٹریجی رکتا ہے تو دیوار چائے ثریا تک پہنچ جائے گی میں نہ ہوں۔

(ص ۲۸) (۱) بیان کی ہے۔ (صفحہ ۲۲) میں مشکاة کے فصل ثالث کی حدیث کو "تھرڈ کلاس" کی حدیث قرار دیا ہے۔ حالانکہ صاحب مشکاة فصل ثامن میں ((صحیح بخاری)) اور ((صحیح مسلم)) کی متفق علیہ حدیثیں بھی نقل کرتے ہیں، شروع ((مشکاۃ)) کا (صفحہ ۸) (۲) ہی دیکھ لو، امام بخاری و مسلم کی حدیثوں کو صاحب مشکاة نے (صفحہ ۳) (۳) میں اسی درجہ (فرسٹ کلاس) کی حدیث کہا ہے۔ لیکن مجاہد صاحب کے قلم سے بخاری و مسلم کی روایت بھی بوجہ فصل ثامن میں مذکور ہونے کے تھرڈ کلاس کی حدیث ہوگئی۔ یہ ہے ان مرزائیوں کے قلب پر کینہ میں احادیث نبویہ کی عزت، اور یہ ہے ان کا محدثانہ نظریہ اجتہاد۔

ہر یوں انہوں نے عشق پرستی شعار کی اب آبروے شیوہ اہل نظر مگر
بزرگان سلف پر اتہام

یہ بد صاحب نے بڑی جدوجہد سے، سلف و خلف کے بعض معروف اور غیر معروف حضرات میں سے بیس نام گنوائے ہیں جو ان کے زعم فاسد میں "وفات عیسیٰ" کے قائل تھے، اور ان کے قول پیش کرنے کا وعدہ "یندہ" کسی ٹریکٹ پر اٹھا رکھا ہے۔ (ص ۳)۔

مرزائیوں کی یہ بڑی جسارت اور ان کا صریح اتہام ہے، جسے وہ لوگ بزرگان سلف کے سر منڈھتے ہیں، "ہنفو لو، لا مسکروا من النور و رور۔" ذیل میں ہم ان بزرگان سلف سے نام بنام بتائیں گے کہ وہ ہرگز ہرگز ان قادیانیوں کے ہم خیال نہ تھے اور یہ کہ ان کا دامن

(۱) ہنفو (مرفوضات)، (۱) مصنفی (ص ۷۶)، حدیث ۳۵، ((تذکرۃ الموفعات))، (۱) احمدی (ص ۲۸) میں کہتا ہوں امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "ما من محسن رحمہ اللہ کے فرما کہ "معدہ لئنا لا ناس حدیث کو رد یقین لوگوں نے اپنے من سے گھرا ہے۔" بھیکس ((معاہدات)) (۳/۲۹۹)۔

(۲) مشکاة مصنف رحطیب الترمذی (۱) مقدمہ کتاب، مع تحقیق الشیخ، بانی۔

(۳) مشکاة مصنف رحطیب الترمذی (۱) مقدمہ کتاب، مع تحقیق الشیخ، بانی۔

اس بہتان سے پاک ہے پہلے ہم بطریق عموم کے جماعت صحابہ کرام کی بابت دکھانا چاہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی بابت مشکاک نبوت سے کس قسم کا عقیدہ رکھنے کی ن کو تعلیم ملی تھی؟ صحابہ کرام:

مدینہ طیبہ کی پاک سرزمین ہے، آفتاب اسلام و طلوع ہوئے بائیس سال گزر چکے ہیں، بقعہ حرم مع حراف کے نور ایمان سے منور ہو چکا ہے، مکہ بھی فتح ہو چکا ہے اور ﴿يَذْكُرُونَ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ﴾ (۱) کا نظارہ و عوالم کے سامنے ہے، نبی کریم ﷺ کو ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں قیام فرما ہوئے پورے نو سال ہو چکے ہیں، عام افودہ ہے یعنی عرب کے ہر چہرہ گوشوں سے مسلمانوں کے وفد دار ہجرۃ (مدینہ منورہ) کی جانب کشاں کشاں چلتے رہے ہیں، انصار کی سرزمین بشارت مسلمانوں کی جماعت سے بھری ہوئی ہے کہ ایک روز یکایک آفتاب کو گرہن لگتا ہے، جگر بند رسول، ابراہیم کی وفات ہوتی ہے، تمام مسلمانوں میں جن سے کہ مدینہ طیبہ کی بگلی اور کوچے، بازار اور سڑکیں پٹی ہوئی ہیں اضطراب برپا ہو جاتا ہے، اتنے میں منادی رسول کی صداکانوں میں آتی ہے جو گرہن کی نماز کے لیے تمام لوگوں کو مسجد نبوی کی طرف دوڑ جانے کا احکام کرتا پھرتا ہے، مدینہ کے تمام مکان مکینوں سے یک دم خالی ہو جاتے ہیں، چھوٹے اور بڑے مرد اور عورتیں لڑکے اور بچے مسجد نبوی میں حاضر ہو جاتے ہیں، رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے ہیں اور سب کو صدقہ کسوف پڑھاتے ہیں، یہ نماز اتنی لمبی ہوتی ہے کہ عورتیں غش کھا کھا کر گر جاتی ہیں، نمازی دھوپ میں تلمذ اٹھتے ہیں، بعد نماز حکم ہوتا ہے کہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھیں، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما ہیں و عرفہ روق رضی اللہ عنہ بھی، ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی حاضر ہیں اور ام حسن رضی اللہ عنہ بھی، عشرہ مبشرہ بھی موجود ہیں اور اصحاب بدر و خندق بھی، غرض تمام مہاجرین و انصار،

شہری و بیرونی صحابہ بیٹھے ہوئے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک بصیرت فروز خطبہ دیتے ہیں، جس میں پہلے تمام حاضرین سے اپنی تبلیغ کی شہادت لیتے ہیں، جم غفیر ہوا اٹھتا ہے "شہد انہ مد بسع" حضور آپ نے فرض تبلیغ بخوبی ادا فرمادیا، پھر آپ گربن کی حقیقت، ترغیب تو بہ، تمس جھونے، عین نبوت کا خروج، اعور دجاں کا ظہور اور اس کے دجل و مکر کا تفصیلی بیان دیتے ہوئے ہند آواز سے فرماتے ہیں "فبصبح فہم عیسٰی بن مریم مہرمہ اللہ وجودہ۔۔۔ الخ" ((مستدرک حاکم)) جلد اول (ص ۳۳) (۱) یعنی عہد دجال اکبر ایک صبح کو حضرت عیسیٰ ابن مریم تشریف لائیں گے اللہ تعالیٰ ان کی بدولت دجاں اور اس کے لشکر کو شکست دے گا، دجال قتل کیا جائے گا الخ۔ حاصل کلہ یہ کہ جس طرح تمام صحابہ کرم عقیدہ توحید و راست، برزخ و معاویہ تعلیم آنحضرت ﷺ سے پا کر، ذرہ برابر اس میں تبدیلی نہیں کرتے، تو کیوں کر باور کر لیا جاسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے توان کو معراج سے واپس تشریف لا کر حضرت عیسیٰ سے آسمان پر ملاقات ہو نا اور بزمانہ خروج دجاں حضرت عیسیٰ کا آسمان سے تر کرنا اور دجال کا قتل کرنا خود حضرت عیسیٰ کی زبان سے سنا کر بیان فرمایا، ((مسند احمد)) (۱/۳۷۵)، و ((بن مہر مصری)) (۲/۲۶۸) (۲) گربن کے خطبہ رانہم صبر علیہ الخ (۱۹۰۰ء) حدیث ۶۷۸، مستدرک حاکم (۳۷۸۱) حدیث ۱۲۳۰ امام بیہقی ((معجم الزوائد)) (۴۰۴) حدیث ۳۴۷۳ میں لکھتے ہیں "وحدودہ حدیثیہ فی حدیثہ الخ"۔ "فبصبح فہم عیسٰی بن مریم"۔ "فبہرمہ اللہ وجودہ"۔ "وہم عیسٰی بن مریم"۔ "فبصبح فہم عیسٰی بن مریم"۔

(۲) اس میں باب "کتاب الفتن" باب "فتن الدجال" میں عیسیٰ بن مریم و ترونیہ جون و جون و حدیث (۳۰۸۱) مسند احمد (۹۶۶-۹۶۷) حدیث ۳۵۵۲ اور بیہقیں ((معجم ابن ابی شیبہ)) (۳۵۳-۳۵۴) حدیث ۳۰۳۱۲، ((مسند ابویعلیٰ)) (۵۶۹) حدیث ۵۲۹۳ ((مستدرک حاکم)) (۳۶۲) حدیث ۳۳۳۸ اور فرمایا امام حاکم نے کہ اس کی سند صحیح ہے، اور امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔ یہ حدیث حجت ہے، بیہقیں ((مصابن الزحاجہ)) (۲۰۴) حدیث ۱۳۳۸، ((مسند ابویعلیٰ)) (۱) تحقیق میں حسین سلیم نے بھی اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے،

مذکورہ میں سب صحابہ کی موجودگی میں حضرت عیسیٰ کی تشریف آوری کا ذکر فرمایا، اور پھر صیہ کا عقیدہ متبدل ہو جائے اور اپنے نبی کی تعلیم کے برخلاف ان کا مذہب یہ ہو جائے کہ حضرت عیسیٰ مر گئے اور وہ اب نہیں آئیں گے؟

لَا يَمُوتُ مَرَّةً وَلَا يَحْيَا وَلَا يَخْضَعُ عَبْدٌ لِّعَبْدٍ وَلَا يَخْلُقُ شَيْءًا وَلَا يَهْدِي شَيْءًا وَلَا يَضِلُّ شَيْءًا وَلَا يَكُونُ لِحَدِيثٍ إِلَّا إِذْ يَقُولُ لَا كَبْرَ لِي

مواہم۔

(۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و عمر فاروق رضی اللہ عنہ

تقریر بالا کے بعد اس کی ضرورت نہیں رہتی کہ ہم نام ہمام صحابہ سے حیات و نزول عیسیٰ کی بابت ثبوت پیش کریں لیکن جن چار صحابیوں کے نام ((ٹریکٹ ۲)) کے (صفحہ ۳) پر مرقوم ہیں ان کی بابت ہم چند تصریحات ذیل میں پیش کریں گے۔

پہلا نام حضرت ابوبکر صدیق کا ہے اور دوسرا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا۔ ہم ایسی ایک حدیث لکھتے ہیں جن میں دونوں بزرگوں کا نام ایک جگہ موجود ہے اور اس سے معلوم ہوگا کہ ان دونوں خلیفوں کا عقیدہ حضرت عیسیٰ کی بابت کیا ہو سکتا ہے؟ امام حمد بن ضعیف (مرزائی ٹریکٹ میں ان کا نام بھی قائلین وفات کی فہرست میں مذکور ہے) حضرت چارہ رضی اللہ عنہ سے ہانسند حدیث نقل کرتے ہیں۔ جاء (رسول الله صلى الله عليه وسلم) ومعه ابو بكر وعمر في مصر من مهاجرتي و انصار و انما معه (بني قنزي) فقال عمر لئن لم يأتنا من الله ما نؤمن به ما نؤمن به فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني انزلت من عند ربك و انما معه صاحبہ و انما معه عيسى ابن مريم عليه السلام و السلام ((مسند امام احمد)) جلد

== اگرچہ شیعہ نے ان کی تفسیر میں مبالغہ کی ہے جس سے ان میں حیات و نزول عیسیٰ کی حقیقت ثابت ہو گئی ہے۔
(۳۱۶/۵) رقم ۵۷۳۵ میں اس پر کیا ہے اہل حدیث علی نقل و ترجمہ سے

سوم (ص ۳۶۸) (۱)۔ یعنی آنحضرت ﷺ خروج ابن صیاد کی خبر سن کر تحقیق امر و تبلیغ دین کی غرض سے اپنی مسجد سے روانہ ہوتے ہیں آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ نیز ایک جم غفیر مہاجرین و انصار کا رواں ہے (ابن صیاد سے بہت سی گفتگو اور سوال و جواب کے بعد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کر دینے کی اجازت طلب کی آنحضرت ﷺ نے (ابو بکر رضی اللہ عنہ و جابر رضی اللہ عنہ و مہاجرین رضی اللہ عنہم و انصار رضی اللہ عنہم کے سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے) فرمایا اگر یہ وہی (دجال) معبود ہے تو تم اس کے قاتل نہیں ہو سکتے اس کے قاتل تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہوں گے۔ اس حدیث میں چند باتیں قابل غور ہیں

(۱) آنحضرت ﷺ ابو بکر و عمر و دیگر مہاجرین و انصار کے سامنے یہ فرما رہے ہیں کہ دجال اکبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آ کر قتل کریں گے۔

(۲) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بالکل خاموش رہتے ہیں، اعتراض نہیں کرتے کہ یا رسول اللہ! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ اللہ تو فرماتا ہے: ﴿فَإِذَا حُلَّتْ مِنْ قَبْلِهِ الْمُسْلِمُ﴾ (۲) جتنی آپ کے پیچھے کے تمام رسول تو (بقول مرادیاں) فوت ہو چکے ہیں تو عیسیٰ جب مر گئے پھر اب کیسے وہ آ کر دجال کو قتل کریں گے؟ بلکہ خاموشی سے فرمان نبوی کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور آپ کے ساتھ (ابن صیاد کو چھوڑ کر) واپس چلے آئے، اور کسی روایت میں ان سے وفات عیسیٰ مصر نہیں۔

(۱) مسند احمد (۲/۲۳۳) حدیث ۱۳۵۵۵، مشکوٰۃ، ج ۱، حدیث ۱۱۸۸۸، (مجموعہ زاد) (۳/۸) حدیث ۲۵۶۰، میں دجال کے بعد فرماتے ہیں: ”وہ دجال کے بعد آئے گا“۔ یعنی اس سے پہلے وہ جہنم سے رہا ہے، اس طرح یہ حدیث بھی راقی حجت ہوئی۔

(۲) آل عمران ۱۵۳۔

(۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ جن کی رائے کے مطابق وحی الہی نازل ہوتی تھی، جس کی شان میں «إِنَّ سَعَةَ جَعَلَ الْحَوَّ عَمِي سَعَاءَ عَمْرٍ» (مشکاۃ)) (ص ۵۴۹) (۱) وارد ہے، یعنی اللہ عمر کی زبان پر حق جاری کرتا ہے، جنھوں نے بارہائی کریم ﷺ کو بعض امور میں بغرض توضیح مسئلہ و بہ نیت طہانیت (قلب نوک دیا ہے، حدیبیہ کے صلہ نامہ کے خلاف ان کی جدوجہد مشہور ہے، ابن ابی منافق کا جنازہ پڑھنے کو جب نبی کریم درجیم آگے بڑھتے ہیں تو دامن تھام کر عرض کرتے ہیں "بِسْمِ اللَّهِ هَانُؤْا نَصْبِي عَمِي الْمَافِصِ" ((بھاری مصری)) (ج ۱/۱۳۵) (۲) کیا آپ کو خدا نے منافقوں کا جنازہ پڑھنے سے روکا نہیں ہے؟ سیدنا اوس سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے جیسے ہی آنحضرت ﷺ نے فرمایا «فَوَمَوْا بِلِي سِدِّكَ فَانْزِلُوهُ» (۳)، اٹھ کر جاؤ اپنے سردار کو اتار دو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "مَبِيدُ اللَّهِ عَرُوجِي" ((مسند احمد)) (ج ۶/۱۳۲) (۴) ہمارا سردار تو اللہ عزوجل ہے، تعجب ہے کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ حضرت عیسیٰ کی آمدن کر باطل خاموش رہتے ہیں اور کچھ نہیں بولتے کہ یا رسول اللہ قرآن میں تو عیسیٰ کے لیے "مَوْصِلٌ" اور "نَوْفَسِي" آیا ہے وہ تو وفات پا چکے ہیں، پھر کیوں مردہ دوبارہ "کر و جال کو قتل کریں گے؟ ان کو کہنا تھا کہ حیات مسیح تا قیامت کا عقیدہ تو شرکیہ ہے (بقول مرزا) آپ شرک منانے کو آئے ہیں یا اس کے استحکام کو؟ جب عمر رضی اللہ عنہ کچھ بھی نہیں بولتے اور ابن سید کو چھوڑ کر خاموشی سے آپ کے ساتھ

(۱) مشکاۃ معارف، خطیب ترمذی (۱۷۰۴/۳)، حدیث ۱۱، ۶۰۳۲، (مسند احمد)) (۵/۷۷)، حدیث

۱۲۱۳، ((سنن ترمذی)) باب مناقب باب حدیث ۳۶۸۲، اس حدیث کی تصحیح ہے۔

(۲) صحیح بخاری، کتاب بیان باب انفس لی قمیص الہی، باب ۱۰، باب ۱۱، اس حدیث پر فقیر نے حدیث ۱۲۶۶

(۳) مسند احمد (۲/۶۱۳)، حدیث ۲۵۰۹۷، فضائل اصحابہ از امام احمد (۸/۱۹۲)، حدیث ۱۳۸۸، صحیح ابن حبان

(۱۵/۲۹۸)، حدیث ۷۰۲۸، حدیث حسن صحیح ہے۔

(۴) مسند احمد (۲/۲۶۲، ۲۳)، حدیث ۲۵۰۹۷، یہ شک ہے۔

واپس لوٹ پڑتے ہیں، تو صاف معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی مذہب یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں اور دوبارہ شریف آئیں گے۔

(۳) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ:

متدرک حاکم (جلد سوم) (ص ۱۴۳) (۱) میں ہے عن التحریث سمعت النجاشی بن عقی یقول «قل لله امرن النضران، ولبنة اسرى بعسی، ولبنة قبض موسی» ((درمنثور)) (ج ۲، ۳) ریت کہتا ہے کہ میں نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے سن فرماتے تھے کہ جس شب میں قرآن نازل ہوا، جس رات کو عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر چڑھا ہے مگر، جس رات کو موسیٰ علیہ السلام کی جان قبض کی گئی، اسی شب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہادت نصیب ہوئی ہے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت (فعل) انہرئی کی طرح بولتے ہیں جس طرح قرآن مجید میں آنحضرت ﷺ کی معراج جسمانی کی بابت اسری ہو گیا ہے۔ اور اسرافت میں اعضا سے متعلق، تا گیا ہے نہ رون سے، ((مصباح منیر)) (۲) (فت کی معتبر کتاب) میں ہے "سمریة إذ فضضته بالسیر" یعنی جب تو اپنے جسم کے ساتھ چل کر کوئی مسافت طے کرے تو "سرایت" ہو میں گے۔ اللہ نے موسیٰ کو وحی بھیجی: ﴿فَأَنسِرْ بَعَادَى لِّبَلَاءٍ﴾ (وخان) (۳) بنی اسرائیل کو راتوں رات بے چل۔ لوط کو وحی آئی: ﴿فَأَنسِرْ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ﴾ (هود، وحجر) (۴) اے لوط تو اپنے لوگوں کو کچھ رات رہے اس بستی سے لے نکل۔ پس ثابت ہوا کہ "اسراء" انتقال مکانی کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ اگر امام حسن رضی اللہ عنہ کا مذہب وفات عیسیٰ کا ہوتا تو جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے لیے انہوں نے قبض کہا تھا، عیسیٰ علیہ السلام کے لیے بھی یہی فعل ہوتے،

(۱) (۱۵۴۳) حدیث ۳۶۸۹۔

(۲) (۲۵) (۳)

(۳) (۲۵) (۸) (۲۵)

(۴) (۲۵) (۲۵)

دونوں چغیروں کے لیے دو متناقض نقطہ نظر مارتے، پس آفتاب نمرود کی طرح وضع ہو گیا کہ
ہام حسن رضی اللہ عنہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے قائل تھے۔ والحمد للہ۔

(۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ:

[illegible][illegible]

(۲) یکمیں ((الدر مکمل)) اور سیوطی (۳۷۳) {((فتح مکیہ))}، شوکانی (۴۰۶) و ((فتح بیہقی)) اور نوے صدق حسینی ص ۹۲، ۳۔

(۲) مشن نمبر (۸۶/۵) بحریہ ۴۹۱۸، مسند عرب و اسلام (۲۷/۸)، بحریہ ۳۰۰۳، بحریہ ۳۰۰۳، بحریہ ۳۰۰۳ کی سرحد ہے۔

(۵) امام مالک رحمہ اللہ:

ابو عبد اللہ مالکی نے صحیح مسلم کی شرح ((اکمال اکمال المعلم)) (۱) میں تحریر کیا ہے وہی ((العنبر)) قال حدثنا ابی اسحاق قیام یسئعون إقامة صلاة فتعشاہم عمامة، ہود عسی مدرہ۔۔۔ الخ ((ج ۲/۱۶۶))، یعنی امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مسلمان لوگ (امام مہدی کے پیچھے) کھڑے ہو زنا (فجر) کی تکبیر (قامت) سن رہے ہوں گے کہ سر کے اوپر بدن نظر آئے گی اس سے حضرت عیسیٰ اتریں گے۔ پیچھے حضرت ادریکھے امام مالک رحمہ اللہ بھی حیات و نزول عیسیٰ کے قائل تھے۔ ہود نو عبصکم۔

(۶) امام بخاری رحمہ اللہ:

امام بخاری نے اپنی ((جامع صحیح)) میں حضرت عیسیٰ کے ترے کا ایک خاص باب ہی منعقد فرمایا ہے باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام (پ ۱۳) اس باب میں دو حدیثوں سے حضرت عیسیٰ کا نزول ثابت کیا ہے۔ اسی طرح دوسرے مقامات میں بھی۔ چنانچہ (پارہ ۸) باب قتل اختزیر (پارہ ۹) باب کسر الصلیب میں احادیث نزول عیسیٰ آئے ہیں۔ نیز امام بخاری رحمہ اللہ اپنی ((تاریخ)) (۲) میں تحریر فرماتے ہیں "یدعی عیسیٰ بن مریم مع رسول اللہ ﷺ" "وصحیہ فی حکمہ۔ فرہ ربعا" ((درمنثور)) (۲/۲۳۵-۲۳۶) حضرت عیسیٰ آنحضرت ﷺ اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے پاس (روضہ مطہرہ میں) مدفون ہوں گے ان کی قبر وہاں چوتھی ہوگی۔ فرمایئے جناب امام بخاری بھی تو نزول عیسیٰ اور (مدینہ) میں ان کے آئندہ زمانے میں دفن کیے جانے کے قائل ہیں (۳)۔

(۱) (ج ۱ ص ۲۶۶) طبع دار لکھنؤ۔

(۲) تاریخ کب (۲۶۳) رقم ۸۳۹، امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں "حد ۱ ص ۱۰۱ ب مع عبیہ"۔

(۳) امام بیہق عرض کرتے ہیں کہ امام بخاری کا یہ روایت کو اپنی تاریخ میں درج کرنا بات کہ کٹر مہدیین ہیں کہ وہ کسی صحت سے بھی قائل ہیں کہ انہوں نے جو استہمام پائی (صحیح) ہے جس میں پابند ہو کسی اور کتاب سے

(۷) امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ:

امام صاحب اپنی مشہور ((کتاب فقہ اکبر)) میں فرماتے ہیں "وہو عیسیٰ
عہیہ لسلام من السماء۔۔۔ جو کائنات" ((ص ۱۳)) مطبوعہ دارۃ المعارف دکن۔ یعنی
حضرت عیسیٰ کا تسمان سے اترنا حقیقی ہے۔ جو نے ولا ہے۔ کیسے مزاج بخیر ہے؟

(۸) امام شافعی رحمہ اللہ (۱)

امام شافعی، امام مالک کے شاگرد رشید ہیں ان کی کوئی تصنیف بھی "حدیث مائلت"
سے خالی نہیں، اوپر امام مالک کا مذہب بیان ہو چکا ہے کہ وہ نزول عیسیٰ کے قائل تھے۔ نیز
ترمذی، تاجعین، تاجعین کا یہی مذہب تھا، تو امام شافعی کا مذہب بھی اس کے خلاف نہیں
ہو سکتا اور نہ کہیں بھی ان سے وفات عیسیٰ کی تصریح منقول ہے، برخلاف اس کے امام شافعی سے
حضرت عیسیٰ کی تدروی ہے، چنانچہ سنن ابن ماجہ (۲) میں ہے یونس (شاگرد امام شافعی) کہتا
ہے۔ حدیث محمد بن ادریس اشافعی۔۔۔ "لا تنفونہ ساعہ ولا علی شرر الناس ولا سہدی
ولا عیسیٰ بن مریمہ" ((ابن ماجہ)) مصری (۲/۲۵۷) نہیں قائم ہوگی قیامت مگر بدترین

جمع کرنے میں ہیں یا ہے۔ درجہ سون۔ ((تاریخ نبی)) (۲۶۳۱) میں جوہی کی تصدیق ہے۔ اس سے
یہ ہلکا کہ وہ اس روایت کی صحت کے قائل ہیں، حالانکہ وہ امام بخاری، احمد، ابی حاتم، عیسیٰ بن علی، اسلام، و قریب قیامت
ان کے ہلے قائل اور ہیں کیوں کہ یہ مسند صحیح حدیث سے ثابت ہے، اس سلسلہ کی گنج حدیثیں خود امام بخاری
رحمہ اللہ سے لے کر مسند مختلف باب کے اندر آئے ہیں۔

(۱) ان کو احمد یوں نے دوسری صدی کا مجدد مانا ہے۔ انکو ((اہل سنت مجددین)) (مصلح) ((۱۶۵-۱۶۷))۔ انکے
مراجعہ عبد رحمہ اللہ کے اس کا حاشیہ میں اصابت ہے ان سے ہم نے بھی ان کو حاشیہ میں علی درجہ کیا ہے۔

(۲) سنن ابن ماجہ کتاب النقیب باب المصطفیٰ ابیہ، حدیث ۳۰۳۹، یہ حدیث ضعیفہ چارہے حوالے احمد (۱۱۱) اقوام
السنن، علی شرر الناس، دیکھیں ((مسند احمد)) (۱/۱۷۵-۱۷۶) حدیث ۷۷۔ میں کہتے ہوں کہ
یہ حدیث دو حصوں پر مشتمل ہے جس کا وہ احمد منکر ہے

لوگوں پر اور (اس سے پہلے کامل اور آخری اور معصوم) مہدی حضرت عیسیٰ بن مریم ہوں گے۔ یہ وہ روایت ہے جس کے نقل کرنے میں امام شافعی متفرد اور تنہا ہیں اور چوں کہ ان کا شیخ محمد بن خالد جندی منکر حدیث ہے لہذا یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کا قول نہیں ہے ہاں امام شافعی یا ان کے شیخ کا قول بے شک ہے (۱)۔ پس امام شافعی کا مذہب بھی وہی ہوا جو امام مالک کا تھا۔ اور امام شافعی سے حضرت عیسیٰ کا قریب قیامت کے آنا بصراحت ثابت ہو گیا۔ واللہ مدد۔

(۹) امام احمد بن حنبل:

یہ بد صاحب نے امام احمد کے بجائے ان کے دادا حنبل کا نام لکھا ہے۔ یہ ن کی غلطی ہے یا غلط۔ بہر حال امام احمد کا مذہب حضرت عیسیٰ کے نزول و آمد ثانی کا اتنا مشہور ہے کہ اس کا انکار قیام کا انکار ہے، امام احمد نے اپنی مسند میں بکثرت احادیث صحیحہ نزول عیسیٰ سے متعلق درج کی ہیں مگر تمامہ ان کو نقل کیا جائے تو ایک مستقل رسالہ تیار ہو جائے۔ ہم ان کی کتاب مسند سے صرف چند صفحوں اور جلد کا حوالہ لکھ دیتے ہیں جس کا اس چاہے نکال کر مدحہ کر لے، اس روایات سے امام احمد کا مذہب نزول و حیات عیسیٰ کا صاف ظاہر ہے۔ مدحہ ہو حدود صفحہ ۳۱۸، ۳۷۵، جلد دوم صفحہ ۱۶۶، ۲۹۰، ۲۹۸، ۳۳۶، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۹۴، جلد سوم صفحہ ۳۲۵، ۳۶۸، ۳۸۴، ۴۲۰، جلد چہارم صفحہ ۱۸۲، ۲۱۷، ۲۲۹، جلد پنجم صفحہ ۱۳، ۲۷۸، جلد ششم صفحہ ۷۵ (اس بحر بیکراں سے اتنے حوالے سرسری نظر سے ملے ہیں)۔

(۱۰) ابو عبد اللہ رحمہ اللہ مانگی

ان کا نام خواہ مخو نمبر بڑھانے کو لکھ دیا ہے۔ ان سے کہیں بھی وفات عیسیٰ کی تصریح

(۱) اگرچہ یہ روایت منکر ہے لیکن یا محمد یا محمد بنی محمد کا مسلک وہی ہے جو امام مالک کا ہے اور جو امام احمد بن حنبل کا ہے، (وہمہم اللہ)۔

منقول نہیں اور نہ ایسا ممکن ہے جب کہ ان کے استاذ امام (مالک رحمہ اللہ) نزول عیسیٰ کے قائل ہیں جیسا کہ خود انھیں ابو عبد اللہ مالکی کی کتاب ((اکمال شرح صحیح مسلم)) (۱) سے اوپر نمبر (۵) میں بذیل ذکر امام مالک نقل کیا جا چکا ہے اور خود ابو عبد اللہ مالکی نے حدیث نزول صحیح مسلم کی شرح میں بڑے زور سے نزول عیسیٰ کی تائید کی ہے کل مالکیوں کا یہی مذہب ہے۔ قاضی عیاض مالکی کا مذہب خود اسی ((اکمال)) (۲) میں نزول عیسیٰ کا منقول ہے، زرقانی مالکی کا مذہب ((شرح مواہب)) (جدد ششم) ذکر المعراج میں مسطور ہے (۳)، شیخ احمد مالکی نے ((صواعق علی الجہالین)) (جدد چہارم صفحہ ۳۲) پر نزول کی صراحت کی ہے۔ قس علی ہذا۔

(۱۱) امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ۔

((الجواب النافع)) جلد اول صفحہ ۱۱۹، ۱۵۵، ۱۸۲، ۲۱۷، ۲۳۶، ۲۹۷، ۳۴۱،

۳۶۱، ۳۶۶، وجدد ثانی صفحہ ۱۸۳، ۲۱۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، وجدد ثالث صفحہ ۳۰۶، وجدد رابع صفحہ ۱۶۵، ۱۶۶، و کتاب زیارۃ القبر صفحہ ۷۵ مطبوعہ رابور (۴)۔

(۱۲) حافظ ابن قیم رحمہ اللہ۔

ان پر بھی وفات عیسیٰ کے قرار کا اثر اسی طرح نما ہے جس طرح ان دسوں بزرگوں (۵) پر جن کا اوپر بیان ہوا ہے۔ حافظ ابن قیم نے تو اپنی اکثر تصنیفات میں حیات و نزول عیسیٰ کا بصرہ صراحت اقرار کیا ہے، ہم ان کی چند کتابوں سے ذیل میں جوئے درج کرتے ہیں،

(۱) بیس ((اکمال اکمال المسلم)) (۲۶۵/۱) بطبع دارالکتب العلمیہ۔

(۲) کتاب المعجم (۷۷۰)۔

(۳) بیس، (شرح الزرقانی علی مواہب اللہ) (۲۹۵/۷)۔

(۴) یہ پورا فقرہ منقولہ رحمہ اللہ ہے شاکر مجدد اصناف ہے، کی دوسرے نسخوں میں یہ فقرہ مالکیہ موجود نہیں ہے۔

(۵) چونکہ مطبوعہ نسخوں میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کہیں موجود ہے اس نے اس طرح امام ابن قیم سے پہلے دس ہی ترکا

ابن قیم ((کتاب البیان)) (۱) میں لکھتے ہیں۔ "وہذا المسيح ابن مریم حی لم یمت وعدہ من جس وعدہ نجاتک" (ص ۱۳۹) (۲)، "وہ رفع مسیح ابنہ" (ص ۲۲)، (دیکھو تین فی اقسام القرآن مطبوع میری مکہ)۔ یعنی حضرت مسیحؑ کی زندہ ہیں مرے نہیں اور ان کی غذا وہی ہے جو فرشتوں کی ہے اور مسیحؑ اللہ کی طرف (سمان پر) اٹھالیے گئے تھے۔ نیز ابن قیم رحمہ اللہ ((مدارق السالین)) (۳) میں تحریر فرماتے ہیں "وإذا صر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام، فاما یحکم بشریۃ محمد" ((ج ۲/۲۳۳))، مطبوع، منار مصر، یعنی حضرت عیسیٰ جب نازل ہوں گے تو محمد ﷺ کی شریعت سے فیصلہ کریں گے۔ اور ابن قیم ((ہدایۃ الیاری)) (۴) میں ارقام فرماتے ہیں "عبسی بن مریم یصیر دینہ، وبقول أعدائہ، وہو سار علی السارہ بشریۃ بدمشق ہارلا من السماء، فیحکم بکتابہ وسفہ رسوہ"۔ "اھ ملقط" (ہدایۃ الیاری مع ذیل انفارق) (ص ۳۳) مطبوع مصر، یعنی حضرت مسیحؑ سمان سے دمشق کے پورب والے منارہ پر تریں گے اللہ کے دین کو غائب کریں گے، اپنے دشمنوں کو قتل کریں گے، قرآن وحدیث سے فیصلہ فرمائیں گے۔ اور ابن قیم ((قصیدۃ نون)) میں فرماتے ہیں۔

وہیہ رفع مسیح حقیقہ و سوف یرک کی بری یعیہ۔ (۵)

وکنہ رفع روح عیسیٰ امر نصی حقا بہ جہا فی نصرہ۔ (۶)

(۱) (ص ۵۸۰)۔

(۲) اگرچہ ماہنامہ قلم کا مقور ہے یعنی یہ بھی حید اسلام بھی دینے ہی راق پتا تھا جیسے فرشتے لیکن یہ فقرہ دل کا کھانا ہے بلکہ نہیں سے بھی نہ بات کا ثبوت نہیں کہ اور یہ چیز بھی انکی مہر میں سے ہیں جس کا ظہر اللہ رب العالیوں سے درج بات بھی عید سام سے درج ہونے کی اور اللہ والی سے درج ہونے کی طرف اللہ عیسیٰ کی توبہ اور گنہگار سے ثابت ہے۔

(۳) (۳۳۶، ۳)۔ (۴) (ص ۲۵۳)۔ (۵) (ص ۳۶)۔ (۶) (ص ۲۰)۔

وہ یہ قد عرج لرسول حقیقہ و کذا ابن مریم مصعد الابدان (۱)
 وہ یہ قد صعد رسول وقہ عیسی ابن مریم کاسر الصلبان (۲)
 یعنی حضرت عیسیٰ در حقیقت آسمان پر اٹھائے گئے اور عنقریب نازل ہوں گے تاکہ
 آنکھوں سے دیکھے جائیں۔ روح اللہ عیسیٰ کا رفع الی السماء حق ہے قرآن میں آیا ہوا ہے۔
 آنحضرت ﷺ کی معراج جیسی حقیقی ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ بدن کے ساتھ اٹھائے گئے۔
 محمد ﷺ آسمان پر چڑھ کر گئے اور آپ کے پہلے حضرت عیسیٰ صلیب کے توڑنے والے بھی
 آسمان پر لے جائے گئے تھے۔ غرض ابن قیم سے میں کہاں تک نقل کرتا جاؤں۔ مرزائیوں
 کی تکذیب کے لیے اتنا بہت ہے۔

(۱۳) ابن حزم رحمہ اللہ

علامہ ابن حزم ظہری اپنی مشہور کتاب ((المحلی)) (۳) میں لکھتے ہیں "ابن عیسیٰ
 بن مریم - عیہ السلام - سیر۔" (ج ۱/۸)، یعنی عیسیٰ بے شک نازل ہوں گے۔ پھر
 صفحہ (۹) میں نزول عیسیٰ کی حدیث بھی نقل کی ہے۔ نیز اپنی دوسری کتاب ((مغسل فی المثل))
 (۴) میں لکھتے ہیں "فی الآثار المسمدة اشابة فی رسول عیسیٰ بن مریم عیہ السلام
 فی حر الرمد۔" (مطبوع مصر جلد چہارم (ص ۱۸۰))، یعنی آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ کا
 نزول احادیث میں آیا ہے جو بالسند اور ثابت ہیں۔ اور جہد اوس میں لکھا ہے "جاءت لأخبار
 الصحاح من رسول عیسیٰ عیہ السلام (ی) موجب الإقرار بحدہ بحمہ" (۵)
 (ج ۱/۷)، یعنی صحیح حدیثوں سے نزول عیسیٰ ثابت ہے اور اس کا اقرار کرنا واجب ہے، نیز
 جہد سوم میں لکھتے ہیں "وَمَا مِنْ قَوْمٍ أَوْلَىٰ بِمُحَمَّدٍ ﷺ سِوَا غَيْرِ عِيسَىٰ بْنِ مَرْيَمَ فَإِنَّهُ

(۳) (۱/۸)

(۲) (ص ۵۲)

(۱) (ص ۷۷)

(۵) (مغسل فی المثل، ج ۱، ص ۱۸۰)

(۴) (۱/۷)

لا یختلف انداء فی تکفیرہ" (۱) (ج ۳، ۲۴۹)، یعنی جو شخص کہے کہ بعد از حضرت ﷺ کے حضرت عیسیٰ کے سوا اور کوئی نبی ہوگا اس کے کافر ہونے میں دو شخصوں کا بھی اختلاف نہیں ہے، بچے ابن حزمؒ حضرت ﷺ کے بعد صرف حضرت عیسیٰ کا مانا کرتے ہیں اور دوسرے مدعی نبوت کو کافر بنا رہے ہیں۔ مرزا یحیٰٰں کو تم نے اپنا ہم خیال سمجھ لیا تھا وہ تم کو کافر کہتے ہیں۔

(۱۴) ابن عربی رحمہ اللہ

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی صوفی اپنی آخری تصنیف ((فتوحات مکیہ)) میں لکھتے ہیں "عیسیٰ علیہ السلام بذریعہ حکمہ بشریۃ محمد بن عبد اللہ" (ب ۴)۔ "یہاں عیسیٰ میں مریدانہ باطنی صفا، شرفی دمشق" (۱) (باب ۳۶۶، جلد سوم، ص ۳۶۷-۳۶۸)۔ "۲) "انہ یمنی الان بل رفعہ اللہ ہی ہدۃ السماء واسکھ فیہا" (باب ۳۶۷، جلد سوم، ص ۳۶۸)۔ "انہ یمنی بل فی الدجاء... الخ" (باب ۳۶۹)۔ حاصل عبارت کا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم دمشق سے پورب سفید منارہ پر اتریں گے ورجب وہ تازہ ہوں گے تو شریعت محمدیہ سے فیصد کریں گے وہ ابھی تک مرے نہیں بلکہ اللہ نے ان کو آسمان پر اٹھا کر وہاں ہی بسایا ہے، جب وہ "خز نہ میں تر کر" و جاں بقیہ کر دیں گے تو ان کو موت دے گی، شیخ اکبر کا یہ فیصد کیا آپ لوگ مانیں گے؟۔۔۔ ابن عربی کی مزید تصریحات فتوحات مکیہ جلد اول صفحہ ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۸۵، ۲۲۳، و جلد دوم صفحہ ۳، ۴، ۵، ۱۲۵، و جلد سوم صفحہ ۵۱۳، ۵۱۴ میں بھی نزہ ال عیسیٰ کی بابت صاف صاف موجود ہیں۔

(۱۵) بجا کی معترضی

قال البیہقی "انہ لعار فع عیسیٰ علیہ السلام... الخ" (کشف الاسرار مطبوع

(۱) انصاف فی الملل، ج ۱، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴

مصر، وعقیدۃ الاسلام: (ص ۱۲۳)۔

صاحب کشف، اسرار عامہ جنائی سے نقل ہیں جنہائی نے فرمایا کہ جب حضرت عیسیٰ کا رفع الی السماء ہوا تو یہود نے ایک شخص کو عیسیٰ علیہ السلام کے تابعداروں سے قتل کر دیا، انہی کو لہجے جنہائی معترف بھی موت عیسیٰ کے قائل نہیں ہیں بلکہ صاف صاف وہ حضرت عیسیٰ کا رفع تسلیم کرتے ہیں۔

(۱۶) شامی حنفی

ابن عابدین شامی اپنی مشہور کتاب ((رد المحتار)) (۱) میں لکھتے ہیں: "بما یحکم (عیسیٰ) بالجهاد وبتعمده من شریعہ وھو من السماء، اوانہ بصورہ من صورہ لہمہ منہ (رس قویہ) انا فی الحقیقہ حلیہ عہ" (شامی مطبوعہ جنہائی جلد ۵ ص ۳۹)۔ یعنی حضرت عیسیٰ جب تم میں سے تو فیصلے یا تو اپنے اجتہاد سے کریں گے یا ہماری شریعت جو کچھ انھوں نے آسمان پر بھیجی ہے اس سے فیصلے کریں گے یا قرآن مجید میں نظر و فکر کر کے فہم حاصل کریں گے اس سے فیصلہ کریں گے، کیوں کہ حقیقت میں وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ اور قائم مقام ہوں گے۔ پس علامہ شامی بھی حضرت عیسیٰ کی آمد کے قرائی ہیں۔

(۱۷) ملاحی قاری حنفی (۲)

آپ ((شرح فقہ اکبر)) میں لکھتے ہیں: "انہ بدو ب کما ینص فی السماء عند سردن عیسیٰ من السماء" (مطبوعہ مصر ص ۹۲) طبع ۱۳۲۳ھ، (ص ۱۰۱) طبع مصر ۱۳۲۳ھ، یعنی حضرت عیسیٰ جب آسمان سے اتریں گے تو وہاں اس طرح چمکنے لگے گا جیسے نمک پانی میں اور ((شرح شفاء)) (۳) میں تحریر کرتے ہیں: "ان عیسیٰ سی منہ ویرل

پر لے گئے۔ (ص ۵۲)، اردو ترجمہ مطبوعہ لاہور۔) بیچے دتا گنج بخش صاحب تو حضرت عیسیٰ کے بدن کیا بدن کے پڑے سمیت آسمان پر جاتا دکھ رہے ہیں۔

(۲۰) حافظ محمد صاحب

حافظ محمد صاحب لکھو کے (پنجاب) والے کا مشہور پنجابی شعر کتاب ((احوال الآخرة)) (صفحہ ۳۰) پر یوں مرقوم ہے۔

آسمان تھیں حضرت عیسیٰ موڈھے مکاں دے

اوپر منارے شرقی مسجد جامع آن ملاوے

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں سے فرشتوں کے کندھے کے سہارے تکیں گے دمشق کی جامع مسجد کے پورب والے منارے پر۔ اس سے زیادہ کیا چاہیے۔

(۲) عیسیٰ مرحوم

مولوی محمد حسن عیسیٰ بھی حیات عیسیٰ کے قائل ہیں چنانچہ فرماتے ہیں "آسمان پر عیسیٰ اور داؤد و موسیٰ خاک میں" (مجموعہ خطبہ علمی مطبوعہ علمی پریس لاہور (ص ۱۳)) اگر بقول آپ کے وہ وفات عیسیٰ کے قائل ہوتے تو مصرع یوں لکھتے "حضرت داؤد و موسیٰ اور عیسیٰ خاک میں" جب وہ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر فرما رہے ہیں اور حضرت موسیٰ و داؤد کو خاک میں لکھتے ہیں تو صاف یہی معنی ہوئے کہ حضرت عیسیٰ تو زندہ آسمان پر چل بسے اور حضرت موسیٰ و داؤد کو خاک میں مدفون ہوئے۔ یہ عجیب بات ہے کہ جتنے حضرات کے نام آپ نے قائلین وفات عیسیٰ کی فہرست میں گنوائے تھے وہ سب لوگ حیات و نزول عیسیٰ کے اقراری اور ہمارے ہم خیال نکلے، کیا خوب۔

سن کرتے تھے شہرہ ذوق جن کی پارسائی کا وہ سب رہبر خرابات اپنے نکلے بھلا نکلے

”وغیرہ“ کی حقیقت

مجدد صاحب نے بڑے مجاہدوں کے بعد میں نام جو پیش کیے تھے ان کی حقیقت تو ظاہر ہو چکی اب ذرا ان کے ”وغیرہ“ کی حقیقت بھی ملاحظہ ہو۔

(۲۲) مجدد الف ثانی

حضرت شیخ احمد سرہندی (۱) مکتوبات میں فرماتے ہیں ”حضرت عیسیٰ کہ آسمان زوال خواہ فرمود متاجت شریعت خاتم الرسل خواہ نمود“ (مکتوبات ۱، دفتر سوم)، یعنی حضرت عیسیٰ آسمان سے زوال فرما کر خاتم النبیین کی شریعت کی پیروی کریں گے۔

(۲۳) پیران پیر:

سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی ((غنیۃ الطالبین)) میں تحریر فرماتے ہیں ”رفع الصلۃ عنہ وجعل عیسیٰ علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم“ (مصری ۶۱/۲)، یعنی بندے حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھا لیا۔

(۲۴) خواجہ اجیری:

حضرت خواجہ معین الدین اجیری کا ارشاد سنو ”حضرت عیسیٰ از آسمان فرود آید“ (انیس الارواح نوکلش ری، ص ۹)۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔

(۲۵) شیخ صابری:

پیران کلیں والے شیخ محمد اکرم صابری کا فرمان سنو ”مہدی از بنی فاطمہ خواہ بود عیسیٰ علیہ السلام با اقتدار خود نماز خواہ گزارد“ (اقتباس الانوار، ص ۷۲)۔ یعنی امام مہدی حضرت فاطمہ کی اولاد سے ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتدا میں نماز ادا کریں گے۔

(۱) جس کو احمد یوں سے یاد رکھیں مہدی کا مجدد نام ہے۔ مسلّم مسمیٰ مجدد اول، (ص ۶۳ تا ۶۵)، ہمیں مجدد ہیں، ۲۔ یہ مؤلف رحمہ اللہ نے اثنائے عمر مجدد اضافہ کیا ہے۔

فرشتوں کے کاندھوں پر نگلیے کیے آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر جلوہ افروز ہوں گے“ (اردو ترجمہ، طبع دہلی، (ص ۱۰)۔

(۳۱) شاہ عبدالقادر۔

آپ (۱) ((موضح القرآن)) میں لکھتے ہیں: ”حضرت عیسیٰ بھی زندہ ہیں چوتھے آسمان پر۔ جب یہودیوں میں دجال پیدا ہوگا تب اس جہاں میں آن کر اسے ماریں گے“ (مطبوع قیومی پریس، کانپور، (ص ۹۶)۔

اس بحث میں مرزا صاحب نے اپنے ازالہ میں (۳۰) نمبر کھینچ تان کر چورے کیے تھے، ہم نے بھی سینکڑوں اقوال بزرگان سلف سے بالفعل صرف (۳۰) یہاں پر لکھ دیئے ہیں (۲) تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ۔

نہ تنہا من دریں میخانه مستم جنید و شبلی و عطاء رشد مست (۳)

آغاز جواب

مجاہد کی ”اصول ہات“ پر ایک نظر

ٹریکٹ خبرورامہ (۲) کے (صفحہ ۴) پر مجاہد صاحب نے یک خود ساختہ غلط صوبہ پیش کرتے ہوئے کچھ خامہ فرسائی کی ہے جس میں عوام کا لالچہ مگوئی مغالطہ دیئے ہیں۔

پہلا مغالطہ (ص: ۳)۔

لکھتے ہیں ”ہم حمدی لوگ تمام انبیاء کو۔۔۔ روحانی طور سے زندہ۔۔۔ ان کی

(۱) ان کو بھی احمدیوں نے تیرہویں صدی کا مجاہد نامے۔ (مسل) مختلف درجہ اللہ کے نشانے مرید صاویہ یا ہے۔

(۲) چونکہ مطبوع نسخہ میں امام اس تیرہ درجہ اللہ کا ذکر نہیں موجود ہے اس لیے یہ تمثیل یا شبہ تمثیل (۳۰) ہوتی ہے مگر مولف رحمہ اللہ نے نشانے مرید نامہ اس جیسے کا اضافہ کیا ہے تو یہ سچی (۳۱) ہو جاتی ہے

(۳) ترجمہ میں ”یہاں میخانہ مست میں ہیں جنید و شبلی و عطاء رشد بھی مست ہیں۔“

ارواح کو۔۔۔ آسمانوں میں قرار یافتہ مانتے ہیں۔“

حالات کے مرزا نظام احمد صاحب حضرت موسیٰ کو جسمانی زندگی سے رند و آسمان پر مانتے ہیں (نور الحق۔ (۱۵۰)) (۱) جیسا کہ ہمارے ٹریکیٹ (۶) کے (صفحہ ۱۱۰) (۲) پر مفصل مرقوم ہے۔
دوسرا مقالہ (ص ۴۰)

لکھتے ہیں ”آج کے اکثر لوگ۔۔۔ حضرت عیسیٰ کو۔۔۔ خاکی جسم کے ساتھ۔۔۔
آسمانوں پر زندہ مانتے ہیں۔“

آج کل کے لوگ نہیں بلکہ عہد نبوی سے حسب تعلیم نبوی تمام سلف و خلف کے لوگ
یہی ہی مانتے اور لکھتے چلے آئے ہیں، جیسا کہ اوپر میں بزرگوں کی تصریحات سے صاف ظاہر
ہے جن میں صی بہ کرام، ائمہ عظام، محدثین ثانی، اولیائے کبار اور فقہائے اہل مہار سب ہی تو
موجود ہیں۔

تیسرا مقالہ (ص ۴۰)

لکھتے ہیں ”کسی ضعیف حدیث میں یا غلط قول میں آسان کا بھی لفظ ہو۔“
حایاں کہ جن حدیث میں ”من السماء“ کا لفظ آیا ہے (جواب دعوت کا صفحہ ۱۲ دیکھو)
(۳) ان کو سلف و خلف میں سے کسی محدث نے بھی ضعیف نہیں کہا ہے اور مجاہد صاحب نے بھی
ان کی تصدیق میں کوئی ضعیف قول تک بھی کسی سے نقل نہیں کیا ہے۔ اسی طرح جن بزرگان
سلف کی عبارات میں آسان کا لفظ آیا ہے، مثلاً حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، امام ابو حنیفہ
رحمہ اللہ، حافظ ابن قیم رحمہ اللہ، شیخ اکبر ابن عربی رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، علامہ قاری
رحمہ اللہ، مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، مولانا بی رحمہ اللہ، خواجہ جیسری رحمہ اللہ، مولانا عطاء رحمہ

اللہ، داتا گنج بخش رحمہ اللہ، شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ، شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ، شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ، حافظ محمد مرحوم رحمہ اللہ، مہدی مرحوم رحمہ اللہ، جن کی تصریحات اور منقول ہو چکی ہیں نیز دیگر بزرگان سلف و خلف جن کے اقوال ہم آئندہ کبھی نقل کریں گے ان تمام بزرگوں کے قول کو غلط قول کہنا بڑی حسرت اور غوام کو کھلا ہوا غلط بیانی ہے۔

چوتھا مغالطہ (ص: ۴۰):

لکھتے ہیں: ”جسمانی زندگی ثابت نہیں کی جاسکتی جب تک حضرت عیسیٰ کے ذکر کے ساتھ جسم خاکی، آسمانی دنیا، جسمانی زندگی، کے تینوں الفاظ کی واضح تشریح نہ ہو“۔

کیا مرزا صاحب کو حضرت موسیٰ کے لیے یہ تینوں الفاظ کی آیت یا حدیث میں مصرع مل گئے تھے جن کی بنا پر ((نور الحق)) میں انہوں نے حضرت موسیٰ کی جسمانی زندگی آسمان پر تحریر کی ہے؟ اگر یہ اصولی بات مرزا صاحب کے لیے ضروری نہ تھی تو ہمارے لیے کیوں ضروری ہے؟ در کیا خدا اور رسول کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ آپ کی خود ساختہ اصول بات کی پابندی کریں پھر یہ آپ کا مغالطہ نہیں تو کیا ہے؟

پانچواں مغالطہ (ص: ۴۰):

لکھتے ہیں ”حدیث میں آسمان کا لفظ۔۔۔ مولوی صاحبان کی طبع آزمائی کا نتیجہ ہے نہ کہ آنحضرت ﷺ کا فرمودہ“۔

جس طرح مرزا غلام احمد صاحب نے ”نہمہدیس“ میں ”الح“ کو آنحضرت ﷺ کا فرمودہ لکھ دیا ہے ((نور الحق (۹۲)) (۱) جیسے مولوی غلام احمد جیلانی نے جو قرآن کے مطابق ہو وہ صحیح سمجھنا، ”الح“ کو آنحضرت ﷺ کا فرمان تحریر کر دیا ہے (ظہور مام،

نمبر ۲ (ص ۲)، سطر ۱۹-۲۰، اسی طرح دوسرے علماء حق کو بھی سمجھتے ہیں کہ "من النساء" کا غلط محدثین نے آنحضرت ﷺ کی طرف غلط منسوب کر دیا ہے۔ سچ ہے المرأتیہیں علی نفسہ ہاں یہ بھی صریح مخالفہ ہے۔

مجاہد کے جوابات کی حقیقت:

اس رسالہ کے شروع میں ہم لکھ آئے ہیں کہ ہمارا دوسرا ٹریکٹ جو ((ظہار حقیقت)) کے نام سے شائع ہوا تھا اور جو تیرہویں صفحہ پر ختم ہو گیا ہے (طبع اول) (۱)، اس کا جواب مجاہد صاحب نے نہیں دیا۔ ٹریکٹ مذکور کے آخر میں (صفحہ ۱۶۱۵) پر ایک مختصر سی فہرست شائع کی گئی تھی مجاہد صاحب نے اس فہرست کے جواب دینے کی سعی حاصل کی ہے وہ بھی خیریت سے پوری نہیں بلکہ (۲۲) نمبروں (طبع ثانی میں (۲۳) نمبر ہیں) (۲) میں سے صرف دس نمبروں کے متعلق خامہ فرسائی کی ہے یعنی نصف قرضہ بھی ادا نہیں کیا ہے پس جو کچھ بھی ملا ہے اس کی حقیقت ملاحظہ ہو۔

بحث آیات

جواب دلیل نمبر (۱):

فہرست میں یہ دلیل (۵) تھی۔ مجاہد صاحب نے پانچ کو ایک بنا دیا، ہم نے صلیوہ کا ترجمہ "صیب پر چڑھنا" لکھا تھا، جس طرح شاہ عبدالقادر صاحب نے لکھا ہے "نہ سوں پر چڑھنا" شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے "بردار نہ بردند اور" مجاہد صاحب لکھتے ہیں "یہ ترجمہ غلط اور عربی زبان سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے" (ص ۵)۔ مرزا غلام احمد صاحب تو شاہ

ولی اللہ صاحب کو "رئیس محدثین" تسلیم کریں (ازالہ، ص. ۶۸) (۱) اور مجاہد خدام محمد صاحب ان کو زبان عربی اور اس کی لغت سے سراسر ناواقف بتائیں۔ ع
 یہ ہیں تفاوت رواہ رجا است تا یہ کیا (۲)

صلب کے معنی

مجاہد صاحب نے ایک نئی حقیقت بیان کی ہے کہ "صلب کے معنی سون پر چڑھانے کے نہیں، سولی پر چڑھا کر مار دینے کے ہیں" (ص. ۵)۔ کیا اچھا ہوتا کہ مجاہد صاحب یہ بھی بتا دیتے کہ عربی زبان میں صرف سولی پر چڑھانے کے لیے کون سا لفظ بولا جاتا ہے؟ اہی حضرت! جو اٹھانے کے لیے موضوع ہیں وہ صرف ان کی ابتدائی صورت کے لیے ہوتے ہیں، نتیجہ میں داخل نہیں ہوتا۔ نتیجہ پر دلالت ترکیب سے ہوتی ہے، یا زیادت سے۔ اسی لیے عربی لغت کی تمام کتابوں میں صلب کے معنی صرف سولی پر چڑھانا مرقوم ہیں، موت اسے لار نہیں، ورنہ عرب عرباء کا کوئی شعر پیش کرو۔ مجاہد صاحب بڑی دور کی کوڑی مارے ہیں لکھتے ہیں ((لسان العرب)) (۳) میں ہے "صلب، ہدہ نقشہ معروفہ"۔ ((سان العرب)) کا تمام عربی لغت سے اعلیٰ و افضل ہونا شے دیگر ہے اور اس کا سمجھنا شے دیگر۔ مجاہد صاحب نے جوش جہاد میں قتلہ کے معنی "قتل کر دینا" کیے ہیں۔ میں ان کی علمیت پر ہنسوں یا ان کے "مولوی فاضل" ہونے کا ماتم کروں؟

جناب دا! "فعلتہ" کا وزن عربی زبان میں نوعیت خدا ہر کرنے کے لیے آتا ہے، قواعد فن صرف کی مشہور کتاب ((شافیہ)) (۴) میں ہے "وبکسر ہاء معوج نحو صرہ وفتہ" جس ((سان العرب)) میں صلب کے ضمن میں جو "انتقلتہ المعروفہ" لکھا ہے اس

(۱) ((روحانی خزائن)) (۱۸۹/۳)۔ (۲) تو کجھ راستہ کافی صمدیال ہے یہاں تک ہے۔

(۳) (۵۲۹) (۴) (۳) "شقیہ ردائی" (۲۹/۱)

کے معنی یہ ہیں کہ صلیب بھی قتل کا ایک ذریعہ ہے "کیوں کہ لفظ قتل عام ہے اس کی مختلف صورتیں ہیں، ایک ان میں سے صلیب بھی ہے۔" اسی لیے قرآن مجید میں {ما قتلوہ} کے بعد {ما صلبوہ} کی تصریح کی ضرورت پڑی، قوم یہو قتل مسیح کی صورت و صلیب پر چڑھا کر مارنا کہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قتل کی نفی {ما قتلوہ} سے کی، اور صلیب پر چڑھانے کو {ما صلبوہ} سے رد کیا۔ پس {ما صلبوہ} میں فعل صلب جو منفی ہے، صلیب پر چڑھانے کے معنی میں ہوا نہ صلیب پر مارنے کے معنی میں۔ کیوں کہ مارنے کی نفی تو ما قتلوہ میں ہو چکی تھی۔ رہا صلیب پر چڑھانا۔ سو اس کی تردید {ما صلبوہ} سے رد کی فافہم۔

رفع کے معنی:

رفعتہ اندایہ فہرست میں دلیل (۶) تھی مجاہد صاحب نے اس کو بھی نمبر (۱) ایک میں داخل کر دیا ہے۔ ((جوب دعوت)) کے (صفحہ ۹۲۶) (۱) میں رفع کے معنی سے متعلق ہم سیر حاصل بحث کر چکے ہیں اس لیے یہاں ہم اختصار سے کام لیں گے۔ سینے جب "رفع" رفع یا رفع "میں سے کوئی بولا جائے جہاں اللہ تعالیٰ فاعل ہو اور مفعول جو ہر ہو (عرض نہ ہو) اور صلائی مذکور ہو اور مجرور اس کا ضمیر ہو اسم ظاہر نہ ہو اور وہ ضمیر فاعل کی طرف رجوع ہو وہاں سوائے آسمان پر اٹھانے کے دوسرے معنی ہوتے ہی نہیں۔ اس کے خلاف کوئی آیت یا حدیث پیش کرو ورنہ ما کا انعام حاصل کرو۔ اب ہم مجاہد صاحب کے الفاظ میں لکھتے ہیں "ہم بائگہ دل کہتے ہیں کہ قرآن کریم اور احادیث میں ایک مثال بھی ایسی نہیں ملے گی جہاں رفع مستعمل ہو اور اللہ فاعل ہو ورنہ کوئی جو ہر مفعول ہو اور وہاں صلا ان جس کے بعد ضمیر اللہ کی طرف پھرتی ہو مذکور ہو پھر وہاں سوائے آسمان پر اٹھانے کے کوئی دوسرے معنی ہوں، اگر ایک مثال بھی یہی مل جائے تو بیشک "رفعہ لہ" "بہ" کے معنی جو سلف و خلف نے آج تک کیے ہیں غلط

ہو جائیں گے اور سب کے سب قرآن کریم میں اپنی رائے سے معنی کرنے کی وجہ سے (حسب تصریح مجاہد) جنہی قرار پائیں گے۔ ”وہ نہ پھر مجاہد صاحب اور ان کے ہم خیالوں کو اپنا ٹھکانا وہاں ہی تلاش کرنا چاہیے یا ان میں بہت و جرات ہو تو اپنے معنی ثابت کرنے کی غرض سے ہمارے پیش کردہ کلیہ اور قاعدہ کو توڑ دیں جس طرح ہم نے ان کے قاعدہ کو ((جواب دعوت)) میں توڑ دیا ہے (صفحہ ۶ سے ۹ تک ملاحظہ ہو)۔

سنجھل کے رکھیو قدم اشدت خار میں جنوں کہ اس نواح میں سودا بر بند پا بھی ہے
مجاہد صاحب نے ((لسان العرب)) (۲) سے ایک عبارت پیش کی ہے جو بالکل ہمارے موافق ہے اور وہ یہ ہے ”فمن استاء له رافع هو مدی برفع استاء من بالاسعاد و لو بانہ بالمدرب“، کیوں کہ اس میں رفع کا اصطلاحی مع ضمیر کے جو فاعل کی طرف راجع ہو موجود نہیں پس اس میں ”سمان“ پر اٹھائے جانے کے معنی نہیں ہو سکتے بلکہ اسعاد (نیک بخت بنانے) اور تقرب (مقرب بنانے) کے معنی ہوں گے۔ اور یہ ہماری بحث سے خارج ہے۔
عدہ ازس یہ مومنین اور ولایہ اللہ سے متعلق ہے نہ انبیاء و رسل سے فاضل قال۔ ”مئے کچھ سمجھ بھی؟
یا رب وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات
دے اور دل ان کو جو نہ دے مجھ کو نہ پاں اور

جواب دلیل نمبر (۲) (۳)

﴿قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ کا ترجمہ ہم نے ”یعنی کی موت سے پہلے“ لکھا تھا جس طرح شاہ ولی اللہ صاحب نے (جن کو مرزا صاحب رئیس محدثیں مانتے ہیں۔ دیکھو ذوالہ ص ۸۶) (۴)

(۲) (۲۹۸)

(۱) اس مجموعہ کا صفحہ (۲۲۳) (۲) (۲۳۷)۔

(۳) ((روحانی خزائن)) (۱۸۹۳)۔

(۴) (پلے طبع دہلی)۔ ص ۸۶ روحانی خزائن ص ۸۶۔

ترجمہ لکھا ہے "البتہ ایمان آورد یعنی پیش از مردن عیسیٰ" اور جس طرح محدث ابن جریر طبری نے (جس کو مراد صاحب نے نہایت معتبر اور ائمہ حدیث سے لکھا ہے) دیکھو شیعہ شمس معرفت، ص ۲۵۰ (۱) ترجمہ لکھا ہے: "بسم الله الرحمن الرحيم" (ج ۶، ص ۱۴۶) (۲)، یعنی حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے۔ مجاہد صاحب بیک جنبش قلم اس مسلم اور قدیمی ترجمہ کو بھی غلط قرار دیتے ہیں اور اس کی چارہ جنس بیان کرتے ہیں دیکھو (صفحہ ۶)، (۱) پہلی وجہ یہ بیان کی ہے کہ "مرجع ضمیر میں جب مفسروں میں اختلاف ہے تو یہ آیت دلیل مقام نہ رہی اور ترجمہ بھی صحیح نہیں ہوا" بسن القرآن جائے اس فاضلیت پر، لہذا تعالیٰ نے جس کتاب کے دلائل کو محکم فرمایا ہے، کتابت الأحکام آیاتہ (۳) اس کا محکم ہونا مفسرین کے اختلاف سے باطل ہو جاتا ہے؟۔ نارم بریں فہم۔ (صفحہ ۷۱) میں کتب تفسیر کو غیر معتبر قرار دیا ہے، اور یہاں اختلاف مفسرین سے آیت قرآنیہ کو ہی غیر محکم ٹھہرا دیا۔ غرض کتاب و سنت ان کے نزدیک باز بچہ فطان ہے جہاں موافق باتیں مل گئیں وہاں معتبر ورنہ غیر معتبر، ع

اس کا راز تو آید و مررا جنہیں کند (۴)

ری ترجمہ کی صحت، اس کے متعلق ہم ((جواب دعوت)) کے (صفحہ ۳۲ و ۳۳) میں بوضاحت بتا چکے ہیں کہ جو ترجمہ ہم نے کیا ہے وہی صحیح ہے۔ (۲) دوسری وجہ یہ بیان کی ہے کہ "حضرت ابی بن کعب کی قرأت میں (قبل موتہم) کا غلط ہے پس یہاں عیسیٰ کی موت مراد نہیں بلکہ بل کتاب کی موت مراد ہے" اس کے تین جواب ہیں اولاً یہ کہ حضرت ابی کی یہ قرأت بوجہ شذہ ہونے کے متروک اور اس سے استدلال غلط ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ

(۱) (روحانی خزائن) (۱/۲۶۲)۔ (۲) تفسیر ابن جریر طبری (۷/۶۷۲)۔

(۳) ص ۱۰۰۔ (۴) یہ کام تیسے جانب سے ہوتا ہے اور مرزا بھی سنا رہا ہے۔

وغیرہ صحابہ حضرت ابی کی اس قسم کی قراتوں کو نہیں مانتے تھے جیسا کہ ((صحیح بخاری)) پارہ (۲۰) کے آخر میں ہے۔ قال عمر ایسی اقرؤ ما و انہ قد سمع منہ منہ۔ الخ۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی بڑے قاری ہیں تو بھی ہم صحابہ لوگ ان کی مثل قراتوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ((فتح الباری)) میں ہے: "انہ ربما فرما بسخت بلا و لا نکو بہ سم یسعه" (پ ۸، ص ۱۱۷) (۲)۔ یعنی حضرت ابی ایسی قرات پڑھتے ہیں جس کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے اور ان کو اس کا منسوخ ہونا معلوم نہیں ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک دوسرا قول ابی کے بارے میں یہ ہے: "انما انہ اقرؤ ما سمع" ((فتح الباری انصاری پ ۲۰، ص ۳۶۳) (۳)۔ یعنی حضرت ابی الفاظ منسوخ التلاوة کو بہت پڑھا کرتے تھے۔ پس جب حضرت ابی کی قرات کا یہ حال ہے تو ان کی قرات "قبل موہم" کیسے معرض استدلال میں پیش ہو سکتی ہے۔

ثانیاً اگر ہم ابی کی قرات کو مان بھی لیں تو اس صورت میں ہم کہیں گے کہ ابی کی قرات محمول ہوئی ان کتابوں پر جو نزول عیسیٰ سے قبل مریں گے اور قرات متواترہ کا تعلق ان کتابوں سے ہوگا جو نزول عیسیٰ کے زمانہ میں زندہ اور باقی رہیں گے جیسا کہ ام المؤمنین حضرت مسمدہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے: "اذا کان عند یروا عیسیٰ منہ بہ حیاضہ" (در منثور ج ۲/۲۳۱) (۴)، یعنی حضرت عیسیٰ کے نزول کے وقت جو کتابی زندہ ہوں گے اسی طرح ایمان لائیں گے جس طرح نزول عیسیٰ سے پیشتر وہ کتابی جو پہلے مرنے کے وقت ایمان آکر مر چکے۔ فہم اوفاق وحید الخاق۔

(۱) صحیح بخاری کتاب المنازل اقرت باب من سمع منہ فی حقیقۃ الحدیث ۵۰۰۵

(۲) (۱۶۸/۸)۔ (۳) انہیں ((فتح الباری)) ص ۱۶۳/۸۔

(۴) الدر المنثور ج ۲/۳۶۲۔

مثلاً مذہب اصولیین کے مطابق اگر قرأت شذوہ کو قرأت متواترہ کے تابع کریں تو دونوں ایک ہی جمل پر محسوس ہوں گی اور مطلب یہ ہوگا کہ کل امت اہل کتاب من حیث القوم نہ من حیث الاشخاص اپنے فنا ہو جانے سے پیشتر حضرت عیسیٰ پر ایمان لائیں گی جیسا کہ ((عقیدۃ السلام)) میں ہے "ی یومس بہ نالجمعہ معادل موتہ ویک۔ المصدر کما فی قولہ تعالیٰ ﴿ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ﴾" (ص ۱۳۳)۔ یعنی عیسیٰ پر ایمان لائیں گے سب کے سب اہل کتاب اپنے ایک دم سے مرجانے کے پہلے۔ اور مصدر (موتکم) کے وہی معنی ہوں گے جو قرآن کی آیت ﴿مَنْ بَعْدَ مَوْتِكُمْ﴾ کے معنی ہیں یعنی اللہ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ ہم نے تم کو زندہ کیا تم سب کے ایک دم سے مرجانے کے بعد۔ (بنی اسرائیل نے اللہ کے دیکھنے کی فرمائش کی تھی اس پر ان پر بجلی گرنی اور سب ایک دم سے مر گئے تھے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اللہ نے ان کو زندہ کیا تھا) پس جیسے "بعد موتکم" کے معنی ہیں سب بنی اسرائیل کے ایک دم سے مرجانے کے بعد، اسی طرح قرأت الہی میں "قبل موتکم" کے معنی ہوں گے سب اہل کتاب کے ایک دم سے مرجانے کے پہلے۔ اور سب اہل کتاب کا ایک دم سے فنا ہو جانا اور ان کے کسی فرد کا باقی نہ رہنا قیامت کے قریب ہی ہوگا۔ نزول عیسیٰ کے بعد۔ پس قرأت الہی اور قرأت متواترہ کا حاصل ایک ہی ہوا۔ اور نزول عیسیٰ دونوں سے ثابت ہو جو ہمارے موافق ورموید ہے۔ اور مرانیوں کے مخالف اور ان کو مضمر۔

ہو ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں زلیخا نے یہ خود چاک دامن ماہ کنعان کا مجید صاحب نے اس مقام پر بھی اپنی حسب عادت ایک مغلطہ دیا ہے اور لکھا ہے کہ "حضرت عیسیٰ سوں پر مرکب ہو جب توریت بری موت مر گئے" (ص ۷)۔ حالانکہ توریت میں یہ کہیں بھی نہیں لکھا کہ مطلقاً ہر صلیب پر لٹکا یا بوہری موت مرتا اور لعنتی ہوتا ہے، بلکہ خاص

اس شخص کو معون کہا گیا ہے جو کسی جرم واجب القتل کی سزا میں مصوب ہو، دیکھو کتاب ((تثنا)) میں مرقوم ہے ”گر کسی نے کچھ ایسا گناہ کیا جو جس سے اس کا قتل واجب ہو اور وہ راجا جائے اور اسے درخت میں لٹکائے (۲) جو پھنسی دیا جائے (۳) خدا کا معون ہے“ (باب ۲۱، آیت ۲۲-۲۳) حامی ہدایہ ص ۴۰۰۔

(۳) تیسری وجہ یہ بیان کی ہے کہ ”قیامت کے دن عیسائی یہودیوں کے خلاف گواہ ہوں گے پسے نہیں ہوں گے“ (ص ۷)۔

ہاں صاحب کوں کہتا ہے کہ وہ قیامت سے پہلے اس دنیا میں گواہ ہوں گے؟ جو قرآن کہتا ہے وہی ہم بھی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اس پچھلے اہل کتاب کے ایمان کی شہادت قیامت کے دن دیں گے۔ آپ نے ان کے برخلاف گواہ بنا کہاں سے کچھ لیا؟ کسی مترجم قرآن نے بھی ان کے خلاف گواہ بننے کا ترجمہ نہیں کیا ہے۔ شاید یہ دھوکا آپ کو ”مکرم شہید“ کے علی سے ہوا ہے تو دیگر آیات سن لیجیے۔ ﴿وَجَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ (۱) یہاں بھی اسی طرح ”عینکم شہید“ وارد ہے تو کیا رسول اللہ ﷺ امت وسط (مسیح پر کرام) کے خلاف گواہ ہوں گے؟ اور نبی ﷺ کیف إذا حمنا من كل أمة بشهيد وحمنا بك على هؤلاء شہیداً؟ (۲) قیامت میں ہر پیغمبر اپنی امت کا گواہ ہوگا اور آنحضرت ﷺ ان پیغمبروں پر گواہ ہوں گے تو کیا آنحضرت کی گواہی پیغمبروں کے خلاف ہوگی؟ کیوں کہ یہاں بھی علی موجود ہے۔ اور بیجیے ﴿هَلْ سَمِئْتُمْ الْأَمْسَلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ﴾ (۳) یہاں بھی علیؑ یا ہوا ہے تو کیا آنحضرت ﷺ مسلمانوں کے برخلاف گواہ نہیں گئے؟ اور جب

فرمانبرداریوں کے خلاف آپ گواہی دیں گے تو خط کاروں کا لکھی، لک ہے۔ پس اگر خلاف کے معنی ان آیات میں غلط ہیں تو آیت ﴿وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾ (۱) میں کیوں صحیح ہو سکتے ہیں؟ معنی یہاں پر وہی صحیح ہیں جو ہم نے کیے ہیں یعنی قیامت کے دن حضرت عیسیٰ ان کے ایمان لانے کی شہادت دیں گے۔ کیوں کہ شاہد کا مشہور علیہم کی جماعت میں ہونا ضروری ہے پڑھو آیت ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُفِنْتُ فِيهِمْ﴾ (۲) پس جو کتاب واسلئے زمان نزول عیسیٰ میں ان پر ایمان آئیں گے حضرت عیسیٰ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے جیسا کہ ((تفسیر خازن)) (۳) میں ہے "وہ شہید عیسیٰ تصدیق میں صدقہ مسہم و اس نہ"۔ محدث ابن جریر (جو مرزا صاحب کے نزدیک نہایت معتبر تفسیر نگار حدیث سے ہے) ((جامع البیان)) (۴) میں لکھتے ہیں "و تصدیق من صدقہ مسہم" (ج ۶/ ۱۵۶)، یعنی تمام مومنین و صدیقین اہل کتاب کی حضرت عیسیٰ قیامت میں تصدیق کریں گے۔ پس مجاہد صاحب کی اس تیسری وجہ کی دیوار جو "خلاف" کی بنیاد پر قائم کی گئی تھی ٹوٹ کر گر پڑی۔ (۴) چوتھی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ قیامت تک یہودیوں و عیسائیوں میں بغض و عناد باقی رہے گا و عیسیٰ پر ایمان لے آنے کی صورت میں عداوت و بغض باقی نہیں رہتا (ص: ۸۰، ملخصاً)۔

یہ وجہ بھی عجیب ہے سنئے جناب ایمان اور عداوت میں منافقہ نہیں ہے، دونوں چیزیں یکجا جمع ہو سکتی ہیں جیسے قادیانی اور لاہوری دونوں پارٹیوں میں بغض و عداوت ہے لیکن دونوں مرزا صاحب کو مانتے ہیں اب آیت قرآنیہ ﴿وَالْقِيَامَةُ بِهِمْ عَدَاوَةٌ وَابْغَضَاءٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ (۵) کا صحیح مطلب سنئے۔ ﴿إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ سے مراد قرب یوم القیامت

(۳) (۳۶۶)۔

(۲) اسد ۳۷۱۔

(۱) السہ ۱۵۹۔

(۵) اسد ۶۴۲۔

(۴) (۶۷۵)۔

ہے، کیوں کہ فحاشے عالم کے بہت عرصہ کے بعد قیامت کا ان ہوگا جیسا کہ حدیثوں سے ثابت ہے پس جب کوئی آدمی ہی زندہ نہ ہوگا تو دشمنی کس میں ہوگی؟ پس ارمحالی کے معنی قریب کے کرنے ہوں گے اور جب قرب یوم التیمة معنی متعین ہوئے تو اس سے مراد زمانہ نزول عیسیٰ ہوا، وحدیث مسلم (۱) «ندھیں اشحساء و شب عیسیٰ» کی رو سے زمانہ نزول عیسیٰ میں بغض اور عداوتیں جاتی رہیں گی۔ پس آیت کے معنی یہ ہوئے کہ یہودیوں میں آپس میں اور عیسائیوں میں آپس میں اس وقت تک عداوت رہے گی جب تک وہ یہودیت و نصرانیت پر قائم رہیں گے اور وہ اس حالت پر نزول عیسیٰ تک رہیں گے، جب حضرت عیسیٰ نازل ہوں گے تو یہ سب ان پر ایمان لا کر مسلمان ہو جائیں گے۔ پس اس میں باہمی عداوت بھی نہ رہے گی کیوں کہ اب وہ نہ یہودی رہے نہ عیسائی۔

ان مسائل میں ہے کچھ ژرف نگاہی درکار۔ یہ حقائق ہیں قماشائے لب بام نہیں جواب دلیل نمبر (۳):

فہرست میں یہ دلیل تھی (۲) مجاہد صاحب نے اس کو (۳) بتلایا ہے۔ ہم نے ”متوفیک“ کے وہی معنی کیے تھے جو مرزا صاحب نے ((برائیں احمدیہ)) (صفحہ ۵۹) (۳) میں کیے ہیں جتنی ”تجھے پوری نعمت دوں گا“۔ مجاہد صاحب کہتے ہیں کہ یہ معنی ”زبان عربی کے بالکل خلاف ہیں“ (ص ۹) معلوم ہو کہ مرزا صاحب قادیانی، مآثر تصنیف برائین احمدیہ زبان عربی سے نیکر ناجد تھے۔ بہت اچھا آپ ایسا کہیں، ہم تو نہیں کہتے۔ مجاہد صاحب نے ایک ہزار روپیہ کے انعام کا ذکر کرتے ہوئے وہی پرانا ناگ اپا ہے کہ ”قرآن وحدیث مفت سے ایک مثال

(۱) صحیح مسلم کتاب الایمان، باب برائیں احمدی من مریحہ نہ شریعتنا محمد ﷺ، حدیث ۴۳۳۔

(۲) مطبع پٹی میں ۱۳۵۱ء کی پہلی شائع مریحہ اصناف یا۔

(۳) ((روحانی خزائن)) (۱: ۲۳۰)۔

ایسی دکھائیے جس میں توفی باب قتل سے ہو، خدا جل ہو اور ذی روح کے لیے بولا گیا ہو پھر اس کے معنی سو قبض روح (یعنی موت کے) کوئی اور ہوں" (ص ۸)۔ قرآن مجید میں صاف صاف جب ﴿يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ﴾ (۱) موجود ہے جس میں توفی باب قتل سے ہے اللہ جل ہے ذی روح (انسان) مفعول ہے پھر اس کے معنی قبض روح جنی موت کے نہیں ہیں بلکہ سورہ زمر میں تو صاف صاف ﴿اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ﴾ کے ساتھ ساتھ ﴿وَاللَّيْلِ لَنَمُتُ﴾ بھی مذکور ہے، جو اس امر کا ثبوت بالصراحت ہے توفی بحسب اوضاع یعنی موت موضوع نہیں ہے۔ سی لیے قرآن مجید میں توفی کا لفظ حیات کے مقابلہ میں کہیں نہیں بولا گیا ہے بلکہ ہر جگہ موت یا اس کا مشتق استعمال کیا گیا ہے چند تیتیں ملاحظہ ہوں۔ ﴿يُنْخَبِثُ وَيَمُوتُ﴾۔ ﴿وَيُنْخَبِثُ الْأَرْضُ بَعْدَ مَوْتِهَا﴾۔ ﴿أَخْيَاءَ وَأُمَوَاتًا﴾۔ ﴿يُنْخَبِثُكُم لَمَّا يَمِيتُكُمْ﴾۔ ﴿أَمَاتٌ وَأَخْيَاءَ﴾۔ ﴿لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَخْيَا﴾۔ ﴿يَخْرُجُ الْحَيُّ مِنَ الْمَمَاتِ﴾۔ ﴿أُمَوَاتٌ غَيْرُ أَخْيَاءَ﴾۔ ﴿الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ﴾۔ ﴿يُنْخَبِثُ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ﴾۔ ﴿وَأَخْيَا الْمُؤْمِنِينَ﴾۔ اور جس طرح قرآن مجید میں توفی کی نسبت فرشتوں کی طرف کی گئی ہے۔ جیسے ﴿تَوَفَّنَا رُسُلًا﴾، "امام" کی نسبت کہیں بھی غیر اللہ کی طرف نہیں کی گئی ہے بلکہ فعل امانت ہر جگہ اللہ کی طرف ہی منسوب ہے جیسا کہ اوپر کی آیت سے ظاہر ہے۔ ان باتوں سے صاف ثابت ہے کہ "توفی" کے معنی حقیقت میں موت کے نہیں ہیں اور جس نے بھی یہاں لکھا ہے بطور مجاز کے لکھا ہے۔ جیسا کہ مجاہد صاحب نے بحوالہ بخاری "منسوفیت" کے معنی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے "مہینک" نقل کر دیے ہیں (ص ۹) یہ معنی مجازی ہیں نہ حقیقی، جیسا کہ تاج العروس شرح قاموس میں صراحت کی ہے (جواب دعوت کا صفحہ ۵

دیکھو) (۱) ورنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تو حضرت عیسیٰ کے رفع الی السماء کے قائل ہیں جیسا کہ اسی رسالہ کے شروع میں سنائی دمنند احمد کے حوالہ سے نقل کیا جا چکا ہے، پس ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مراد "میمیک" سے "امسا بعد سرو" ہے ورواں آیت میں تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں جیسا کہ تفسیر ابن عباس میں ہے "مقدم و مؤخر"۔۔۔ متوفیت بعد بسن بعد سرو۔" (ص ۸۳، مطبوع مصر) (۲) باقی بحث توفیٰ کی ہمارے رسالہ ((جواب دعوت)) میں (صفحہ ۶۴۳ ملاحظہ ہو) (۳)۔

آگے مجاہد صاحب نے اپنے سوہ میں رفع کا ذکر پھر چھین دیا ہے۔ اس پر بحث جواب دلیل نمبر (۱) یک میں ہم بہت کافی روشنی ڈال چکے ہیں۔ البتہ یہاں پر مجاہد صاحب نے ایک عجیب بات لکھ دی ہے کہ "نخضر صلی اللہ علیہ وسلم ضرور آسمان پر جاتے۔۔۔ مگر معراج کے بعد ایک دفعہ بھی ان معنوں میں آپ کا رفع نہیں ہوا کہ آپ آسمان پر اس جسم مبارک سے گئے ہوں" (ص ۹)۔

تو کیا شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے جسم مبارک کے ساتھ ہفت افداک کی سیر کرنا ہماری طرح آپ بھی مانتے ہیں؟ اگر آپ مانتے ہوں تو ذرا صاف صاف لکھ تو دیجیے کہ "نخضر صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج بعد العصر ہوئی تھی، پھر تو حضرت عیسیٰ کے رفع الی السماء کا اقرار بھی آپ سے ہم کرا لیں گے ان شاء اللہ۔

راہ پران کو تولے گے تین ہم باتوں میں اور کھل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں رہی دعائے "وارفعی" تو ضرور قبول ہوئی پڑھو ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾، چوں کہ یہاں رفع کا صلا الی مع اپنی ضمیر مجرور کے مذکور نہیں ہے اس لیے رفعی سے مراد رفع

(۱) اس مجموعہ کا صفحہ (۲۲۲) دیکھو۔ (۲) توفیٰ انفسان فی تفسیر ابن عباس (۳۸۰)

(۳) اس مجموعہ کا صفحہ (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) دیکھو۔

الی السہ نہیں ہے بلکہ رفع ذکر و رفع مراتب مراد ہے۔ کہا قال حسن رضی اللہ عنہ۔

وصم لہ اسمہ السی مع سمہ اذ قال فی الخمس المودود شہد
جواب دلیل نمبر (۴)۔

فہرست میں یہ پہلی (۱) دلیل تھی جس کو مجاہد نے چار کر دیا۔ اور پھر چار نمبروں میں
اس کا جواب (پنے زعم میں) دیا ہے۔ ہم نے آیت ﴿وَإِنَّمَا لَعَلَّمُ الْإِنسَانَ كَلَمًا﴾ (۲) میں علم کا
ترجمہ نشان اور سادہ کا ترجمہ قیامت کیا تھا جیسا کہ (مرزا صاحب کے رئیس محدثین) (۱) ازالہ
(ص ۸۶) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے ترجمہ فرمایا ہے ”بھئی نشان امت قیامت را“،
اور شاہ رفیع الدین صاحب نے ”خدمت قیامت“ ترجمہ کیا، اور شاہ عبدالقادر صاحب نے
بھی ”نشان ہے“ ترجمہ کیا ہے۔ مجاہد صاحب نے نمبر (۱) میں لکھا ہے ”یہ ترجمہ سراسر غلط ہے“
(ص ۱۰)، گویا یہ سب مترجمین لغت عرب سے نا آشنا تھے۔ تو کیوں نہ پنی معتبر لغت کی کتاب
(لسان العرب) کو (جس کو (صفحہ ۵) میں ترجمہ عربی لغات سے اعلیٰ وافضل مانا ہے) یہاں
پر کھول کر دیکھ لیا؟ علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں ”وَإِنَّمَا لَعَلَّمُ الْإِنسَانَ كَلَمًا“ وہی قرءہ
اکثر قرءہ۔۔۔ معنی لظہور عیسیٰ و مردہ بی ارض علامۃ ندل علی قنرب
السعہ“ (لسان العرب (۳۱۴/۱۵) (۲)۔ اسی سے آپ کے تینوں نمبروں کا جواب ہو گیا
تیسرے نمبر میں آپ نے ”انہ“ کی ضمیر میں اختلاف بتایا ہے۔ ((لسان العرب)) سے
فیصد ہو گیا کہ ضمیر عیسیٰ کی طرف راجع ہے، پہلے نمبر کا جواب بھی ہو گیا کہ علم کے معنی علامت
(نشان) ہیں دوسرے نمبر کا فیصد بھی ہو گیا کہ ساعت سے مراد قیامت ہے کیوں کہ حضرت
عیسیٰ کا نزول قرب قیامت ہی ہوگا۔ فرمائیے اس ”اعلیٰ وافضل“ لغت کی کتاب کا فیصلہ آپ

(۱) (۱) طبع ہائی میں ہے۔ (۲) ص ۱۰۷ سے شہدہ مراد اضافہ کیا ہے۔ (۲) لڑ عرب ۶۱۔

(۳) بھیس ((لسان العرب)) (۲/۳۱۹)۔

کو منظور ہے تا^{۱۰} ”یٹھ پیٹھ پپ اور کڑوا کڑوا تھو“۔ علم سے نشان مراد ہونے کی وجہ بھی سن بیجے مام رازی فرماتے ہیں ”سمعی بشرطہ امداد عسی الشیء علیما حصو۔ العلم بہ“ (تفسیر کبیر ج ۷) (۱)، چوں کہ نشان مقصود پر دلالت کرتا ہے اور اس سے اس کا علم حاصل ہوتا ہے اس لیے اس کو بھی علم بولتے ہیں۔ دوسرے نمبر میں ”ساعت“ کے معنی پر جو کلام کیا ہے یہ اس لیے کہ آپ دو گوں کو قیامت پر یقین نہیں ہے ورنہ اتنی جرأت و جسارت چہ معنی دار؟ آپ کو اختیار ہے کہ قرآن مجید میں جہاں جہاں ساعت سے قیامت مردلی گئی ہے آپ اسے ”قوم کی تہی“ کے معنی میں لے لیں، کوئی آپ کا یہ بگاڑے گا۔ اصل یہ ہے کہ جب ایمان کمزور ہو جاتا ہے تو فاسد العقیدہ طبائع ایسے ہی حیلے اور بہانے پیدا کرتی ہیں۔ ورنہ جب ذات سرور کائنات علیہ التحیات کا وجود علامات قیامت سے ہے تو شق اقرار کا اچاز کیوں نہ نشانات قیامت سے ہوگا^{۱۱} اسی لیے شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب نے اقتربت الساعۃ کا ترجمہ ”نزدیک آمد قیامت“ اور ”نزدیک آنی قیامت“ کیا ہے۔ آپ قیامت سے بڑے نکار کیا کریں آپ کا انکار مانع قیامت نہیں ہے بلکہ وہ زینت آپ کے مرز صاحب نے آیت مذکورہ {انہ لعنم للساعۃ} کی تفسیر میں لکھا ہے ”یکون بہ ہمہ عسی وجود عبانہ“ (حماتہ اشرفی (ص ۹۰)) (۲)۔ مرزا صاحب نے خود ساعت کے معنی قیامت کے کیے ہیں۔

تیسرے نمبر میں کہتے ہیں ”(۱) کی ضمیر میں مصرین نے اختلاف کیا ہے“ (ص ۱۰)۔ کوئی وجود باری یا نبوت غیبی ﷺ میں اختلاف کر بیٹھے تو آپ ان دونوں چیزوں کا بھی انکار کریں گے^{۱۲} اسی حضرت! جب (۲) سے پہلے اور پیچھے صریح الفاظ میں حضرت عیسیٰ کا وجود ہے چنانچہ ملاحظہ ہو ﴿وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا﴾ (الی قولہ) ﴿وَلَمَّا

(۲) (روحانی خزائن) (۳۱۶/۱)

(۱) تفسیر ج ۷ (۶۳/۲)

جاء عیسیٰ بالنبیات ﴿الآیہ (۱)﴾ تو سوائے حضرت عیسیٰ کے تفسیر کا کوئی دوسرا مرجع مراد میں ضعیف و بعید ہوگا۔ قائل غلط وہ اختلاف ہوتا ہے جو ناشی از دلیل ہو، بلا دلیل اختلاف در حقیقت اختلاف ہی نہیں ہے۔ خاص کر ایسی حالت میں جب کہ سابقہ اھادیس عیسائی موجود ہے۔ اسی لیے مرزا صاحب کے دست راست مولوی سید احسن صاحب امر وی قادیانی آنجنابی نے اپنی کتاب ((احیاء الناس)) میں صاف صاف لکھ دیا ہے کہ "تفسیر از طرف قرآن مجید یا آنحضرت کے راجع نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہے" (۶/۵۲)۔ چوتھے نمبر میں مجدد صاحب نے یوں گل افشانی فرمائی ہے کہ "عیسیٰ کے قیامت کی نشانی ہونے سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں؟" (ص ۱۰)۔

سنیے جناب! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ (جن کے بارے میں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ابن عباس کے حق میں علم قرآن کی دعا مستجاب ہو چکی ہے)، ((ازارہ)) (ص ۳۶۴) (۲) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں "ما أدري عنه الناس بسفير هذه الآية، ثم سمعوا بطريقه" (وہ عنہ ساعۃ) ابن عباس عیسیٰ بن مریمہ "تفسیر ابن جریر (۳۹/۲۵)، مسند احمد (ج ۱، ۳۱۷، ۳۱۸) (۲)۔ محدث ابن جریر (جن کو مرزا صاحب نے معتبر سند حدیث سے مانا ہے)، ((چشمہ)) (ص ۲۵۰) (۴) اپنی سند سے حضرت ابن عباس سے ناقل ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ "میں نہیں جانتا کہ لوگوں کو اس آیت کی صحیح تفسیر معلوم بھی ہے یا نہیں؟" "علم الساعۃ" سے مراد حضرت عیسیٰ کا نزول ہے "اور نزول مستلزم صعود ہے ورنہ مانع نقل نزول میں حیات بھی ضروری ہے، اسی لیے آیت مذکورہ مثبت صعود

(۱) الزخرف، ۵۷-۶۳۔ (۲) ((روحانی خزائن)) (۳۳/۳)۔

(۳) تفسیر ابن جریر (۶۳/۲۵)، مسند احمد (۸۵، ۸۶)، حدیث ۲۹۱۸، یہ سہ حسن ہے۔

(۴) ((روحانی خزائن)) (۳۳/۳۹)۔

(رفع) ومیت حیات ومیت نزول سب کچھ ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذلک۔

مجاہد صاحب نے آگے پھر ایک انوکھی بات کہہ دی ہے کہ ”قیامت میں لوگوں کی دوبارہ پیدائش بغیر ظہری سامان کے ہوگی“ (ص ۱۰)۔ یہ بالکل غلط ہے حدیث متفق علیہ میں یہ ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں »برہ من السماء ماء فیبتون کما یبت بطن، ومن عجب الذنب یرکب صحفی یوم النمامۃ« اَوَمَا قُل (مشکاۃ) (۱) یعنی اللہ بارش برساتے گا اس سے لوگ سگ پات کی طرح اٹھیں گے اور یزید کی بذی سے ترکیب بدن ہوگی۔ یعنی قیامت میں لوگوں کی دوبارہ پیدائش اسباب سے ہوگی، درحضرت عیسیٰ کی پیدائش بغیر اسباب کے ہوئی تھی جیسا کہ مجاہد صاحب کو بھی مسلم ہے فانی التثبیہ واین التقریب؟ جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی پاپوش میں لگا دی کرن۔ قیامت کی جواب دلیل نمبر (۵)۔

فہرست کی چوتھی دلیل (۲) کو مجاہد صاحب سنہ پانچویں بنا دیا ہے اور ہر امت کے ترجمہ کو اپ غلطی فرمائے جاتے ہیں چنانچہ پہلے نمبر میں لکھتے ہیں ”کف فعل اس امر کو ضروری نہیں قرار دیتا کہ یہودی پاس ہی نہ پھٹکے ہوں“ (ص ۱۱)۔

ہاں صاحب یہودی پاس ہی نہ پھٹک سکے تھے۔ بدو دلیل، اوس یہ کہ آیت ”وہذ کففت ہنی اسرائیل“ (۳) میں کف کا مفعول بنی اسرائیل کو بتایا ہے نہ کہ ضمیر مخاطب کو۔ یعنی میں نے دور ہٹائے رکھا بنی اسرائیل (یہود) کو تجھ سے۔ یہ نہیں فرمایا ”کففت عن ہنی اسرائیل“ (ہٹا دیا تجھ کو بنی اسرائیل سے) ”کیوں کہ ضرر پہنچانے کا ارادہ یہودیوں کا تھا“

(۱) صحیح بخاری باب التثبیہ ص ۱۰۷، حدیث ۴۳۵۵ صحیح مسلم کتاب الخس، شرط السانۃ

ص ۱۰۷، صحیح بخاری حدیث ۲۹۵۵۔

(۲) طبع ثانی میں دلیل (۷) سے لے کر آٹھ کے درمیان اضافہ کیا ہے (۲) اضافہ ۱۱۰

ہیں انھیں کوہٹائے رکھنے کا ذکر مناسب ہے۔

(۲) دوم یہ کہ کف کا صلہ عن ذکر کیا ہے جو بعد (دوری) کے لیے آتا ہے۔ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے: **لَضَرْبِ عَنِ السَّوءِ وَالْفَحْشَاءِ** (ہم یوسف سے برائی اور بے حیائی کو دور بنائیں، یہ نہیں فرمایا: **نَهَرْدُ عَنْ السَّوءِ**، الخ، (یوسف کو برائی سے ہٹا دیں) یہ اگر ہوتا تو شبہ ہوتا کہ یوسف کے دس میں برائی (قصداً) آگئی تھی جیسا کہ مجاہد صاحب نے (صفحہ ۱۹) کے نمبر (۳) میں نقل کیا ہے۔ بلکہ اللہ نے برائی اور ہڈی کے ارادہ کو ہی دور دور رکھا، یوسف تک پہنچے ہی نہیں دیا۔ اسی طرح اللہ نے یہود سے بہبود کو حضرت مسیح سے دور دور رکھا، ان کو حضرت عیسیٰ کے پاس پہنچنے بھی نہ دیا۔ پھر وہ کس طرح آپ کو صلیب پر پہنچ سکتے ہیں؟ در کیسے کوئی اذیت پہنچا سکتے ہیں؟ یہی مطلب آیت **اِنَّ عِمْرَانَ مِمَّنْ مَّنْطَهَرَكِ مِنَ الدِّينِ كَهَرُوا** (کافروں یعنی یہودیوں سے تجھ کو پاک رکھنے والا ہوں) کا بھی ہے، اس میں بھی تطہیر سے مراد یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ یہودیوں کے مکر سے پاک رہیں گے۔ گویا ایک آیت دوسری کی تفسیر ہے۔ والحمد للہ۔

مجاہد صاحب آگے یوں گل افشانی فرماتے ہیں: **”کف فعل ان کی شرارت کے نتیجہ کو پور نہ ہونا ظاہر کرتا ہے، یعنی انھوں نے پورا زور لگایا اور اپنی طرف سے جو کرنا تھا کر یا مگر نتیجہ کے اعتبار سے وہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہوئے“** (ص ۱۱)، پھر نمبر (۲) میں خود ہی اپنے اس بیان کی تردید بھی کر دیتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں: **”جب شروع شروع (تکرات کیوں شروع کر دی) میں حضرت عیسیٰ ان کے پاس دعویٰ لے کر آئے تو خدا تعالیٰ نے ان کے فوری جوش کو روک دیا“** (ص ۱۲) یہود کا جوش جب ابتدا میں ہی روک دیا گیا تو پھر یہود نے **”شرارت“**

کیوں کی؟ اور کس طور سے اپنی طرف سے جو کرنا تھا کر لیا؟ ان کا جوش تو خدا نے روک دیا تھا، پھر نتیجہ کی ناکامی کیسی؟ اس پر طرفہ یہ کہ آگے یہ بھی لکھتے ہیں کہ ”یہ کہاں ثابت ہوا کہ جب تک ان کا وجود رہا وہ بالکل محفوظ ہی رہے“ (ص ۱۴)۔ حاد کا کہ اوپر یہ بھی لکھ آئے ہیں کہ یہودیوں کا مقصد۔۔۔ سولی پر چڑھا کر رہنا مقصود تھا ”جس میں وہ کامیاب نہ ہوئے“ (ص ۱۱)۔ اور بقول یہود حضرت عیسیٰ کا وجود اس دنیا میں اس کے صلیب پر چڑھائے جانے کے وقت تک تھا۔ تو مجاہد صاحب کی ہی مختلف تحریروں سے ثابت ہو گیا کہ ”جب تک حضرت عیسیٰ کا وجود رہا وہ بالکل محفوظ رہے“ کیوں کہ ایک تو ”شروع شروع“ کا وقت ہے جس وقت دشمنوں کو ”فوری جوش“ پیدا ہو۔ یہ بتا دیا ہوئی پھر یہودیوں کی ”شرارت“ اور اس کا ”پورا زور لگانا“ اور ”اپنی طرف سے جو کرنا تھا کر لینا“ پھر ”نتیجہ کی ناکامی اور پورا نہ ہونا“ یہ انتہا ہوئی۔ اس ابتدا اور انتہا کے مابین ”وجود مسیح کا محفوظ رہنا“ خود مجاہد صاحب کی ہی عبارتوں سے ظاہر ہو رہا ہے لیکن خود مجاہد صاحب کو پتہ نہیں کہ وہ کیا لکھ رہے ہیں؟ طرفہ یہ کہ مجاہد صاحب کو قتل یحییٰ علیہ السلام سے بھی انکار ہے، اسے مسلمانوں (مفسروں) کا قول قرار دیتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ ”بقول مسلمانوں کے یحییٰ بھی یہودیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے تو ان کے قتل کا دعویٰ بھی یہودی کرتے الخ“ (ص ۱۱)۔

یہودی دعویٰ کریں یا نہ کریں، ہماری اور آپ کی مسلم کتاب قرآن مجید میں تو موجود ہے۔ ﴿يَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ﴾ (۱)، ﴿يَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ﴾ (۲)، ﴿فَرِيقًا يَقْتُلُونَ﴾ (۳)، پہلی آیت میں قوم موسیٰ کا ذکر ہے، دوسری میں اہل کتاب کا، تیسری میں بنی اسرائیل کی صراحت ہے، پس قرآن مجید سے ثابت ہے کہ یہود سے قتل انبیاء سرزد ہوا۔ نیز جرم قتل انبیاء سوائے قوم

یہود کے اور کسی امت سے ثابت نہیں اگرچہ ہر امت نے اپنے پیغمبر کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ پس آپ ہی فرمائیں کہ وہ کون سے انبیاء ہیں جنہوں نے یہود کے ہاتھ سے جام شہادت نوش کیا ہے۔ اگر آپ مفسرین کی سیس مانتے ہیں یہ خوب کہی کہ ”یہی کو بھی خدا تعالیٰ محفوظ رکھتا“۔ یہ سول تو خدا پر ہے، میری سنیے تو عرض کروں کہ قرآن مجید میں تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے (رسووں کی قسمیں) کہ خدا کے پیغمبر تین طرح پر بھیجے گئے ہیں (۱) اول وہ جو صاحب شریعت ہیں اور وہ پانچ ہیں نوح، برائیم، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد علیہم السلام جن کا ذکر سورہ احزاب و سورہ شوریٰ میں ہے۔

(۲) دوم وہ جو صاحب شریعت تو نہ تھے البتہ صاحب معجزات اور اپنی قوم کی طرف مستقل رسوں تھے جیسے یہود، صالح، شعیب، لوط، (۳) سوم وہ جماعت ہے جو حکمت و نبوت دی گئی لیکن اتباع تورات کی، مورقی، ہاشم، حکم، بھا، البیوں، یہ انبیاء و امین موسیٰ و عیسیٰ ہیں جن میں یہی علیہ السلام و ذکر کیا علیہ السلام بھی ہیں۔ قسم اول و دوم کے پیغمبروں کے برخلاف دشمن اپنی تدبیروں میں ناکام رہتے ہیں کیوں کہ ان کا قتل شریعت و رسالت میں شبہ ڈالتا ہے، بخلاف تیسری جماعت کہ ان کا قتل کتاب و شریعت میں خلل انداز نہیں ہوتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہی علیہ السلام کو جام شہادت پی بنے دیا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام چون کہ صاحب شرع رسول ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو ان کے پاس بھی پھٹکنے نہ دیا۔ اور چون کہ یہود دعوائے قتل مسیح جزم و مفارقت سے کرتے تھے اور کہتے تھے: ﴿إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ﴾ یعنی یقیناً ہم نے مسیح کو قتل کر دیا۔ یہود کے زعم میں قتل محل خاص میں واقع ہو، اسی لیے مغفول المسیح کو موصوف ذکر کیا اور عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ اس کی صفت۔ پس اللہ نے ان کے فخر و رلاف زنی کی تردید و تکذیب ﴿وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ﴾ سے کی اور ان کے جزم کا باطل ﴿وَمَا

قَتْلُوْهُ بِقِيَمٰتٍ سے فرمایا۔ اور حقیقت امر کو ﴿وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ﴾ اور ﴿يَزِيلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾ سے کھوس دیا۔ لہذا محبہ صاحب کا یہ لکھنا کہ ”دونوں کے قتل کرنے کی نوعیت میں فرق تھا“ (ص ۱) محض مبہل اور بچہ جبات ہے۔ یہودی ایسے ہی قول کی وجہ سے معون قرار پائے اور آج جو مسیح کا صلیب پر چڑھایا جانا، اس کا بھی یہی حکم ہے۔

تاریخی امور میں قیاس:

محبہ صاحب امر واقع شدہ میں بھی قیاس کو دخل دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ”قرم نبیوں کو تکلیفیں پہنچیں سخت سے سخت مصائب کا سامنا ہوا حتیٰ کہ حبیب خدا ﷺ پر بھی کئی دفعہ جان جو کھوں کے معائنے اور خدا نے نہرو کا ٹھیس کے۔۔۔ پاس یہودیوں کا پھٹکنا بھی گورا نہ ہوا“ (ص ۲۱)۔

جی حضرت! وقائع اور امور تاریخیہ میں قیاس کو بالکل دخل نہیں ہوتا اس لیے کہ وقوع حوادث کی صورت و حد نہیں ہوا کرتی، کہ تمام انبیاء کے واقعات کو ہم رنگ سمجھ لیا جائے، اس لیے کہ صورت نجات ایک ہی طریق میں منحصر نہیں ہے۔ حدود ازیں دین اسلام کا ہی ہے قیاس نہیں ہے، جو جس طرح قرآن و حدیث میں وارد ہے، اسے اسی طرح ماننا اسلام ہے، نہ کہ اس میں اپنے قیاسات خفیہ کو دخل دینا۔ قرآن مجید میں چوں کہ حضرت ابراہیم کا آگ میں ڈال جانا درپھر سلامت رہنا مذکور ہے، حضرت موسیٰ کے لیے بحر قلزم میں رستہ بن جانا (جس کو آپ نے (ص ۱۱) میں پایاب ہو جانا غلط لکھا ہے) قرآن حکیم ہی بیان کرتا ہے، آنحضرت ﷺ کا مارٹور میں امن پانا قرآن کریم ہی بتاتا ہے اس لیے ان واقعات کو ہم ہی طرح مانتے ہیں اور چوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب پر نہ چڑھایا جانا، اور یہودیوں کا آپ تک نہ پھٹکنا قرآن پاک میں صاف صاف آیا ہے، اس لیے اس کا ہم اسی طرح یقین رکھتے ہیں۔

اپنے قیاس سے کچھ نہیں کہتے۔ اور نہ واقعات میں قیاس کا دخل ہوتا ہے۔
کف قوم و کف ید

مجاہد صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ یہی فعل کف مسلمانوں کے حق میں بھی ستموں
ہوا ہے۔۔۔ ﴿فَعَجَلَ لَكُمْ هَذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ﴾ (۱) کیا مخالف لوگ
مسلمانوں کے پاس بھی نہ پھٹکے تھے؟ (ص ۱۱)۔

مجاہد صاحب نے غور نہ کیا یہاں کف فعل کا مفعول ایدی (ہاتھ) ہے ورنہ یہاں
فیہا میں کف سے کف کا مفعول قوم بنی اسرائیل ہے۔ صلہ دونوں جہوں میں عن آیا ہے۔ پس کف
بنی اسرائیل عن مسیح تو یہ ہوا کہ قوم یہود حضرت مسیح کے پاس نہ پھٹکے دور دور ہے۔ اور کف
ایدی عن المسلمین یہ ہے کہ لڑائی نہ ہو، قیاس دور رہے خواہ مخالف پاس بھی آجائیں۔ جس کو
سورہ مائدہ میں یوں فرمایا ہے ﴿بُذِّهِمْ قَوْمٌ أَنْ يَنْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ
عَنْكُمْ﴾ یعنی یہود بنی النضیر نے مسلمانوں پر دست درازی کرنی چاہی۔ اللہ نے ان کے ہاتھ
کو دور رکھا یعنی قتل نہ ہونے دیا۔ یہود مسلمانوں کو قتل نہ کر سکے۔ کف ید کی تفسیر قرآن خود یوں
کرتا ہے ﴿يَكْفُ يَأْسَ الدِّينِ كَفَرُوا﴾ (۲) یعنی کافروں کی جنگ کو خدا روک دے۔
جنگ وقت پاس نہ پھٹکے۔ پس کف قوم و کف ید میں دقیق فرق ہے گویا دونوں کا (شرائع
سے محفوظ رہنا) واحد ہے فافہم۔

نتیجہ:

مجاہد صاحب آخر میں لکھتے ہیں "اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ بے تک آسمان
پر جس جسم کے ساتھ زندہ موجود ہیں" (ص ۱۲)۔

جب اس تہمت سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ یہود کے ہاتھ سے حضرت عیسیٰ صلیب پر نہیں چڑھائے گئے کیوں کہ وہ آپ کے پاس بھی نہ پہنچ سکے، تو مسیح علیہ السلام آخر کہاں گئے؟ اور کیا ہوئے؟ اس کو **بَلِّغْهُمُ الْاِلَهَ الْاِلَهَ** سے واضح فرمایا، جس سے ان کا اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمانوں پر جانا ثابت ہو گیا، کما بیعت مرارہ۔

مجاہد کا میدان سے فرار:

حیات مسیح کے دلائل میں فہرست میں (۱۳) عدد آیات قرآنیہ پیش کی گئی تھیں، جن میں سے صرف چھ آیتوں کے متعلق مجاہد صاحب نے اپنا قلمی جہاد جیسا بھی ہو۔ کا اپنی جماعت میں راج رکھنے کو پیش کیا۔ باقی آٹھ آیتوں کی بابت اعداد بڑھانے کا بہانہ کر کے میدان چھوڑ کر بھاگ گئے سچ ہے ”امرا یقیس علی نفسہ“۔ جس طرح خود اعداد بڑھا کر لکھ دیا ”بجواب ٹریکٹ ہائے ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵

بہان کرتا ہے ساقی کہ نہیں ہے شیشہ میں مئے کا قطرہ
خدا نے چاہا تو دیکھ لینا تیرا سبب بھی نہیں رے کا

بحث احادیث

جواب دلیل نمبر (۶):

فہرست میں یہ دلیل ۵، (۱) ہے، مجاہد صاحب اس کو ”چھٹی دلیل“ لکھتے ہیں۔
حدیث ”بسم فیکم ابن مریمہ“ (۲) پر بحث کرتے ہوئے کس سادگی سے فرماتے ہیں

(طبع ہائی میں ۶ سے)۔ موافقہ اثبات و تصدیق حاصل ہے۔

(۲) صحیح بخاری کتاب حدیث الرجال، باب فی من مرکب علیہ اسلام، حدیث ۳۳۸۸، صحیح مسلم کتاب الایمان،

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”نزول کا لفظ آسمان سے اترنے کو ثابت نہیں کرتا“ (ص ۱۳)۔ پھر تو قرآن مجید کی بابت بھی جس کے لیے نزول و ازل آیا ہے منزل من السماء ہونے کا نکار کر دیجیے۔ کیوں کہ تریہ وغیرہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ”نزول کا لفظ آسمان سے اترنے کو ثابت نہیں کرتا“ مگر جو انکم فہو جو بنا۔ کتب غت میں نزول کے معنی ”محض من عنونی سفل“ (۱) پر سے نیچے کو اترنا (صاف صاف مرقوم ہیں جیسا کہ ہم ((جواب دعوت)) کے (صفحہ ۱۲، ۱۳) (۱) میں مع حوالہ لکھ چکے ہیں۔ اور اسی رسالہ کے (صفحہ ۹) میں حضرت عیسیٰ کا رفع بالبدن مدخول الیٰ یعنی سہا کی طرف ہم ثابت کر چکے ہیں، پس نزول بھی ان کا سہا (آسمان) ہی سے ہوگا۔ جیسا کہ نص حدیث اور تصریحات ائمہ سلف و خلف سے صاف ثابت ہے وراہی رسالہ میں بیان ہو چکا ہے۔

مجدد صاحب نے آیت (۱) ﴿أَنزَلْنَا عَلَيْكَ لِبَاسًا﴾ (۲)، (۲) ﴿وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ﴾ (۳)، (۳) ﴿أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا﴾ ﴿رُسُلًا﴾ (۴)، (۴) ﴿وَأَنزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ﴾ (۵)، (۵) ﴿وَمَا أَنزَلْنَاهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ﴾ (۶) تحریر کی ہے۔

((نزول لباس کا جواب ٹریکٹ ((جواب دعوت)) کے (صفحہ ۱۷) پر اور (۲) انزال حدید کا جواب (صفحہ ۱۵ و ۱۶) پر اور (۳) انزال رسول کا جواب (صفحہ ۱۳ و ۱۴) پر ہم بطور سے اے چکے ہیں حاجت مادہ نہیں ہے۔ (۴) نزول انبیاء کا جواب اسی ٹریکٹ کے (صفحہ ۱۳) پر اور (۵) انزال رزق کا جواب (صفحہ ۱۷) پر ملاحظہ کر لیں۔ کہ ان آیات میں مسبب بول کر مسبب مر دلیا گیا ہے۔ کیوں کہ بعض آیات میں محض نزول کا ہی ذکر نہیں ہے بلکہ آسمان کا لفظ بھی موجود ہے ﴿مِّن مَّيْزُوقُكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ﴾ (۷)، ﴿أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ﴾

(۱) اس مجموعہ کا صفحہ ۲۳۰، ۲۳۳، نہیں۔
(۲) (۲) ص ۱۱، ۱۲
(۳) (۳) ص ۱۰، ۱۱
(۴) (۴) ص ۱۲، ۱۳
(۵) (۵) ص ۱۱، ۱۲
(۶) (۶) ص ۱۲، ۱۳
(۷) (۷) ص ۱۱، ۱۲

میں رَزَقِ ﴿۱﴾، ﴿وَهُنَّ السَّمَاءُ رَزَقُكُمْ﴾ (۲) ”بہذا تمام آیات مسبب کے سبب کو آسمان سے ہی اترنا ثابت کرتی ہیں وہو المراء۔

مجاہد صاحب کا ایک عجیب و غریب ملاحظہ ہو لکھتے ہیں کہ ”احادیث میں نزول (اترنے) لفظ دجال کے لیے بھی آیا ہے لہذا ماننا پڑے گا کہ دجال بھی زندہ ہے۔ ارغ“ (ص ۴)۔

ہاں صاحب دجال بھی زندہ ہے۔ حدیث تمہید داری ((صحیح مسلم)) میں ملاحظہ ہو اور سینے شیطان بھی زندہ ہے اور وہ بھی جنت سے اتر آیا تھا۔ پس دجال کے لیے اگر لفظ ”میسر بعض مسیح“ (صحیح بخاری ص ۶۹۰، ۷، (۳)، دنی ((صحیح مسلم)) (۴) ”میسر۔

بالسبحة“ (ص ۴۵۵، ۶) ”و“ ”میسر دبر احد“ (ص ۴۴۴، ۵)۔ حدیث میں آیا ہے تو آپ کو کیوں قراقر (۶) ہو گیا؟ حدیث تہمتی میں اس کی سواری کا بھی تذکرہ موجود ہے جس اسی ہریرہ، عن اسی ”قد“ ”بحرح ندحا۔ عنی حمار... ارغ“ (مشکاۃ ص ۴۶۹)

(۷) یعنی دجال گدھے کی سواری پر چلے گا۔ اور اسی سواری سے وہ اترے گا۔ کیوں کہ نزول کے معنی ہی ہیں اوپر سے نیچے اترنا کافر، اسی معنی میں معلقہ امر، القیس کا شعر ”عمارت

(۱) الجا۱ ص ۵۔ (۲) آیات ۲۲۔

(۳) صحیح بخاری کتاب الفتن، باب ”فی مثل الدجال“ حدیث ۷۱۳۲۔

(۴) کتاب الفتن، باب ”قصۃ یحییٰ“ حدیث ۲۹۲۳۔

(۵) صحیح مسلم کتاب ”باب من یدخل الدار من دغول الاخوان“ والد جال الدیاء، حدیث ۱۲۸۰۔

(۶) قرقرہ کی جمع ہے جس کا معنی پیٹ بولنا، پیٹ میں گھرنا، ص ۵۷۰۔

(۷) خلیفہ تہجدی نے ((مشکاۃ)) (۱۵۸۴) حدیث ۵۲۹۳ میں اس نقل سے بعد کہا ہے کہ ”وہ اچھی ٹی کی کتاب ((ابن ابی شوار)) پر جس اپنی بحث نہ صرف یہ حدیث کا، بلکہ اس کی ذور و تاب میں نقل کی، ولت یہ حدیث ماہر بن لی شیر ((مختلف)) (۳۵۸۲)، حدیث ۴۰۳۲۵ میں اپنی سند سے لائے ہیں اور یہ مدح ہے، اور جس حدیث کی طرف یہاں اشارہ ہوا ہے یہاں بحث مابین احمد و ابو داؤد سے محدثین سے اس سوا کو صعب چہ قررہ ہے۔ ویکس ((مسلکۃ احادیث المصنف)) (۳۳۹-۳۳۸)۔

بعیری یا مرء القیس فائرس“ ((جواب دعوت)) کے (صفحہ ۱۲) پر پہلے ہی لکھا جا چکا ہے، جس میں پشتِ شتر سے زمین پر اترنا مذکور ہے، اسی طرح پشتِ خر سے دجال بھی سہاگ (ارضِ مدینہ) پر اترے گا اور ((صحیح مسلم)) (۱) میں بھی ”ینزل“ کے ”سنہی“ ہی بعض اسامح“ (ج ۲۲/۳۰) وارد ہے (۲)۔ افسوس آپ کی عقل و فرد پر۔

الہی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے دے آدمی کو موت پر یہ بدادانہ دے
جواب دلیل نمبر (۷)۔

ہماری فہرست میں یہ دلیل ۱۸ (۳) تھی، مگر بد صاحب نے اسے ”ساتویں دلیل“ بنادیا۔ ”لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنا اسی کو کہتے ہیں“ (ص ۱۳)، پھر مگر بد صاحب کو ”خدا کا غضب“ یاد نہ آیا کہ رسول پاک ﷺ کی فرمودہ حدیث سے انکار کر بیٹھے اور اپنے جبر مغولِ متنبی کی سنت پر عمل کیا کہ ”حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں“ (عجازِ حمدی (ص ۳۰))، (۴) ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (۵) اس بے باکی اور دھناتی سے کہتے ہیں ”من السماء“ کے الفاظ رسول پاک ﷺ کے فرمائے ہوئے جبر نہیں ہیں (۶) کسی مولوی صاحب نے یا کسی کاتب نے من السماء کا غلط سننے پاس سے لکھ دیا ہے“ (ص ۱۵، ۱۳)، ﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ﴾۔

جو چیز آپ کے مطلب کی ہو اس کو تو آپ لوگ آنحضرت ﷺ کی طرف منساب

(۱) کتاب القن و شرائط الصلاة باب فی صفة الدجال، ترجمہ امینیۃ حیدر، قدس المومن و احیاء حدیث ۲۹۳۸۔

(۲) یہ عبارت مگر رحمہ اللہ ہے اٹھائے مگر بعد اصاحد یا ہے۔

(۳) اب سرعہ سے طبع ہیں، مگر رحمہ اللہ ہے اٹھائے مگر بعد اصاحد یا ہے۔

(۴) ((دعائی خزائن)) (۱۴/۱۳)۔ (۵) الطور ۲۳۔

کردیں اور جان بوجھ کر حضرت پر جھوٹ و افترا کریں جس طرح جناب مرزا صاحب نے ((چشمہ معرفت)) (۱) میں لکھ دیا ہے کہ ”جو نشانیاں زمانہ مہدی معبود کی ”حضرت مصلیٰ اللہ علیہ نے مقرر کی تھیں اس کے زمانہ میں کسوف خسوف رمضان میں ہوتا“ (ص ۳۱۴) رہتا ”حضرت مصلیٰ اللہ علیہ نے کہاں فرمایا ہے؟ کہ مہدی کے زمانہ میں رمضان میں کسوف و خسوف ہوگا؟ کیا یہ قوس رسول مصلیٰ اللہ علیہ ہے؟ اسی طرح مرزا صاحب نے ((ضمیمہ انجیل مآلہم)) (۲) میں لکھا ہے۔

والسبی: ”یخرج ”مہدی“ من قریہ یقال لها کدعہ“ (ص ۴۱)۔

بتاؤ آنحضرت مصلیٰ اللہ علیہ نے کہاں فرمایا ہے کہ مہدی کدعہ گاؤں سے خروج کرے گا؟ کیا یہ فرمان رسول ہے؟ کیا یہ روایت جھوٹی اور موضوع نہیں ہے؟ کیا اس کا راوی عبد الوہاب بن ضحاک کذب نہیں ہے؟ (میزان) (۳)۔

یہ صاحب! کیا آپ نے خود بھی ایک جھوٹی روایت رسول پاک کی طرف پہنچے ہی ٹریکٹ کے صفحہ (۲) میں منسوب نہیں کر دی ہے کہ ”جو قرآن کے مطابق ہو وہ صحیح سمجھنا“ آپ لوگ دیدہ و دانستہ جھوٹی حدیثیں رسول پاک کا نام لے کر بیان کریں اور خدا کے غضب سے مطلق نہ ڈریں۔ اور ہم جب سچی حدیث جسے کسی محدث نے ضعیف تک بھی نہیں کہا ہو پیش کریں تو اس سے انکار کر جائیں اور اسے افترا نیز ”مواوی“ یا ”کاتب“ کا بڑھایا ہوا بتائیں؟ اللہ سے ڈرو۔ ایسے منکم برجل رشید۔

قریب ہے یارہ روز محشر چھپے گاشتوں کا خون کیوں کر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آتشیں کا

(۲) ((روحانی خزائن)) (۳۲۵)۔

(۱) ((روحانی خزائن)) (۳۲۹/۲۳)۔

(۳) اجرس، التحدیث (۷۶)، المیزان، المجلد ۱۰، ص ۶۹۳۔

مجبوراً صاحب نے آٹے تمسخر کیا ہے لکھتے ہیں "جیسے۔۔۔ کسی کاتب نے۔۔۔ لفظ
"کو۔۔۔ خریشی لکھ دیا تھا" (ص ۱۵۰)۔

اتنا اضافہ اور کر لیجیے، جیسے کسی نے ریل گاڑی کو خریش بنا دیا تھا، جیسے کسی نے کدو کو
قادیان کا مخفف کہہ دیا تھا (حاشیہ کتاب البریہ (ص ۲۲۶)) (۱)، جس طرح کسی مصنف
نے الفاظ حدیث "بخرج فی الحرام ما رجا۔" کو (وجال) اور "حمود بصاد من
النس" (مشکاۃ باب ریاء) (۲) کو (من الدین) لکھ دیا تھا (تفہیم و ترویج (ص ۴۰)) (۳)،
اور جس طور سے کسی "مراقی" نے "یت قرآنی" ﴿قُلْ مَا يَكُونُ لِيْ اَنْ اُبَدِّلَهُ﴾ (۴) کو "م
بفہم" سے بدل دیا تھا (براین (۲۸۲/۲)) اور خود ہی بد صاحب نے "یت سورہ روم
﴿لَهُمْ عَافِيٰتٌ﴾ (۵) کو (غافلون) سے اصلاح کی تھی (اشتبہ رمی بد بجوابات سوات
موسوی محمد ابراہیم صاحب)۔ اور دوسرے مرزائیوں نے مصرعہ پہنچ کر بعض مطبع میں تصحیح پراف
کے کام پر نوکری کی اور شرح فقہ کبریٰ طباعت کے وقت (۱۳۳۳ھ میں) مشہور حدیث "لو
کہ۔۔۔ موسیٰ حبا" میں بھی بے (موسیٰ) کے (مینی حیا) بنا دیا تھا۔ جس کو بھی بد صاحب نے کس
بھولے پن سے محمدی عام کے سرمنڈھا ہے چنانچہ لکھتے ہیں "کسی ہندوستانی موسوی صاحب
نے ہماری ضد میں۔۔۔ ((شرح فقہ اکبر)) میں جواب شائع ہوئی ہے۔۔۔ (موسیٰ) کے
بھی بے (موسیٰ) لکھ دیا ہے" (ص ۱۵)۔ حالانکہ شرح فقہ اکبر اب شائع نہیں ہوئی ہے۔
بلکہ مرزا صاحب کے دعوائے نبوت سے بہت خوشتر ہو کر میں طبع ہو کر شائع ہوئی تھی اس میں

(۱) (روحانی خزائن) (۲۶۱/۱۳)۔ (۲) (روحانی خزائن) (۲۲۵/۱۶)۔

(۳) اس زمینی جواب بعد باب حدیث ۱۳۴۰ اس حدیث کی تردید ہے۔ (صحیفہ سنن ترمذی)
شعبہ ۱۱۰ (ص ۲۵۱) حدیث ۳۳۱۔

حاما وسعه لا ساعی "وعد ب وجہ ذلث عد فوه بعاسی "وإذ أخذ اللہ" صح
 سی ((شرح الشفاء))۔ اس عبارت میں ملا علی قاری نے حدیث "لو کان" اٹخ لکھ کر حوالہ دیا
 ہے اپنی شرح شفاء کا۔ پس دیکھنا چاہیے کہ صاحب نے اپنی شرح شفاء میں آیت مذکورہ کے
 تحت میں یہ تحریر کیا ہے؟ صاحب کی شرح شفاء استنبول میں ۱۳۰۹ھ میں ((شرح فقہ کبر))
 مطبوع مصر سے بہت پہلے طبع ہوئی ہے۔ اس کی جداول کے فصل سابع میں آیت ﴿وَإِذْ أَخَذَ
 اللہ﴾ کے تحت میں لکھتے ہیں "وہ اشعار صحیحہ بقولہ حین رأى عمر رضي الله عنه انه
 بمصر في صحيفه من "نور" "لو كان موسى حيا لم وسعه لا ساعی"
 اور (۱۰۶/۱)۔ یہاں تو صاف صاف بجائے عیسیٰ کے موسیٰ موجود ہے، استنبول میں تو
 کوئی "ہندوستانی مولوی صاحب" موجود نہ تھے اور ۱۳۰۹ھ میں وہاں مرزا صاحب کا کسی کو پتہ
 بھی نہ تھا کہ ضد و مخالفت کا شبہ ہو۔ پس ملا علی قاری نے جس طرح ((شرح شفاء)) میں
 حدیث "لو ک۔ موسیٰ حیا" تحریر کی اسی طرح ((شرح فقہ کبر)) میں بھی تحریر کی۔ اور اسی
 صورت میں وہ حدیث دعوائے نزد مسیح کی دلیل ہو سکتی ہے۔ لہذا شرح فقہ کبر کے تمام ہندی
 نسخے صحیح ہیں اور مصری نسخہ غلط و مخرف و مبذل ہیں۔

آج دعویٰ ان کی یکتائی کا باطل ہو گیا۔ روبرو ان کے جو آئینہ مقابل ہو گیا
 محدثین کا طرز عمل:

یہ شبہ محض جہالت کا نتیجہ ہے کہ قدامت حدیث نے اس لفظ کو متن حدیث میں ذکر نہیں
 کیا جیسا کہ جب بد صاحب نے پیش کیا ہے کہ "امام بخاری رحمہ اللہ، امام مسلم رحمہ اللہ، امام احمد
 رحمہ اللہ، سیوطی نے حدیث نزول عیسیٰ میں من السماء کا لفظ درج نہیں کیا اس لیے یہ غلط ہے۔
 کل بڑھ دیا گیا ہے" (ص ۱۵)۔ جن لوگوں کو فن حدیث میں ادنیٰ مسکد بھی ہے ان سے

پوشیدہ نہیں کہ محدثین کی حالتیں اور غرضیں بیان حدیث کے وقت مختلف ہوتی ہیں، حالتوں کی بابت امام مسلم مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں "کتاب نہ نہ نارت بر مسوہ فیہ حدیث، و در بے بنصوبہ صہ۔ الخ" (مطبوعہ مصر (ص ۲۰)) (۱)۔ یعنی روایت حدیث کبھی حالت غیر نشاٹ میں ہوتے ہیں تو حدیث سے کچھ چھوڑ دیتے ہیں، کبھی نشاٹ میں ہوتے ہیں تو سب کچھ بیان کر دیتے ہیں۔ نیز فرماتے ہیں، "مدھبہ فی قبول ما ینفرد بہ محدث من الحدیث لیکو۔ حدیث انتہای من اعلیٰ العلم و احفظ فی بعض مارو و منع فی حدیث علمی الموافقہ بہ۔ و قد وجد کثرت۔ نہ راد بعد حدیث شین پس بعد اصحابہ صہ رہادہ" (مطبوعہ مصر (ص ۳)) (۲)۔ "اگر علمی مراد فی تحدیث الصحاح بہ، بقوم مقدمہ حدیث ناہ" (ص ۳) (۳)۔ یعنی کوئی محدث حدیث کے کسی لفظ مثلاً (من السماء) کے بیان کرنے میں متفرد ہے تو اس کی قبولیت کے بارے میں محدثین کا مذہب یہ ہے کہ اگر اس محدث کی مشرکت ثقہ حافظین کی بعض روایت (متن) میں ثابت ہو ورنہ دیگر روایت حدیث کی موافقت میں کوشش بھی کرتا ہو، پھر اگر اس کے بیان کردہ متن میں کوئی غلط زیادہ مذکور ہو (جیسے پہلی میں "من السماء" کی زیادتی) تو اس کی یہ زیادتی مقبول ہوگی۔ اس لیے کہ حدیث میں کوئی زائد معنی جس کی ضرورت بھی ہے وہ پوری حدیث کے قائم مقام ہوتا ہے۔ اس اصل کو یاد رکھو اور امثلہ ذیل ملاحظہ کرو۔

((صحیح بخاری)) (۴) میں حدیث مانعت رفع نظر "انسی سماء فی الصلاۃ" کی مطلق ہے (مصری ۹۲/۱)۔ ((صحیح مسلم)) (۵) میں "عند الدعاء" زیادہ ہے (مصری

(۱) مقدمہ صحیح مسلم (ص ۳۲)۔ (۲) ایضاً (ص ۶)۔ (۳) ایضاً (ص ۳)۔

(۴) کتاب الوضوء باب رفع الیمن فی الصلاۃ حدیث ۷۵۰

(۵) کتاب الصلاۃ باب انھی عن رفع الیمن فی الصلاۃ حدیث ۴۲۵۔

ج ۱۷۸)۔ یعنی نماز میں دعا کرنے کے وقت آسمان کی طرف نظر نہ اٹھاؤ۔ ((صحیح بخاری))
(۱) میں ہے «مخوف وہ اخصانہ اخصب عند اللہ تعالیٰ من ریح حسنت» (مصری ج ۲۱۳) ((صحیح مسلم)) (۲) میں «یومہ انقیامہ» زیادہ ہے (مصری ج ۱۷۸)۔ یعنی روزہ دار کے منہ کی بوقیامت کے روز اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ ہوگی۔

مجاہد صاحب کے اصوں سے "عبد اللہ" اور "یومہ انقیامہ" شاید امام مسلم نے یہ کسی "کاتب" نے یا "بندوستانی مولوی" نے بڑھایا ہوگا؟ کیوں ٹھیک ہے نا؟ اور سنئے۔
(صحیح مسلم) (۳) میں ہے «نہ وقع یدہ الیمی علی الیسری» (مصری ج ۱۵۸)۔ ((صحیح ابن خزیرہ)) (۴) میں "علی صدرہ" زیادہ ہے (یونان امراء) (۵)۔
روئی یک، سند ایک۔ اسی طرح کی سنکڑوں مثالیں کتب حدیث سے پیش کی جاسکتی ہیں۔ لیکن آج تک کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں ہوا کہ یہ "آنحضرت پر فتراہ" ہے، یا "کسی مولوی یا کاتب" نے بڑھادیا ہے، یا "کسی مہربانی کا نتیجہ ہے" یا "یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح بدل گیا" ہے۔ جیسا کہ مجاہد صاحب نے زیادت "من اسماء" پر اثر خالی فرمائی ہے۔ یہ سب فن حدیث واصوں سے جہالت اور بیگانگی کا نتیجہ اور باطل مذہب کی پاسداری اور تعصب کا کرشمہ ہے۔

نہیں معدوم تم کو ماجرائے دل کی کیفیت

سنائیں جسے جمیں ہم ایک دن یہ داستان پھر بھی

(۱) کتاب الصوم باب فصل الصوم، حدیث ۹۹۳۔

(۲) کتاب الصیام باب فصل الصیام، حدیث ۱۱۵۱۔

(۳) کتاب الصلوٰۃ باب فصل فی الصلوٰۃ علیٰ لیسن بعد تکبیر، حدیث ۴۹۱۔

(۴) کتاب الصلوٰۃ باب فصل فی الصلوٰۃ، حدیث ۵۷۴۔

(۵) (۲۷۲)، حدیث ۴۷۹۔

حدیث بیہقی

ہم نے فہرست میں حدیث "یرل من السماء" درج کی تھی اس میں یہ بیہقی کا نام یہ تھا نہ بیہقی میں "یزل" ہے لیکن "چور کی ڈاڑھی میں تنکا" مجاہد صاحب کو حدیث بیہقی کا یہی خبیر گذرا اور لکھ مارا ان الفاظ کو امام بیہقی کی کتاب ((أسماء والصفات)) سے چسپاں کیا جاتا ہے" (ص ۱۴)۔ "ما ت نہ مان میں تیرا مہمان" اسی کو کہتے ہیں۔

آگے تحریر فرماتے ہیں: "سیوطی نے۔۔۔ بیہقی کے حوالے سے اسی حدیث کو اپنی کتاب ((تفسیر درمنثور)) میں درج کیا۔ مگر "من السماء" کا لفظ نہیں لکھا (۲) اصل بیہقی میں نہیں ہے" (ص ۱۵)۔

سیوطی کا تامل اور زلت قدم مشہور ہے۔ ((تفسیر جلدین)) (۱) میں بحوالہ ((صحیح مسلم)) حدیث «دنا وما دنا لہ» بصیغہ امر نقل کر کے سعی کی فریضیت ثابت کرتے ہیں (مصری ص ۱۴) حوالہ ((صحیح مسلم)) (۲) میں اس طرح (بصیغہ امر) نہیں ہے۔ اسی طرح آیت کلام کے بارے میں سیوطی صاحب تحریر کرتے ہیں "رب فی حابر وقد مات عن حوہ" (جلد لین مصری ص ۵۸) (۳)۔ ان کی یہ بھول ہے حضرت جابر عہد نبوی میں آیت کلام کے نزول کے وقت نہیں مرے تھے بلکہ مدینہ طیبہ کے تمام صحابیوں کے بعد حجاز کے زمانہ میں مرے تھے (اصابہ) (۴)۔ اسی طرح سیوطی سے بہت سی غلطیاں ہر فن میں واقع ہوئی ہیں۔ تفصیل کے لیے حافظ سخاوی کی کتاب ((الضوء اللامع)) دیکھنی چاہیے۔ اسی طرح ان سے حدیث بیہقی کے نقل کرنے میں تامل ہو گیا ہوگا اور "من

(۱) (ص ۳۲)۔

(۲) ((صحیح مسلم)) کتاب الحج نہیں ملتی حدیث ۴۱۸ میں «ایدا یومہ» ہے۔

(۳) تفسیر جلدین (ص ۱۳۳)۔ (۴) کوکبیں: ((اصابہ)) (۱) ج ۱ (ص ۵۳)۔

السماء کا لفظ ان کو یاد نہ رہا ہوگا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی نظر بخاری و مسلم کے متن پر ہوا اور بیہقی کا نام انھوں نے بوجہ توافق اکثر المعین کے لکھ دیا ہو، جس طرح کہ خود امام بیہقی نے حدیث مذکور نقل کر کے رواہ بخاری و اخرجہ مسلم کہہ دیا ہے "أَبُو رَحِمًا يَهُرُّ رَوَايَةَ بَعْضِ الْمُحَدِّثِينَ بِدُخْرِ جَهَنَّمَ كَمَا نَهَى وَلَا يَسْرِعُ سَبْعًا أَبْغَضَ رَوَايَةَ"۔ یعنی امام بیہقی نسبت کر دیتے ہیں حدیث کو بعض محدثوں کی طرف جب کہ اس محدث نے اس حدیث کو اس کے اکثر کلمات سے نقل کیا ہو، یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس حدیث کے پورے الفاظ اس محدث سے نقل کیے ہیں۔ "فقد رواه الحديث رواه البخاري كتاب مردود۔ اصل الحديث أخرجه بخاري" ((انصرت)) (ص ۱۶)۔ پس جب کوئی محدث کہتا ہے کہ اس حدیث کو بخاری نے نقل کیا ہے تو اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اس حدیث کی اصل ((جامع بخاری)) میں ہے (نہ پورے الفاظ) کما لا یحییٰ علی من بہ اذی مسکھ من الحديث ولا یجھل بصیع "المحدثین"، جیسا کہ حدیث جاننے والوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ یہی بدصاحب کا یہ کہنا کہ "من السماء کا لفظ اصل بیہقی میں نہیں ہے" (ص ۱۵)۔ اس امر پر دلیل ہے کہ انھوں نے اصل کتاب ((الاسماء والصفات)) دیکھی ہی نہیں۔ نہ ان کو یہ معلوم کہ کتاب مذکور کی حقیقت کیا ہے؟ سنئے۔ سلف میں ایک بڑا فتنہ "فرقہ جمیہ" کے نام سے اسی طرح پیدا ہوا جس طرح توحید کل فتنہ مرزائیہ۔ فرقہ جمیہ اسماء و صفات باری میں طرح طرح کی تاویلیں بلکہ تحریفیں کرتا تھا اس لیے اہل سنت نے عموماً اور محدثین کرام نے خصوصاً اس فرقہ کی تردید میں بڑی بڑی کتابیں تصنیف کیں، کتاب ((الاسماء والصفات))^(۱) لیسحق اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جمیہ کے عقائد باطلہ میں سے ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ "بسم الله يسس في السماء" (کتاب المعو، مطبوعہ مصر، ص ۳۴۷) (۱)۔ امام بیہقی نے اپنی کتاب مذکور میں اس کی تردید میں

کئی باب منعقد کیے ہیں اور تقدی السماء کو بہت سی حدیثوں سے ثابت کیا ہے۔ (صفحہ ۲۹۹) میں "باب اٰمنتم من فی السماء" کا منعقد فرماتے ہیں اور مختلف احادیث نبویہ سے مسئلہ مذکورہ ثابت کرتے ہیں۔ اسی کے بعد (صفحہ ۳۰۱) میں "باب رافعتہ ہی" "رافعہ نہ یہ" "تصريح الملائكة" "بہ یصعد نکلہ الخلیف" "کالائے ہیں اور مختلف حدیثوں سے فرشتوں، کلموں و علموں کا آسمان پر خدا کی طرف جانا ثابت کرتے ہیں، مثلاً "ولا یصعد السماء لا عیب" (ص ۳۰۱، ۳۰۲)۔ "عروج الملائكة ہی السماء" (ص ۳۰۲)۔ پھر یہ بات بھی اس باب میں لائے ہیں "اٰمنتم من فی السماء" (ص ۳۰۲)، اسی باب میں پہلی حدیث حضرت عیسیٰ کی بات بھی لائے ہیں "کیف اُنتہ یدبر من مریم من السماء، مکہ ... الخ" (ص ۳۰۱)۔ پس انصاف کرو کہ جب مصنف کا مقصود ہی یہی ہے کہ اس باب میں خصوصیت سے الٰہی السماء، فی السماء، من السماء ثابت کیا جائے۔ تو یہ کیوں کر کہا جاسکتا ہے کہ "اصل یہی میں" "من السماء" کا لفظ نہیں ہے۔ جیسا کہ یہ صاحب نے کہاں تعصب سے (ص ۱۵) لکھ دیا ہے۔ حالانکہ امام بیہقی کی چیز کے ثابت کرنے کے درپے ہیں۔

بہت چھوڑے بس اب سراضاف آئے۔ انکاری رہے گا میری جان کبہ تک؟
"من السماء" کا لفظ دیگر کتب حدیث میں:

(۱) ((کنز العمال)) جلد ہفتم (ص ۲۶۸) میں ہے فصار من عظام فل۔
رسول اللہ (ﷺ) "فبعد دلت ہرول اخی عیسیٰ من مریم من السماء علی جس
قیل الخ" (۱)۔

(۲) منتخب لکنز علی ہامش المسند لاحمد جلد ششم (ص ۵۶) میں ہے فصار رسول

سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

خود فراموشی کند تہمت دہد اغیار را (۱)

جواب دلیل نمبر (۸):

فہرست میں یہ دلیل ۱۹ (۲) تھی مجاہد صاحب نے اس کا جواب تو کچھ نہ دیا، البتہ ایک تاویل باطل کر دی کہ ”حضرت عیسیٰ مقام ”فی الروحاء“ سے حج کا تہیہ پکاریں گے، یہ آنحضرت ﷺ کا ایک کشف ہے“ (ص ۱۶)۔ حالانکہ حدیث مذکور میں ”کندہ زمانہ کی خبر دی گئی ہے چنانچہ ((صحیح مسلم)) (۳) کا لفظ ”تعلس“ ہے (ج ۱ ص ۴۰۸)۔ اس میں نون ثقیدہ، م تاکید یا ہے جو مضارع کو خالص استقبال کے لیے کر دیتا ہے اس پر تمام نحو یوں کا اتفاق ہے، ملاحظہ ہو ((کافیہ))، ((مفصل))، ((الفیہ))، ((شرح مد))، ((رضی)) و ((تکملہ)) وغیرہ۔ ((معنی المکیب)) (۴) میں ہے ”اما مضارع ہوا کتاب حدیث ہم بلا کہ ہم و ہر کہ مستقبلہ اکند ہما و جونا“ (ج ۲ ص ۲۶۲)۔ یعنی مضارع جب حال کے لیے ہوتا ہے تو نون ثقیدہ یا م تاکید اس پر نہیں ہوتا۔ اور ”استقبال کے معنی میں ہو تو ام نون کا اس پر داخل ہونا واجب ہے پس ”تعلس“ کے معنی ہوئے ”کندہ زمانہ میں تہیہ پکاریں گے“ دیگر احادیث سے بھی اس معنی کی تائید ہوتی ہے چنانچہ بلا حلقہ ہو۔ (۱) ((مسند احمد)) (۵) میں ہے ”وہذا“ ”یسر عسی اس مریہ، فیصل نصیر، و یحجو صیبت۔۔۔ و یسر بروحاء، فیصح مہا ان“ (ج ۲ ص ۲۹۰)۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عسی

(۱) ترجمہ ۶، جو میں دروہوں پر مت کا میں۔

(۲) (نمبر ۴۰ ہے طبع کمال) و ہذا محمد احمد ہے ثانیہ مراد محمد احمد ہے۔

(۳) کتاب حج باب حدال لہم ﷺ محمد یہ حدیث ۱۴۵۲

(۴) (ص ۴۷۷)۔ (۵) (۲۸-۲۸-۲۸) حدیث ۹۰۴، اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

اترین گئے پس خنزیر قتل کریں گے، صلیب کو منادیں گے، اور روحہ میں اتریں گے وہاں سے حج کریں گے۔ (۲) محدث ابن جریر حدیث لے میں یقول رحمۃ اللہ علیہ «یہیصل الیہ عیسیٰ بن مریم حکم عدلا... یکسر صلیب، ویقتل الخنزیر... ویسکن مروجہ، حجاج» (ج ۳/۱۸۴) (۱)، آپ نے فرمایا کہ ضرور ضرور اللہ تبارک کا بھی عیہ اسلم کو حکم و عا دس بنا کر، آپ صلیب کو توڑ دیں گے خنزیر قتل کریں گے و ضرور ضرور روحہ کو جائیں گے حج کے ارادہ سے (یہاں بھی نوٹ ثقیلہ مع الام تائید یا ہے) اور سنئے۔ (۳) ((مستدرک حاکم)) (۲) میں ہے «قال رحمۃ اللہ علیہ «یہیصل عیسیٰ بن مریم حکم عدلا، وماما مسعبا ویسکن مروجہ حجاج، نو معمر نو بیہم ویاہن قری حی ہسم عیہ و لارد عیہ» (ج ۲/۵۹۵)، حضور نے فرمایا البتہ ضرور اتریں گے عیسیٰ بن مریم حکم و عا دس اور امام منصف ہو کر اور البتہ ضرور جائیں گے "للمرواحہ" کو حج یا عمرہ یا دونوں کے ارادہ سے اور البتہ ضرور تھیں گے (مدینہ) میری قبر کے پاس یہاں تک کہ مجھے سلام کریں گے اور میں (قبر میں سے) جواب دوں گا (سب فعل موکدہ نوں ثقیلہ و ام تاکید ہیں جو کندہ زمانہ کی خبر دیتے ہیں)۔ (۴) ((صحیح مسلم)) (۳) میں ہے قال رحمۃ اللہ علیہ «و یدئی بفسی بیدہ، یہس بن مریم صفح "مروجہ"، حجاج و معمر، نو ششہم» (ج ۱/۳۸۲، مطبوع مصر)، نبی

(۱) تفسیر ابن جریر الطبری (۳۵۱/۵)۔

(۲) (۲/۶۵) حدیث ۳۱۶۲ میں ابن ابی رحمہ نے فرماتے ہیں "یہ حدیث اس طرح ہے لفظ سے اور اس سلسلے سے منکر ہے ہت اس حدیث کا جو شریک احمد نے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے "تھیں سے دیا کی طرف پیچھے جاے اور ان کا امام ہوگا اور حج کرنا وہیہ دہرہ سے وہ ((صحیح مسلم)) میں حدیث سے ثابت ہے۔ جو "سہرہ حدیث کے" "۱۰ میری قبر کے پاس" نہیں گئے اور مجھ کو سلام دیا گئے اور میں ان سے سلام کا جواب دوں گا "یہ منکر ہے کی کی حدیث میں قطعی ہیں، جس کی وجہ سے یہ لفظ منکر ہے۔" یہیں ((سلسلہ احادیث صحیحہ)) (۱/۶۳۸) حدیث ۳۵۔

(۳) کتاب حج باب احادیث رحمۃ اللہ علیہ حدیث ۲۵۲

سے گزر رہے ہیں، پس یہ دیکھنا شب معراج میں ہے نہ ”کشف تعبیر طرب“ والحدیث ”مفصل بعضہ بعضاً۔

مجاہد صاحب نے ازراہ تفسیر لکھا ہے ”یہ بھی اب عقیدہ رکھو حضرت موسیٰ بھی کسی جسم کے ساتھ آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں“ (ص ۱۶)۔

کیا آپ کا عقیدہ یہ نہیں ہے؟ کیا آپ کے پیرو غیر جناب مرزا صاحب نے یہ نہیں لکھا ہے؟ کہ ”ہم پر فرض ہو گیا ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لادیں کہ موسیٰ زندہ آسمان میں موجود ہے“ (نور الحق، ج ۱، ص ۵۰) (۱)۔ اس چیز کو ہم ((جواب دعوت)) کے (صفحہ ۱۱) (۲) پر بہ تفصیل پیش کر چکے ہیں، پھر کس منہ سے اس کے خلاف آپ بول پڑے؟ کہے، غ میں الزام اس کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

مجاہد صاحب آگے لکھتے ہیں ”دوسری حدیث میں دجال کا بھی بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا جانا مذکور ہے“ (ص ۱۶)۔ لیکن اس حدیث میں یہ نظر نہ آیا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ”یسا نا مانہ رأیہ اُصوف لا کھنہ... مود رجل احمر، (یہی قولہ) فدو... دجال“ (صحیح مسلم مصری (۸۴۱)) (۳) یعنی میں نے سوتے ہوئے خواب میں دیکھا کہ میں طواف کعبہ کر رہا ہوں اچانک ایک سرخ رنگ کا آدمی (۴) لوگوں نے کہا یہ دجال ہے۔ پس جب حدیث میں صاف طور سے مصرح ہے کہ یہ خواب کا واقعہ ہے، تو اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حج کو قیاس کرنا جب کہ ان کے لیے زمانہ آئندہ کی خبر صراحت سے دی گئی ہے قیاس مع الغایق ہے۔ اسی کو کہا ہے۔

(۱) (راجائی خزائن) (۶۹/۸)۔ (۲) اس مجموعہ کا صفحہ (۲۲۸) دیکھیں۔

(۳) صحیح مسلم کتاب الایمان، باب در صحیح ابن مریم، کتاب الدجال، حدیث: ۱۷۷۱۔

چہ نسبت خاک را با عام پاک
کجی جیسی کجی دجال ناپاک (۱)
جواب دلیل نمبر (۹):

ہماری فہرست کی دلیل نمبر ۱۶ (۲) و ۱۷ کوئیں دلیل بنادیا اور ساتھ ہی شکایت بھی کر دی کہ "حدیث"۔۔۔ عسی۔۔۔ عیب" کا انجمن شاعت اسلام نے حوالہ نہیں دیا" (ص ۷۱)۔
حالانکہ انجمن اپنے ٹریکٹ (۶) کے (صفحہ ۳۰) پر چار کتابوں کا حوالہ پیش کر چکی ہے، (۱) بن جریر (۳)، (۲) بن ابی حاتم (۴)، (۳) ابن کثیر (۵) در (۴) در منثور (۶)۔
پھر "گئے لکھتے ہیں کہ" اس عبارت کو حدیث الرسول کہنا ہی غلط ہے" (ص ۷۱)۔
یہی تو آپ وگوں کے "یہود صفت ہونے کی دلیل سے کہ جو حدیث آپ کے برخلاف ہو وہ حدیث الرسول نہیں ہے اور موضوعات واپا طیل جن سے آپ کا مطلب نکلتا ہو وہ سب حدیث الرسول ہیں، جیسا کہ نمبر (۷) کے تحت میں ہم یہ تفصیل لکھتے ہیں۔ سچ فرمایا رب عزت نے ﴿يُحْصِرُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَا وَعَدَهُمْ يَقُولُونَ لَا نَبَأَ مِنْهُ هَذَا فَيُخَذُّهُ وَالْإِنَّم تُؤْتُوهُ فَاخْذُوا ۗ﴾ (۷) جنی بدل دیتے ہیں یہ بود کلام کو بعد اس کے کہ وہ اپنی جگہ پر ہوتا ہے، کہتے ہیں کہ مگر تم کو یہ حکم ملے تو اس کو قبول کر لینا اور اگر یہ حکم نہ دیے جاؤ تو مست "انا صدق القہ" سے دلیل یہ خوب دیتے ہیں کہ "اگر" یہ حدیث الرسول ہوتی۔۔۔ تو صی بہ کرام۔۔۔ دوسروں کے پاس بیان کرتے ان" (ص ۷۱)۔

صحابہ نے بیان نہیں کیا تو ہم تک یہ حدیث پہنچی کیوں کر؟ بد سند تو ہے نہیں۔ بلکہ

(۱) جہرمی کو پاک عام سے یا تعلق اور نہاں معصوم اسٹھ جیسی حیا اسلام اور کہاں ناپاک دجال۔

(۲) (طبع ۱۸۷۲ء) ۱۷۲۱ نے اثبات مہ بعد اصول یا ہے

(۳) تفسیر الطبری (۱۸۷۵ء)۔ (۴) تفسیر ابن ابی حاتم (۱۸۷۴ء)۔ (۵) حدیث ۶۳۳۲۔

(۶) (۲۷۲)۔ (۷) (۲۷۲)۔ (۸) (۲۷۲)۔

آنحضرت ﷺ کے رشتہ "ابن عیسیٰ" بہت اہم "ابن عیسیٰ" کو باب مدینہ اعظم مولیٰ علی مرتضیٰ (۱) نے سنہ ۱۸۳۳ء سے حسن بصری (سیدنا یحییٰ بن یحییٰ صوفیہ) نے اخذ کیا، ان سے ربیع نے ان سے جو جعفر نے ان سے ان کے بیٹے عبداللہ نے ان سے تحت نے ان سے ثقی نے ان سے ابن جریر طبری نے (۱۸۳۳ء) تفسیر ابن جریر کتب متداولہ میں سے ہے اور اس میں حدیث کی سند متصل بھی موجود ہے، پھر مجاہد صاحب کا یہ لکھنا کہ "سند کا ذکر نہیں" اور "کتب متداولہ میں باسناد متصل ضرور ذکر ہوتا" (ص: ۱۷۷)۔

کتنا غلط اور دلیل جہالت ہے۔ محمد بن جریر طبری اتنے بڑے پایہ کا محدث ہے کہ ابن خلکان وغیرہ نے ان کو ائمہ مجتہدین میں سے لکھا ہے، خود آپ کے مرزا صاحب نے ((چشمہ معرفت)) (حاشیہ، ص: ۲۵۰) (۲) میں لکھا ہے کہ "ابن جریر۔۔۔ نہایت معتبر اور ائمہ حدیث میں سے ہے"۔

مجاہد صاحب نے حدیث مذکور کے لیے "دنیاۃ اسلام کی معتبر و مستند کتب" (ص: ۱۷۷) کی یہی خواہش ظاہر کی ہے۔ جب مرزا صاحب قادیانی نے ابن جریر کو معتبر اور امام حدیث مان لیا ہے تو اب مجاہد صاحب و دیگر قادیانی حضرات کو حدیث "ابن عیسیٰ" بہت "کافر مان رسول مان لینے میں کیا عذر ہے؟ رہ گیا یہ انوکھا مطالبہ کہ "بخاری و مسلم و ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی میں ذکر ہوتا چاہیے" (ص: ۱۷۷)۔ محض مہمل اور بہت دھرمی ہے۔ جب کہ خود مرزا صاحب نے بہت سی حدیثیں اپنے مدعا کے اثبات کے لیے صحاح ستہ کے علاوہ دیگر کتب احادیث سے پیش کی ہیں، جس کا نمونہ ہم ((جواب دعوت)) کے (صفحہ ۳۱) پر دکھا چکے

(۱) اس حدیث میں مجاہد علی رضی اللہ عنہما باب "عظمیٰ" سے "ماترین" سے عربیہ و غیر عربیہ۔

(۲) ((ماحول خراسان)) (۲۶۱، ۲۶۳)۔

ہیں۔ اور خود محدثین کرام بھی تمام احادیث الرسول و صحاح ستہ میں محصور نہیں رہتے۔

حدیث "عیسیٰ لم یبعث" کے راوی صحابی کا نام

مجاہد صاحب کا بیڑا اعتراض یہ ہے کہ "رسول کریم سے یہ ارشاد سننے والے کا نام تک مذکور نہیں ہے" (ص۔ ۱۷)۔

صحابی کے نام کا ذکر نہ ہونا حدیث کی صحت میں قاض نہیں ہوتا ((مقدمہ ابن

الصراح)) میں ہے "والصحابہ باصفحابی غیر فادحہ ذل النصحانہ کنہہ عدول"

(مصری، ص۔ ۲۲) (۱)۔ یعنی صحابہ چوں کہ سب عدول (ثقة) ہیں اس لیے ان کے نام کا معلوم

نہ ہونا حارث نہیں ہے۔ تاہم اگر مجاہد صاحب کی یہی خواہش ہے کہ وہ حدیث "عیسیٰ نہ

بعث" کی روایت کرنے والے صحابی کا نام ہی ضرور معلوم کریں تو ہم خود امام حسن بصری

سے ہی پوچھ لیتے ہیں۔ پس سنیہ امام حسن بصری نے اپنے شاگرد یونس بن عبید سے فرمایا تھا

"کل شیء سمعنی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی طائب، غیر

اسی ہی دما۔ لا نستطيع ان ذکر عبدا"۔ اھ (تہذیب اکمل للرمی) (۲)۔ یعنی جتنی

حدیثوں میں میں قال رسول اللہ کہوں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مجھے پہنچی ہیں میں ایسے

(ظلم حرج کے) زمانہ میں ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لے سکتا۔ پس ثابت ہو گیا

کہ ابن جریر میں جو قال الحسن قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیسیٰ نہ بعث

الخ، باسناد منقول ہے اس کے راوی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

کتب تفاسیر:

حدیث مذکور کی بحث میں مجاہد صاحب کتب تفاسیر کے چچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہیں۔

جس کہ مرزا صاحب نے خود اکابر مفسرین سے استناد کیا ہے (تقدیر لکھنؤ، ص ۱۵۲)۔
(۱)۔

مجاہد صاحب نے قول حوالہ میں بڑی خیانت کی ہے چنانچہ پہلے نمبر میں قاضی شوکانی کی کتاب ((فوائد مجموعہ)) کے (صفحہ ۱۱۱) سے امام احمد کا قول نقل کرتے ہیں کہ ”تیس قسم کی کتابیں ہیں اصل میں مجملہ ان کے کتب تفسیر بھی“ (ص ۱۸)۔ اور آگے کی تمام عبارتیں لکھ گئے ”ہذا مجموعہ علی کتب مخصوصہ فی ہذا المذہب سلاطینہ غیر معتمد علیہا“ (ص ۱۱)۔ یعنی امام احمد کی مراد خاص خاص کتابیں ہیں جن پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔ پھر آگے اس کی تصریح بھی کر دی ہے یعنی تفسیر کلبی، تفسیر مبتدیین، تفسیر صوفیہ، تفسیر شعبی، تفسیر وحیدی، تفسیر روانفص وغیرہ۔ امام احمد کی مراد محدثین کی تفسیر نہیں ہے جو باسند حدیثیں ذکر کرتے ہیں۔ ورنہ امام احمد خود ایک متوسط تفسیر کے مصنف ہیں، پھر تو وہ اپنے ہی قول سے مزہم ہوں گے اور ان کی تفسیر خود ان کے ہی قول سے بہ اصل ہو جائے گی۔ اسی طرح صاحب ((فوائد مجموعہ)) بھی مصنف ((تفسیر فتح القدر)) ہیں جو مصر میں طبع (۲) ہو چکی ہے۔ اسی طرح جلال الدین سیوطی جن کا قول نمبر (۳) میں لکھا ہے وہ دو تفسیروں کے مولف ہیں یہ لوگ گویا خود اپنی تالیفات کو غیر معتبر قرار دیتے ہیں۔ وہ ایتقول بذلک الامن منظرہ۔

آگے نمبر (۲) میں جو علامہ ابن خلدون کا قول لائے ہیں اس سے نمبر ایک کی تردید خود بخود ہو جاتی ہے۔ اس طرح پر کہ نمبر (۱) میں تو کتب تفسیر کو بالکل بے اصل ٹھہرایا۔ اور نمبر (۲) میں ان کتب میں اعلیٰ مقبول باتوں کا ہونا بھی مان لیا، وہاں حدیث، نہایت۔ پھر ابن خلدون نے یہ بھی تو لکھا ہے جسے مجاہد صاحب ہضم کر گئے ”فکتب سکتیر من دلت

و سبب لائنار مو رحة فيه عن الصحابة و تابعين و اسپی دستری نصیری " (ج ۳۶۶/۱)۔ یعنی اکثر سلف نے تفسیریں لکھیں اور ان میں جو حدیثیں صحیحہ سے مروی درج ہوئی ہیں ان سے منقول ہیں ان کتابوں میں لکھی گئیں اور یہ التزام محدث ابن جریر طبری پر منتہی ہو۔ ہم نے بھی تو حدیث "۔ عسی بہ سبب " ابن جریر طبری سے ہی نقل کی ہے جس کی تریف علامہ ابن خلدون بھی فرما رہے ہیں اس کے بعد مجاہد صاحب نے نمبر (۳) میں جو جلال الدین سیوطی کی ((اتقان)) سے نقل کیا ہے " انھوں (مفسروں) نے اس حدیث کو ترک کر دیا (۲) فاقہ پیدا ہو گئے " (ص ۱۸)۔ یہ ان تفسیروں کی بابت ہے جن کے مصنفوں نے سندیں ترک کر دی ہیں اور تفسیر ابن جریر و ابن کثیر ان تفسیروں میں سے ہیں جو سندیں بیان کرتے ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ یہ دونوں تفسیریں ان تفاسیر میں سے نہیں ہیں جن میں مجاہد ترک سائید فاقہ پیدا ہو گئے۔ افسوس ہے مجاہد صاحب کی خیانت پر کہ اتقان سے جو عبارت نقل کی ہے اس کے اوپر کی عبارت قصداً چھوڑ گئے جو یہ ہے " و بعد من حریر مطبری و کتبہ نحل سماسیر و عصمھا (انی) فهو یعرفہ بدست " (اتقان (۲)، مصری، ج ۳، ص ۱۹۰)۔ یعنی تفسیر ابن جریر طبری تمام تفسیروں میں بڑی جلالت و عظمت والا ہے اور سب میں فوقیت رکھتی ہے، پھر آگے لکھتے ہیں " یعول علیہ مفسیر (امام بن جریر مطبری الذی اجمع العلماء المعترفون علی انه یالغ فی التفسیر مثله " (ج ۳، ص ۱۹۱) (۳)۔ یعنی جس تفسیر پر پھر دہرنا چاہیے وہ تفسیر ابن جریر ہے جس کے بارے میں اجماع ہو چکا ہے کہ تفسیر میں اس جیسی کوئی کتاب تالیف نہیں ہوئی۔ اسی لیے حضرت مرزا صاحب نے اس کو معتبر مانا ہے (چشمہ معرفت کا حاشیہ (ص ۲۵۰)) (۴)۔ اسی تفسیر میں " ابن

(۱) ابوعبید (مقدمہ اس حدیث) (ص ۵۵۴)۔ (۲) (۳۱۸-۳۱۹) طبقات المفسرین۔

(۳) ایضاً (۳۶۶/۲)۔ (۴) (روحانی خزائن) (۲۶۶/۲۳)۔

عیسیٰ مبعوث کی حدیث بالسنہ منقول ہوئی ہے، کیسے مجاہد صاحب کیا سمجھے؟
ضیا کو تیرگی اور تیرگی کو جو ضیا سمجھے پڑیں پھر سمجھ لیں کہ وہ سمجھے تو کیا سمجھے؟
جواب دلیل نمبر (۱۰)

ہماری فہرست میں میسویں (۱) ائیل حدیث "تہ یموت فیہوں معنی می قبری"
(۲) مسطور تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول مرین گئے اور مقبرہ روس میں دفن ہوں گے۔ مجاہد صاحب نے حسب عادت اس حدیث سے بھی انکار کر دیا ہے اور لکھا ہے "آنحضرت ﷺ کی طرف غلط منسوب کی گئی ہے" (ص ۲۰)۔ اور اس بخونی کے ثبوت میں چھ نمبر قائم کیے ہیں نمبر (۱) میں لکھا ہے کہ "((مولف شرح مواہب اللدنیہ)) فرماتے ہیں "واللہ اعلم بالصواب" خدا ہی اس کی صحت کو جانے" (ص ۱۱)۔ خدا تو سب کچھ جانتا ہی ہے وہ اس دجل کو بھی جانتا ہے جو یہاں آپ نے کیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ "واللہ اعلم" مصنف مواہب کا قول تھا سے آپ نے شرح مواہب کا قول بنا دیا (ملاحظہ ہو زرقانی ((شرح مواہب)) ((۳۲۸/۸))۔
طاہرہ ازیز زرقانی شارح ((مواہب)) تو حدیث مذکور کی تائید میں ایک اور بھی صحیح حدیث نقل کرتا ہے، چنانچہ لکھتا ہے "وعند احمد (۳) بسند صحیح عن نبی ہریرہ رحمہ اللہ بمسکت فی ذریعہ زبیین سنہ" ((۳۲۸/۸))۔ کو مستند احمد میں سند صحیح سے بروایت ابی ہریرہ مرفوعہ مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ زمین میں چالیس سال ٹھہریں گے۔ اور اس حدیث ((مشکاۃ)) وان میں "وبمسکت خمساً وأربعین سنہ تہ یموت فیہوں معنی می قبری"

- (۱) (ب) سنہ (۱۸) میں، (یہو طبعی) م۔ م۔ رحمانہ کے اٹھائے ملاحظہ اس کا احوال یہ ہے۔
- (۲) اس حدیث کی تحقیق ہم نے ٹریکٹ (۳) میں، (یا سنہ ۲۰۱۱) ف۔ رحمانہ نے اس حدیث سے مرزا کا جواب اس لئے دیا ہے کہ اس حدیث وہ سمجھا، اور یہ بھی بخونی کہ وہ کسی اس کا احوال ہے۔
- (۳) (مستند احمد (۱) (۱۵-۱۶) حدیث ۳۷۶۷۔ اس حدیث کی سند حسن ہے۔

وارد ہے۔ (مشکاۃ، ص ۴۷۲) پس شارح ((مواہب)) نے حدیث مذکورہ کی تصحیح دوسری حدیث سے کر دی اور خود اس کی سند پر کوئی کلام نہ کیا۔ نہ اس کو ضعیف کہا، نہ موضوع بتایا، نہ بہ اصل ظہر یا۔ اسی طرح مدنی قاری نے بھی ((شرح مشکاۃ)) (۱) میں حدیث مذکور پر کوئی جرح نہیں کی۔ اسی طرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی شرح فارسی ((مشکاۃ)) میں حدیث مذکور پر کوئی قدر نہیں کی، خود محدث بن جوزی جو نہایت تشدد میں اور کئی صحیح اور حسن حدیثوں کو موضوع کہہ دیا ہے وہ اپنی دو دوسرے کتابوں (کتاب "الوفاء" (۲) و کتاب "المختصر" (۳)) میں حدیث مذکور نقل کرتے ہیں اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتے۔ صاحب ((کنز العمال)) (۴) اور صاحب ((مشکاۃ)) (۵) بھی اس حدیث و نقل کر کے خاموش ہو جاتے ہیں۔ علامہ ابن امرانی ((تاریخ مدینہ)) میں اور علامہ سمودی ((وفاء الوفاء)) (۶) (تاریخ مدینہ) میں اس روایت کو درج کرتے ہیں اور کچھ نہیں بولتے، خود قسطلانی ((مواہب)) (۷) میں نقل کر کے سکوت کرتے ہیں، امام قرطبی ((تذکرہ)) (۸) اور بقائی ((سر الروح)) (۹) میں اس کو بلا جرح نقل کرتے ہیں۔ ((حجۃ الکرامہ)) (صفحہ ۴۲۹، ۴۳۰) جس کا مرزائی بہت حوالہ دیتے ہیں، "میں اس حدیث و نقل کر کے کوئی کلام نہیں کیا ہے" اسی طرح بہت سے محدثین اور مورخین اس حدیث کو بلا جرح و قدر نقل کرتے چلے آئے ہیں، حتیٰ کہ خود مرزا صاحب نے بار بار اس روایت کو نقل کیا اور اس سے استناد کیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

- | | | |
|--------------|--------------|--------------|
| (۱) (۳۳۹۹/۸) | (۲) (۵۷۳۰) | (۳) (۲۹۰۲) |
| (۴) (۶۸۰/۱۴) | (۵) (۱۵۲۳/۳) | حدیث ۵۵۰۸۔ |
| (۶) (۱۲۲/۲) | (۷) (۵۸۵/۳) | (۸) (۱۲۹۹/۳) |
| (۹) (۶۸-۸۷) | | |

مرزا صاحب کا حدیث مذکور کو ماننا۔

مرزا صاحب ((حاشیہ ضمیر انجام آتھم)) (ص ۵۳) (۱) میں لکھتے ہیں ”اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ بشر و دیو بد۔۔۔ اب ظاہر ہے کہ تروج اور ادا کا ذکر کرنا مطلقاً مقصود نہیں۔۔۔ مرد و خاص تروج ہے جو بطور نشان ہوگا اور ادا سے مراد خاص اول دے۔۔۔ اس جگہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی“ (ص ۵۳)۔ دیکھو مرزا صاحب حدیث مذکور کو فرمان رسول تسلیم کر رہے ہیں اور ان کا ایک سیاہ دل مرید لکھتا ہے کہ ”آنحضرت ﷺ کی طرف غلط منسوب کی گئی ہے“ (ص ۳۰)۔ اب خاص طور سے ”فسد معنی“ کے متعلق مرزا صاحب کے اقوال ملاحظہ ہوں۔

((انبار احکام)) میں مرزا صاحب لکھتے ہیں ”آنحضرت نے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کی قبر میری قبر ہوگی“ (الحکم، ۱۰ مئی ۱۹۰۳ء، (ص ۲)۔ اور ((زاہد)) (۲) میں تحریر کرتے ہیں کہ ”ممکن ہے کہ کوئی مثل مسیح ایسا بھی ہو جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو“، (طبع اول (ص ۷۰) طبع حال (ص ۱۹۶)۔ اور ((کشتی نوح)) (۳) میں ارقام فرماتے ہیں ”یہی بعید ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا“ (مطبوعہ قادیان (ص ۱۵)۔ آپ کے خلیفہ محمود میاں ((انوار خلافت)) میں بیان کرتے ہیں ”آنحضرت نے فرمایا ہے کہ دو میری قبر میں دفن ہوگا“ (ص ۵۰)۔

(۲) ((روحانی خزائن)) (۳۵۴۳)۔

(۱) ((روحانی خزائن)) (۳۳۷)۔

(۳) ((روحانی خزائن)) (۱۹/۱۹)۔

کہے مجاہد صاحب ایہ آپ کے بزرگان دین بلکہ آپ کے پیغمبر اور ان کے خلیفہ تو حدیث مذکورہ کو آنحضرت ﷺ کا قول تسلیم کرتے ہیں اور آپ ہماری محفت میں یہی کہے جاتے ہیں کہ ”آنحضرت کی طرف غلط منسوب ہے“ (ص ۲۰)۔ حالانکہ مرزا صاحب جب کسی حدیث کو قبول کرتے ہیں تو خدا سے علم پا کر (ضمیمہ تھکڑولا ویہ کا حاشیہ (ص ۱۳)) (۱)۔ پس ان کی قبول کردہ حدیث سے آپ کسی طرح بھی انکار نہیں کر سکتے۔ اور ان کا اس حدیث کو قبول کرنا بلکہ اس سے استناد کرنا ان کے ان الفاظ سے حد ثابت ہے کہ وہ اپنی پیش گوئی کی تصدیق حدیث مذکور سے فرماتے ہیں (ضمیمہ انجام، تھکم کا حاشیہ مذکورہ (ص ۵۳)) (۲)۔ در الفاظ ”ہمیں معیٰ فی فہرہ“ کا ترجمہ ((کشتی نوٹ)) (ص ۱۵) (۳) میں نقل کر کے لکھتے ہیں ”وہ میں ہی ہوں“۔ پس مجاہد صاحب نے اپنے ((ٹریکٹ نمبر ۲)) کے ”خری صفی (ص ۲۳) میں بنو ن ایک در عذر کی حقیقت لکھا ہے کہ حدیث ”یدفن معیٰ“ وضعی ہے اور ”مرزا صاحب نے اسے اپنے مخالفوں کے سامنے اس لیے پیش کیا ہے کہ مخالف کو اس حدیث کو مانتے ہیں حضرت مرزا صاحب نہیں مانتے“۔ کتن غلط اور جھوٹ بلکہ صریح دجل اور فریب ہے۔ مجاہد نے ناظرین کی آنکھوں میں خاک جھونکی ہے۔ ہم نے مرزا صاحب کی عبارتیں مختلف کتب سے جو عقل کی تباہی سے مجاہد کے ”عذر کی حقیقت“ کی اصلی حقیقت خوب واضح ہو جاتی ہے کہ مرزا صاحب حدیث مذکورہ کو صاف صاف حدیث رسول تسلیم کر کے اس کا مصداق اپنی بات کو قرار دیتے ہیں۔ مجاہد صاحب!

باندھی ہے تم نے زیر فلک جھوٹ پر کر شاید جگڑ گیا ہے کہیں ماٹ نیل کا نمبر (۲) میں مجاہد صاحب یوں گل افشانی فرماتے ہیں کہ ”حضرت عائشہ کے خواب

(۲) ((روحانی خزائن)) (۲۵۲/۳)۔

(۱) ((روحانی خزائن)) (۵۹)۔

(۳) ((روحانی خزائن)) (۱۴/۱۵)۔

کے بھی خلاف ہے۔" (ص ۲۰)۔

حدیث نبوی اگر کسی امتی کے خواب کے خلاف یا قول کے خلاف ہونے سے نکلے ہو جائے تو حج احادیث کا سارا دفتر مردود ہو جائے گا اور اسلام دنیا سے رخصت۔ یہ چھ اصول آپ نے وضع فرمایا جس کا دنیا میں کوئی قائل ہی نہیں رہا۔

ایں کار از تو آید و قد فی جنیں کند (۱)

حاجاں کہ ((اظہار حقیقت)) کی عبارت (صفحہ ۹) سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کو تیسرا چاند مان لینے پر حضرت عائشہ کا خواب (جو موط میں مذکور ہے) اس حدیث کے عین مطابق ہو جاتا ہے۔ اس پر یہ اعتراض کہ "حضرت ابو بکر نے غلط سمجھا" (ص ۲۰)۔ بالکل غلط ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وفات رسول پر جو فرمایا تھا "هذا أحد أعمارک" (موط ص ۸۰، مستدرک حاکم ج ۶/۳) (۲)۔ اس میں شمس و قمر تقبیل فرمایا تھا، جیسے سورج اور چاند کو قمرین کہتے ہیں۔ خود آپ کے پیغمبر مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

عسا لعمرہا نمنشروا انکرا؟ عسا لعمرہا نمنشروا انکرا؟

(انجیل احمدی: (ص ۱۷۱)) (۳)

اس شعر میں مرزا صاحب نے سورج و قمر لکھا ہے اسی طرح ائمہ میں "حضرت علیؓ کو سورج و بقیہ تین اور دفن ہونے والوں کو چاند فرمایا ہو تو کیا اعتراض۔ اگر آپ کو اس "تاویل"

(۱) یہ کام تو خود کرتا ہے اور اسی طرح انکار بھی کرتا ہے۔

(۲) موطا امام مالک (۳۴۵/۲)، حدیث ۹۳، مستدرک حاکم (۶۳/۳)، حدیث ۳۳۰، اس حدیث کی سند صحیح ہے، البتہ یہاں ((مستدرک حاکم)) میں یہ اضافہ ہے کہ "تم سوچی ہو بیکر و عمر خلفا ہی بیتھا" اس حدیث کی تشریح پیچھے درج ہے۔

(۳) ((روحانی خزائن)) (۱۸۳/۱۹)۔

کے ماننے میں تردد ہو تو ہم بھی آپ کو اس کے ماننے پر مجبور نہیں کرتے ورنہ ہم اس سے بقول آپ کے ”چھٹکارا“ چاہتے ہیں، بلکہ اس کا دوسرا مطلب جو واقعی اور اصل مطلب ہے تحریر کرتے ہیں، سنیے۔ حضرت عائشہ کو خواب میں تیں چاند اس سے دکھائے گئے کہ ان کی زندگی میں تیں چاند ہی ان کے حجرہ میں دفن ہونے والے تھے اور دوسرے تیں کو ہی دیکھنے والی تھیں۔ (۱) آنحضرت ﷺ کو، (۲) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو، اور (۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوں کہ حضرت عائشہ کی زندگی میں دفن ہونے والے نہیں تھے اس لیے حضرت عائشہ کو چار چاند نہیں دکھائے گئے (۱)۔ لیکن جب مرزا صاحب کو تسلیم ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہو گا تو اب مرزائیوں کو انکار کیوں ہے؟ یا العجب

نمبر (۳) میں محمد صاحب ہرزہ سرائی کرتے ہیں ”حضرت عمر نے اپنے دفن ہونے کے لیے حرت عائشہ سے اجازت کیوں مانگی؟“ (ص ۲۱)۔

اس لیے اجازت مانگی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواب نہ کو نہیں دیکھا تھا نہ ان سے آنحضرت نے اس امر میں کچھ فرمایا تھا کہ تم میرے گھر میں مدفون ہو گے نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس باب میں کچھ آنحضرت ﷺ سے نہ تھا، اور اسی ایک امر پر کیا موقوف ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ بہت سی حدیثیں بالمشافہ آنحضرت ﷺ سے نہیں سنیں بلکہ بعد میں ان کو دیگر صحابہ سے معلوم ہوئیں (۲) کہ ان حدیثیں علی من رآہی مسکت فی الحدیث۔

عند الضرورت ہم اس کی بیسیوں مثالیں پیش کر سکتے ہیں، رہا یہ امر کہ ”حضرت عائشہ نے کہہ دیا (۲) اجازت کی کیا ضرورت؟“ (ص ۲۱)۔

قابل توجہ نہیں، جب یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ نہیں دیا

تھا کہ مجھ سے اجازت مانگو۔ اجازت مانگنا فعل عمر رضی اللہ عنہ ہے۔ اور وہ بھی حسب ہدایت قرآنی کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا﴾ (۱)۔ یعنی دوسرے کے گھروں میں بغیر اجازت کے نہ جاؤ۔ روضہ نبوی حضرت عائشہ کا گھر تھا اللہ نے ازواجِ نبی کے گھروں کو ان کی طرف منسوب فرمایا ہے ﴿وَقَوْلٌ لِّىْ بُيُوتُكُمُ﴾ (۲) اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت طلب کرنے کی ضرورت ہوئی۔ اور حضرت عائشہ کے اجازت دے دینے کی وجہ ان کا وہی خواب تھا۔ ورنہ ان کو حق تھا کہ اجازت نہ دیتیں جیسا کہ بہتوں کو اجازت نہیں دی کہ سیاتی۔ پس اجازت دے دینا ہی کہہ دینا ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ مجید صاحب کس زبان سے کہتے ہیں کہ ”وہ حدیث جو پیش کی جاتی ہے وہ وضعی ہے نہ کہ ہجری“ (ص ۲۱)، جب کہ مرزا صاحب خود بھی اس حدیث کو پیش کر کے خود کو اس کا مصدق قرار دیتے ہیں کہ مر۔ کیا مرزا صاحب بقول مجاہد ”وضعی“ حدیث بیان کیا کرتے تھے (۳)؟

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لو آپ اپنے دم میں صید آگیا
نمبر (۴) میں مجید صاحب جو لافانی قلم یوں دکھاتے ہیں ”حضرت عائشہ نے کیوں یہ فرمایا کہ میں نے اسے اپنے لیے رکھا ہوا تھا (۲) معصوم ہوا کہ وہاں ور جگہ نہیں ہے“ (ص ۲۱)۔
حضرت عائشہ کے اغاظ یہ ہیں ”کنت رُبْدَ نَفْسِي وَلَوْ نَرَدَ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِي“
(بخاری پ ۱۳۶ و ۱۴)۔ اس کا مطلب وہ نہیں ہے جو مجاہد صاحب سمجھے ہیں کہ ”اسے اپنے لیے رکھا تھا“ بلکہ مطلب یہ ہے کہ میرا ارادہ تھا کہ یہاں پہلے کی طرح بے تکلف رہتی

(۲) اجازت ۳۳۔

(۱) سورہ ۲۷۔

(۳) دریں چند جگہ اور یہی اصل حقیقت ہے مرزا صاحب نے اس حدیث کو قبول کرتے اور خود اس کا مصداق ٹھہرے۔
میں۔ ۱۹۰۷ء علم

(۴) صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء في قبور النبی ﷺ، حدیث ۱۳۹۲۔

سہتی، لیکن اب جبہ ایک اجنبی کے ہاں آجانے کے مجھے تکلیف ہوگی تو بھی میں اپنی جان پر
ایثار کروں گی اور اس تکلیف کو برداشت کروں گی۔ جیسا کہ ابن سعد نے نقل کیا ہے کہ حضرت
عائشہؓ نے فرمایا: "لہ نصیب شایہ سی مددوں عمر می بسی" (فتح)۔ یعنی جب سے
عمر میرے گھر میں آئیں ہوئے کبھی میں نے اور حنی تک نہیں اتاری۔ اس تکلیف کو تا حیات
برداشت کیا لیکن ساری عمر اسی حجرہ میں ہی رہیں۔ اور ہاں جگہ تھی تو حضرت عائشہؓ وہاں کیوں
کر رہتی تھیں؟ اور کیوں مرنے کے وقت اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کو وصیت کی تھی کہ «۱
ندھی معہ» (بخاری ص ۳۰۶) (۲) مجھے یہاں آفین نہ کر دینا۔ مظلوم ہو کہ وہاں ایک
قبر کی جگہ پائی تھی جیسا کہ سند اسماعیلی میں اسی روایت میں اتنا زیادہ ہے "و ک۔ می سہ
موضع قبر" (فتح لباری ص ۶) (۳) یعنی وہاں ایک قبر کی جگہ اور تھی حضرت عائشہؓ کو خطرہ
ہوا کہ کہیں میرے اقربا اس جگہ میں جو حضرت عیسیٰ کے لیے مخصوص ہے مجھے نہ دفن کر دیں۔
اس لیے بھائی کو وصیت کر دی کہ مجھے یہاں دفن نہ کیجیو۔ ((فتح لباری شرح بخاری)) (۴)

(۱) طبقات ابن سعد (۳/۳۶۳)۔ "و ان من حدیثہ کہ عائشہؓ نے فرمایا: "لہ نصیب شایہ سی مددوں عمر می بسی"۔ صحیح مسلم میں بھی ہے۔
یہ روایت حدیث صحیحہ ہے۔ "و ان من حدیثہ کہ عائشہؓ نے فرمایا: "لہ نصیب شایہ سی مددوں عمر می بسی"۔
جس کی طرف ملاحظہ فرمادیں۔ جو بھی شریعت سے اس حدیث کی مخالفت ہوگی۔ اور جب اس حدیث میں حضرت عائشہؓ
رہتی تھیں اس میں بھی دفن کر کے منع کر دیا تاکہ یہاں نہ لیا جائے۔ یہ حدیث صحیحہ ہے جیسا کہ آگے
بخاری کی روایت میں بھی ملاحظہ فرمائیے۔ "و ان من حدیثہ کہ عائشہؓ نے فرمایا: "لہ نصیب شایہ سی مددوں عمر می بسی"۔

(۲) صحیح بخاری کتاب القضاء والحدیث، باب "و ان من حدیثہ کہ عائشہؓ نے فرمایا: "لہ نصیب شایہ سی مددوں عمر می بسی"۔
(۳) بیہقی، ((فتح لباری)) ج ۱ ص ۲۵۸ (۴) اس حدیث کی سند میں "و ان من حدیثہ کہ عائشہؓ نے فرمایا: "لہ نصیب شایہ سی مددوں عمر می بسی"۔
حضرت عمر کے دفن سے پہلے ہی سے یہ کہانی اس میں یہ کہ "و ان من حدیثہ کہ عائشہؓ نے فرمایا: "لہ نصیب شایہ سی مددوں عمر می بسی"۔
منع کر دیا اور یہ حدیث صحیحہ ہے۔

(۴) اس حدیث (۲۵۸/۳) میں "و ان من حدیثہ کہ عائشہؓ نے فرمایا: "لہ نصیب شایہ سی مددوں عمر می بسی"۔
اسلام کے آپ ﷺ نے حجرہ میں دفن ہوئے وہی روایت ہے صحیفہ طرف شاہ کر دیا ہے صحیح مسلم ((فتح لباری)) (۶/۲۶)۔

میں ہے "فولہا عند وفاتها لا تدفنی عدها فوانہ بشعر بانہ بقی من البیت موضع سدس!۔" (پ ۶)، یعنی حضرت عائشہ کا یہ کہنا کہ مجھے ان لوگوں کے ساتھ دفن نہ کرنا اس امر کو مشعر ہے کہ بیت عائشہ میں دفن کے لیے جگہ موجود تھی۔ چنانچہ خود ((صحیح بخاری)) میں ہے "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانیما من اصحابہ، قالت «لا»" (پ ۳۰) (۱)۔ یعنی صحابہ میں سے اکثر لوگ اس جگہ میں دفن ہونے کے لیے حضرت عائشہ سے اجازت مانگتے تھے لیکن وہ کسی کو اجازت نہیں دیتیں، ((طبقات ابن سعد)) میں ہے "الخصم بن عسی اوصی اللہ بن ہدفہ عدها (ی) دفنہ بالجبع" (فتح پ ۳۰، (ص ۶۸۲)) (۲)۔ حضرت حسن نے بھی وہاں دفن ہونا چاہا تھا، لیکن بقیع میں دفن کیے گئے۔ اگر روضہ نبوی میں چوتھی قبر کی جگہ نہ تھی تو یہ صحابہ لوگ آخر کس طرح وہاں دفن ہونے کی خواہش کرتے تھے؟ یا نہ یا نصف۔

نمبر (۵) میں مجاہد صاحب یوں اثر خانی فرماتے ہیں "کون بے غیرت مسلمان ہوگا جو آنحضرت کی قبر کو کھود کر۔۔۔ حضرت یحییٰ کو مائے گا" (ص ۲۱)۔

اسی قسم کے مسلمان ہوں گے جس قسم کے مسلمانوں نے آنحضرت کی قبر کھود کر حضرت ابو بکر صدیق کو وہاں لایا تھا، ہاں اسی طرح کے مسلمان جنہوں نے پھر کھود کر حضرت عمر فاروق کو وہاں دفن کیا تھا۔ ہاں اب اسی طرح کے "بے غیرت" جو ((کشتی نوح)) (۳) میں لکھتے

(۱) صحیح بخاری کتاب "قضاء ما مات بہ" باب ۱۰، القیامۃ، ج ۱، صفحہ ۴۲۸۔
(۲) فتح الباری از ابن حجر (۳۰۸/۱۳)، ۱۴ ماہ حج ۸۵۷ھ سے ۸۵۸ھ تک کی احادیث کا مجموعہ ہے جس کی دہرے اپنی بحث کی حد تک (طبقات) میں میری دہرائی ان قول نمائیں ہوئی، اور یہی ان کی سدا پھر پڑ جائے گا، بہر صورت اگر بحران وہاں میں کہ جس رسی اللہ عز و جل آپ کو پڑھائے نہیں تھا۔ اسی طرح کی کون حدیث سے جس میں حضرت عسی نے وہاں دفن ہونے کی بات کہی ہے۔ اللہ اعلم۔

ہیں۔ ”حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ مسیح میری قبر میں دفن ہوگا“ (ص ۱۵)۔ اور جو ((نوار خدشت)) میں تحریر کرتے ہیں کہ ”آنحضرت نے فرمایا ہے کہ وہ میری قبر میں دفن ہوگا“ (ص ۵۰)۔ اسی رنگ کے مسلمان وہاں حضرت عیسیٰ کو بھی گاڑیں گے۔ سمجھ جناب نے؟ پھر جناب کا یہ لکھنا کہ ”مووی صاحبان نے قبر کے معنی مقبرہ کر کے دھوکا دیا ہے (تا) غلط ہے“ (ص ۳۱)۔ خود دھوکا دی اور غلطی ہے۔ ورنہ سب سے بڑے دھوکا دینے والے (دجال) اور غلطی کرنے والے جناب مرزا صاحب قادیانی ہی تھے۔ میں نے ((ازالہ اوہام)) میں تحریر کیا ہے کہ ”جو آنحضرت علیؑ کے روضہ کے پاس مدفون ہو“ (ص ۱۹۶)۔ روضہ اور مقبرہ ایک ہی چیز ہے۔ اب اپنے مرزا سے پوچھو کہ ”قبر کے معنی روضہ کس لغت میں ہیں؟“ ”در“۔ ”معنی“ ”مقبرہ“ کے معنی ”روضہ کے پاس مدفون ہو“ مرزا صاحب نے ”عربی زبان کے محاورہ کے خلاف کیا ہے یا نہیں؟“ ”پھر“ ”بہشتی مقبرہ“ سے جو آواز مرزا صاحب کی سنائی دے اسے بذریعہ شبہا رشع کر دو۔ پھر ہم تم کو نمبر کے معنی منبر اور قبر کے معنی مقبرہ عربی زبان سے ثابت کر دیں گے، ان شاء اللہ۔

نمبر (۶) میں مجدد صاحب نے وہی اوپر والی بات پھر اگل دی ہے کہ ”اس حدیث کو کسی محدث۔۔۔ نے اپنی کتاب میں درج نہیں کیا“ (ص ۲۲)۔ یہ مجاہد کا قصور نظر ہے۔ اسی بحث کے نمبر (۱) کے جواب (ص ۵۹) میں ہم محدثین کی ان کتابوں کو نام بنام لکھ آئے ہیں جن میں حدیث مذکور درج کی گئی ہے، فاعظروا ائمه۔

مجاہد صاحب کو اپنی حرکات شیعہ پر تو کبھی تعجب نہیں آیا کہ اپنی غرض فاسد کے لیے تو اول جنوں حدیثوں سے استناد کرتے ہیں۔ اور ہم جو صریح صحیح حدیثیں پیش کرتے ہیں تو تعجب کرتے ہیں کہ ”کوئی صحیح حدیث نہیں ملتی جس میں آسمان کا لفظ ہوا ہے“ (ص ۲۲)۔

حادل کہ اسے ہم پیش کر چکے ہیں مگر۔

گر نہ جند بروز شہرہ چشم

چشمہ آفتاب را چہ گناہ^۱ (۱)

جواب دلیل نمبر (۱۱)

ہمارے دلیل کی فہرست (جس کا مجاہد صاحب جواب دینے بیٹھے تھے اس) میں سوائے قرآن وحدیث کے اور کسی کا بھی کوئی قول نہیں پیش کیا گیا تھا لیکن مجاہد صاحب نے اپنے مرز کے ایک قول کو جسے ہم نے ((اظہار حقیقت)) (صفحہ ۳) (۲) میں بطور الزام کے لکھا تھا اسے ہماری دلیل بتا دیا ہے اور وہ بھی نمبر (۱۱) کی دلیل بحق تھا۔

لکھتے ہیں کہ "جب تک مرزا نے نہیں لکھا تھا اس وقت تک عیسیٰ زندہ نہ تھے جب مرزا نے لکھ دیا تو عیسیٰ زندہ ہو گئے" (ص ۳۲)۔ حیات عیسیٰ کا ذکر کتاب وسنت پر ہے نہ قول مرزا پر۔ لیکن جو مرز کے قول کو وحی تسلیم کرتے ہیں ان کو ملزم کرنے کے لیے مرز کا قول پیش کیا گیا تھا لیکن مجاہد صاحب اپنے پیغمبر مرزا کو رسم و رواج کا پابند بتاتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں "روایتی طور پر لکھ دیا دعویٰ سے پہلے" (ص ۲۲)۔

سنیے جناب! مرزا کا قول حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا اس کتاب سے پیش کیا گیا تھا جس کا نام ہے ((براین احمدیہ)) جو احمدیوں کے الائل کی کتاب ہے۔ جو ہماری تائید سے لکھی گئی ہے اور مرزا صاحب اس وقت بقول خود رسول ہو چکے تھے (ایام الصلح اردو) (ص ۷۵) (۳)، نیز کتاب مذکور کو مختصر متنبی نے (مخوای خواب مرزا) قیوں بھی فرمایا تھا (براین (ص ۲۳۸) (۴)، اور آنحضرت متنبی نے کتاب مذکور کے کسی مضمون یا کسی لفظ کے

(۱) اگر سید لکھ دے میں چکاوری لکھ دے اس میں کتاب فی رہی کا یا قصور

(۲) مجموعہ صفحہ (۱۳۱)، زمین۔ (۳) (روحانی خزائن) (۱۳۰۹-۱۳۱۰)۔

(۴) (روحانی خزائن) (۱۳۵۰)۔

رو بدلتا کرنے کی ہدایت نہیں فرمائی تھی، پھر رواجی طور پر کیوں کر ٹھہرا دیا؟ کیا پیغمبر بھی رواج کا پابند ہوتا ہے؟ ”دعویٰ سے پہلے“ کی ایک سی کپی، ((برائین احمدیہ)) کو مرزا صاحب نے مبعوث ہونے کے بعد تالیف فرمایا ہے، چنانچہ اپنی کتاب ((حقیقۃ الوحی)) میں لکھتے ہیں

”میری کتاب ((برائین احمدیہ)) صرف چند سال بعد میرے مامور ہونے اور مبعوث ہونے کے چھپ کر شائع ہوئی“ ”تھیکس ۱۲۹۰ ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکام مدنی طلبہ پاچکا تھا پھر سات سال بعد کتاب ((برائین احمدیہ)) جس میں میرا دعویٰ مسطور ہے تالیف ہو کر شائع کی گئی، جیسا کہ سرورق پر یہ شعر لکھا ہے تاریخ بھی یہ غفور (۱۲۹۷) مکی واہ واہ“ ((حقیقۃ الوحی (ص ۱۹۹-۲۰۰)) (۱)۔

پس حضرت عیسیٰ کی حیات و نزول سے متعلق مرزا صاحب کا اقرار، خدا سے شرف مکام نہ پانے اور مامور و مبعوث (پیغمبر) ہونے کے سات برس بعد کا ہے نہ رواجی طور پر۔ پیغمبر رواج کا پابند نہیں ہوتا۔ لیکن مجاہد صاحب نے یہاں پر کہاں بنا دت کا ثبوت دیا ہے۔ وہ یہ کہ ”حضرت علیؑ کو بھی رواج کا پابند بنا دیا ہے اور نماز کو جو عمل ہے عقیدہ ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

”حضرت نبی کریم۔۔۔ نمازیں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کیں اسی رواج کے ماتحت۔۔۔ نماز بھی عقیدہ۔۔۔ میں یہود کے رواج کی پیروی۔۔۔“ (ص ۲۳)۔

اسی کو کہتے ہیں کہ ”ایک تو کر یا دوسرے نیم چڑھا“ ایک تو نماز کو عقیدہ غلط لکھا، دوسرے نبی کریم علیہ السلام کو یہود کے رواج کا پیرو بنا کر آپ کی توہین کی، یہ مرد یوں کا دین و ایمان۔ کہ جو عیب مرز میں نکل آئے جھٹ اسی قسم کے عیوب اللہ کے سچے پیغمبروں کے سر

یہ لوگ منہ ہدیتے ہیں جیسا کہ مرزا صاحب خود بھی لکھ گئے ہیں کہ ”میر۔ پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گنہ گشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو“ (تذکرہ حقیتہ ابوحنیہ ص ۱۳۷) (۱)۔ ”پناہ بخدا“ مرزا یحیٰو اللہ سے ذرا دیر سنوا آنحضرت ﷺ نے بیت المقدس کو قبلہ اللہ کے حکم ﴿فَلْيَهْدِ اللَّهُ أُمَّةً﴾ (۲) کی وجہ سے بنایا تھا اور یہ حکم آپ کو مکہ معظمہ میں مل چکا تھا (سورہ انفہ مکی ہے) پھر اللہ نے اس کو سورہ بقرہ اتارا کہ منسوخ فرمادیا اور حکم دیا ﴿يَهْدِيكُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ (۳) اب مسجد حرام کی طرف منہ پھیر کے نماز عمل ہے اور عملیات میں تسبیح ہوتا ہے بخلاف عقیدہ حیات و زوال مسیح کے کہ عقائد میں تسبیح نہیں ہوتا۔ پس مرزا صاحب کا عقیدہ مندرجہ ((برائین احمدیہ)) پچھلی تحریروں سے منسوخ نہیں ہو سکتا۔ اہلہ دونوں تحریروں میں تعرض ہوگا، پس بقاعدہ اذا اتوا رضاتہ قطہ دونوں قول مرزا کے ساقط، جیسے اب بقول آپ کے ”پس فیصلہ ہو گیا“ (ص ۲۲)۔

یہ عقیدہ کی خرابی کہہ تو دو کیسے بنی؟ غیر کو مجرم بناتے تھے یہ گت ان کی بنی تو ہیں انبیائے کرام

یہ بد صاحب نے جنوان ”ایک عذر نامعقول کی حقیقت“ ایک نہایت ہی نامعقول بات تحریر کی ہے جو سراسر موجب اہانت پیغمبر ایں علیہم السلام ہے لکھتے ہیں ”انبیاء کو اپنی وحی کے معنی سمجھنے میں غلطی لگتی رہی ہے۔۔۔۔۔“ آنحضرت ﷺ کو بھی بعض وقت جہتہ دی غلطی فہم معانی میں ہوئی۔۔۔۔۔ جیسے صلح حدیبیہ کا واقعہ، جائے ہجرت کا واقعہ۔۔۔۔۔ نوح کا اپنے بیٹے کو اہل سمجھنا۔۔۔۔۔ یونس کا نہ سمجھنا اور خدا پر ناراض ہونا“ (ص ۲۳)۔

معاذ اللہ من ذلک اللہ۔ پیغمبر اور خدا پر ناراض ہو؟ ﴿إِذَا دُهِبَ مُغَاصِبًا﴾ (۴) کے

(۱) ((روحانی خزائن)) (۲۲، ۵۷) (۲) ص ۹۰۔

(۳) ا ب ق ۱۳۳۔ (۴) انبیاء، ۶۷۔

معنی اپنی قوم سے ناراض ہو کر جانا ہے نہ خدا سے۔ نوٹ کا بیٹا کسی غیر کے غطفہ سے نہ تھا انھیں کاہن تھا اور انھیں کے اہل سے تھا، "لنفس من اهلک" (۱) میں مطلق اہل سے ہونے کی نفی نہیں ہے۔ "انہ عمل غیر صالح" کی قید نے یہ بتایا کہ وہ ان لوگوں سے نہیں ہے جو علم باری میں نجات پانے والے ہیں۔ پس نوٹ کو علم باری کا کیا پتہ؟ اسی علمی کی وجہ سے انھوں نے بطور استعداء و استکشاف حال دلہ غریب کے استفسار فرمایا۔ نہ کہ وحی کے معنی سمجھنے میں غلطی کھائی و شتان چنھما۔ واقعہ حدیبیہ میں آنحضرت ﷺ سے کوئی بھی غلطی نہیں ہوئی ہے۔ چائے ہجرت کا، لیکن خواب کا واقعہ ہے۔ مرزا صاحب نے خواب میں "تونی" کے معنی نہیں کیے ہیں، بلکہ جاننے کی حالت میں تالیف ((براہین)) کے وقت "پوری نعمت دینے" کا ترجمہ کیا ہے اور یہ غلط قرآنی مرزا صاحب پر نہیں ترا تھا، بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا تھا۔ پس وحی محمدی کے سمجھنے میں مرزا صاحب کو کیوں غلطی گئی؟ سو اس کے کہ مان لیا جائے کہ مرزا صاحب قرآن پر عربی نہیں جانتے تھے، جیسا کہ مرزا صاحب نے مولوی اصغر علی رومی لاہوری کے مقابلہ پر کہہ دیا تھا کہ "میں عربی کا علم نہیں ہوں" (قلم، ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۳ء (ص ۵))۔ لیکن بقول مجاہد صاحب "مرتا کیا نہ کرتا" (ص ۲۳)۔ انھوں نے مرزا صاحب کے دامن کو پاک کرنے کے لیے انبیاء کرام کے مقدس دمنوں کو تودہ کر دیا اور توہین نبیائے کرام کے مرتکب ہوئے، اور یہ اس لیے کہ ان کے دلوں میں انبیائے عظام کی کوئی عزت و وقعت نہیں ہے جیسا کہ اوپر ہم لکھ چکے ہیں۔

کھل گیا عشق تیاں طرز سخن سے مومن اب مکتے بوعیث بات بناتے کیوں ہو؟

معذرت

دوستو! قادیانی ٹریکٹ نمبر (۲) کا جواب ماورجیب کی "خری تاریخوں تک ہی قریب

اختتام کے پہنچ چکا تھا کہ میرے سفروں کا سلسلہ شروع ہو گیا، جس کا خاتمہ یکم رمضان کو ہوا۔ پھر رمضان مبارک کی مصروفیتیں تکمیل جواب سے ملت آئیں۔ اواخر رمضان و شوال میں قادیانی برکات (زازل وغیرہ) کے اثرات سے پریشانی رہی۔ آخر اراکین انجمن اشاعت اسلام کے بے انتہا مجبور کرنے پر ماہ ذی قعدہ میں رسالہ ہدای تکمیل کردی جو آپ کے سامنے ہے ع والحد وعند کرام الناس مقبول۔

الحمد لله الذي بعثه الله المصالحات النبيات. و الصلاة مع السلام
على محمد والي محمد به سيوف نونو شرنع والمعجزات وغيرهم من تابههم
دوي عصبائل والبركات، مدمد الأرحس والسماوات بانكرت والبركات۔

تمام شد

قادیانی ٹریکٹ نمبر (۳) کی حقیقت

ہمارے ٹریکٹ نمبر (۶) مسکی بہ ((جواب دعوت)) کے نام نہاد جواب میں مجاہد صاحب نے اپنا ٹریکٹ نمبر (۳) شائع کیا ہے۔ اور یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم ((جواب دعوت)) کے جواب سے سبکدوش ہو گئے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جواب سے ہی جواب ہے۔ ہمارا ٹریکٹ نمبر (۶) پر ۳۶ صفحات کا ہے اس میں سے پرے دس صفحات کو تو مجاہد صاحب نے ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ (یعنی صفحہ ۶ و ۹ و ۱۶ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۴ و ۳۱ و ۳۳ و ۳۵)۔ پس ن دس صفحات کا جواب تو مجاہد کے ذمہ جوں کا توں باقی ہے۔ رد گئے باقی ۲۶ صفحے ان کی بابت مد نظر فرمائیے۔ ہمارے ٹریکٹ میں سوائے پہلے اور پچھلے صفحہ کے ہر صفحہ میں ۲۱ سطریں ہیں، صفحہ ۲ میں سے مجاہد نے ۶، ۵ سطریں لی ہیں، صفحہ ۳ سے ۲، ۲۵ سطریں صفحہ ۴ سے ۲ دہی سطر، صفحہ ۵ سے بھی ۲ دہی سطر، صفحہ ۷ سے ۲، ۲۵ سطریں صفحہ ۸ سے ۳ سطریں، صفحہ ۱۰ سے ۴، ۵ سطریں، صفحہ ۱۱ سے ۱، ۷۵ سطریں، صفحہ ۱۲ سے ۲، ۲۵ سطریں، صفحہ ۱۳ سے ۴، ۷۵ سطریں، صفحہ ۱۴ سے ۱، ۵ سطر، صفحہ ۱۵ سے ۳ سطریں، صفحہ ۱۷ سے ۶ سطریں، صفحہ ۲۱ کے ۲ دہے کالم سے ۷ سطریں گویا ۳، ۵ پوری سطریں، صفحہ ۲۲ سے ایک سطر، صفحہ ۲۳ سے ۳ سطریں، صفحہ ۲۵ سے ایک سطر، صفحہ ۲۶ سے بھی یک سطر، صفحہ ۲۷ سے ۲ سطریں، صفحہ ۲۸ سے ۱، ۵ سطر، صفحہ ۲۹ سے آدھی سطر، صفحہ ۳۰ سے ۳ سطریں، صفحہ ۳۲ سے ۲ سطریں، صفحہ ۳۴ سے ۷، ۷۵ سطر، صفحہ ۳۶ سے ۲ سطریں، یعنی رسالہ ((جواب دعوت)) کی ۷۳۰ سطروں میں سے صرف ۶۵ سطروں کے جواب دینے کی مجاہد صاحب نے کوشش کی ہے اور وہ جواب بھی کیا ہے کہ منہ چڑھایا ہے، اس جواب کے اکثر حصوں کی تردید ہمارے اسی رسالے میں ہو چکی ہے۔ رسالہ ((جواب دعوت)) کی باقی ۶۶۵ سطروں کا جواب مجاہد کے ذمہ بنوڑ جوں کا توں باقی ہے۔ یوں سمجھیے

کہ مجھ صاحب نے رسالہ ((جواب دعوت)) کے گیارہ حصوں میں سے صرف ایک حصہ کے جواب دینے کی سعی کی ہے باقی اس حصوں کے جواب سے عاجز رہ گئے یا تسلیم کر رہا ہے۔ اس لیے ہم کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ہم ان کے ٹریکٹ نمبر (۳) کے جواب میں کوئی پیچیدہ کتاب لکھیں۔ تاہم اُردو سنتوں نے ضرورت سمجھی اور مسلمانوں کا اصرار ہوا تو چند مکتبوں میں اس کا مکمل دغواں شکر جواب تحریر کر دیں گے، ان شاء اللہ العزیز کیوں کہ۔

ظفر نصیب ہیں بنتے نہیں ہیں دشمن سے ہمارا ہاتھ ہے لائق تڑی کہاں کے یہ
مناظر ہیں نہیں میرے روبرو یہ تاب کہ لب ہلا بھی سکے غیر کچھ بیاں کے یہ
یہ سب فضل ہے اس خالق دو عالم کا کہ مثل شیر ہیں ہم دفع دشمنان کے یہ

تمت الرسالہ

قادیانی ٹریکٹ نمبر (۴) کا جواب

اور اس کی حقیقت

خلیفہ قادیان نے ماؤ نمبر ۱۹۳۳ء میں (۳۲) صفحوں کا ایک رسالہ شائع کیا تھا جس کا نام ”مرزین کامل میں ایک تازہ نشان کا ظہور“ مجاہد صاحب نے کس جدوجہد سے چھ صفحوں کا اضافہ کر کے اسی رسالہ کو بھیجا بنارس میں طبع کرا کے شائع کر دیا اور اس کو اپنے ”سلسلہ ظہور“ کا ٹریکٹ نمبر (۴) بنا دیا۔ یہ ہے اس ٹریکٹ کی حقیقت۔

تاغل جج کے دوسرے صفحہ پر مجاہد صاحب نے ہمارے ٹریکٹ نمبر (۷) ((معیر نبوت)) کے جواب دینے کی سعی حاصل کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ ”پیغمبروں کی پیش گوئی کے حرف بحرف پورا ہونے کی شرط محض غلط ہے“ یہ تو مجاہد صاحب بلکہ ہر مرزائی کی جنسی عادت ہو گئی ہے کہ جو امور نص قرآن و حدیث سے ثابت ہوں وہ سب ان کے نزدیک ”غلط“ ہوتے ہیں، صحیح وہی ہوتا ہے جو یہ لوگ کہیں۔ تاکہ مرزائی نبوت کا وہ کسی طرح چکی ہو جائے۔ خواہ چھ پیغمبر نعوذ باللہ جموئے ہی کیوں نہ ثابت ہوں۔

بلکہ سے کوئی ادا ان کی بدنام ہو جائے کسی طرح تو مٹ جائے ولولہ دس کا مجاہد صاحب کی دلیل! لحظہ ہو فرماتے ہیں ”پورا ہونا ضروری ہوتا تو خدا کیوں فرماتا ﴿لَا يُخْلَفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (۲۱) کیوں اعتراض کرتے؟“۔

گویا مجاہد صاحب یہ سمجھے کہ اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ پیغمبروں کی پیش گوئی حرف بحرف پوری نہیں ہوتی۔ تاہم بریں فہم۔ پوری آیت یوں ہے۔ ﴿يَسْأَلُ مِنْ بَشَائِهِ وَهُوَ الْعَرِيزُ الرَّحِيمُ﴾ وَعْدَ اللَّهِ لَا يُخْلَفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا

يَغْلِبُونَ ☆ يَغْلِبُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ ﴿۱﴾
 (۱) یعنی مدد دیتا ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اور وہی غلبہ والا رحم والا ہے۔ وعدہ ہے اللہ کا (مدد کا)
 اللہ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ (شرکین) کو (اللہ کے وعدوں کا) علم نہیں اس
 کو تو صرف دنیا کی زندگی کی خاطر (معمولی) باتوں کا علم ہے اور وہ آخرت (کی باتوں) سے
 غافل (بے خبر) ہیں۔ شرکین اللہ نے کہا تھا کہ جس طرح فارس والے امی ہیں اور رومی اہل
 کتاب پر غالب آئے ہم بھی امی ہیں اور محمدی اہل قرآن پر غالب آئیں گے۔ اللہ نے ان
 کی تردید فرمائی کہ (۹) برس کے اندر اہل روم اہل فارس پر غالب ہوں گے اور مسلمان مکہ
 و اول پر (بد ریس) غالب ہوں گے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا (چنانچہ پورا ہوا)
 لیکن شرکین مکہ نہیں جانتے کہ شکست خوردہ رومی کیوں کر غالب اہل فارس پر فتح پائیں گے
 اور بے ہر و سامان قلیل مسکن کیوں کر سارے مکہ والوں پر فتح حاصل کریں گے؟ وہ تو دنیوی
 ساز و سامان اور کثرت تعداد پر غلبہ کو منحصر جانتے ہیں ان کو کیا خبر کہ۔

اوست سہن ہر چہ خواہد آں کند عاقلے را در دے دیراں کند (۲)
 پس تیت تو کچھ کہہ رہی ہے اور مجاہد صاحب کچھ الٹا پ رہے ہیں۔ غلوئے
 من چہ گویم و ظنور و من چہ سراید (۳)۔ سبحان اللہ۔

دوسری دلیل مجاہد صاحب نے اس سے بھی عجیب دی ہے لکھا ہے کہ ”یعقوب کی
 پیش گوئی عسی اللہ ان یأتی بہم حمیناً ۛ۔۔۔ وہ تینوں نہ آئے ان حضرت
 یعقوب کو ہی چاہنا پڑا“۔ ع

برین عقل و دانش ہزار آفرین (۴)

یہاں ”اتیان“ بمعنی تدبیر ہے، اور کلام عرب میں ”اتیان“ تدبیر کے معنوں میں

(۱) (مرورہ ۵-۶)۔ (۲) ادب و شوق سے چاہے ہو۔۔۔۔۔

(۳) میں یا نہتاں اور میرے ملک کا جس کا مہا ہے۔ (۴) اس عقل و دانش پر ہر دقت نہیں۔

بہت مستعمل ہے، مشہور لغوی راغب اصفہانی کی ((مفردات)) (۱) ملاحظہ ہو۔ یعقوب علیہ السلام امید اور توقع کا ظہار فرما رہے ہیں کہ «عسى الله أن ياتيني بهم جميعاً» (۲) یعنی قریب ہے کہ اللہ میرے اور ان لڑکوں (رونیل، یوسف اور بنی مین) کے اکٹھے ہونے کی کوئی تدبیر کرے گا۔ چنانچہ حضرت یعقوب کی یہ توقع حرف بحرف پوری ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان سب کو مصر میں اکٹھا کر دیا۔ فاین ہذا من ذاک؟

آہ نادر شاہ کہاں گیا

کہا جاتا ہے کہ یہ مرزا صاحب کی ایک پیش گوئی ہے جو بقول مجاہد "حرف بحرف پوری ہوگئی" اور ان کے نزدیک یہ "مرزا صاحب کی نبوت کا تازہ ثبوت ہے" مجاہد صاحب نے صفحہ ایک سے پچیس تک "خلیفہ قادیان" کے شائع کردہ رسالہ سے "حرف بحرف" نقل کر دیا ہے، یہی اس کے حرف بحرف پورے ہونے کا ثبوت ہے۔ ہم (۲۵) صفحوں کی طویل عبارت کی روح کو چند غظلوں میں نکال لیتے ہیں۔ پس ہمارا جواب ملاحظہ ہو

مرزا صاحب کی پیش گوئی مذکور موم کی ناک جھنسی ہے کہ جس طرف چاہے موز لو۔ آپ کے خلیفہ قادیان نے تو پہلے اس کو بچہ سقہ کے واقعہ پر چسپاں کیا اور غضب یہ کیا کیا کہ بچہ سقہ اور اس کے تین سوڑا کوسر تھیوں کو اصحاب بدر سے تشبیہ دی، چنانچہ (صفحہ ۶) کا عنوان ملاحظہ ہو "کابل میں بدر کی جنگ کا نظارہ" اور (صفحہ ۷) میں لکھتے ہیں "اطلاع حضرت مسیح موعود کو اس (خدا) نے دے رکھی تھی، بچہ سقہ کو ایک جماعت کے ساتھ جو تعداد میں صاحب بدر کے مطابق تھی یعنی کل تین سو پانی تھے (۳) تحفہ الٹ دیا، کتنی جسارت اور ہمارے زخمی دلوں پر نمک پاشی کی گئی ہے کہ ڈاکوؤں کو بدری صحابیوں کے مشابہ قرار دیا اور ان کے ظالمانہ تعصب

کو فتح بدر کا مثل بنایا اور ذرا نہ سمجھے کہ جب نادر خاں مرحوم نے ان کو اس کو قتل کر دیا تو وہ اصحاب کرام کا قاتل ہونے کے باعث مومن کہاں رہا، کیوں نہ ہو جو لوگ سقوط بغداد پر خوشیاں منائیں اور ترکوں کو بندر اور سور قرار دیں (انفصل ۱۰ اراکون ۱۹۱ء)۔ ان سے جو نہ ہو تھوڑا ہے۔ لطف پر لطف یہ ہے کہ جب نادر خان مرحوم نے بچہ سقہ وغیرہ کو فٹائے گھاٹ اتار کر کابل پر داخل جمایا اس وقت بھی یہی الہامی پیش گوئی ”آہ نادر شاہ کہاں گیا“ نادر خاں پر جزوی۔ چنانچہ ضیفہ صاحب لکھتے ہیں ”اس میں یہ بتایا گیا کہ اس پسماندہ واقعہ (بچہ سقہ) کے بعد نادر بادشاہ افغانستان ہوگا“ (ص ۸)۔ مطلب یہ ہوا کہ بچہ سقہ جیسے اصحاب بدر کی حکومت کے زمانہ میں کابل کے لوگ پکار رہے تھے (وہ بھی اردو میں) کہ ”آہ نادر شاہ کہاں گیا“ یہاں آئے اور بادشاہ بن کر حکومت کرے۔ چنانچہ نادر خاں پہنچے اور بادشاہ بن گئے۔ گویا پیش گوئی پوری ہو گئی۔ اچھا پھر کیا باقی رہا کہ جب نادر خاں شہید ہوئے تو یہی الہامی پیش گوئی پھر یاد آگئی اور لکھ دیا کہ ”اس کی موت واقع ہو گئی حتیٰ کہ سب ملک (کابل کا) چلا اٹھے گا (ردوزبان میں) کہ آہ نادر شاہ کہاں گیا؟“ (ص ۸)۔ کیا خوب ایک سی پیش گوئی تخت پر بھی اور تخت پر بھی؟ ع

ہاں وہ ہو کہ نکلتے ہیں پہلو دونوں

طرہ یہ کہ کابل والے پشتو اور فارسی سب بھول گئے لگے اردوزبان میں چلائے کہ ”آہ نادر شاہ کہاں گیا؟“ یہ اردوزبان کا بیوں کی ”داری زبان کب سے بنی؟ یا یہ تو نہیں ہے کہ ع یار من ترکی و من ترکی نمی دانم

در اصل مذکور پیش گوئی کو شاہ کابل کی شہادت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیوں زلزلہ و قحط و جنگ پر تو مذاق اڑیے جاتے اور مرزا صاحب تحریر فرماتے ”اس در ماندہ انسان کی پیش گوئیاں یا تھیں صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے قحط

پڑیں گے لڑائیاں ہوں گی۔۔۔ کیا ہمیشہ رُتر لئے نہیں آتے کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔۔۔ اس نادان اسرائیلی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے ان معمولی باتوں کا پیش گوئی کیوں نام رکھا؟“ (حاشیہ ضمیمہ انجم ام بحکم ص ۴) (۱)۔ کیا ہمارا حق نہیں کہ اس کے جواب میں ہم بھی یوں کہیں کہ ”اس مرقی انسان کی پیش گوئیاں یا تمہیں صرف یہی کہ رُتر آئے گا“ (ضمیمہ براہین احمدیہ) (۹۳۵) (۲)۔ ”خت بارشیں ہوں گی“ ((حقیقۃ الوحی)) (ص ۳۶۴) (۳)۔ تادشہ کہاں گیا؟ (۳) مری (۵)۔ کیا ہمیشہ رُتر لئے نہیں آتے؟ کیا خت بارشیں نہیں ہوتیں؟ کیا بادشاہ مر نہیں کرتے؟ اس ذیابیطسی و مرقی نے ان معمولی باتوں کا نام پیش گوئی کیوں رکھ دیا؟ کیوں کہ ”پیش گوئی سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کے لیے بطور دلیل کے کام آسکے لیکن جب ایک پیش گوئی خود دلیل کی محتاج ہے تو کس کام کی ہے؟“ (تحفہ کوثر دیہ (ص ۲۰۰) طبع سوم)۔ ناظرین اع یہ گنبد کی صدا جیسی کہے و سنی سے

مدن پورہ کا اشتہار:

مولوی غلام احمد صاحب مجاہد نے ٹریکٹ مذکور کے (صفحہ ۲۶ سے صفحہ ۲۸) تک منجمن اشاعت اسلام مدن پورہ کے اشتہار پر خامہ فرسائی کی ہے، واقعہ یہ ہے کہ صوبہ بہار کے مشہور شہر چمپہرہ میں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کا اٹھارہواں سالانہ جلسہ ۸-۹ دسمبر ۳۳ء کو اور آل انڈیا احمدیٹ یگ کا دوسرا سالانہ جلسہ ۱۰ دسمبر ۳۳ء کو ہونے والا تھا (چنانچہ ہوا) ان دونوں جلسوں کی شرکت کے لیے شیر پنجاب فاتح قادیان جناب مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری (معدنہ صوبہ نقانہ) ۶ دسمبر ۳۳ء کو بنارس سے سفر کرنے والے تھے۔ ارکین انجمن مذکور کے بے حد اصرار سے جناب مولانا محمود نے ایک شب کے لیے بنارس قیوم

فرمایا درتقریر کرنا منظور فرمایا تھا۔ اراکین انجمن نے مولانا کے وعظ کا اشتہار شائع کیا۔ مجاہد صاحب نے جیٹ ایک "کھلی چٹھی" مولانا موصوف کے نام شائع کر دی اور مولانا کی تقریر شروع ہونے سے چند منٹ پہلے جلسہ میں تقسیم کرنا شروع کی۔ صدر انجمن نے نہایت فراخ حوصلگی سے مجاہد صاحب کے شکوک پیش کرنے کی تحریری اجازت دے دی۔ مجاہد صاحب جو صرف پتہ کمپ میں ہی جا کر ناجانتے تھے شیر پنجاب کے مقابل آنے کی ہمت نہ کر سکے، اور جلسہ ختم ہو جانے کے بعد ایک تحریر ترویج دی۔ جس میں اراکین انجمن پر کچھ الزام دھر دیا درمیان امرتسری پر ساقی نے حمد بھی۔ جیسا کہ اہل بنارس نے انجمن کے اشتہار میں فریقین کے خطوط سے معلوم کر لیا ہوگا۔ اراکین انجمن نے منگلو کے لیے دوسرے روز صبح پھر ایک موقع دیا لیکن مجاہد صاحب نہ آئے تو نہ آئے۔ اور بقول "کھسائی ملی کھانا نوپے" پٹی نجاست منائے کو ایک اشتہار شائع کر دیا جس کی سرخی رکھی "مولوی ثناء اللہ امرتسری کے حالات علم و تقویٰ"۔

مجاہد کے اشتہار کا جواب:

اس اشتہار میں اراؤں تا آخر جھوٹ ہی جھوٹ بکا، چنانچہ نمبر وار مددِ حلف ہو

(۱) پہلا جھوٹ ((ظہور امام)) نمبر کا جواب کسی سے بھی بن نہ پڑا "حالات کہ مدد پورہ کی انجمن زاد آخرت نے" صولت اسدینہ کے نام سے اس کا جواب عرصہ ہوا دے دیا تھا۔ اور ہمارا جواب زیر طبع ہے۔

(۲) دوسرا جھوٹ "زیکٹ نمبر (۲) کا جواب دینے کی ہمت نہیں ہوئی" حالانکہ اس کا جواب اسی وقت لکھ دیا گیا تھا جو ناظرین کے ہاتھوں میں ہے۔

(۳) تیسرا جھوٹ "مولوی ثناء اللہ امرتسری سے ہمارے خلاف لکچر کرنے کی سوچھی" جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو خاص لکچر دینے کے لیے بڈیا گیا تھا۔ حالانکہ وہ اہل حدیث کانفرنس کے سالانہ جلسہ کی صدارت کے لیے چچراہ تشریف لے جا رہے تھے۔

(۴) چوتھا جھوٹ ”مسواہی وقت دینے سے راوقرار ختیار کی“ حاکم کہ مسواہی وقت دیا گیا تھا اور تحریروں کی گئی تھی کہ ”مواعینہ یعنی دیر تقریر فرمائیں گے اتنا ہی وقت منگلو کے لیے دیا جائے گا“ پھر تجدید وقت بھی مسواہی کی گئی تھی یعنی پانچ پانچ منٹ۔

(۵) پانچواں جھوٹ ”حفظ امن کی ذمہ داری سے بھی انکار کر دیا“ حاکم کہ کہہ دیا گیا تھا کہ ”ذمہ دار ہمارے وراپ کے اخلاق ہوں گے“ اب اور کس طرح ذمہ داری لی جاسکتی تھی؟
(۶) چھٹا جھوٹ ”ہمیشہ ہمارے ساتھ درندگی برتی جاتی ہے“ حاکم کہ ہر جگہ شہرت مرزائیوں کی ہوتی ہے اسی لیے مصری عدالت نے مرزائیوں پر جرمانہ بھی کیا ہے (ملاحظہ ہو ((اخبار مطبوع))، قاہرہ، نمبر ۷۷۳، ۱۱/۳/۱۳۵۲ھ) (ص ۳)۔

(۷) ساتواں جھوٹ ”امرتسر میں مسلمانوں نے احمدیوں کو رومی کیا“ صحیح فیصلہ تو عدالت ہی کرے گی لیکن خبری رپورٹ اس کے بالکل برعکس ہے۔ بٹالہ کا واقعہ قتل اور قادیان میں بڑائی وغیرہ کے واقعات نیز مصر کا قصہ ہمیں مجاہد کے بیان کو صحیح سمجھنے سے مایوس کرتے ہیں۔

(۸) ”ٹھوس جھوٹ“ ”مہارے نجد و حرم نے مولوی ثناء اللہ کے برخلاف فتویٰ دیا“ حاکم کہ مہارے نجد و حرم کے بڑے افسر قاضی القضاۃ عبد بنہ بن حبیبہ نے بحکم عدالت الملک امام عبد العزیز بادشاہ مملکت عربیہ سعودیہ جو تحریروں کی تھی وہ یہ ہے ”رجوع کس مسہد ایسی تجدید عقد لاخوة و حبس ما یافی دین“ جس کا ترجمہ (قادیان کے حقیقہ ول حکیم نور الدین آنجنائی کے نواسے کے مرتب کیے ہوئے ((فیصلہ مکہ)) کے (جس سے مجاہد صاحب نے نمبر ۲۱۰ و ۲۱۱ نقل کیا ہے) (صفحہ ۱۳۱ میں) یوں منقول ہے ”چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے رجوع کر لیا ہے اس لیے وہ اب ہمارا بھائی ہے“ یہ مجاہد صاحب کو نظر نہ آیا۔ افسوس!

(۱۰۹) (تو اس جھوٹ ”مولوی ثناء اللہ مولویوں اور اہل حدیثوں کو کیا سمجھتے ہیں؟

شعر مولوی اب طیب دنیائے مدینہ ہو گئے الخ۔“ حالانکہ یہ شعر مولوی ثناء اللہ صاحب کانپس ہے بلکہ دیوان گلشن ہدایت کا ہے اور ((اخبار اہل حدیث)) (۳۰ مئی ۱۳۰۲ء) میں جس کا حوالہ مجاہد نے دیا ہے کہیں بھی یہ شعر مندرج نہیں ہے یہ دسواں (۵) جھوٹ ہے۔ البتہ ((اخبار اہل حدیث)) (۳۱ مئی ۱۳۰۲ء) میں محمد حسین خاں آباہی کے مضمون میں شعر مذکور مرقوم ہے۔ اور اڈیٹر نامہ نگاروں کی رائے سے متفق نہیں ہوتا۔ پھر مولانا ثناء اللہ صاحب کا وہ عند یہ کیوں کر ہو گیا؟

(۱۱) گیارہواں جھوٹ ”مولویوں میں شیطنیت بھری ہوئی ہے“ ((اہل حدیث)) (۱۷ نومبر ۱۳۰۲ء) یہ بھی مولانا امرتسری کا مضمون تحریر کردہ نہیں ہے۔ بلکہ صیف منقولات میں ((اخبار برق خن بنگلور)) سے منقول ہے۔ پس یہ تحریر اڈیٹر (برق خن بنگلور) کی ہے نہ اڈیٹر احمدیٹ امرتسری۔

(۱۲) بارہواں جھوٹ ”الاحمدیٹ بھی بی اسرائیل کی طرح (تا آخر)“ ((الاحمدیٹ)) (۲۵ ستمبر ۱۳۰۲ء)، (ص ۱۱) یہ مضمون مولوی عبداللہ منوی مقیم چیمپو کا لکھا ہوا ہے نہ مولانا ابو ادلاء کا۔ تعجب ہے کہ مجاہد نے نامہ نگاروں کے خیالات کو مولانا امرتسری کے سر کیسے منڈھ دیا؟ کرے کوئی بھرے کوئی؟ یا اللعجب۔

(۱۳) تیرہواں جھوٹ ”مولوی ثناء اللہ نے یہ معیار قرار دیا تھا کہ جھوٹے دعا باز کو بھی عمر ملتی ہے۔“ ((الاحمدیٹ)) (۲۶ اپریل ۱۳۰۲ء) اسے سفید جھوٹ کہوں یا سیاہ جھوٹ؟ کیوں کہ یہ تحریر بھی مولوی صاحب ممدوح کی نہیں ہے بلکہ اسی کے بعد بریکٹ میں ”نائب اڈیٹر“ مرقوم ہے۔ پھر یہ معیار مولوی صاحب موصوف کا مقرر کردہ کیوں کر ہو گیا؟ ورنائب اڈیٹر نے بھی مرزا صاحب کی تحریر ”میں جانتا ہوں کہ منصف اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی“۔

(اشتہار آخری فیصد ۱۵ پر یلے) کی تردید میں یہ دھانے کے لیے کہ مرزا صاحب نے نص قرآن کے خلاف لکھا ہے ان کی عبارت پر ایک کا حاشیہ بنا کر نوٹ دیا ہے کہ ”آپ س دعویٰ میں قرآن کے خلاف لکھ رہے ہیں (۲) قرآن میں یہ یہاں ”پھر یہ معیار کیوں کر ہو گیا اس میں تو مرزا کی قرآن و نبی کی خبری گئی ہے اور آگے بریکٹ میں صاف صاف مرقوم ہے ”نائب اڈیٹر (اخبار احمدیہ)“ جو اندھوں کو نظر نہیں آتا ﴿وَلَهُمْ أُغْشِيَ لَا يَنْصُرُونَ﴾ بہا ۱۶۔ نیز مولانا صاحب نے ((اخبار اہل حدیث)) (۳۱ جولائی ۱۹۸۰ء) ص ۲۷ جب (۳۲۱ھ) کے (صفحہ ۲) پر صاف صاف اعلان بھی کر دیا تھا کہ ”وہ نوٹ میرا نہ تھا بلکہ رقم کا اپنا نام پیچھے اس کے لکھا تھا“ (۲۹/۵) یہ ہے۔ ”خاکسار غلام احمد مجاہد“ کے اشتہار کی حقیقت جس میں مولائے کا ذیاب کے سچائی کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔

فصل کست لا ندری دست مصیبة و اب کست ندری فامعصبة عظم (۱)
ملن پورہ کے اشتہار کے جواب کا جواب:

مجاہد صاحب نے انجمن اشد الہام کے جواب میں سات نمبر قائم کیے ہیں ان کی بھی حقیقت ملاحظہ ہو

نمبر (۱) میں لکھتے ہیں کہ ”۷ اربعین کو مغرب کے وقت ہمیں اشتہار ملا“ (ص ۲۶)۔ پھر آپ کا کھلا خط بین مغرب کے ہی وقت طبع ہو کر تقسیم کیسے ہو گیا؟ چنانچہ چوک میں نماز مغرب کے بعد فوراً ہی آپ کے آدمی آپ کا کھلا خط لوگوں کو دے رہے تھے۔ جھوٹ ہو تو ایسا ہو کہ بچہ بچہ اسے جھوٹ کہہ دے۔

نمبر (۲) میں مرزا صاحب کے چیلنج کا حوالہ طلب کیا ہے۔ جب کہ انھوں نے مولانا

(۱) اگر تم نہیں جانتے تو یہ مصیبت ہے اور اب کست ندری فامعصبة عظم (۱)

مرسری کو پیش گوئیوں کی پڑتال کے لیے قادیان بلایا تھا چنانچہ ملاحظہ ہو، مرزا صاحب اپنے رسالہ ((عجاز احمدی)) (۱) میں لکھتے ہیں ”اگر یہ (مولوی ثناء اللہ صاحب) سچے ہیں تو قادیان میں ”کرکسی پیش گوئی کو جھوٹی ثابت کریں“ (ص ۱۱)۔ اور سننے فرماتے ہیں ”ہم ان کو مدعو کرتے ہیں اور خدا کی قسم، سچے ہیں کہ وہ اس تحقیق کے لیے قادیان میں آئیں“ (ص ۲۳) (۲) اور بیچے ”وہ قادیان میں تمام پیش گوئیوں کی پڑتال کے لیے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے“ (ص ۳۷) (۳)۔ اب فرمائیے کہ لعل اللہ علی کا، جس کی یہی کس کے چہرہ پر لگی ہے۔ کس صفائی سے حوالہ دے دیا تحریر کا ”منہ جو دیکھ ہم نے جھوٹے کا تو کال ہو گیا“ نمبر (۳) میں ناقول مسودہ کی غلطی پر پھولے نہیں سماتے کہ ”وہ ۱۰۰۰“ اصل مسودہ میں عبارت یوں ہے ”ان دنوں بنالہ سے قادیان تک ریل نہ تھی“ ناقول کی سبقت قلم نے بنالہ کو امرتسر بنادیا جیسے مجاہد صاحب نے اپنے اشتہار میں ((ہندوستان)) (۳۱ مئی ۱۲) کو (۲۰ مئی ۱۳) لکھ دیا ہے۔

این مسابہ است کہ در شیر ثنائیر کنند (۴)

نمبر (۴) میں مرزا صاحب کی پیش گوئی ”مولوی ثناء اللہ قادیان میں ہرگز نہیں آئیں گے“ کو جھوٹ کہا ہے (ص ۲۶)۔ حالانکہ یہ پیش گوئی ((عجاز احمدی)) (صفحہ ۲۷) (۵) پر موجود ہے جیسا کہ ابھی ہم نے سے نقل بھی کر دیا ہے۔ پھر جھوٹ کیا ہوا؟ ہاں مولانا مرسری کے قادیان پہنچ جانے کی وجہ سے مرزا صاحب کی پیش گوئی البتہ جھوٹی ہو گئی۔ آگے مجاہد صاحب نے (صفحہ ۲۷) میں بجائے اس کے کہ مرزا صاحب کی کتاب سے پوری عبارت نقل کرتے مرزا صاحب کی عبارت کو توڑ مروڑ کر اپنے مطلب کی بنا کر چھ نمبر لگا کر تحریر کیا ہے جس سے ناظرین کو دھوکا دینا

(۱) (۱۹) (۱۸) (۱۷) (۱۶) (۱۵) (۱۴) (۱۳) (۱۲) (۱۱) (۱۰) (۹) (۸) (۷) (۶) (۵) (۴) (۳) (۲) (۱) (۰)

(۲) (۱۹) (۱۸) (۱۷) (۱۶) (۱۵) (۱۴) (۱۳) (۱۲) (۱۱) (۱۰) (۹) (۸) (۷) (۶) (۵) (۴) (۳) (۲) (۱) (۰)

(۳) (۱۹) (۱۸) (۱۷) (۱۶) (۱۵) (۱۴) (۱۳) (۱۲) (۱۱) (۱۰) (۹) (۸) (۷) (۶) (۵) (۴) (۳) (۲) (۱) (۰)

(۴) (۱۹) (۱۸) (۱۷) (۱۶) (۱۵) (۱۴) (۱۳) (۱۲) (۱۱) (۱۰) (۹) (۸) (۷) (۶) (۵) (۴) (۳) (۲) (۱) (۰)

(۵) (۱۹) (۱۸) (۱۷) (۱۶) (۱۵) (۱۴) (۱۳) (۱۲) (۱۱) (۱۰) (۹) (۸) (۷) (۶) (۵) (۴) (۳) (۲) (۱) (۰)

مقصود ہے۔ ہم نے مرزا صاحب کی عبارت صاف صاف اور نقل کردہ ہے جو مجاہد صاحب کے بتائے ہوئے گھروندے کو چشم زدن میں نیست و نابود کر دیتی ہے۔ جیسا کہ ناظرین یہ سارا قصہ ہمارے ٹریکٹ نمبر (۳) کے (صفحہ ۳) و (صفحہ ۴) (۱) پر مفصل ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ مجاہد صاحب لاکھ بیپوٹی ترین لیکن کچھ ناغہ نہیں کئے جس قدر کہ یہ کریں گے، تباہی ہو کرے گا۔ ع

چوں بشنوائی پلید تر باشد (۲)

نمبر (۵) میں لکھتے ہیں کہ ”یہ جھوٹ ہے کہ مولوی ثناء اللہ نے مرزا صاحب کے تین گھنٹوں کے مقابلہ میں صرف پانچ منٹ تقریر کے لیے مانگے“ (ص ۲۸)۔ پھر ”مے خود ہی یہ بھی لکھتے ہیں ”ضد کی کہ ہر ایک گھنٹہ کے بعد کچھ وقت دیا جائے“ کچھ وقت سے مراد اگر پونے دو دو منٹ مان لیں جو ”ہر ایک گھنٹہ“ کے بعد مطلوب تھا تو تین گھنٹوں کے مقابلہ میں سو پانچ منٹ ہوتے ہیں، پھر جھوٹ کی ہوا؟ مرزا صاحب کا یہ تقریر کرنا طے تھا تو مولانا امرتسری نے بھی تو اس کو مان لیا تھا اور لکھ دیا تھا کہ ”میں آپ کی بے انصافی قبول کرتا ہوں میں دو تیس طریقے ہی لکھوں گا۔ آپ بد شک تین گھنٹہ تک تقریر کریں“ (رقعہ ۱۱ جنوری ۱۹۰۳ء، مندرجہ الہامات مرزا، (ص ۲۰))۔ پھر مرزا صاحب پردہ سے باہر کیوں نہ نکلے؟ اور اندر ہی اندر کیوں بگڑتے بگڑتے رہے جس پر مجاہد صاحب نمبر (۶) میں بگڑ گئے ہیں۔ چنانچہ نمبر (۶) میں لکھتے ہیں ”مرزا صاحب بگڑ گئے جھوٹ ہے“ (ص ۲۸)۔ مرزا صاحب بگڑے نہ تھے تو یہ کیوں لکھا تھا کہ ”چوروں کی طرح گھنے“ ”ضمتہ بکھم“ ”لعنت کو ساتھ لے جائیں گے“ ”آپ کے شیطان و وساوس“ ایسی گالیاں تو عورتیں پردہ کے اندر سے دیتی ہیں یا مرد خاص میں بگڑ کر کہتے ہیں۔ لیکن آپ کے نزدیک تو۔ ع

بگڑنے پہ بھی زلف اس کی بتائی

نمبر (۷) میں لکھتے ہیں ”ہم نے رفع شکوک کے لیے وقت نہیں مانگا تھا (۲) جو بی

تقریر کا مطالبہ کرتے تھے" (ص ۲۸)۔ ع دروغ گویم بروے تو۔ اسی کو کہتے ہیں۔

جناب واد، کھلی چٹھی میں آپ کی شکایت کیا تھی؟ یہی تا کہ "جماعت احمدیہ کو سوال و جواب کرنے کی دعوت نہیں دی گئی" اسی کا نام تو رفع شکوک ہے۔ پھر اپنی کھلی چٹھی میں اتادہ کی مثال بھی دی ہے۔ کیا ۲۱ و ۲۰ میں جوابی تقریر ہوئی تھی؟ یا دس دس منٹ سوال و جواب ہوتا تھا۔ سوال شک کا پیش کرنا اور جواب اس شک کا دفعیہ ہے۔ اور ہم نے اس کی اجازت دے دی تھی جس کا آپ کو بھی اقرار ہے، پھر اپنی شکایت کیسی۔

اسنے ہی شکوے کرتے ہو اور کس ادا کے ساتھ ماطقی کے طعنے ہیں مذر جفا کے ساتھ

تمن باتوں پر نظر

مجاہد کی تثلیث

مجاہد صاحب نے اپنے ٹریکٹ نمبر (۴) کے آخری دو صفحوں (۲۱ و ۲۰) میں ایک تثلیث قائم کی ہے یعنی اپنے ناظرین کی توجہ تمن باتوں کی طرف مبذول کرائی ہے۔ (۱) اس میں لکھا ہے کہ "قرن کی تیس آیتوں سے وفات عیسیٰ ثابت ہے جس سے آٹھ آیتیں ظہور امام نمبر (۱) میں پیش کی جا چکی ہیں باقی ۲۲ آیتیں آئندہ بیاں ہوں گی۔ اس کا جواب آج تک کسی نے نہیں دیا" (ص ۲۹)۔ آپ بے چارے کہاں اتادہ ختم رکھتے ہیں کہ قرآن مجید سے وفات عیسیٰ ثابت کریں؟ ہاں آپ کے مسیح مرزا جن کی وفات ہو چکی انھوں نے کھینچ جان کر کے قرن سے تیس آیتیں ((ازالہ ابہام)) (از (ص ۱۶۵۴۵۹۸)، طبع دس) میں لکھی ہیں۔ ان کا مفصل جواب جماعت اہل حدیث کی طرف سے موجود، نا حافظ محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے مرزا صاحب کی زندگی میں ہی کھڑے شائع کر دیا تھا جس کا نام ہے ((شہادۃ القرآن باعلیٰ الداعیان اس کے رفع حیالی السماء))۔ جو بنارس میں ہماری جماعت کے ہر گھر میں موجود

ہے۔ جس کا جواب 'جواب نہ مرزا صاحب سے بن پڑا تھا نہ کسی مرزائی سے۔ یہ ہمارا قرضہ اب تک قادیانیوں کے ذمہ باقی ہے جس سے دو تاقیہ مت سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ اسی کتاب ((زلہ)) سے ((ظہور ام)) نمبر (۱) میں آٹھ آیتیں کھدی گئی ہیں۔ جس کا جواب ہو چکا ہے اسی کا پھر جواب لکھنا کچھ ضروری نہ تھا تو بھی بنارس قرض دار نہیں ہے ((صورت اسدیہ)) کی صورت میں ادا کر چکا ہے دوسری شکل میں بھی تیار ہے۔ جو اس رسالہ کے آخر میں بنام ((دفع اوہام)) لگا ہے۔ نمبر دوم میں اپنے ٹریکٹ نمبر (۲) کے جواب نہ مننے کی شکایت کی ہے اس کا جواب ناظرین کے ہاتھوں میں موجود ہے۔

نمبر سوم میں وفات عیسیٰ کی چند ضعیف اور بے اصل حدیثیں تحریر کی ہیں ان کی

حقیقت مدحظہ ہو

احادیث وفات عیسیٰ کا حال:

(۱) پہلی حدیث "ان عیسیٰ عاش مائہ و عشرين سنہ" (۱)، حضرت عیسیٰ یک سوئیں برس زندہ رہے تھے۔ مجاہد صاحب اس کو صحیح علی شرط البخاری لکھتے ہیں (ص ۲۹)۔ حال کہ اس روایت میں ایک راوی ابن ہریرہ ہے جو سخت ضعیف ہے اور اس کی روایت مردود ہے۔ حافظ ابن عہد لکھ فرماتے ہیں "امی ہذا احمر من روایہ من لہیجۃ... ولا حرجہ فی مثلہ" (مسند احمد ج ۱ ص ۱۶) (۲)۔ یعنی جس حدیث کی سند میں ابن ہریرہ ہو وہ تمام محدثین کے نزدیک حجت نہیں ہوتی۔ خطیب بغدادی

(۱) حادو مثالی، ابن ابی عاصم (۳۶۹/۵)، حدیث ۲۹۷۰، شرح مشکاۃ الآثار، راجی، (۱۳۹۹) حدیث ۱۳۶، معجم کبیر، طبع انی (۲۲/۵۳)، حدیث ۵۳۱، اس حدیث کی سند بہت ہی ضعیف ہے، بیہیسی ((مجمع الزوائد)) راجی (۲۳۹/۲۳۳۲)، ((البرہۃ المریۃ))، ارتقاء، (۸۳۸/۹۳۹)، اور جو اس سند صحیح روایت ہے اس میں بیہیسی کی مراد اور اس کے صحیح سے لایا گیا ہے، (۲۳۰/۲۳۱)۔

(۲) بیہیسی (راجی، شیعاب) (۲۳۰/۲۳۱)۔

کچھ نہیں لینا چاہیے۔ امام احمد نے فرمایا کہ ابن لبید کی حدیث حجت نہیں، قصیدہ نے کہا کہ اس کی حدیث ہم نہیں لکھتے، امام بخاری نے فرمایا کہ یحییٰ نے اس کو متروک کہا ہے، ابن قیمہ نے اس کو ضعیف فرمایا ہے، بن معین نے بھی اس کو ضعیف ناقابل حجت قرار دیا ہے، جوزجانی نے کہا کہ نہ تو اس سے حجت چڑنی چاہیے، نہ اس کی روایت سے دھوکا کھانا چاہیے۔ ابو حاتم و ابو زرہ نے اس کی حدیث کو مضطرب کہا ہے، عبد الرحمن کے باپ نے بھی اسے ناقابل احتجاج سمجھا ہے، ابن سعد نے اس کو ضعیف کہا ہے، امام مسلم نے فرمایا کہ ابن مہدی اور یحییٰ درو کعب کے نزدیک وہ مترک ہے، حاکم نے اسے ذائب الحدیث اور ابن حبان نے مدس کہا ہے۔

سبحان اللہ ایسے مجروح راوی کی روایت بعد کتب صحیح اور پھر علی شرط بخاری ہو سکتی ہے؟ سی یہ تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ((ما ثبت بالنسب)) میں حدیث مذکور نقل کر کے صاف لکھ دیا ہے "وہ کلام" (مطبوعہ بنگالی، دہلی (ص ۱۱۸))، یعنی اس حدیث میں محدثین کو کلام و اعتراض ہے۔ تعجب ہے کہ مجاہد صاحب کتاب مذکور کا حوالہ دیتے ہیں لیکن کتاب کھوکھوں کر نہیں دیکھتے کہ اس میں کیا تحریر ہے، اسی طرح مجاہد صاحب نے تفسیر ابن کثیر کا بھی حوالہ دیا ہے۔

ح. کہ خود ہی حدیث "۔ عیسیٰ لم یمت" (غ کے حوالہ ((تفسیر ابن کثیر)) پر اپنے ((ٹریکٹ نمبر ۲))، (صفحہ ۱۸) میں کل کتب تفسیر کو بے اصل و غیر معتبر ٹھہرا چکے ہیں۔ ان کو جب ضرورت پڑی تو وہی کتب معتبر بن گئیں۔ سنیہ! جناب حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں "بہ رفع ولہ ثلاث وثلاثون مسہ فی الصحیح، وقد وردت فی حدیث فی صفہ نہیں الحجة 'لہم عسی صورة دعوہ ولاد عیسی ثلاث وثلاثین مسہ، واما حکمہ (ہی) فتد عریب بعد" (ج ۳/۲۳۵) (۱)، یعنی صحیح امر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی عمر رفع کے وقت (۳۳) برس کی تھی، اور یہ صراحت ایک حدیث میں آئی ہے جو جنتیوں کے بیان میں

وارد ہے کہ جنتی وگوں کی صورت (طوالت میں) حضرت آدم کی سی ہوگی، اور عمر حضرت عیسیٰ کے برابر (۳۳) برس کی ہوگی، اور جو بعضوں نے نقل کیا ہے کہ عیسیٰ سو سے زائد عمر تک رہے تھے یہ روایت شاذ اور نادر اور دور ہے حق سے۔ پھر ابن کثیر نے حضرت عیسیٰ کی (۳۳) سال والی عمر کی حدیث مرفوعہ کو بارسند تفسیر کی نویں جلد (صفحہ ۲۸۰) میں نقل کر دیا ہے۔

(۲) دوسری روایت:

جو شخص بجاصل ہے، بجا بدصاحب نے یوں نقل کی ہے "تو کائنات موسیٰ و عیسیٰ عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ۶۰ سالہ" (ص ۳۰)۔ اس کے جواب میں ہم خود بجا بدصاحب کی ایک تحریر کے ((ریکٹ نمبر ۲)) (صفحہ ۱۷) سے بمصدقہ "عطاءے تو بلاقائے تو شکیدم" نقل کر دینا کافی جانتے ہیں، ملاحظہ ہو:

ہماری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ اس عربی عبارت کو حدیث رسول کہنا ہی غلط ہے، چہ جائیکہ اس سے کچھ استنباط و استدلال کیا جاسکے۔ اگر حقیقت یہ حدیث رسول ہوتی تو صریحاً کہ مرفوعہ اند عیسیٰ جو پروانہ دار آنحضرت ﷺ کے ساتھ مثل سایہ کے رہتے تھے اور حضور ﷺ کے ارشادات کی خوش چینی کر کے اپنے ایمانوں کی تازگی کیا کرتے تھے اور آنحضرت ﷺ کے ہر قول و فعل کو مشعل ہدایت سمجھ کر دوسروں کے پاس بیان کرتے تھے اس پاک ارشاد کو نہ سنتے اور نہ بیان کرتے؟ حالت یہ ہے کہ اس ارشاد کے سننے والے کا نام تک مذکور نہیں بلکہ ساری درمیانی سند کا ذکر بھی نہیں ہے۔ پھر یہ ارشاد دنیا کے اسلام کی معتبر و مستند کتب احادیث بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و نسائی کے علاوہ دیگر مسانید و سنن کی کتب متداولہ میں باسناد متصل مذکور ہوتا اور بڑے صحیفہ اوراق اور بڑی شان سے مذکور ہوتا، مگر نہایت افسوس ہے کہ یہ ارشادات کا مشہور و متداول کتب میں کہیں بھی مذکور نہیں ہے، نہ اشارۃً، نہ کنیۃً۔ صرف تفسیر اور بعض غیر معتبر کتابوں میں مذکور ہے، وہ بھی اس حالت میں کہ نہ سند کا پتہ نہ راوی کا پتہ۔

کی بناوٹ بہت سی باتوں میں پر کہیں چھپی ہے بٹائی بات؟

(۳) تیسری روایت

جو سراسر مخرف ہے، مجاہد صاحب نے ((شرح فقہ اکبر)) مصری کے حوالہ سے یوں لکھی ہے: "لو كان عسى حاسا وسعه إلا لاسعي (ص ۳۰)، حال کہ اصل حدیث جو معتبر کتب حدیث میں منقول ہے یوں ہے "لو كان موسى حيا... الخ" ((شرح فقہ اکبر)) کے تمام ہندی قدیمی اور قلمی نسخوں میں بھی لفظ موسیٰ ہے نہ عیسیٰ۔ ((شرح فقہ اکبر)) کے مصنف نے اپنی دیگر تصنیفات میں اس حدیث کو باغلاظ "لو كان موسى حيا" نقل کیا ہے۔ پس ضرور مصری نسخہ میں تحریف کی گئی ہے جیسا کہ اسی رسالے میں نہایت ربط سے ہم نے اس کو لکھا ہے۔

اب یہاں پر ہم مجاہد صاحب کے اغلاط میں جواب تحریر کرتے ہیں جو ان کے (ٹرینٹ نمبر ۲) (صفحہ ۱۵۱۴) سے ماخوذ ہے "افسوس مجاہد صاحب کو نہ خدا کا غضب یاد رہا نہ رسول پاک کی حدیث یاد رہی کہ جو جان بوجہ کر میرے اوپر جھوٹ بولے گا وہ اپنی جہنم میں بنائے گا" (۱)۔ ناواقف لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنا ہی کو کہتے ہیں، خدا ایسی دلیری کسی کو نہ دے۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ "عیسیٰ حیا" کے لفاظ رسول پاک کے فرمائے ہوئے ہرگز نہیں ہیں۔ یہ سراسر افتراء و بہتان ہے۔ کسی ضعیف سے ضعیف حدیث میں بھی "عیسیٰ حیا" لفظ رسول پاک کا فرمایا ہوا کوئی شخص نہیں لکھ سکتا، ان اغلاط کو ((شرح فقہ اکبر)) مطبوعہ مصر سے پیش کیا جاتا ہے جو آج سے تیس سال قبل مصر میں چھپی ہے، اس کتاب میں کسی مرزائی نے یا کسی کاتب نے بجائے موسیٰ کے عیسیٰ کا لفظ اپنی طرف سے لکھ دیا ہے جیسے کسی کاتب نے آیت ﴿وَعَسَىٰ مُوسَىٰ صَاحِبًا﴾ (۲) میں غلط کوثر (فارسی) سمجھ کر عیسیٰ لکھ

(۱) صحیح بخاری کتاب التہم باب فمن مدعی انی حدیث ۱۱۰ صحیح مسلم مقدمہ باب تعدیل الکذب علی رسول اللہ

(۲) اعراف: ۱۴۳

حدیث: ۳۰

دیا تھا جیسے کسی کاتب نے بجائے موسیٰ کے بیسی بنا دیا تھا، اسی طرح مرزا یوں نے بھی بجائے موسیٰ کے بیسی بنا دیا ہے۔ نعم الوفاق وحید التلق، ع
دیکھو قارورہ سے کیسا ان کا قارورہ ملا

(۴) چوتھی حدیث

بحوالہ ((صحیح بخاری مکمل)) ہے کہ ”نبی کریم ﷺ نے پہلے مسجورتے والے مسج
کارنگ، حیدر، قدحیدہ، حیدہ بیان کیا ہے“ (ص ۳۰)، اسی طرح سے اُردو بیسی ہو جاتے ہیں تو
دوموسیٰ بھی مانا ہوگا کیوں کہ ایسی ہی خلاف سراپا موسیٰ میں بھی اسی حدیث میں ((صحیح بخاری))
کی مذکور ہے، ملاحظہ ہو، بدقائق میں ہے »موسیٰ رجلا دم صو لا جعد، کأنه من
رجل صلو، و رأیت عیسیٰ رجلا مربوعا، مربوع محو، ہی حمرة و لید ص،
سیدہ اعرس« (بخاری مصری (ج ۱۴/۲) طبع جدید، ۱۳۶۱ھ) (۱)، یعنی موسیٰ گندمی رنگ
کے قد لمبا گھونگھرالے ہاں والے تھے جیسے یمن کے قبیلہ از دشوۃ کے لوگ اور عیسیٰ درمیانہ قد
سرخ و سفید رنگ سیدھے ہاں والے ہیں، اور کتاب الانبیاء میں ہے: ”رأیت موسیٰ و ایدا
هو رجل صرب رجل، کأنه من رجل صلو، و رأیت عیسیٰ، قد هو رجل ربعة
احمر“ (امی حدیث مدی بعدہ) ”عیسیٰ جعد مربوع“ (بخاری مصری (ج ۱۵/۲) ۱۵۱۲ھ)
طبع جدید (۲)، یعنی موسیٰ دبے سیدھے ہاں والے تھے جیسے شہوہ کے گوب۔ اور عیسیٰ میانہ
قد سرخ رنگ کے گھونگھرالے ہاں والے۔ یہی حدیث میں موسیٰ گھونگھرالے ہاں والے تھے
اور عیسیٰ سیدھے ہاں والے۔ اس حدیث میں موسیٰ سیدھے ہاں والے ہیں اور عیسیٰ

(۱) صحیح بخاری کتاب بدقائق باب ۱۰۱ قول احمد کم آئین والاملاکۃ فی السام۔ میں نو وقت بعد حالانہ نری مفر۔
تقدم من واپہ حدیث ۳۲۳۹۔

(۲) صحیح بخاری کتاب کعبہ باب ۱۱۱۰ قول المدقن {رجل: کتاب حدیث موسیٰ}، {نعم الله موسیٰ تکلیما}، حدیث
۳۳۹۹، ۲۲۹۳

گھونگھر اسے ہاں والے۔ پس بقول مجاہد کے دو موسیٰ ہوئے اور دو عیسیٰ درستے جائے۔ «بُئِ عَسَىٰ فَاَاحْمَرُ جَعْدُ عَرِيضٌ خَضِرٌ، وَأَمَّا مُوسَىٰ فَأَدَمُ جَسَدُهُ مَسْحُودٌ كَنَّهُ مِنْ رَحْلِ نَسْرَةٍ» (بخاری مصری طبع ۱۳۲۶ھ (ج ۲/۱۵۸) طبع جدید (۱)، یعنی عیسیٰ کا رنگ سرخ، ہاں گھونگھر لے، اور سینہ چوڑا ہے۔ لیکن موسیٰ کا رنگ گندمی ہے مومن نے بدن کے سیدھے ہاں والے جیسے چاٹ وگ ہوتے ہیں۔ پہلی حدیث کے موسیٰ دے پتہ از دھنواہ والوں کی طرح تھے اور اس حدیث کے موسیٰ مومن نے بدن کے جانوں کی طرح ہیں۔ پہلی حدیث کے عیسیٰ کا رنگ سفید سرخی مائل ہے اور دوسری قیسری حدیث کے عیسیٰ کا رنگ بالکل سرخ۔ اس بنا پر جب دو عیسیٰ ہو سکتے ہیں ایک پہلا اور ایک "نے والا" تو موسیٰ بھی دو ہو سکتے ہیں یہ پہلے ایک اور کوئی۔ کیوں مجاہد صاحب درست ہے نا؟۔ اب نے اصل حقیقت کہ یہ ساری خرابی اغلاظ حدیث کے صحیح معنی نہ کرنے سے پیدا ہوئی ہے۔

حضرت عیسیٰ کے رنگ و حلیہ کے اختلاف کی حدیثیں

ورنہ حقیقت میں نہ موسیٰ کے حلیہ میں اختلاف ہے نہ عیسیٰ کے رنگ و حلیہ میں، جس سے کہ دو ہستیاں سمجھی جائیں۔ حضرت موسیٰ و عیسیٰ کے بیاں میں لفظ جعد کے معنی گھونگھرے ہاں کے نہیں ہیں بلکہ "تھنڈے بدن" کے ہیں۔ ((نہایہ)) (۲) ابن اثیر میں ہے "معناه شہید لاسر و الخوص" «لأنه جعد» أي مجتمعة الخوص شديدة" یعنی جعد کے معنی جوڑ و بند کا سخت ہونا، جعدہ اونٹنی مضبوط جوڑ بند والی۔ ((مجمع بحار)) (۳) میں ہے "اب موسیٰ فجعد" رد جعدۃ الجسم وهو اجتماعه و كثاره لا صد مسوطة الشعر، لأنه روی أنه رجل أشعر، و كذا هي وصف عیسی" (ج ۱/۱۹۶)، کہ فی ((فتح الباری)) (ص ۲۷۶، پ ۱۳) (۴)، و نووی ((شرح مسلم)) (ج ۱/۹۴) (۵)، یعنی

(۱) صحیح بخاری کتاب حدیث مال میو، و بقول اللہ (۱۰) سرفی کتاب مریم، و انقیات (۱) ص ۳۳۸۔

(۲) (۲۷۵، ۱)۔ (۳) (۱۹۶)۔ (۴) (۳۸۶)۔ (۵) (۲۷۶)۔

حدیث میں موسیٰ عیسیٰ کے لیے جو لفظ جمعہ آیا ہے اس کے معنی بدن کا گھٹایا ہونا ہے، نہ باؤں کا گھونگھڑال ہونا، کیوں کہ ان کے بالوں کا سیدھا ہونا ثابت ہے۔ اسی طرح غلط ضرب اور جسیم میں بھی اختلاف نہیں ہے۔ ضرب بمعنی تحیف الہدن اور جسیم بمعنی طویل البدن ہے۔ "قال العاصی عداہ بن مراد بن جسیہ فی صغہ موسیٰ زیدہ فی بھوں" (فتح ابراہی انصاری (ص ۲۷۶)، پ ۱۳) (۱) یعنی صفت موسیٰ میں لفظ جسیم کے معنی مہلکی میں زیادتی ہے، اسی طور سے حضرت عیسیٰ کے رنگ میں بھی اختلاف نہیں ہے، غلط احمر کا صحابی راوی نے سخت انکار کیا ہے چنانچہ ((صحیح بخاری)) میں موجود ہے عن ابن عمر، قال "لا واسطہ ماہ۔ نسبی عیسیٰ احمر" (بخاری مصری (ج ۲/۱۵۸) طبع جدید) (۲) حضرت عبد اللہ بن عمر قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ قسم ہے اللہ کی کہ حضرت عیسیٰ نے حضرت عیسیٰ کی صفت میں احمر (یعنی سرخ رنگ) کبھی بھی نہیں فرمایا ہے۔ پس پہلا رنگ برقرار رہا یعنی سفید رنگ سرخی ناکل (گندمی) لہذا رنگ وحلیہ کا اختلاف حضرت موسیٰ و عیسیٰ سے مدفوع ہے اور حقیقت میں جیسے موسیٰ ایک ہی تھے۔ عیسیٰ بھی ایک ہی ہیں۔ واللہ اعلم

(۵) پانچویں حدیث:

بحوالہ ((صحیح بخاری)) یہ صاحب نے اپنی طرف سے کچھ بڑھا کر یوں لکھی ہے "معراج کی رات میں جیسے دوسرے نبیوں کی روحوں سے ملاقات کی ویسے ہی حضرت عیسیٰ کی روح سے" (ص ۳۰)۔ حالاں کہ نبیوں کی "روحوں" سے مناد تو ((صحیح بخاری)) میں مذکور ہے نہ حدیث کی اور کسی کتاب میں۔ یہ "روح" کا غلط یہ صاحب نے اپنی طرف سے بڑھایا ہے تاکہ یہ ثابت کریں کہ معراج میں آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ کو انبیاء

(۱) دیکھیں: ((مشارقی لا نور))، (۵۶۴)، یہیں سے حافظ ابن حجر نے بھی احادیث سے اس لئے ہوتے اصل مرتبہ در کرنے پر کتب کیا ہے۔

(۲) صحیح بخاری کتاب احادیث و تنبیہ، باب قوس حد (۱۰۰) لفظ مریمہ، انتہت من اصحابہ، حدیث ۳۳۳۱۔

کے ساتھ دیکھا جو مہر اس زمین میں مدفون ہو چکے تھے تو آسمان پر ان کی روحوں سے طاقت ہوئی، اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی مر چکے تھے جب تو ان کو فوت شدہ انبیاء کے ساتھ دیکھا۔ یہ استدلال ان کا غلط درخط ہے، ورنہ پھر لازم آئے گا کہ معراج کے وقت آنحضرت ﷺ بھی مر چکے تھے جب تو آپ کی روح آسمان پر دیگر انبیاء کی روحوں سے ملی (کیوں کہ مرزائی جس فی معراج کے منکر ہیں) حالاں کہ آنحضرت ﷺ کو اسی زندگی میں معراج ہوئی تھی اور وہ بھی جسمانی۔ پس جس طرح دیگر انبیاء کی ملاقات کے وقت آنحضرت ﷺ زندہ تھے اور آسمانوں پر تھے اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی زندہ تھے اور آسمانوں پر تھے ورنہ آنحضرت ﷺ کو اپنے نزول قرب قیامت کی خبر دی تھی۔ جیسا کہ ابن ماجہ میں مضر ہے۔

(۶) چھٹی حدیث:

بحوالہ ((صحیح مسلم)) ج ۱ صاحب نے یوں پیش کی ہے کہ ”مجھے پانچ باتیں سی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے ہونے والے کسی نبی و نہیں دی گئیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میں تمام دنیا کی طرف نبی کر کے بھیجا گیا ہوں، اگر پہلے عیسیٰ ہی تھیں تو وہ تمام دنیا کی طرف نبی ہو کر نبی کریم ﷺ کے شریک ہو جائیں گے پھر حدیث غلط ہو جائے گی“ (ص ۳۰)۔

حدیث کو غلط تو مرزا صاحب نے دعوائے نبوت کر کے فرمایا دیا۔ کیوں کہ حدیث کے الفاظ یہ تھے ”وَأَرْسَلْتُ إِلَيْكَ كَاهِلًا وَحَتَمَ بِي السَّبُوحُ“ (مسلم ج ۱، ۱۹۹) (۱)، یعنی میں تمام خلق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور میری ذات سے نبیوں کا ہونا ختم کر دیا گیا ہے۔ پھر جب مرزا صاحب نبی ہو گئے تو حدیث خود بخود غلط ہو گئی۔ لہذا پہلے عیسیٰ کے ”نے پر اب کیا غلط ہوگی؟“ ورنہ آپ کو اب حدیث کے غلط ہونے کا کیا غم ہے؟ البتہ ہم مسلمانوں کے نزدیک رسول ﷺ کی فرمائی ہوئی حدیث کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ مرزا اچھوٹا نبی ہے اور حدیث رسول

کا مضمون بالکل صحیح ہے کہ میوں کا ہوتا بند۔ حضرت عیسیٰ تشریف لائیں گے تو نبی ہو کر نہیں آئیں گے مگر ہو کر آئیں گے، نبوت ان وا شخصرت سے پہلے ہی تھی اس وقت ان کی رسالت صرف بنی اسرائیل کے لیے تھی، پڑھو ﴿وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ﴾ (۱) ورتدائی میں ان کی حیثیت شخصرت کے خلیفہ کی ہوگی، پڑھو حدیث طبرانی "بہ حبیبی ہی امی من بعدی" (درمنثور ج ۲۴۲) (۲)، اسی کے ہم معنی روایت ((مسند احمد)) (۳) و ((بود واد)) (۴) و ((ابن ابی شیبہ)) (۵) و ((ابن حبان)) (۶) و ((ابن جریر)) (۷) میں بھی موجود ہے۔ پس حضرت مسیح ترم دنیا کی طرف بادشاہ اور خلیفہ ہو کر آئیں گے نہ نبی ہو کر۔ لہذا آنحضرت ﷺ کے وصف رسالت الی کا یہ الحاق میں شریک نہیں ہوں گے اور حدیث مسلم

ويجوز هذا تحريم ما يزيدنا إيمانه في هذه الأرسية، المشاركة المأهولة، الكاملة

لجمع مكائد الدجاجة والحمد لله ولا وآخرها وظاهرا وباطنا ع

جہ پایاں آمد این دفتر حکایت ہم چناب باقی (۸)

12

$$f_{\mu}^{\mu}(1)$$

(۲) مخم اوسط رطوبت میں (۳۹/۵)، حدیث ۳۸۹۸ مؤخرہ فیروز پور ہائی (۱۳۷۲)، حدیث ۱۵۷۵ جس کی سند میں ایک راوی

۱۳۔ محمد بن عقبہ مدنی، حواء سے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ بیہوش ((مجموعہ: وائد)) از: رشیدی (۲۰۵۸)، حدیث ۸۴ء ۱۳۔

(۳) (۵، ۱۵۳)، حدیث ۴۲۷۰، حدیث ۱۰۰۰

(۳) کتاب الملاحم، باب غزوات الدجال، حدیث ۴۳۲۳، بحوالہ حدیث ۱۰۰۰۔

$$-\frac{1}{\sqrt{\pi}} \int_{-\infty}^{\infty} e^{-t^2} dt = 0$$

(۲) (۲۳۳۱۵) عدد ۹۹۲۱ = عدد ۱۰۰۰۰ سے ہے۔

(۲) تفسیر جس حریہ الطبری (۳۵۱/۵)

(۶) - ستر انسٹیٹوٹ اور یونیورسٹی ہے۔

قادیانی دورقی ٹریکٹ نمبر (۵) کا جواب

اور اس کی حقیقت

جنرل سکریٹری انجمن حمد یہ کلکتہ نے ۱۶ دسمبر ۱۹۳۳ء کو جمعہ احمدیہ کلکتہ کے موقع پر ایک دورق اشتہار مرزا صاحب کے آخری فیصلے سے متعلق پنجاب فائن آرٹ پریس کلکتہ میں چھپو کر تقسیم کیا تھا۔ مجید صاحب بھی اس وقت کلکتہ پہنچ گئے تھے۔ انھوں نے اسی دورق اشتہار کو اسی پریس میں اپنے نام سے طبع کرایا۔ کلکتہ کے اشتہاری آخری دو سطریں ”معزز حضرات“ سے ”والسلام“ تک توڑا دیں اور شروع میں ایک سطر کا اپنی طرف سے بطریق عنوان میں اضافہ کرایا ”ٹریکٹ نمبر (۵) ظہور نامہ بجواب ٹریکٹ نمبر (۴) از مدن پورہ“ اور سے بنارس مار تقسیم کر دیا۔ یہ ہے اس ٹریکٹ نام نہاد نمبر (۵) کی حقیقت۔

دراصل بہار (ٹریکٹ نمبر ۴) قادیانیوں کے حق میں کچھ اس طرح کا وہیے کا چنا ثابت ہوا ہے کہ بچاروں سے کچھ کرتے دھرتے نہیں بنتی۔ سوچتے ہیں کہ کیا جواب دیں؟ قلم اٹھاتے ہیں اور پھر رکھ دیتے ہیں، جب کچھ نہیں سو جھتا تو کبھی لاہوری ٹریکٹ پر قلم سے ”بجواب ٹریکٹ نمبر (۴) انجمن شاعت الاسلام“ لکھ کر شہر میں بانٹتے ہیں اور کبھی کلکتہ کے اشتہار کو ٹریکٹ نمبر (۴) کا جواب کا بنا دیتے ہیں، حالاں کہ اس کلکتہ والے اشتہار میں وہی باتیں ہیں جن کے کئی کئی جوابات ہم اپنے ٹریکٹ نمبر (۴) میں دے کر فرار ہو بیٹھے ہیں۔ اس سیسے بجہد صاحب کا کلکتہ وے اشتہار کو اپنا ٹریکٹ نمبر (۵) بنادینا مشہور مثل ”کھسینی بنی کھب نوچے“ کا مصداق ہے، اور کیوں نہ ہو ہم کو معلوم ہے کہ۔

نہ خنجر ٹھے گا نہ تلوار ان سے وہ بازو میرے زمانے ہوئے ہیں
ہیں جب انھوں نے بہارے ٹریکٹ نمبر (۴) کے کسی بات کا جواب ہی نہیں دیا

ہے تو ہم ان کا کیا جواب دیں؟ ہمارا قرضہ تو جوں کا توں مرزائیوں کے ذمہ باقی ہے۔ اب یہ اس رسالہ میں ہم بعض باتوں کی مزید وضاحت کیے دیتے ہیں تاکہ مرزائی پھر کبھی اس بحث میں کچھ نہ بول سکیں۔ پس واضح ہو کہ ٹریکٹ مذکور کے چار صفحات میں دو ہی باتیں بیان کی گئی ہیں (۱) یہ کہ مرزا صاحب کا اعلان ”آخری فیصلہ“ دعائے مہبلہ تھی اسی چیز کے ثبوت میں تین صفحات سیاہ کیے گئے ہیں، اور اسی چیز کا جواب ہم اپنے ((ٹریکٹ نمبر ۴)) میں بعنوان ”چوتھا عذر“ (صفحہ ۷۱ سے ۱۹) تک چھ نمبروں میں نہایت سطر سے دے چکے ہیں در ((اخبار ہدر)) سے ثابت کر چکے ہیں کہ ((انجام آتھم))، ”الامہ بلہ منسوخ ہو چکا تھا، لیکن چوں کہ پھر وہی ”مرغے کی ایک ٹانگ“ کی طرح مہبلہ کی صدائے بے ہنگام بلند کر دی گئی ہے۔ لہذا اب دوسری طور سے ہم اس کا جواب تحریر کرتے ہیں۔

پس سنئے۔ مرزا صاحب نے کتاب ((اعجاز احمدی)) (مطبوعہ ۱۹۰۴ء) میں در ((حقیقۃ الوحی)) میں ۱۹۰۶ء کو اعلان کیا تھا کہ ”میں آئندہ کسی کو مہبلہ کا چیلنج نہیں دوں گا“ پھر ”آخری فیصلہ“، شہرہ جو اپریل ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا، مہبلہ کا چیلنج کس طرح ہو سکتا ہے؟ رہا یہ امر کہ مرزا صاحب نے مہبلہ کا چیلنج نہیں دیا تھا بلکہ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے چیلنج دیا تھا جیسا کہ ٹریکٹ مذکور کے (صفحہ ۲) میں بحوالہ اخبار اہل حدیث ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء مرقوم ہے اس میں بھی افحائے واقعہ سے کام لیا گیا ہے۔ سنئے مولانا امرتسری (متبع اللہ بطون بقلہ) کے چیلنج مذکور کے جواب میں مرزا صاحب کی طرف سے ((اخبار انجم)) ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء اور ((اخبار ہدر)) ۳۱ اپریل ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا تھا کہ ”ہم آپ (مولانا امرتسری) سے اس چیلنج کے مطابق مہبلہ اس وقت کریں گے جب ہماری کتاب ((حقیقۃ الوحی)) شائع ہو جائے گی، وہ کتاب ہم آپ کو (یعنی مولانا امرتسری کو) بھیج کر معلوم کریں گے کہ آپ نے

اس کو پڑھ دیا ہے؟ (گویا امتحان لیس گئے) پھر مہبلہ کریں گے۔ کتاب ((حقیقۃ الوحی)) ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء شائع ہوئی لیکن مولانا امرتسری کے پاس نہیں بھیجی گئی (الحمدیہ ۱۲ جنوری ۱۹۰۷ء، کام ۱۳، (ص ۶)) تو مولانا صاحب نے ۱۰ جون ۱۹۰۷ء میں تقاضا کیا۔ اب قابل غور یہ ہے کہ مرزا صاحب نے مہبلہ کو موقوف رکھا تھا ((حقیقۃ الوحی)) کے شائع ہوجانے اور مولانا امرتسری کے پڑھ لینے پر، (۲) ((حقیقۃ الوحی)) مئی ۱۹۰۷ء میں شائع ہوتی ہے، (۳) آخری فیصلہ دا۔ اشتہار اس کتاب کے شائع ہونے سے ایک ماہ پیشتر ہی شائع ہوجاتا ہے، (۴) پس آخری فیصلہ کا اعلان مہبلہ کیوں کر ہو گیا؟ (۵) اگر کتاب ((حقیقۃ الوحی)) کے شائع ہوجانے کے بعد کوئی اعلان مرزا صاحب شائع کرتے تو اسے مہبلہ کہا جاسکتا۔ اور یہ کہنا درست ہوتا کہ ”مرزا صاحب نے مولانا امرتسری کا چیلنج مہبلہ کا منظور کیا“ (۶) اور جب ایسا نہیں ہے تو ثابت ہوا کہ آخری فیصلہ کا اعلان مولانا امرتسری کے چیلنج مہبلہ کی منظوری نہیں ہے۔ بلکہ مرزا صاحب کی ایک دعا ہے جو قبول ہوئی جیسا کہ ہم اپنے ٹریکٹ نمبر (۴) میں بدلائل اس کو ثابت کر چکے ہیں۔ وحوالہ اور گھر کے گواہ:

قرآن مجید میں جس طرح مذکور ہے کہ زلیخا کے بل میں سے ایک گواہ کی گواہی پر حضرت یوسف علیہ السلام بری ہو گئے تھے اسی طرح مرزا صاحب کے اہل میں سے چند گواہوں کی شہادت موجود ہے جو ہمارے موافق ہے اور مرزائیوں کے برخلاف۔

(۱) ان میں سے ایک گوہ (غیفہ محمود) کی شہادت ہم اپنے ((ٹریکٹ نمبر ۴)) کے (صفحہ ۱۹) میں بخواہ ((تحمید اہل زبان)) (ص ۸۰) (نمبر ۱۶، ج ۳، ماہ جون و جولائی ۱۹۰۸ء) پیش کر چکے ہیں کہ آخری فیصلہ مرزا صاحب کی دعا ہے نہ مہبلہ۔

(۲) دوسرے گواہ مولوی محمد احسن امروہی قادیانی آنجنہ فی (جو مرزا صاحب کے دست راست تھے) کا اقرار ملاحظہ ہو، وہ بھی مرزا صاحب کے اس اعلان کو دعا قرار دیتے ہیں نہ سہلہ۔ چنانچہ فرماتے ہیں ”ایسی دعائیں تو حضرت سید المرسلین کی بھی قبول نہیں ہوئیں“ (ریویو پرف ریٹینجز بابت جون و جولائی ۱۹۰۸ء کا، ص ۲۳۸)، دیکھو مرزا صاحب کے آخری فیصلہ کو کس طرح صاف صاف دعا بتا رہے ہیں۔ کاش تم سمجھو۔

(۳) تیسرے گواہ مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور ہیں جو کہ اس وقت قادیان میں ہی رہتے تھے اور قادیانی جماعت سے ہی تعلق رکھتے تھے بلکہ قادیانی ہوا رسالہ ((ریویو)) کے ایڈیٹر تھے، انھوں نے رسالہ مذکورہ میں مرزا صاحب کے مرنے کے بعد ہی ایک مضمون لکھا تھا جس کا عنوان تھا ”ثناء اللہ اور عبد العظیم“ اس مضمون میں انھوں نے صاف صاف اقرار کیا تھا کہ مرزا صاحب کی دعا کا نتیجہ مرزا صاحب کے خلاف ثابت ہوا۔ چنانچہ لکھتے ہیں ”خیال کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کی زندگی ہی میں ان دونوں کا ہدک ہونا ضروری تھا جن کے خلاف حضرت مسیح موعود (مرزا) نے بدعا کی ان میں سے کتنے اب نظر آتے ہیں؟ ایک یا دو مثالیں ہی رہنے والوں کی انار کا معدوم کے حکم میں سمجھنی چاہئیں“ (ریویو پرف ریٹینجز ص ۲۹۵)، بابت جون و جولائی ۱۹۰۸ء۔

اس بیان سے کھلا ثابت ہے کہ بموجب دعائے مرزا امولانا ثناء اللہ صاحب کو مرزا سے پہلے مرنا چاہیے تھا لیکن نتیجہ اس کے برخلاف ہوا۔ گو اس امر کو شذوذ قرار دیا ہے لیکن تمسک کا ایک غلط بھی گر مشکوک ہو جائے تو سارا تمسک روی ہو جاتا ہے، بہر حال یہ تو تسیم ہے کہ حسب اعلان مرزا امولانا ثناء اللہ صاحب کو ان سے پہلے مرنا تھا لیکن مرے نہیں، بلکہ مرزا صاحب ہی مر گئے اور انٹی تست گلے پڑی کیا خوب۔

گفت مرزا مرثاء اللہ را میردوں ہر کہ ملعون خداست
خود روانہ شد بہ سوے نیستی بود کذابے ولیکن گفت راست (۱)

نمبر (۲) دوسری بات جو اس ٹریکٹ (۵) کے آخری صفحہ پر لکھی ہے یہ ہے کہ
”مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک معیار نائب اڈیٹر کے نام سے یہ شائع کیا تھا کہ خدا تعالیٰ
جھوٹے دما باز مفسد تاقرن لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ لہذا مولوی صاحب اپنے قوس
کے مطابق لمبی عمر پا کر جھوٹے (کاذب) مفسد وغیرہ ثابت ہوئے“ اگر واقعی یہ معیار ہے اور
صحیح ہے تو اسی معیار پر مرزا صاحب کو بھی جانچیں۔ مرزا صاحب نے اپنے شہرہ آفرین
فیصلہ میں لکھا ہے کہ ”میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی“ پس بقول آپ
کے چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی عمر لمبی ہوئی اور مرزا صاحب کی بہت عمر نہیں ہوئی تو مرزا
صاحب بھی اپنے مقرر کردہ معیار سے اسی طرح جھوٹے اور مفسد (بوجہ عمر لمبی نہ ہونے کے)
ثابت ہوئے جیسے مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے مقرر کردہ معیار سے (بوجہ لمبی عمر پانے کے)
جھوٹے اور مفسد ثابت ہوئے۔ کیوں ہی صاحب ٹھیک ہے نا؟ کہ مولوی صاحب امرتسری
کی طرح مرزا صاحب بھی کذاب اور مفسد (اپنے معیار سے) ثابت ہو گئے۔ پس آپ لوگوں
کی یہ تاویل آپ کے کس کام آئی؟ آپ کے مرزا سے تو الزام کاذب اور مفسد ہونے کا دفع
نہیں ہوا۔ گواہان کے دشمن پر بھی لگ گیا۔ مرزائیوں کے استدلال ایسے ہی ہوتے ہیں کیوں
نہ ہو چاہے کن راجہ درپیش (۲)۔

اب اصل حقیقت ملاحظہ ہو۔

(۱) ہم بذیل عنوان ”مدن پورہ کا اشتہار“ مجاہد صاحب کا تیرہوں جھوٹ ثابت

(۱) حور وادہ مولانا صاحب رحمہ اللہ کا جھوٹا اور نہیں جیسا کہ مرزا ثناء اللہ سے کہا کہ پچھلے مہینے جو کہ حد کے
ریکٹ ملے۔ (۲) انہوں نے خود لکھے والے حوالے ہیں۔

کرتے ہوئے سمجھ آئے ہیں کہ مولانا ثناء اللہ صاحب نے نہیں بلکہ نائب الزمیر نے (شکر ہے کہ یہاں مجاہد کو کبھی تسلیم ہے کہ نوٹ نائب الزمیر کے نام سے شائع ہو ہے) مرزا صاحب کی قرآن وانی کا راز طشت از باہم کرنے کے لیے ان کے اشتہار کی عبارت 'مفسد کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی' پر حاشیہ لکھا تھا کہ قرآن کے خلاف مرزا صاحب نے یہ لکھا ہے جس سے ان کی قرآن میں سیاق ظاہر ہوتی ہے۔ نہ کہ اسے کوئی معیار ٹھہرایا گیا تھا۔ پھر مولانا ثناء اللہ صاحب نے اپنے قلم سے جو عبارت لکھی تھی وہ یہ ہے کہ "مفسد اور کذاب کی عمر کبھی بہت ہو جاتی ہے" (ملل حدیث، ج ۵، نمبر ۳۹، کالم ۳۱، جولائی ۱۹۰۸ء، ص ۳)۔ پس یہ قاعدہ کلیہ نہ رہا کہ اسے معیار کہا جاسکے کیوں کہ عبارت کا مفہوم یہ ہو کہ مفسد و کذاب کی عمر کبھی لمبی نہیں بھی ہوتی۔ پس اس مفہوم کی بناء پر مولانا ثناء اللہ صاحب (باوجود لمبی عمر پانے کے) مفسد و کذاب ثابت نہیں ہوئے، فافہم۔

(۲) اگر ہم مان بھی لیں کہ عبارت مرقومہ بالا واقعی ایک معیار ہے درج مج لمبی عمر پانے والا کذاب ہی ہوتا ہے تو بھی مولانا امرتسری اس کے مصداق ثابت نہیں ہوتے۔ اس لیے کہ مولانا ثناء اللہ صاحب کذاب (جھوٹے) نہیں ہیں، مکتذب (مرزائیوں کے نبی کی مکتذب کرنے والے) ہیں۔ اور معیار یہ ٹھہرا ہے کہ کذاب کی عمر لمبی ہو، نہ مکتذب کی۔ کذاب اور مکتذب کا فرق ظاہر ہے۔ پس چوں کہ مولانا امرتسری مکتذب ہیں اور ان کے نزدیک (بلکہ جمہور مسلمانوں کے نزدیک) مرزا کذاب ہے اور عمر بھی مرزا کی بہت لمبی ہوئی ہے یعنی ۷۷ سال (ریویو آف ریجنلر، ص ۲۳)، بابت اپریل ۱۹۲۳ء، لہذا مرزا صاحب ہی جھوٹے دغا باز و مفسد ثابت ہوئے، اور کیوں نہ ہو۔

لکھا تھا کذاب مرے گا پیشتر کذب میں سچا تھا پہلے مرگیا

حم نہ۔ بالحمی۔ وذلہا حلا و ذر صوامہ لاسی، وخر دعو ہا۔
الحمد للہ رب العالمین، ووصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حامہ نبیین، و آخر مرسلین
و سلم، ہی یوم بدین، میں ترجمت یا ترجمہ اراحمیں۔

تمام شد

نوٹ! چونکہ یہ رسالہ بہت عجلت میں طبع ہوا ہے اس لیے اس میں غلطیاں بہت رہ
گئی ہیں۔ امید کہ پڑھ لکھے حضرات از خود ان کو درست کر لیں گے، سکرٹری۔

﴿يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ﴾

تریکت (۱۲)

بلسلہ تبلیغ و دعوت انجمن اشاعت الاسلام
مشتمل برابطہ رفاقت حضرت محی علیہ السلام

مسی بہ

دفع اوہام

از

ظہور امام

تالیف

محدث علامہ شیخ محمد ابوالقاسم سیف بن محمد سعید ناری

تحقیق و تعلیق

عبد الاحد احسن جمیل آل عبد الرحمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبہ قد رفع مسیح بجسمہ جابر بن یحییٰ بن کثیر

بمسی الدجاجة اللثام بکعبہ قسوس بدویں بالمدینۃ (۱) ۵۰

الحمد لله الذي جعل عيسى بن مريم و أمه آية وآوهما في ربوة ذات
قرب ومعين، وصلاه وسلام على احربيه محمد خاتمه سوسيين بسبي خبرنا
برؤس عيسى بن مريم من السماء بئى الارض ثم دفعه معه في فردق يومئذ
وأنبأنا بصهور لثامه مصيبين وخروج الدجاجة بكعبين، فكعبان -
وعيسى به وأصحابه وسائر أتباعه أجمعين، ثم بعد

چھپے دنوں بنارس کے قادیانیوں نے ایک رسالہ ((ظہور امام)) شائع کیا تھا،
جس میں انہوں نے اپنے زعم و فاسد میں قرآن حکیم کی آیت (۸) آیتوں (بلکہ ضمنی آیات کو ما
کر بارہ (۱۲) آیتوں) سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے،
حالانکہ وفات مسیح، مرزا غلام احمد انجمن فی کے دعوائے نبوت کی صداقت کو مستلزم نہیں ہے۔ اس
لئے کہ وفات مسیح فرض بھی کر لی جائے تو بھی مرزا صاحب کی نبوت کیا ان کا راستہ گویا ہونا
بھی ثابت نہیں ہوتا۔ چونکہ مرزائی مجدد اسی مسئلہ پر گفتگو کرنے کو پہلے تیار ہو جاتے ہیں اور
صداقت مرز پر بحث کرنے سے عداوت گریز کرتے ہیں اس لئے مناسب معلوم ہو کہ ان
آیت پر ایک تنقیدی نظر ڈالی جائے۔ ہماری انجمن نے ظہور امام کا مفصل اور مدلل جواب
انہیں دنوں تیار کر دیا تھا۔ جس کا ذکر بھی رسالہ ((جواب دعوت)) کے (ص ۵-۶) میں کیا

(۱) اس کا رد و ردی معینہ روایت پر ہے جس کی حقیقت عمائد نمبر (۳) میں تفصیل سے ساتھ بیان کی گئی ہے

گیا ہے، لیکن جواب مذکور چونکہ طویل اور علمی رنگ میں ہونے کی وجہ سے عام فہم نہ تھا، اس لئے اس کی اشاعت متوی کر دی گئی۔ اب تو مرزائی دون کی سینے لگے اور اپنے ٹریکٹ نمبر (۱) کو جواب سمجھ لیا، بالآخر مفتی مسلمانوں کا سخت اصرار ہوا کہ ٹریکٹ مذکور کا جواب ضرور شائع کیا جائے خواہ مختصر ہی کیوں نہ ہو تاکہ عوام کے شکوک وادھام دور ہوں، اور جو وعدہ ((رسالہ نور اسلام)) کے (ص ۸۲) میں کیا گیا ہے وہ پورا ہو جائے، اس لئے یہ مختصر رسالہ شائع کیا جاتا ہے، جس میں اس آیات کے صحیح معنی اور مطلب کو واضح کر دیا گیا ہے جن سے وفات مسیح ثابت کرنے کی فضول کوشش کی جاتی ہے نیز مرزائیوں کی تاویلات باطلہ کا پردہ فاش کر دیا گیا ہے، ﴿بَاقِیْ اُرِیْضُ الْاِضْلَاحِ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ عِنْدِهٖ تَوَكَّلْتُ وَالِیْہِ اُنِیْبُ﴾ (۱)۔

ایک ضمنی آیت

موصوف ظہور امام نے (ص ۳) میں آسمانی نور یعنی موجودہ بلاؤں اور مصیبتوں کو مرزا غلام احمد کی رسالت و امامت کے نہ ماننے کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے اس آیت کو پیش کیا ہے ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نُنْزِلَ رُسُلًا﴾ (۲)۔ حالانکہ اس آیت میں نہ تعین پہلی امتوں (انزول علیہ السلام تا مسیح علیہ السلام) کی بابت، نہ گذشتہ حادثات آنحضرت ﷺ سے بیان فرما رہا ہے کہ انہیں تھے ہم عذاب کرتے (کسی منکر و مکذب کو) یہاں تک کہ ہم بھیج دیتے ایک رسول کو جیسے کہ اس کے ایک آیت بعد فرمایا ﴿وَكَمْ اُهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ﴾، جتنی قریں ہلاک کر دیں ہم نے نوح کے بعد۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ﴾ الخ پہلی امتوں سے متعلق ہے، جن کی ابتداء زمانہ نوح پیغمبر

سے ہوتی ہے۔ امت محمدیہ سے اس کا تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ پہلی امتوں میں رسول خاص قوم کے لئے آتے تھے، جب محمد رسول اللہ ﷺ تمام دنیا کے لئے رسوں ہو کر تشریف لائے، تو اللہ تعالیٰ نے اپنا جدید قانون یوں بیان فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾، یعنی اور نہیں اللہ عذاب کرے گا ان (امت محمدیہ) کو اس حال میں کہ وہ استغفار کرتے رہیں گے۔ پس اب جب کہ لوگ استغفار مچھوڑ دیں گے، اپنے اللہ سے منہ موڑ میں گئے، آسمانی اور زمینی بلائیں ان پر محیط ہو جائیں گی۔ پس یہ غلط ہے کہ مرزا صاحب کا نکار سب بلاہ ہے۔ اس لئے کہ خاتم النبیین کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے جیسا کہ پہلے ٹریکٹوں میں اس کو مفصل لکھا جا چکا ہے۔

مرزائیوں کی بات میں اگر ذرہ برابر صداقت ہو تو ان کو بتانا چاہئے کہ تیرہ (۳) صدیوں میں کون سی صدی آسمانی یا زمینی بلاوں سے خاں گذری ہے؟ اگر کوئی بھی خالی نہیں گذری جیسا کہ تاریخی شہادتیں بکثرت موجود ہیں، تو ان کو پھر بتانا ہو گا کہ آنحضرت ﷺ اور مرزا صاحب کے درمیان والے زمانہ میں کون سے انبیاء و رسل گذر چکے ہیں؟ جن کے نکار کی وجہ سے مصائب اور بلائیں آتی رہیں؟ تفصیل نہ بتائیں تو اجماعاً اسی۔ ان کے نام ہی بتادیں۔ لیکن مرزا صاحب کا یہ قول پیش نظر رکھیں گے۔

”بس قدر مجھ سے پہلے۔۔۔ گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ، کثیر اس نعمت (نبوت) کا نہیں دیا گیا۔۔۔ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا“ (حقیقۃ الوحی (ص) ۳۹۰-۳۹۱)) (۱)۔

پس جب مرزا صاحب اور آنحضرت ﷺ کے مابین زمانہ میں کوئی رسوں آیا ہی

نہیں تو اللہ نے اپنے قوس ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ﴾ الخ کے خلاف ہر صدی اور ہر زمانہ میں کیوں آسمانی اور زمینی بلائیں بھیجیں؟، مہو جو ایک مہو جو بنا۔

(۱) پہلی آیت

﴿وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حَبِيرٍ﴾ (۱) تمہارے لئے زمین میں ٹھہرنا اور ایک میعاد تک فائدہ و انعام ہے (۲) حضرت عیسیٰ بحیثیت انسان ہونے کے اس قانون خداوندی سے... نہیں بچے (ص ۴)۔

سنئے جناب! قانون الہی یہ بھی ہے کہ خاص موقع میں کسی حکمت اور مصلحت کی بنا پر ان قوانین جاریہ کے خلاف تصرف کیا جائے، کیونکہ قانون بنانے والے اپنے قانون میں تغیر و تبدل بھی کر سکتا ہے ورنہ معجزات اور کرامات سے بھی انکار کرنا پڑے گا۔

(۲) آیت مذکورہ میں زمین کو انسانوں کے لئے جانے قرار اصلی و طبعی طور پر فرمایا گیا ہے، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس زمین پر پیدا ہوئے اور ہے۔ پھر نژاد کے بعد بھی اسی پر قیام کریں گے اور اسی زمین پر ان کو موت آئے گی۔ لہذا عارضی طور پر کچھ مدت کے لئے کسی دوسری جگہ (آسمان) کا ان کے لئے جانے قرار بن جانا آیت مذکورہ کے خلاف نہیں ہے۔ جیسے فرشتوں کی جانے قرار اصلی و طبعی طور سے آسمان ہے مگر وہ عارضی طور سے کچھ مدت کے لئے زمین پر بھی رہتے ہیں۔ پس حضرت عیسیٰ کا کچھ عرصہ تک عارضی طور سے کرۂ زمین کو چھوڑ کر کسی دوسرے کرۂ (آسمان) پر ہواں اللہ قرار پکڑنا ہرگز تعجب انگیز نہیں ہے۔ نئی سائنس سے بھی علاوہ کرۂ زمین کے دوسرے آسمانی کروں (مرتبہ وغیرہ) میں انسانی و حیوانی آبادیوں کا ہونا ثابت ہو چکا ہے جس کی خبر قرآن حکیم نے پہلے ہی سے یوں

دی تھی ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ﴾ (۱)، یعنی اللہ کی وحدانیت اور اس کی قدرت کی دلیلوں میں سے آسمانوں اور زمین کی خلقت اور ان دونوں میں وہ (چنے پھرنے والے جانداروں) کا پھیلنا ہے۔ فرشتوں کو سورہ نحل میں ان سے الگ ذکر کیا ہے، چنانچہ فرمایا ﴿وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ ذَاتَةٍ وَالْمَلَأَنُكَةُ﴾ (۲)، یعنی اللہ کے زیر حکم ہیں جو وہ آسمانوں (اوپر کے کروں) میں ہیں اور جو وہ زمین میں ہیں اور فرشتہ بھی اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔ پس وہ پر کے کروں میں فرشتوں کے علاوہ انسانوں اور حیوانوں کا وجود ثابت ہوا جیسا کہ فلسفہ جدیدہ نے اعلان کیا تھا۔

(۳) یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش عام انسانوں کے بر خلاف نطفہ روح القدس (جبریل) سے ہوئی ہے۔ اس لئے کہ آپ کی مشابہت پیدائش کے لحاظ سے فرشتوں سے ہے، پس آپ کا آسمان پر اٹھایا جانا وراثت مذکورہ کے حکم سے خارج ہونا آپ کے مادہ فطری اور طبعی کی وجہ سے ہے جو دوسرے انسانوں کو حاصل نہیں، خواہ ان کے مراتب کیسے ہی اعلیٰ کیوں نہ ہوں (۳)۔ لہذا آیت مذکورہ وفات مسیح کی دلیل نہیں بن سکتی، کہ لا محالہ۔

(۱) شوری ۲۹۔

(۲) نحل ۴۹۔

(۳) یہ فقرہ ۱۰۰ سال کا تاج ہے۔ لہذا اگر یہ مانا جائے کہ یہ ایسا استثنائی مطلب ہے جو زیادہ درست لگتا ہے، تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا، چونکہ اللہ سے آپ کی پیدائش میں مثال تمام جہاں اسلام سے دی ہے (۱) لہذا (۵۹) کہ فرشتوں سے اور فرشتے نورانی مخلوق ہیں، اور انسان مٹی سے ہے، پس یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کی تخلیق عام انسانوں کی تخلیق سے مختلف تو ہے لیکن فرشتوں کی طرح نہیں ہے۔ اور آپ کا خلق روح سے پیدا ہونا قرآن سے ثابت ہے، لہذا اس میں تاویل کی ضرورت نہیں۔

(۲) دوسری آیت۔

﴿فِيهَا تَخْبِثُونَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ﴾ (۱) اس زمین میں تمہاری زندگی ہوگی اور اسی میں تم مرو گے اور اسی سے تم نکالے جاؤ گے (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس اہل قانون کے خلاف کسی اور جگہ یوں کر زندہ رہ سکتے ہیں؟ (ص ۵)۔

سنئے جناب اسی طرح حضرت عیسیٰ زندہ رہ سکتے ہیں جس طرح دیگر آدمیوں کے انسان ان کروں میں زندگی گزارتے ہیں اک مر۔ اور اسی طرح زندہ رہ سکتے ہیں جس طرح فرشتے آسمانوں پر زندہ ہیں کیوں کہ حضرت عیسیٰ کی مشابہت پیدائش کے لحاظ سے فرشتوں سے ہے، یہ ذکر۔

پھر زندگی کے آخری ایام وہ اسی زمین پر گنہ گار بنے، بعد مدینہ طیبہ میں مرے گے اور روضہ نبویہ میں دفن کئے جائیں گے، پھر اسی روضہ سے قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں اٹھیں گے۔ کہ درونی اللہ ریٹ۔

عارضی طور سے کچھ مدت کے لئے ان کا آسمان پر چل جانا۔ آیت مذکورہ کے منافی ہے، نہ قانون الہی کے خلاف، نہ عیسیٰ کل خسی، قدیر، یعز، مایند، و یحکمہ ما یرید۔ اسی شبہ (اہل قانون کی مخالفت) کو دور کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ کے رفع ان السماء کے مضمون کو اس جملہ پر ختم فرمایا ہے ﴿وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾ (۳)، یعنی اللہ غلبہ والا ہے (وہ اپنے قانون کو اپنی مصلحت اور حکمت کی بنا پر بدل سکتا ہے کیوں کہ) وہ حکیم (بھی) ہے، سبحانہ مانعہ شاہ۔ پس اس دوسری آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہوتی۔

(۳) تیسری آیت

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ ۖ﴾ (۱)
 اے، یعنی محمد ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے جس قدر رسول ہو چکے ہیں یقیناً فوت ہو گئے
 (ص ۵)۔ ”خلت“ کے معنی عربی زبان میں ایسے گزرنے کے ہیں کہ پھر کبھی نہ آئے (۲)
 ((لسان العرب)) میں ہے اعرابی لوگ بولتے ہیں ”حلا ولا۔ داما۔“ فلان آدمی مر
 گیا۔ (ص ۸)۔

موسف ظہور امام نے آیت کے معنی میں خوب کتب بیونت کی ہے ”جس قدر“ کا لفظ
 اپنی طرف سے بڑھایا ہے۔ خلت کے تین معنی کئے (۱) ”ہو چکے ہیں“ (۲) ”فوت ہو گئے“
 (۳) ”ایسے گزرے کہ پھر کبھی نہ آئیں گے“۔ پھر اپنے پہلے معنی کی تردید خود ہی بن اعرابی
 کے قول سے ((س بے چارہ کو“ اعرابی لوگ بنا کر) کر دی ہے۔ ابن اعرابی کا قول (خدا
 بمعنی مات) (۲) جمہور اہل لغت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے، اہل عرب جتنے غلط
 موت کے لئے بولتے ہیں ان میں غلو مادہ کا مشتق کوئی بھی نہیں ہے (دیکھو ((نقد اللغة))
 و)) (تہذیب الفاظ)) (دو غیرہ)۔ کیوں کہ خلو کے حقیقی معنی (جس سے خلت بنا ہے) دو ہی
 ہیں: گزرنا اور خالی ہونا۔

(۱) خلو کا تعلق جب زمانہ سے ہوگا تو اس کے معنی گزرنے کے ہوں گے، (مفردات
 (۳) لغت قرآن) میں ہے ”وَسَحَلُوا يَسْنَعُونَ“ مصلیٰ رحمہ اللہ (بہی) حلا
 الرحمہ، مصلیٰ رحمہ۔ ”یعنی خلو کا استعمال زمانہ اور جگہ کے سے ہوتا ہے (خدا ترمان) کے
 معنی زمانہ گزرا (نہ کہ مر گیا) شا عر کہتا۔ (دیکھو دیوان عامر)۔

عهد کان فی ما خلا عہد و بالعمہ بعتر البصر
یعنی جو زمانہ نہ گزر گیا اس میں اولوالالبصار کے لئے عبرت ہے۔ قرآن مجید میں ہے
﴿بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ﴾ (۱)، یعنی (پیش کرد) بدلہ میں اس کے جو تم نے
گذشتہ زمانہ میں کیا۔ مرزائیوں کے نزدیک اس کا ترجمہ یوں ہوگا "بدلہ میں اس کے جو تم
نے مرے ہوئے زمانہ میں کیا"۔ کیا یہ ترجمہ صحیح ہے؟ آؤ سنو قرآن نے خود ہی سخت کے معنی
بیان فرمادیئے ہیں، سورہ حجر میں ارشاد ہے۔ ﴿وَقَدْ حَلَلْتُ مَثَلَهُ الْأَوَّلِينَ﴾ (۲)، اور
سورہ انفاس میں فرمایا۔ ﴿فَقَدْ مِصَّتْ مِثْلَهُ الْأَوَّلِينَ﴾ (۳)، معلوم ہوا کہ سخت کے
معنی "مضت" کے ہیں، نہ "ماتت" کے۔

(۲) اور جب حلو کا تحقق جگہ سے ہوگا تو اس کے معنی "خالی اور الگ ہونا" ہوں
گے۔ ((سان لعرب)) (۴) میں ہے "خلا السمکون ونشیء... بدسہ یکس فیہ
احد"، یعنی جگہ خالی ہوئی جب اس میں کوئی نہ ہو، مٹی خالی ہوئی جب اس میں کچھ نہ ہو۔ یہ
کیفیت صرف موت کی ہی صورت میں منحصر نہیں ہے۔ زندہ جاندار بھی جگہ خالی کرتے ہیں
عرب کا شاعر کہتا ہے (حماسہ ملاحظہ ہو)۔

رسمہ صفتہ صخر بن صابہ لا شو حوش حطب بد و خلا نہا
یعنی یہ نشان اس محبوبہ کی جگہ کا ہے جو نازک اندام جوانوں کی قاتلہ ہے، اب یہاں
وحشی جانور ہیں جو اس جگہ گزرتے ہیں اور یہ جگہ ان جانوروں کے لئے خالی ہے۔
یہ معنی تو نہیں ہے کہ وحشی جانور سب مر گئے اور وہ جگہ بھی مر گئی؟ قرآن مجید سے
سنئے، ارشاد ہے ﴿وَإِذَا حُلُوا عَصُوا عَلَيْكُمْ الْأُمَامِلُ مِنَ الْغَيْظِ﴾ (۵)، یعنی منافقین

(۳) ۱۱۰، بحال ۳۸۔

(۲) ۳، ۱۱۰۔

(۱) ۲۳، ۱۱۰۔

(۵) ۱۱۹، ۱۱۰۔

(۴) (۳-۲۳)۔

جب انگ ہوتے ہیں تو تم پر غصہ سے انگشت بنداں ہوتے ہیں۔ مرزئی اس کا ترجمہ یوں کریں گے ”جب منافقین مرکز پھر بھی نہیں آسکتے تو (مر جانے کے بعد) تم پر پتی انگلیاں غصہ سے کاٹتے ہیں۔“ کیا ایسا ممکن ہے؟ بر گز نہیں۔ اور سنئے! سورہ اعراف میں ہے ﴿قَالَ اذْخُلُوا فِي اُمَمٍ قَدْ حَلَّتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِنَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ فِي الدَّارِ﴾ (۱)، یعنی اللہ فرمائے گا کہ داخل ہو جاؤ تم (اے مجرموں) اس گروہ میں جو تم سے پہلے جنوں اور انسانوں کا جہنم میں گزر چکا ہے۔ مرزائی اصطلاح سے اس کا ترجمہ یوں ہوگا ”اللہ نے کہا تھا کہ اس جماعت میں داخل ہو جاؤ جو تم سے پہلے جنوں اور آدمیوں کی جہنم میں جا کر مر چکی ہے۔“ ظاہر ہے کہ یہ ترجمہ کس قدر غلط ہے۔ جہنم میں موت کسی کو بھی نہ آئے گی جیسا کہ ارشاد ہے ﴿وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ﴾ ﴿لَا يَمُوتُ فِيهَا﴾، یعنی جہنمیوں کو موت نہیں ہے۔ اردو زبان میں بھی خاں ہونا اور گزرنا مر جانے کے معنی میں نہیں بولا جاتا۔ شاعر کہتا ہے۔

ادھر بیت الصنم خالی ادھر بیت انحرم خالی پتہ گناہ نہیں اس کا عرب خاں عجم خاں

بھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی کہے دیتی ہے شوقی نقش پا کی

ان ثوبہ ونظائر کے بعد آیت مذکورہ کا صحیح ترجمہ حط ہو ﴿وَمَا فَحَصْنَاهُ﴾

رسول قَدْ حَلَّتْ مِنْ قَبْلِكُمْ الرُّسُلُ﴾ (۲) نہیں ہیں محمد ﷺ مگر ایک رسول تحقیق گزر چکے

اور جگہ خالی کر چکے ہیں ان سے پہلے آنی رسول۔ کوئی جگہ خاں کر کے زیر زمین مدفون ہوا، اور

کوئی جگہ خاں کر کے آسمان پر لے جایا گیا۔ آیت مذکورہ کے تھوڑا پہلے یہ آیت ہے ﴿قَدْ

حَلَّتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَنٌ﴾ یعنی تم سے پہلے واقعات گزر چکے ہیں۔ واقعات مرانہیں

کرتے۔ اس سے تھوڑا پہلے آیت ﴿وَإِذَا حُلُوا عَصُوا﴾ الخ، ہے جو اوپر بیان ہو چکی

ہے۔ حضرت عیسیٰ کے ذکر میں وارد ہے ﴿مَّا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ

حَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ﴿۱﴾ یعنی نہیں ہیں مسیح بنے مریم کے مگر ایک رسول تحقیق گزار چکے ان سے پہلے کئی رسول۔ اُرُ حَلَّتْ کے معنی کرین ”مر گئے“ اور ”الرُّسُلُ“ کے معنی ”جس قدر رسول“ جیسا کہ مرزائی نے لکھا ہے تو لازم آئے گا کہ محمد ﷺ بھی اس آیت کے نزول کے وقت مر چکے تھے کیوں کہ آپ بھی ”الرُّسُلُ“ میں داخل ہیں حالانکہ بوقت نزول آیت آپ زندہ موجود تھے۔ پھر تو مرزائیوں کو کہنا ہوگا کہ محمد ﷺ رسولوں کی جماعت سے ہی خارج ہیں تو یہ ”لا رسو۔“ کے خلاف ہوگا۔ اس لئے ”الرُّسُلُ“ کا ترجمہ ”جس قدر رسول“ صحیح نہیں۔ اور وہ پر بیان ہو چکا ہے کہ ”حَلَّتْ“ کے معنی ”مر گئے“ صحیح نہیں، لہذا آیت ”قَدْ حَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ“ میں حضرت عیسیٰ کو داخل ہاں کہ بدالت آیت ”بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ“ معنی ”جہ کو خالی اور تبدیل کرنا متعین ہوگا۔“ قدر۔

موقف ظہور اہم نے جو یہ لکھا ہے کہ ”حضرت عیسیٰ کو اللہ نے مستثنیٰ نہیں فرمایا“ (ص ۶)۔ ان کی بے علمی کا ثبوت ہے۔ مستثنیٰ کے لئے ضروری نہیں کہ اسی عبارت میں موجود ہو۔ دیکھو اللہ فرماتا ہے ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ﴾ (۲)، اس آیت میں تمام مطلقہ عورتوں کی عدت تین حیض بیان فرمائی گئی ہے، حالانکہ (۱) حاملہ مطلقہ، (۲) صغیرہ مطلقہ (جس کو حیض نہیں آیا) (۳) تیسرہ مطلقہ (جس کا حیض بند ہو چکا ہے) (۴) غیر مسوسہ مطلقہ (جس کو شوہر نے ہاتھ تک نہیں لگایا) یہ سب اس حکم سے مستثنیٰ ہیں حالانکہ ان کا ذکر اس آیت میں نہیں آیا ہے بلکہ دوسرے مقامات میں آیا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ کے لئے دوسری جگہوں میں فرمادیا گیا ہے (۱) ﴿رَافِعُكَ إِلَيَّ﴾ (۲) ﴿رَافِعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ﴾ (۳) ﴿وَكَهْلًا﴾ (۴) ﴿قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ (۵) ﴿إِنَّهُ لَعَلَّمَ لِّلسَّاعَةِ﴾۔ یہ آیتیں آپ کے آسمان پر (زمین کو خانہ کر کے) لے جائے جانے اور اب

تک زندہ موجود ہونے در قیامت کے قریب آنے اس وقت تک بوڑھے نہ ہونے پر استثنائی
 واکل ہیں۔ جیسا کہ رسائل ((اعلم بحقیقت)) کے آخر اور ((جواب دعوت)) اور ((نور
 اسلام)) میں شائع کیا جا چکا ہے۔ اس کے یہاں تفصیل کی حاجت نہیں ہے۔ فدیحات ثمدہ۔
 حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا استدلال

موف ((ظہور امام)) کا یہ لکھنا کہ "حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت
 ﷺ کی وفات ۱۱؎ قذ حلت ۱۱؎ سے ثابت کی تھی" (ص ۶)۔

صریح دجل اور چھوٹ ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ جنگ احد میں حضرت عبید
 السلام کی شہادت کی غلط خبر پھیل جانے سے بعض صحابہ کو وہم پیدا ہو کہ رسالت اور موت میں
 منافات ہے، رسول کو مرنا نہیں چاہئے، اس وہم کو دور کرنے کے لئے آیت مذکورہ نازل ہوئی
 تھی اللہ نے فرمایا: ﴿أَلَمْ يَأْتِ الْفُلَّانَ مَاتَ أَوْ قُتِلَ الْفُلَّانُ عَلَىٰ أَغْقَابِكُمْ ۖ﴾ یعنی اگر محمد ﷺ کو
 موت آجائے یا شہید ہو جائے تو کیا تم اپنی ایزیوں پر پھر جاؤ گے؟ اس میں اللہ نے سمجھ دیا
 کہ نبی کے لئے موت ناممکن نہیں ہے۔ اسی طرح کا وہم صحابہ کو دوبارہ آنحضرت ﷺ کی
 وفات کے وقت شدت غم سے پیدا ہو گیا تھا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس وہم کو مختلف
 آیات پڑھ کر دور کیا۔ پہلے سورہ مر کی آیت: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ ۖ﴾ دانی پڑھی، پھر سورہ نبیاء کی
 آیت: ﴿أَلَمْ يَأْتِ الْفُلَّانَ مَاتَ ۖ﴾ دانی سنائی۔ اس کے بعد سورہ آل عمران کی آیت: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفْرَ وَالْمُنَافِقَ ۖ﴾ جو غزوہ احد کے
 دنوں میں اتری تھی تلاوت کی۔ کیوں کہ اس وقت کا وہم بعینہ ایام احد وال وہم تھا۔ آیت
 مذکورہ میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا استدلال "ان مات" سے ہے نہ ﴿حَلَّتْ﴾ سے۔
 کیوں کہ آپ کی نظری کی لئے موت کے ممکن ہونے پر تھی تاکہ نبوت اور موت کے منافات
 کا وہم دور ہو۔ چنانچہ بحمد اللہ یہ وہم دور ہوا اور سب صحابہ کو آپ پر موت آجانے کا یقین

ہو گیا۔ انبیاء سابقین کی موت و حیات کسی کے خیال میں نہ تھی کہ حضرت عمر یا و کسی کو حیات عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلہ پر کچھ بولنے کی ضرورت پڑتی۔ جب کہ یہ سب لوگ حیات و نزول عیسیٰ کے ہمیشہ قائل رہے (پڑھو رسالہ ((نور اسلام)) (ص ۱۰۰)۔

مرزا یوں کا یہ زعم فاسد ہے کہ اس وقت وفات عیسیٰ پر اجماع ہو گیا تھا اس کا وجود اور ثبوت سوان کے پوشیدہ خانہ دماغ کے اور کہیں نہیں ہے۔ بلکہ قاضی کا اجماع و اتفاق حیات و نزول عیسیٰ پر البتہ ثابت ہے (دیکھو ((نور اسلام)) (ص ۹)۔

معنی آیات:

مؤلف ((ظہور اسلام)) نے قیمری آیت (مذکورہ) کے ذیل میں اور بھی کئی آیتیں نکلی ہیں ان کی حقیقت بھی ملاحظہ ہو۔

(۱) **وَرَبُّهُمْ مُتَعِنُونَ** (۱) ایہ لوگ بھی مر جائیں گے (ص ۶)۔ یہ تو ہم بھی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ایک دن مر جائیں گے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

”وَرَبُّ عِيسَى بَعَثَ عَصِيَّاءَ“ (ابن جریر (ج ۳ ۱۰۰-۱۰۱) (۱)۔ یعنی حضرت عیسیٰ پر آئندہ زمانہ میں فناء (موت) آئے گی۔

(۲) **وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ (الْی) فَبِمَا اَلْحَالَتُوْنَ** (۳) ”ہم نے تجھ سے پہلے کسی بشر کو (جن میں عیسیٰ بھی شامل ہیں) زندہ نہیں رکھا“ (ص ۶)۔

”زندہ نہیں رکھا“ ترجمہ غلط ہے۔ صحیح ترجمہ یوں ہے ”ہم نے کسی بشر کے لئے آپ سے پیشتر بیٹگی یا ہمیشہ کی زندگی نہیں بخشی“، اس آیت میں بشر کے لئے ہمیشہ رہنے کی نفی کی گئی ہے، ورنہ ہم حضرت عیسیٰ کا ہمیشہ کے لئے زندہ رہنا نہیں مانتے۔ یہ شان تو خدا کی ہے

﴿هُوَ الْحَيُّ﴾ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ آسمان سے زمین پر اتریں گے، چالیس پینتالیس سال قیام فرمائیں گے، نکاح کریں گے، ان کو اولاد ہوگی، حج کریں گے، پھر مدینہ طیبہ میں مریں گے اور دفنہ نبویہ میں دفن ہوں گے جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے۔۔۔
”ثم يموت جدس معي في فري“ (مشکاۃ (ص ۲۷۲)) (۱)۔

(۳) (سورہ) ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَبَاغِلُونَ
الطَّعَامِ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ﴾ (۲)، جو ہم نے رسول بھیجے وہ سب کے سب کھانا
کھاتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔ اگر ایک رسول بھی ایسا نہ ہو تو استدلال صحیح نہ
ہوگا (ص ۷)۔ پھر اس آیت کے بارے میں کیا ہو گے جو بالکل اسی طرح کفار کے
اعتراض (تحدید ذوالحق نبی علیہ السلام) کے جواب میں نازل ہوئی تھی؟ ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا
رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾ (۳)، یعنی آپ سے پہلے جتنے رسول
ہم نے بھیجے سب کے بیوی بچے تھے۔ اب بقول مرزائی اگر ایک رسول بھی ایسا نہ ہو تو
استدلال صحیح نہ ہوگا۔ حالانکہ حضرت یحییٰ کو نہ بیوی تھی (ریح البات پر طبع ۲۷، ص ۱۲۳)،
نہ اولاد (حاشیہ تریاق القلوب (ص ۹۹)) (۴)۔ پس جب ایک رسول بغیر بیوی بچہ کا نکل
آیہ تو مرزائیوں کے نزدیک اللہ کا فرمان مذکور اور اس کا استدلال سب رسولوں کے اروج
و ذریت دے لے ہوئے کا منہ ہو گیا؟ و احیاء بالند، فی حوجوا آئم حوجوا، فی انھم۔

تجرب تو یہ ہے کہ آیت مذکورہ ذات مسیح کی دلیل کیوں کر بن سکتی؟
سوائے اگر یہ ہے کہ سب رسول کھایا کرتے تھے تو آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کہاں سے کھاتے پیتے ہوں گے؟ تو اس کے کئی جواب ہیں

(۲) (۲) فرقہ ص ۳۰

(۱) اس حدیث پر کلام گزر چکا۔

(۳) (روحانی خزائن) ((۳۶۳/۱۵))

(۲) (۲) (۳۸)

(۱) رزق تو سب کو آسمان سے ہی ملتا ہے ﴿وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ﴾
(۱) یعنی تمہارا رزق آسمان پر ہے۔

(۲) جنت سے ان کو غذا دی جاتی ہوگی کیوں کہ جنت بھی تو آسمان پر ہی ہے،
ارشاد ہے ﴿عَلَهَا جَنَّاتُ الْعَاوِي﴾ (۲) یعنی آسمان کے اوپر سدرة المنتہی کے پاس ہی
جنت ہے۔

(۳) اوپر ہم لکھتے ہیں کہ پیدائش کی رو سے حضرت عیسیٰ کی مث بہت فرشتوں
سے ہے، پس جو غذا فرشتوں کی آسمان پر ہے وہی حضرت عیسیٰ کی بھی وہاں ہے جیسا کہ
حدیث میں آیا ہے ﴿يُخْزِي فِي السَّمَاءِ مِنَ الْمَسِيحِ وَتَقْدِيسِ﴾ (مشكاة ص
۴۶۹) (۳) یعنی آسمان والوں کو تسبیح و تقدیس (غذا کے بدلے) کفایت کرتی ہے، تفکر۔
(۴) (چہرہ) ﴿مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ
الرُّسُلُ﴾ مریم کا بیٹا مسیح ایک رسول ہے جس قدر رسول اس سے پہلے تھے وہ سب مر چکے
(ص ۷۰)۔

اس آیت پر بحث اور گزر چکی ہے کہ "فلت" کا ترجمہ "مر چکے" غلط ہے، نیز
"الرسول" کا ترجمہ "جس قدر رسول" صحیح نہیں۔ فاعظ مرثد۔

(۴) چوتھی آیت

﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ (۱) ﴿أُمُوتُوا غَيْرَ أَنْحَاءٍ وَمَا
يَشْفَعُونَ أَتَانِ يُعْتَنُونَ﴾ (۴) یعنی جن لوگوں کی عبادت اللہ کے سوا کی جاتی ہے (۲) مر

(۲) ترجمہ ۱۵

(۱) ادا دیات ۲۳

(۳) سند احمد: (۵۲۱، ۵۲۰، ۳۵) حدیث: ۵۷۹، ۵۷۸، ۵۷۷، ۵۷۶، ۵۷۵، ۵۷۴، ۵۷۳، ۵۷۲، ۵۷۱، ۵۷۰، ۵۶۹، ۵۶۸، ۵۶۷، ۵۶۶، ۵۶۵، ۵۶۴، ۵۶۳، ۵۶۲، ۵۶۱، ۵۶۰، ۵۵۹، ۵۵۸، ۵۵۷، ۵۵۶، ۵۵۵، ۵۵۴، ۵۵۳، ۵۵۲، ۵۵۱، ۵۵۰، ۵۴۹، ۵۴۸، ۵۴۷، ۵۴۶، ۵۴۵، ۵۴۴، ۵۴۳، ۵۴۲، ۵۴۱، ۵۴۰، ۵۳۹، ۵۳۸، ۵۳۷، ۵۳۶، ۵۳۵، ۵۳۴، ۵۳۳، ۵۳۲، ۵۳۱، ۵۳۰، ۵۲۹، ۵۲۸، ۵۲۷، ۵۲۶، ۵۲۵، ۵۲۴، ۵۲۳، ۵۲۲، ۵۲۱، ۵۲۰، ۵۱۹، ۵۱۸، ۵۱۷، ۵۱۶، ۵۱۵، ۵۱۴، ۵۱۳، ۵۱۲، ۵۱۱، ۵۱۰، ۵۰۹، ۵۰۸، ۵۰۷، ۵۰۶، ۵۰۵، ۵۰۴، ۵۰۳، ۵۰۲، ۵۰۱، ۵۰۰، ۴۹۹، ۴۹۸، ۴۹۷، ۴۹۶، ۴۹۵، ۴۹۴، ۴۹۳، ۴۹۲، ۴۹۱، ۴۹۰، ۴۸۹، ۴۸۸، ۴۸۷، ۴۸۶، ۴۸۵، ۴۸۴، ۴۸۳، ۴۸۲، ۴۸۱، ۴۸۰، ۴۷۹، ۴۷۸، ۴۷۷، ۴۷۶، ۴۷۵، ۴۷۴، ۴۷۳، ۴۷۲، ۴۷۱، ۴۷۰، ۴۶۹، ۴۶۸، ۴۶۷، ۴۶۶، ۴۶۵، ۴۶۴، ۴۶۳، ۴۶۲، ۴۶۱، ۴۶۰، ۴۵۹، ۴۵۸، ۴۵۷، ۴۵۶، ۴۵۵، ۴۵۴، ۴۵۳، ۴۵۲، ۴۵۱، ۴۵۰، ۴۴۹، ۴۴۸، ۴۴۷، ۴۴۶، ۴۴۵، ۴۴۴، ۴۴۳، ۴۴۲، ۴۴۱، ۴۴۰، ۴۳۹، ۴۳۸، ۴۳۷، ۴۳۶، ۴۳۵، ۴۳۴، ۴۳۳، ۴۳۲، ۴۳۱، ۴۳۰، ۴۲۹، ۴۲۸، ۴۲۷، ۴۲۶، ۴۲۵، ۴۲۴، ۴۲۳، ۴۲۲، ۴۲۱، ۴۲۰، ۴۱۹، ۴۱۸، ۴۱۷، ۴۱۶، ۴۱۵، ۴۱۴، ۴۱۳، ۴۱۲، ۴۱۱، ۴۱۰، ۴۰۹، ۴۰۸، ۴۰۷، ۴۰۶، ۴۰۵، ۴۰۴، ۴۰۳، ۴۰۲، ۴۰۱، ۴۰۰، ۳۹۹، ۳۹۸، ۳۹۷، ۳۹۶، ۳۹۵، ۳۹۴، ۳۹۳، ۳۹۲، ۳۹۱، ۳۹۰، ۳۸۹، ۳۸۸، ۳۸۷، ۳۸۶، ۳۸۵، ۳۸۴، ۳۸۳، ۳۸۲، ۳۸۱، ۳۸۰، ۳۷۹، ۳۷۸، ۳۷۷، ۳۷۶، ۳۷۵، ۳۷۴، ۳۷۳، ۳۷۲، ۳۷۱، ۳۷۰، ۳۶۹، ۳۶۸، ۳۶۷، ۳۶۶، ۳۶۵، ۳۶۴، ۳۶۳، ۳۶۲، ۳۶۱، ۳۶۰، ۳۵۹، ۳۵۸، ۳۵۷، ۳۵۶، ۳۵۵، ۳۵۴، ۳۵۳، ۳۵۲، ۳۵۱، ۳۵۰، ۳۴۹، ۳۴۸، ۳۴۷، ۳۴۶، ۳۴۵، ۳۴۴، ۳۴۳، ۳۴۲، ۳۴۱، ۳۴۰، ۳۳۹، ۳۳۸، ۳۳۷، ۳۳۶، ۳۳۵، ۳۳۴، ۳۳۳، ۳۳۲، ۳۳۱، ۳۳۰، ۳۲۹، ۳۲۸، ۳۲۷، ۳۲۶، ۳۲۵، ۳۲۴، ۳۲۳، ۳۲۲، ۳۲۱، ۳۲۰، ۳۱۹، ۳۱۸، ۳۱۷، ۳۱۶، ۳۱۵، ۳۱۴، ۳۱۳، ۳۱۲، ۳۱۱، ۳۱۰، ۳۰۹، ۳۰۸، ۳۰۷، ۳۰۶، ۳۰۵، ۳۰۴، ۳۰۳، ۳۰۲، ۳۰۱، ۳۰۰، ۲۹۹، ۲۹۸، ۲۹۷، ۲۹۶، ۲۹۵، ۲۹۴، ۲۹۳، ۲۹۲، ۲۹۱، ۲۹۰، ۲۸۹، ۲۸۸، ۲۸۷، ۲۸۶، ۲۸۵، ۲۸۴، ۲۸۳، ۲۸۲، ۲۸۱، ۲۸۰، ۲۷۹، ۲۷۸، ۲۷۷، ۲۷۶، ۲۷۵، ۲۷۴، ۲۷۳، ۲۷۲، ۲۷۱، ۲۷۰، ۲۶۹، ۲۶۸، ۲۶۷، ۲۶۶، ۲۶۵، ۲۶۴، ۲۶۳، ۲۶۲، ۲۶۱، ۲۶۰، ۲۵۹، ۲۵۸، ۲۵۷، ۲۵۶، ۲۵۵، ۲۵۴، ۲۵۳، ۲۵۲، ۲۵۱، ۲۵۰، ۲۴۹، ۲۴۸، ۲۴۷، ۲۴۶، ۲۴۵، ۲۴۴، ۲۴۳، ۲۴۲، ۲۴۱، ۲۴۰، ۲۳۹، ۲۳۸، ۲۳۷، ۲۳۶، ۲۳۵، ۲۳۴، ۲۳۳، ۲۳۲، ۲۳۱، ۲۳۰، ۲۲۹، ۲۲۸، ۲۲۷، ۲۲۶، ۲۲۵، ۲۲۴، ۲۲۳، ۲۲۲، ۲۲۱، ۲۲۰، ۲۱۹، ۲۱۸، ۲۱۷، ۲۱۶، ۲۱۵، ۲۱۴، ۲۱۳، ۲۱۲، ۲۱۱، ۲۱۰، ۲۰۹، ۲۰۸، ۲۰۷، ۲۰۶، ۲۰۵، ۲۰۴، ۲۰۳، ۲۰۲، ۲۰۱، ۲۰۰، ۱۹۹، ۱۹۸، ۱۹۷، ۱۹۶، ۱۹۵، ۱۹۴، ۱۹۳، ۱۹۲، ۱۹۱، ۱۹۰، ۱۸۹، ۱۸۸، ۱۸۷، ۱۸۶، ۱۸۵، ۱۸۴، ۱۸۳، ۱۸۲، ۱۸۱، ۱۸۰، ۱۷۹، ۱۷۸، ۱۷۷، ۱۷۶، ۱۷۵، ۱۷۴، ۱۷۳، ۱۷۲، ۱۷۱، ۱۷۰، ۱۶۹، ۱۶۸، ۱۶۷، ۱۶۶، ۱۶۵، ۱۶۴، ۱۶۳، ۱۶۲، ۱۶۱، ۱۶۰، ۱۵۹، ۱۵۸، ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۵۵، ۱۵۴، ۱۵۳، ۱۵۲، ۱۵۱، ۱۵۰، ۱۴۹، ۱۴۸، ۱۴۷، ۱۴۶، ۱۴۵، ۱۴۴، ۱۴۳، ۱۴۲، ۱۴۱، ۱۴۰، ۱۳۹، ۱۳۸، ۱۳۷، ۱۳۶، ۱۳۵، ۱۳۴، ۱۳۳، ۱۳۲، ۱۳۱، ۱۳۰، ۱۲۹، ۱۲۸، ۱۲۷، ۱۲۶، ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱، ۰، ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸

چکے ہیں زندہ بھی نہیں ہیں اور یہ بھی نہیں جانتے کہ سب اٹھائے جائیں گے۔۔۔ مسیح کی روئے زمین پر پرستش ہوتی ہے اور اللہ فرماتا ہے کہ ایسے تمام معبود مر چکے ہیں (ص ۸)۔
اس ترجمہ میں کئی غلطیاں ہیں

(۱) ﴿الَّذِينَ﴾ کا ترجمہ "جن لوگوں کی" صحیح نہیں کیوں کہ ﴿الَّذِينَ﴾ سے مراد اصنام (بت) ہیں (جدلیں، خازن و معالم وغیرہ) (۱)۔

صحیح ترجمہ یوں ہے "اور جن کو پکارتے ہیں" کفار مکہ بت پرستی کرتے تھے نہ انسان پرستی۔ چنانچہ کعبہ کے تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت جو فتح مکہ کے دن توڑے گئے اس پر شہد عدل ہیں۔ مرزائیوں کا یہ وہم کہ ﴿الَّذِينَ﴾ کا غلط فہمی العقول کے لئے خاص ہے اس لئے حضرت عیسیٰ بھی اس میں داخل ہیں محض غلط ہے۔ علم نحو یا لغت کی کسی کتاب میں ﴿الَّذِينَ﴾ کا ذی عقل کے لئے خاص ہونا نہیں لکھا ہے، بلکہ اس کا استعمال بے عقل اور بے جان چیزوں پر بکثرت ہوتا ہے۔ شاعر کہتا ہے (دیوان مشتقی ملاحظہ ہو)۔

وہدی نسبت ابدال سرور وہدی نمط انسحاب مدام

یعنی شہروں کی زمینیں جو کچھ لگتی ہیں وہ سب نشہ کی چیزیں ہیں ورنہ بادل جو کچھ برساتے ہیں وہ سب شراب ہی ہے۔ اس شعر میں دو دفعہ "اندی" ہے جان چیزوں کے لئے یہ ہے۔ قرآن مجید سے سنو ﴿أَمْسُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلٰی رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي اُنزِلَ مِنْ قَبْلُ﴾ (۲)، یعنی ایمان لاؤ اللہ و اس کے پیغمبر و اس کتاب پر جو پنے پیغمبر پر اتاری اور اس کتاب پر جو پہلے اتاری۔ اس آیت میں دوبارہ ﴿الَّذِينَ﴾

(۱) جدلیں (ص ۳۸)، ذخیرہ حازن: (۷۴۳)، معالم باقر علی ازبغوی (۱۰۹۲) وغیرہ۔

کتاب کے سئے آیا ہے جو ذوی العقول میں سے نہیں ہے پس آیت چہارم کو حضرت عیسیٰ سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔

(۲) اموات کے معنی "مر چکے ہیں" بھی صحیح نہیں ورنہ مرزائی تاویل (کہ آیت سے وہ سب جاندار اور ذوی العقول معبود مراد ہیں جن کی روئے زمین پر پرستش کی جاتی ہے) کی بناء پر لازم آئے گا کہ سب شیاطین کو بھی موت آچکی ہے، کیوں کہ اللہ کے شریک وہ بھی مانے جاتے تھے جیسا کہ ارشاد ہے ﴿وَجْعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ الْخُلُوفِ﴾ (۱)، یعنی کافروں نے اللہ کا سب بھی جنوں کو ٹھہرایا ہے۔ نیز لازم آئے گا کہ تمام فرشتے مر چکے ہیں اس سئے کہ آیت مذکورہ کے نزول کے وقت کفار مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دے کر ان کی بھی پرستش کرتے تھے، جیسا کہ اللہ فرماتا ہے ﴿وَجْعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الْبَنَاتِ﴾ (۲)، یعنی کافروں نے ٹھہرایا فرشتوں کو جو رحمان کے بندے ہیں عورتیں (بیٹیاں) اور کہتے ہیں کہ اگر رحمان چاہتا تو ہم ان کو نہ پوجتے۔ یعنی اللہ کے چاہنے ہی سے تو ہم فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ پس جب فرشتے بھی ان معبودوں میں داخل ہوئے تو مرزائی تاویل کی بناء پر لازم آیا کہ وہ سب مر گئے۔ کیا خوب! مرزا صاحب نبی بن کر فرشتہ موت بھی بن گئے؟ اپنے مخالفوں کے لئے موت کی دوائیں کیسے مسیح کو مارا، شیاطین کو کھپایا، فرشتوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ع زندوں کے مارنے کو مسیح الزمان ہوئے۔

(۳) غیر احیاء کے معنی "زندہ بھی نہیں ہیں" کیسا بھونڈا اور غلط ترجمہ ہے جو تقلید مرزا لکھ گیا ہے۔ اس "بھی" نے مرزا کے ساتھ مرزائیوں کی بھی یہ قیقت ظاہر کر دی ہے۔

جب کہہ دیا گیا کہ ”مرچکے ہیں“ تو پھر اس فضول تکرار کی کہ ”زندہ بھی نہیں ہیں“ کیا ضرورت؟ کیا ان دونوں جملوں میں کوئی فرق ہے؟ اللہ کا کلام بلاغت نظام ایسی لغویت سے پاک ہے۔ ﴿مَوَاتٍ﴾ کے بعد ﴿عَلَيْهِمْ أَصْحَابُ﴾ اس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ ان اصحاب جہاد کی حقیقت اصل یہ ظاہر ہو جائے کہ وہ علیٰ اطلاق مردہ ہیں، ان کو حیات کی ہوا بھی نہیں لگی نہ پہلے کبھی نہ اب (ابو السعد) (۱)۔

(۳) ﴿وَمَا يَشْفَعُونَ أَتَانِ يُنْعَثُونَ﴾ کا مطلب تو یہ ہے کہ ان (اصحاب موات) کو اس کا بھی شعور (علم) نہیں کہ ان کے پوجنے والے کب اٹھائے جائیں گے؟ (جہا میں وفتح ابیہوں وغیرہ) (۲)۔ بلکہ اس سے بہتر تو ان کے عابد ہیں کہ ان کو علم و شعور اور حیات تو حاصل ہے۔

کافران از بت بجان پہ توقع دارید بر کی آن بت پہ پرستید کہ جانے در (۳)
(۵) پانچویں آیت

﴿وَقُلْ خُر كَا فَا لَهُمْ مَا كُنْهُمْ اِنَا مَا نَعْبُدُوْنَ﴾ (الی) ﴿اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَمُعَا فِلِیْسُ﴾ (۴)، معبود کہیں گے کہ تم تو ہماری پرستش نہیں کرتے تھے (۵) ہم تو تمہاری عبادت سے بالکل بے خبر تھے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اگر دور زندہ ہوں تو ان کو اس شرک کا بخوبی علم ہوگا، اگر علم نہ بھی ہو تو دنیا میں دوبارہ آنے کے بعد تو ان کو علم یقینی ہو جائے گا پھر وفات پا کر خدا کے حضور کیا خلاف واقعہ بیان کریں گے کہ مجھے پرستش کی خبر نہیں؟ ایسا جھوٹ نبیوں کی شان کے خلاف ہے۔ اہل مخلص (ص ۹)۔

(۱) تفسیر ابو السعد (۱۰۶/۵)۔ (۲) یونس ۳۸-۳۹۔

(۳) تفسیر جلالین (ص ۳۳۸)، فتح مبین رو بہ صدیق حسن قوی (۲۲۵/۱)۔

(۴) (۳) کا کہ جب جہاں حق سے میدان لگاتے ہیں، اس سے بچنے والے سے پوچھو کہ اس میں جہاں سے۔

ذرا یہ تو فرمائیے کہ نبی باوجود اپنی پرستش سے بے خبری کا اظہار کرنے کے یہ بھی کہے گا ﴿مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُونَ﴾ یعنی تم تو ہماری پرستش نہیں کرتے تھے، حالانکہ یقیناً ان کی پرستش ہو رہی ہے جس کا آپ کو بھی اقرار ہے۔ تو کیا ایسا جھوٹ نبیوں کی شان کے خلاف نہیں؟ اور کیا ان کا یہ خلاف واقعہ بیان ”تم ہم کو نہیں پوجتے تھے“ صحیح ہوگا؟ اور سنئے! فرشتے بھی تو پوجے جاتے تھے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ پس شرکاء میں وہ بھی داخل ہوئے۔ تو کیا وہ بھی خلاف واقعہ بیان کریں گے کہ ہم کو پرستش کی خبر نہیں؟ یا وہ بھی سب فوت ہو چکے ہیں؟ کیوں کہ اگر وہ زندہ ہوں تو ان کو اس شرک کا بخوبی علم ہوگا۔ مگر علم نہ بھی ہو تو زمین پر اترنے کے بعد تو ان کو علم یقینی ہو جائے گا۔ پھر کیوں کہ خدا کے حضور منہ پائی کریں گے؟ ایسا جھوٹ فرشتوں کی شان کے خلاف ہے، ماحوجو! ہم حوجو بنا۔

اصل یہ ہے کہ آیت مذکورہ کو نہ فرشتوں سے کوئی تعلق ہے نہ حضرت عیسیٰ سے۔ اس لئے کہ آیت میں عابدین کے ساتھ ان کے معبودوں کو تہدید اور ذانت ہے اور مقررین (مذکرہ و انبیاء) کی شان اس سے بلند و بالا ہے کہ ان کو ذانت بتائی جائے کیوں کہ اس میں تحقیر ہے۔ نیز آیت میں عابدین اور ان کے معبودوں کی باہم گفتگو کا ذکر ہے۔ اور حضرت عیسیٰ نیز فرشتوں سے اللہ تعالیٰ سوال کرے گا۔ اور یہ لوگ اللہ کو جواب دیں گے نہ اپنے عابدین کو۔ چنانچہ فرشتوں کا جو ب سورہ سبأ میں الگ بیان ہوا ہے جس میں مذکور ہے کہ وہ (اپنی معبودیت کے علم سے انکار نہیں کریں گے بلکہ) یوں کہیں گے ﴿سُبْحَانَكَ اَنْتَ وَلِيْنَا مِنْ دُوْبِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْحُجُوتَ﴾ (۱)۔ تیسری ذات شریک سے پاک ہے، ہر راتصل تجھ سے ہے، نہ ان سے، وہ تو شیطان کو پوجتے تھے۔ یعنی شیطان کے بہکانے سے انہوں نے شرک (ہماری

پرستش) کیا تھا۔ لہذا یہ پوجہ دراصل شیطان کی ہوئی نہ بیماری۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ کا جواب سورہہ کہدہ میں الگ بیان ہوا ہے جس میں منقول ہے کہ آپ (بھی اپنی معبودیت کے علم سے انکار نہیں فرمائیں گے بلکہ) یوں فرمائیں گے ﴿لَسْبَحَانَكَ مَا يَكُونُ لِيْ اَنْ اَقُولَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقِّكَ﴾ (۱) ﴿كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيبُ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ (۲)۔ یعنی تیری ذات شریک سے پاک ہے مجھ کو رہنا نہ تھا کہ میں یہی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہ تھا (۲) میرے رفع کے بعد تو ہی ان کا نگران تھا اور تو تو ہر چیز سے خبردار ہے۔ دیکھو دونوں مقربوں کا جواب ایک ہی طرح ”سبح“ سے شروع ہوگا اور جواب بالکل سچ دیں گے، نہ تو خلاف واقعہ کچھ کہیں گے نہ بے خبری کا اظہار کریں گے جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرمائے گا ﴿هٰذَا يَوْمُ يَمُوعُ الصّٰدِقِيْنَ صٰلِحٰتُهُمْ﴾ (۲)۔ یعنی یہ دن وہ ہے کہ جنوں کو ان کا سچ کہنا ہی فائدہ دے گا۔ غرض کہ اس پانچویں آیت کو بھی وفات مسیح سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

(۶) چھٹی آیت

﴿اَوْ تَرْفٰى فِى السَّمَاءِ﴾ (۱) ﴿فَلْ سُبْحٰنَ رَبِّىْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا مَّرْسُوْلًا﴾ (۲)۔ یعنی تو آسمان پر چڑھ جا (۲) ان کو کہہ دے کہ میں تو بشر ہوں جو رسول کر کے بھیجا گیا، یہ صفت تو اس کی تھی جو بشری لوازمات سے پاک ہے۔۔۔ عادت اللہ میں داخل نہیں کہ وہ کسی خدائی جسم و آسمان پر لیجائے (ص ۱۰۹)۔

اس آیت پر رسالہ ((معیار نبوت)) (ص ۷) میں کچھ بحث کی گئی ہے جس کی تفصیل یوں ہے کہ ﴿كَلِمَةً مَّا مَعَهُ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا مَّرْسُوْلًا﴾ کفار کی ان سات (۷)

فرمانش کے جواب میں فرمایا گیا ہے جو انہوں نے تعین کی تھیں اور وہ یہ ہیں (۱) زمیں سے چشمہ بہنا، (۲) نبی کے لئے کھجور اور انگور کے باغ ہونا، (۳) آسمان کا ٹکڑہ (عذاب کے لئے) گر پڑنا، (۴) اللہ اور ملائکہ کی صفات تصدیق، (۵) نبی کے واسطے سونے کا محل ہونا، (۶) نبی کا آسمان پر چڑھ جانا، (۷) وہاں سے لکھی لکھی کتاب کا اتار دینا جسے کفار پڑھ سکیں۔ پس جواب مذکور سے اگر بشر کا آسمان پر جانا محال ثابت ہوتا ہے تو بقیہ امور ست (۶) کا وقوع بھی محال ہوگا، کیوں کہ ساتوں سوالوں کا جواب ایک ہی دیا گیا ہے۔ حالانکہ دوسری آیتوں سے ان امور کا ممکن ہونا بلکہ واقع ہونا ثابت ہے۔ نیز معجزہ نام ہی ہے کسی مر کا عادت جاریہ کے خلاف پیغمبروں سے واقع ہونے کا، مدوہ ازیں کافروں کا سواں خود بتاتا ہے کہ وہ ان امور کا ظہور پیغمبر علیہ السلام سے ممکن جانتے تھے، سول ان کا صرف اسی قدر تھا کہ ”نخضر ﷺ ہماری خاطر اپنی عجری قوت سے ان ممکنات کو بصورت وقعت کر دکھائیں۔ لکھی ہوئی کتاب آسمان سے ہمراہ لانے کی جیسی لئے لگا دی تھی کہ وہ جانتے تھے کہ ”نخضر ﷺ معراج جسمانی کے مدعی ہیں۔ مباد آپ پچھل بار آسمان سے ہوتے کا خواہ نہ دے دیں۔ پس اللہ نے ان کے ساتوں سوالوں کے جواب میں ایک ہی فقرہ جامعہ کہہ دینے کا حکم دیا، ”قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ نَحْنُ بِالْاَبْشَارِ دُسُوْلًا“، یعنی کہہ دو کہ میرا رب اس بات سے پاک ہے کہ اس پر کوئی زور اور زبردستی کرے، میں تو فرماں بردار انسان اپنی ماکا پہنچنے والا ہوں، میں اپنے اختیار سے ان تمام امور کو انجام نہیں دے سکتا، نہ خدا سے ان باتوں کو بزدور پوری کرا سکتا ہوں۔ وہ چاہے گا تو تمہارے سوالات پورے کرے گا نہیں تو نہیں۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ”یہ صفات اس کی ہیں جو بشری لوازمات سے پاک ہو یا یہ کہ عادت اللہ میں داخل نہیں کہ وہ کسی خائن جسم و آسمان پر سے جائے“ جیسے کہ

((ظہورنام)) کے مولف نے بکواس کی ہے۔ اللہ کے ارادے سے خالق جسم کا زندہ آسمان پر جانا عامہ بشر بلکہ کافروں کے لئے بھی ممکن ہے، اللہ فرماتا ہے ﴿وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ بِغَرُخٍ﴾ (۱)، یعنی اگر ہم کافروں کے لئے آسمان کا دروازہ کھول دیں پھر یہ سارے دن اس میں چڑھتے رہیں انہی۔ پھر انبیاء و رسل خاص کر حضرت عیسیٰ اور محمد صلیبہ السلام کے لئے جسم سمیت زندہ آسمان پر جانا کس طرح محال ہو سکتا ہے؟ حضرت عیسیٰ کو زندہ آسمان پر لے جایا گیا، آنحضرت ﷺ کو معراج جسمانی کرائی گئی۔ حضرت موسیٰ کو مرزا صاحب نے زندہ آسمان پر موجود تسلیم کیا ہے (نور الحق (۵۰۸) (۲))۔

لَمَّا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ

(۷-۸) ساتویں اور آٹھویں آیات:

* يٰۤاٰمَنُۢمُ عِيسٰى اِنِّى مُنۡوَنۡفِکٌ وَّرَافِکُکَ الْہٰی وَفِطۡہَرُکَ مِّنَ الدِّیۡنِ
کُفِّرُوۡا بِہٖ (۳) ان (ص ۱۰)، ﴿فَلَمَّا تَوَفَّیۡنِیۡ﴾ (۳) ان (ص ۲۱)، ان دونوں آیتوں میں "توفی" کے مشتقات کے معنی اور اس پر پوری بحث رسالہ ((جواب دعوت)) (ص ۳ تا ۶) اور ((نور اسلام)) (ص ۳۳) میں پڑھئے۔ رفع کے معنی اور س کی پوری تحقیق رسالہ ((جواب دعوت)) (ص ۹۳۶) اور ((نور اسلام)) (ص ۲۷۶ و ۲۷۷) میں دیکھئے۔ ﴿مُطۡہَرُکَ﴾ کا صحیح مطلب ((نور اسلام)) (ص ۳۸) پر ملاحظہ کیجئے۔ یہاں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

الحمد للہ کہ مرزائیوں کی پیش کردہ آیتوں میں سے کوئی بھی ان کے مدعی کے لئے مثبت نہ ٹھہری، بلکہ پچھلی دونوں (۷-۸) آیتوں سے حیات عیسیٰ اور اس کا رفع ان السماء بحمدہ

اصغر کی بخوبی ثابت ہے جیسا کہ رسالہ ((جواب دعوت)) اور ((نور اسد)) کے پڑھنے والوں سے پوشیدہ نہیں ابنتہ ((ظہور امام)) میں مرزائی نے صحیح بخاری کی ایک حدیث سے توفی کے معنی موت ثابت کرنے کی فضول و شش کی ہے اس کی حقیقت بھی ملاحظہ ہو۔

حدیث بخاری ماقول کما قال بعد انصاح عیسیٰ بن مریم ﴿وَنُكْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا فُتِنُوا فَبِهِمْ فَنَعَمَا تَوَفَّيْنِي نُكْتُ اَنْتَ الرَّقِيبُ عَلَيْهِمْ﴾ الخ (پ ۱۳، ۱۸، ۲۵)، (صحیح مسلم ج ۲ (۲۸۴۲)) (۱)۔ تو میں بھی اس طرح کہوں گا جس طرح اس نیک مرد عیسیٰ نے ہاتھ ﴿وَنُكْتُ عَلَيْهِمْ﴾ الخ اس حدیث میں لفظ وی ﴿تَوَفَّيْنِي﴾ ہے جو قرآن میں حضرت عیسیٰ کے لئے استعمال ہوا ہے۔۔۔ اب جو معنی حضور ﷺ کے واسطے ہو سکتے ہیں وہی حضرت عیسیٰ کے لئے ہونے چاہئیں (یعنی دونوں پیغمبر مر گئے) (ص ۱۴، ۱۵)۔

اسی قاعدہ سے آیت مذکورہ کے جملہ ﴿نُفْسُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ﴾ میں نفس عیسیٰ اور نفس خدا کے ایک ہی معنی ہونے چاہئیں کہ نفس ہی (جو پاک اور بے مثل ہے) اور نفس عیسیٰ (جو مخلوق ہے) دونوں ایک ہی طرح کے ہیں، کیوں کہ اللہ پاک کے لئے لفظ نفس وہی ہے جو حضرت عیسیٰ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ و تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ پس جس طرح دونوں لفظ نفس کی حقیقت جدا گانہ ہے اسی طرح دونوں پیغمبروں کے لئے لفظ ﴿تَوَفَّيْنِیْ﴾ جو مستعمل ہوا ہے اس کی حقیقت بھی جدا گانہ ہے۔

(۱) مطبوعہ نقوش (صحیح مسلم) کا حواشی میں موجود ہے ماقول کما قال بعد انصاح عیسیٰ بن مریم ﴿وَنُكْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا فُتِنُوا فَبِهِمْ فَنَعَمَا تَوَفَّيْنِي نُكْتُ اَنْتَ الرَّقِيبُ عَلَيْهِمْ﴾ الخ (صحیح بخاری) کتاب النبیؐ باب قول اللہ ﴿وَنُكْتُ﴾ مرقی انصاب مرمر، تصدیق من اصحابنا (ثاقب) حدیث ۳۳۳، (صحیح مسلم) کتاب النبیؐ باب قول اللہ ﴿وَنُكْتُ﴾ مرقی انصاب مرمر، تصدیق من اصحابنا (ثاقب) حدیث ۳۳۳۔

دونوں نبیوں کے حالات مخصوصہ جو خارجی و بیہودوں سے ثابت ہیں ان کی بناء پر حضرت عیسیٰ کی توفی رفع سمائی سے ہوئی ہے اور آنحضرت ﷺ کی توفی موت سے۔ حضرت عیسیٰ کی توفی بالرفع ان السماء کے و اہل رسائل ((جواب دعوت)) و ((نور اسلام)) میں لکھے گئے ہیں۔ اور محمد ﷺ کی توفی پاموت کے و اہل آپ کا کفن و دفن اور نماز جنازہ وغیرہ ہیں جو بالمتواتر منقول اور ثابت ہیں، نیز روضہ اطہر آپ کا مدینہ طیبہ میں موجود ہے جو بے شک زیارت گاہ حجت ہے۔ فافترقا۔

مرزائی مترجم نے قال العبد کا ترجمہ ”عیسیٰ نے کہا تھا“ عطا کیا ہے۔ صحیح ترجمہ یوں ہے ”عیسیٰ فرمائیں گے“ کیوں کہ یہ واقعہ قیامت کا ہے اور قیامت ابھی ”نے والی ہے۔ حدیث مذکور کے شروع میں ہی یہ الفاظ موجود ہیں ”بمکہ محشورون۔ ہی سے“ الخ، جس کا ترجمہ بھی مرزائی نے ظہور نام کے (ص ۱۳) پر یوں کیا ہے ”اے لوگوں تم اللہ کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے“ اس کے باوجود آگے یوں ترجمہ کر دیا ”عیسیٰ نے کہا تھا“ یا سجب۔ اس قصہ کی ابتداء قرآن میں ”یوم یجمع اللہ الرسل“ سے ہوئی ہے، و انتہاء ”یوم یصع“ الخ پر۔ یہ اس بات کا ٹھکانہ ہوا ثبوت ہے کہ یہ واقعہ قیامت کے دن وقوع پذیر ہوگا نیز سورہ نساء میں آیا ہے ”و یوم القیامۃ یسکون علیہم شہیداً“ ()، یعنی حضرت عیسیٰ قیامت کے دن اہل کتاب پر شہد ہوں گے۔ ہمارے رسول علیہ السلام بھی نہایت صراحت سے فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ یہ بات قیامت کے دن فرمائیں گے، چنانچہ محدث بن عساکر و حافظ علی الدین ابن کثیر حدیث مرفوعہ نقل کرتے ہیں ”عس ای موسیٰ لأشعری، قال قال لہذا: إنا کما یوم القیامۃ دعی، لأبیہ و أممہ ثم یدعی

عیسیٰ بن مریم ... ثم یقول: "انت قلت للناس اتخذونی وأمتی الھن من ذل اللہ" فیسکروا لیکوہ۔ "ذلت" (۱)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ہوگا دن قیامت کا جائے جائیں گے سب انبیاء اور ان کی امتیں، پھر جائے جائیں گے عیسیٰ بن مریم کے، پھر اللہ پوچھے گا کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ بناؤ مجھ کو درمیری ماں دونوں کو معبود سوائے اللہ کے۔ پس انکار کریں گے عیسیٰ اس سے کہ کہی ہو یہ بات۔ یہ سچے قرآن بھی "یوم قیامت" بھراحت کہتا ہے، ہمارے رسول علیہ السلام بھی یوم قیامت بضرر فرما رہے ہیں۔ اب مرزائی دُک اپنے رسول کا نص صریح نہیں۔ مرزا صاحب نے فعل ماضی بمعنی مضارع مستعمل ہونے کی مثال میں: "اذ قال اللہ یا عیسیٰ" (۱) آیت مذکورہ، کو پیش کیا ہے (ضمیمہ برائین احمدیہ (۶/۵) (۲)۔ اور ((نصرۃ الحق)) میں لکھتے ہیں "قد قیامت کے دن حضرت عیسیٰ کو کہے گا کہ تو نے ہی لوگوں کو کہا تھا" (ص ۴۰)۔ اب تو لف ((ظہور ام)) کو بھی، ناپڑے گا کہ اس کا ترجمہ "کہا تھا" بالکل غلط ہے اور یہ مصرع ان کے ورد زبان ہوگا۔ ع:

خود غلط بود آنچه ما چندا شتم (۳)

(۱) ان رسالہ (ص ۳۱) حدیث ۱۹ تاریخ مشق، من عمار (۳۰۶۷) ص ۸۶۵۰ تفسیر ص ۱۶

(۲) (۲۳۲/۳) ص ۱۶۷ مشق حرمانے میں نوحد احمدیہ غریب علیہ۔

(۳) ((رحلی ترجمہ)) (۵۹/۳۱)۔

(۴) جو کچھ مجھ کو معلوم ہوئے، غلطی پر تھے

خاتمہ

لہ الحمد کہ ((ظہورِ امام)) نمبر (۱) کا جواب ایک یوم کی صحبت واحدہ میں قسم برداشتہ تحریر ہوا۔ ناظرین کو ہمارا جواب پڑھ کر آفتابِ نمرود کی طرح ظاہر ہو گیا ہوگا کہ قرآن مجید کی کسی آیت سے بھی حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت نہیں ہوتی بلکہ آیت ﴿قُلْ مَوْتُكُمْ﴾ (۱) ان کی حیات پر نص صریح ہے (دیکھو ((جوابِ دعوت)) (ص ۳۲ و ۳۳)۔ و)) (نورِ اسلام): (ازم: ۳۲۵-۳۲۶)۔

ہاں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ موجود ہیں تو حدیث نزول میں امام سے مراد بھی وہی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں نہ میرزا غلام احمد قادیانی۔ ہذا ادیبہ و نجاب کے امام فقہ کا ظہور رسا۔ ((ظہورِ امام)) سے ثابت نہیں ہوا۔ اور بھلا کسی عراقی کو کوئی نبی و رسول و امام مہدی کیوں کر مان سکتا ہے؟ جس کا حال یہ ہو۔

کل ما لغوی گوید و لے می خدا الب مش ہم ابن اللہ شد دست و ہم رہ حق می نہد نامش
خودش گرہ شد دست و حق را ہم میکند مرہ کسے کو بیوش شد نہ ہم نیک انجا مش (۲)
قُلْ اللّٰهُ يَرْحَمُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَيُغْنِيْهِمْ عَنْ الدَّارِ وَالْاٰثَرِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُنْصَرُونَ ☆
وَاتَّبَعْنَاهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لِنَعْلَمَ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْلِيْنَ (۳)۔
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ☆ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ☆
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

تمم شد

بارقة السیف

سلسلہ مضامین شائع شدہ اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ
۵ رجب المرجب ۱۳۵۴ھ مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء
(۲) ۳ روزی الحج۱۳۵۴ھ مطابق ۲۸ فروری ۱۹۳۶ء
جلد ۳۲-۳۳، شمارہ مائین شمارہ ۲۸ جلد ۳۲ (۲) شمارہ ۱۸ جلد ۳۳۔

تالیف

محدث علامہ شیخ محمد ابوالقاسم سیف بن محمد سعید ناری

تحقیق و تعلیق

عبدالأحد احسن جمیل آل عبدالرحمن

بارقۃ السیف

(قسط ۱، (ص: ۱۰) ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۵ء، شمارہ ۲۸-۲۹، جلد ۳۲)

العاقب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے متعدد ناموں میں سے ایک نام میرا ”عاقب“ ہے پھر اس کے معنی بھی ساتھ ہی حدیث مذکور میں یوں مرقوم ہیں ”لندی بیس بعدہ سی“ (صحیح مسلم، وغیرہ) (۱)۔ یعنی عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے۔ اس پر قادیانی منظر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ معنی مذکور ”زہری“ راوی نے کئے ہیں جیسا کہ خود ((صحیح مسلم)) میں ہے۔ مگر حضرت ندرہری ”وہ العاقب؟ حال: اللدی بیس بعدہ سی“ (ج ۲ ص ۲۶۱)۔ اگر آنحضرت ﷺ نے معنی بتائے ہوتے تو عبارت یوں ہوتی ”لندی بیس بعدی سی“ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اس کے جواب میں غرض ہے کہ خود آنحضرت ﷺ نے عاقب کے معنی انیس لفظوں میں ارشاد فرمادیئے ہیں جن الفاظ میں احمدیوں کا مطالبہ ہے۔ چنانچہ چوتھی صدی کے مشہور محدث حافظ ابن عبد البر نے روایت مذکور یوں نقل فرمائی ہے، قال ”۔۔۔۔۔ واما العاقبم خصم لہ سی النبوة، واما العاقب فبیس بعدی سی“ (کتاب الاستیعاب بر حاشیہ ص ۱۰ مطبوعہ مصر۔ ج ۱ ص ۳۷) (۲)۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں خاتم ہوں اللہ نے نبوت میرے

(۱) صحیح مسلم کتاب الاعتصاف باب فی الاصلیۃ، حدیث ۲۴۵۴۔

(۲) اگرچہ اب حرم اللہ سے بیس امام اس مجدد کا حوالہ پیش کیا ہے، لیکن درحقیقت یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی اسی جگہ موجود ہے جہاں دہری وہ روایت موجود ہے جسے صحیح مسلم کتاب الاعتصاف باب فی الاصلیۃ، حدیث ۲۴۵۴، اس حدیث کو انہی عقول نے ساتھ امام دہری نے ((شرح)) حدیث ۱۰۱۳، جو امام ابو یعلیٰ الموصلی نے اپنی ((مسند))

(۳) ۲۸۸، حدیث ۳۹۵ میں مرقوم ہے کہ یہ روایت ہے۔

ساتھ ختم فرمادی ہے، اور میں عاقب ہوں پس میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ یہی طرح چھٹی صدی کے مشہور محدث قاضی عیاض رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں ”وَالصَّحَّاحُ“ یعنی العاقب الہدی پس بعدہی سی۔“ (کتاب الشفا مطبوعہ استنبول۔ ج ۱ ص ۹۱) (۱)۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ایسی ((تفسیر خازن)) (سورہ صف) (۲) میں ہے ”وَأَنَا الْعَاقِبُ الْهَدْيُ بِسْ بَعْدِي سِي“ (ج ۷ ص ۱۷ طبع مصر ۱۳۲۹ھ)۔ ان تینوں کتابوں میں لفظ ”بعدی“ موجود ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ یہ تفسیر نبوی ہے۔

اس پر مرزائی فوراً بول اٹھتے ہیں کہ صحیح ستہ جو حدیث کی معتبر کتابیں ہیں ان میں تو یہ نہیں آیا ہے لہذا حجت نہیں۔ اس کے جواب میں واضح ہو کہ صحیح ستہ میں سے ((جامع ترمذی)) میں بھی یوں ہی موجود ہے۔ چنانچہ ((ترمذی)) بواب الاستئذان والادب، باب جاءنی اسماء لنبی میں حدیث صحیحہ مرقوم ہے ”وَأَنَا الْعَاقِبُ الْهَدْيُ بِسْ بَعْدِي سِي“ (ترمذی طبع مصر، ج ۲ ص ۱۳۷، طبع ۱۲۹۲ھ۔ و طبع مجتبائی دہلی ص ۱۰۷ ج ۲ طبع ۱۳۲۸ھ ۳۳۲ھ، و مطبوعہ مجیدی پریس کان پور۔ ص ۱۱۲ ج ۲)۔

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ قاضی محمد علی ذک۔

اعلام ترمذی مطبوعہ ہند کے بعض نسخوں (مطبوعہ احمدی وغیرہ) میں اس مقام پر ”جدة“ غلط طبع ہو گیا ہے۔ ناظرین سے التماس ہے کہ ((ترمذی)) کے اس مقام کو درست کریں ورنہ بجائے ”جدة“ کے ”بعدی“ بنائیں۔ اس لئے کہ ((ترمذی)) کا قدیم نسخہ جو مصر

(۱) احادیث معلومہ (۳۲۲-۳۲۳)، الشافعی ج ۱، حقائق مصطفیٰ (ص ۲۸۸)۔

(۲) تفسیر حارث (۳۲۹/۳)۔

میں ۱۲۹۲ھ میں طبع ہوا تھا۔ اس میں ”بعدی“ ہے۔ اسی طرح مجتہدانی اور مجیدی پریسوں کے چھاپوں میں بھی ”بعدی“ ہے۔ اور محدثین شارحین حدیث نے بھی ترمذی کے حوالہ سے ”بعدی“ ہی نقل کیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ((فتح الباری شرح بخاری)) (۱) میں لکھتے ہیں: ”لکن وقع فی رواۃ معیاد بن عیسیٰ عند الترمذی وغیرہ بلفظ: ”الذی لیس بعدی سی“ (مطبوعہ انصاری۔ پ ۴ ص ۳۱۴)۔

ی طرح زرقانی نے شرح موطا (۲) میں بھی بحوالہ ترمذی ”بعدی“ نقل کیا ہے۔ (ص ۲۷ ج ۴ مطبوعہ مصر) ”اسی طرح مد علی قاری نے ((شرح شامل)) میں بحوالہ ترمذی نقل کیا ہے“ (۳)۔

(۲) (۱۹۳/۳)۔

(۱) ۶/۵۵۷۔

(۳) (الف رحمہ اللہ نے اٹھائے مگر بعد اسی عبارت ۱۵۱۵ء میں یہ معنیوں شمارے میں یہ عبارت موجود نہیں ہے۔

(قسط ۲، ص ۸۰) ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء، شمارہ ۵۰، جلد ۳۲)

موت جاہلیت:

قادیانی حضرات (ومن نحا نحوهم) اپنے متنبی امام (مرزا قادیانی) کی طرف دعوت دیتے ہوئے ایک غیر معروف حدیث پیش کر دیا کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”مس مات وسب بعرف بعدہ نہ مات مہ احادیثہ“ (۱)۔ یعنی جو شخص اس حال میں مر جائے کہ اس نے اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانا تو اس کی موت مش جاہلیت کے ہے۔

قطع نظر زمین کہ مرزا صاحب امام زمان تھے بھی یا نہیں، چند امور قابل غور ہیں۔

۱۔ یہ حدیث مذکور الفاظ مذکورہ سے حدیث کی کسی معتبر کتاب میں موجود نہیں۔

۲۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ((منہاج السنۃ)) (۲) میں لکھتے ہیں ”ہذا الحدیث

بہد سقط لا يعرف“ (ن ص ۲۷)۔ یعنی یہ حدیث ان لفظوں سے نہیں پہچانی جاتی۔

دوم یہ دیکھنا ہے کہ اصطلاح شارع میں ایسی روایتوں میں امام سے مراد کون سی

ہستی ہوتی ہے؟ پس واضح ہو کہ حدیث متفق علیہ میں وارد ہے

”لیس أحد من الناس بحرج من استصفا شر فعات عبہ ولا مات مہة

احادیثہ“ (۳) صحیح بخاری شروع پارہ ۲۹، صحیح مسلم ص ۱۲۸، ج ۲)۔ یعنی آنحضرت

ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سلطان اسلام کی طاعت سے بالشت بھر لگ ہو کر مر جائے گا اس

کی موت جاہلیت کی ہی ہوگی۔

(۱) امام نہانی رحمہ اللہ (مسندہ الاحادیث المصنوعۃ) (۱/۲۵۵) حدیث ۳۵۰ میں اس حدیث کو نقل کر کے لے حد

تھے ہیں اصل۔ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے، اور مجھے یہ حدیث شیخوں کتاب ((موسو لافانی)) (۱/۱۷۷) (۲) میں ملی۔

(۲) (۱/۱۰۱)۔

(۳) صحیح بخاری کتاب ۱، باب سبع والحدیث نہایت، مالم یکن حصیۃ، حدیث ۱۲۳۰، صحیح مسلم کتاب الامارۃ، باب

لا مردہ امام، حدیث ۱۷۷۰، تفسیر اندواری، سنن حدیث ۱۸۴۹، یہ لفظ امام مسلم کے ہی ہیں۔

معصوم ہو کہ امام سے مراد بادشاہ اور سلطان ہے۔

سوم یہ بھی معصوم کرنا ضروری ہے کہ اس امام اور سلطان کی صفاتیں اور اس کی شرطیں کیا ہیں؟ تو سنئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا "لأئمة من قریش" (۱)، (مسند ابی داؤد الطیالسی (ص ۳۸۲)، منتخب کنز العمال (۱۳۳/۲)، کنوز الحقائق (۱۰۲/۲)، فتح لہری انصاری، پارہ ۲۸، (ص ۳۶۷)، پارہ ۲۸، (ص ۵۸۹))۔ یعنی امام قریش سے ہو۔ اور مرزا صاحب مغل تھے۔

اور فرمایا "بما إمام حجة يفاضل من وراءه يفضي به" (۲) (مسلم ۱۲۶/۴، نسائی (ص ۶۳۶))، دوفی ابن ابی شیبہ (۳) "إمام حجة يفاضل به" (کنوز حقائق فی احادیث خیر اذنی من وی ۹۲)۔ یعنی امام وہ ہے جو رعیت کے لئے سپر ہے۔ اس کے ساتھ ہو کر کافروں سے قتال کیا جائے اور مسلمان اپنی مصیبتوں میں اس کی آڑ پکڑیں۔ مرزا صاحب نے تو حرب و قتال کو از ایسی دیا ہے۔

اور فرمایا "السلطان من الله في الأرض يأوي إليه من معصوم من عباده" (۴)، (رواہ البزار والبیہقی)، دوفی روایۃ "بأوي إليه الضعيف وبه ينتصر

(۱) بیہقی ((مسند بوشہری ۳۳۵/۳))، حدیث ۴۲۳۷، ((سنن ابی حاتم، حدیث ۱۱۳۰))، (مسند بوشہری موسیقی) (۳۲۱/۶)، حدیث ۱۳۶۴۳، اس حدیث سن سنائی ہے۔

(۲) صحیح بخاری کتاب مجاہد، باب قتال من وراءہ، صحیح حدیث ۲۹۵۷ صحیح مسلم کتاب ال جارة، باب لی الامام اذا أمر بتكوى الله وحمل كاه، (ترمذی حدیث ۱۸۴۱)۔

(۳) میں اس حدیث کو امام ابن ابی شیبہ نے یہاں اپنی کتاب کی حدیث میں پا کا البتہ یہ حدیث ((سنن ابی داؤد))، کتاب المجاہد، باب یختص بالامام فی الجہود حدیث ۴۵۷۷، میں اور ((سنن بیہقی)) (۳۷۳/۹) حدیث ۱۸۸۶ میں صحیح سند سے موجود ہے۔

(۴) شعب ابی خیال، موسیقی (۷۷۵/۹)، حدیث ۶۹۸۳، مسند ابی حاتم (۲/۷) حدیث ۵۴۸۳ یہ حدیث موضوع ہے اس کی سند میں ابوالخدیج سعید بن مسعود، یحییٰ بن زبیر، اور متروک و منکر حدیث کے بیہقی (۱) مطاب (العلیہ) (از ابن حجر (۸۱۰/۷))، ((مجمع الزوائد)) (ترمذی (۹۶/۵))، حدیث ۸۹۹۶۔

مصنوعہ“ (۱) (جامع صغیر ۳۱۲، منتخب کنز العمال ۱۳۱۲-۱۳۲)۔ یعنی سلطان زمین پر خدا کا ظل و نائب ہے۔ مظلوم اور کمزور اس کی طرف پناہ لیتے ہیں اور وہ ہر مظلوم کا بدرہ ظم سے لیتا ہے۔

کیا مرزا صاحب یا اور کوئی مندی امام صاحب اس کے مصداق ہو سکتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ نہیں اور جب یہ قدرت ایسے اماموں کو حاصل نہیں تو ان کی بابت دوسری حدیث ملاحظہ ہو
عمر ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ ”إمام مصعب مدعو۔“ (۲) (ردہ الطبرانی، جامع صغیر (۱۰۳/۱) وکنوز العقائد (۸/۲))۔ یعنی معون ہے وہ امام جو کمزور ہو۔ یعنی احکام حدود و حرب نافذ نہ کر سکے، جیسا کہ امام شعرانی ((کشف الغم)) میں اس حدیث کو نقل کر کے لکھتے ہیں ”وہو الذي يضعف عن سعيد الأمور شرعية وایمنہا“ (۲۰۸/۲)۔ یعنی جو شرعی امور کے نافذ کرنے اور قائم رکھنے سے عاجز ہو۔

شیخ عزیزی ((سراج المسیر)) (۳) میں اور شیخ حنفی اس کی شرح میں لکھتے ہیں ”((۴)) (مصعب) عن إقامه الأحكام الشرعية (مدعو) أي مطرود، فعليه عصبه بـ رد الخلاص هي الدنيا والآخرة“ (۱۳۳/۲)۔ یعنی وہ امام جو احکام شرعیہ قائم کرنے سے عاجز ہے راند کا بارگاہ ہے، ایسے کو اس منصب سے خود بخود ملحد ہو جانا چاہئے اگر وہ اپنی جان کی تکلفی دنیا اور آخرت میں چاہتا ہے۔ ی عسروا یا اولی الابصار۔

(۱) جزء الامانی از ابو محمد بن یوسف (۱۳۱۱) یہ حدیث بھی مصعب سے اس کی سند میں ایک راوی احمد بن محمد الرحمن ہے، علماء نے اس کی تصدیق کی ہے۔ انیس ((سلسلہ ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱

(قسط ۳۰، ص ۷۰-۷۱) یکم نومبر ۱۹۳۵ء، شمارہ ۱، جلد ۳۳)

﴿لَمْ يَمْسَسْهُ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ (۱) حیاتِ نبوی کے، اہل کثیرہ میں سے ایک دلیل آیت مذکورہ بھی ہے تو ہم مستندینِ متاخرین نے ﴿مَوْتِهِ﴾ کی ضمیر مجرور کا مرجع مسیح کو قرار دیا ہے حتیٰ کہ محدث بن جریر نے بھی (۱۴۶) جو مرزا صاحب کے نزدیک نہایت معتبر ائمہ حدیث سے ہیں (حاشیہ، معرفت (ص ۲۵۰)) (۲)۔ باوجود اس فیصلہ کن امر کے مرزائی یہی کہتے رہتے ہیں کہ ضمیر کا مرجع اہل کتاب ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ صحابی جن سے قرآن سیکھنے کے لئے دو گامور تھے ان کی قرأت میں "قبل موته" ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ موت اہل کتاب کی مراد ہے نہ حضرت عیسیٰ کی۔ اس کے تین جواب ہیں:

اوں حضرت ابی (رضی اللہ عنہ) کی یہ قرأت بعدِ شاذہ ہونے کے مترادف، اور اس سے استدلال صحیح نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دیگر صحابہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی اس قسم کی قراءتوں کو نہیں مانتے تھے۔ جیسا کہ ((صحیح بخاری)) (پ ۲۰) (۳) کے آخر میں ہے "قال عمر بن الخطاب ما سمعنا من أحد من أصحاب النبي" ان حضرت عمر نے فرمایا کہ ابی رضی اللہ عنہ بڑے قاری ہیں تو بھی ہم صحابہ کو ان کی غلط قراءتوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ((فتح الباری)) (۴) میں ہے "بعد من قرأ ما سجد تلاوته يكون له يسعه سبع" یعنی حضرت ابی رضی اللہ عنہ ایسی قراءت پڑھتے ہیں جس کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے، اور ان کو منسوخ ہونا معلوم نہیں ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک دوسرا قول ابی رضی اللہ عنہ

(۱) الباقی، ۵۹۔ (۲) (روای بخاری) (۲۷/۲۳)۔

(۳) کتاب احوال القرآن، باب انما من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث ۵۰۰۵۔

(۴) ارتعاش حجر (۸-۶)۔

جانے کے بعد (بنی اسرائیل نے اللہ کے دیکھنے کی التجا کی تھی اس پر ان پر بجلی گری اور سب کے سب ایک دم سے مر گئے تھے پھر حضرت موسیٰ کی دعا سے اللہ نے ان کو زندہ کیا تھا) پس جیسے ﴿بَعْدَ مَوْتِكُمْ﴾ کے معنی ہیں سب بنی اسرائیل کے ایک دم سے مر جانے کے بعد، اسی طرح قرائت بی میں ”قبل موتکم“ کے معنی ہوں گے ”سب اہل کتاب کے یک دم سے مر جانے کے پہلے“ اور سب اہل کتاب کا ایک دم سے فنا ہو جانا اور ان کے کسی فرد کا باقی نہ رہنا قیامت کے قریب ہی ہو گا نزول عیسیٰ کے بعد۔ پس قراءت الہی و قراءت متواترہ کا حاصل ایک ہی ہوا۔ اور نزول عیسیٰ دونوں سے ثابت ہوا جو ہر سہ موافق اور موید ہے، در مرزائیوں کے مخالف اور ان کو مضر۔

عس مشرح بن ہمام عن عقبہ بن عامر قال قال انسی "لو لم أبعث فیکم بعث عمر فیکم" (۱)۔

ابن جوزی نے دونوں سندوں کو نقل کر کے فرمایا ہے "رکھ بھلا کتب بصر، واپس وفد منروٹ" (۲)۔ یعنی زکریا بن یحییٰ جھوٹا ہے حدیثیں بناتا تھا، وراہن، اقدحرائی کی روایت چھوڑ دی گئی ہے (نہیں لی جاتی)۔

ذہبی نے ((میزان)) (۳) میں خود ابن عدی سے (جس نے روایت مذکورہ اپنی کتاب ((کامل)) (۴) میں درج کی ہے) نقل کیا ہے قال ابن عدی "بصر الحديث، وقاب صالح ک۔ من نکدائیں ککار"۔ یعنی پہلی سند کا ردوی زکریا کا حدیثیں ٹڑھتا تھا، صالح نے کہا زکریا بہت بڑے جھوٹوں میں سے ہے۔

دوسری سند کا ردوی ابن و قدحرائی متروک ہے جیسا کہ ابن جوزی اور جوزجانی نے کہا ہے۔ بلکہ یعقوب بن اسماعیل نے کہا ہے "کنا بکذب" ((میزان)) (۵)، یعنی ابن و قدحجھوٹ بولتے تھے۔ اس کا جھوٹ ملاحظہ ہو اس نے حدیث مذکور پر سلسلہ جال کا وہی بنا کر لگایا جو ((ترمذی)) وغیرہ میں حیوۃ بن شریح سے شروع ہو کر عقبہ بن عامر پر ختم ہوا ہے۔

((کنوز احتقاق)) کی دوسری حدیث جو بحوالہ فروہن ویشی منقول ہے اس کی مندیوں ہے "قال لہ یحییٰ بسا عبدہ حدث بن عبدہ عمار بن عبد اللہ عن عیسیٰ بن ہارون بسا عیسیٰ بن مروان حدثا حمیس بن عبدہ رحمہ بن حمیرا حدثا

(۱) (کامل فی صغیر) دار جال، رتبہ عدی (۳۳۶/۵)

(۲) (موضوعات) رتبہ ہجری (۳۳۰/۱)۔ (۳) (میزان) رتبہ (۳۹۴/۲)۔

(۴) (کامل فی صغیر) دار جال، رتبہ عدی (۳۳۶/۵)

(۵) (۵۸/۳)، اور دیشیں ((کامل فی صغیر) دار جال) رتبہ عدی (۳۳۶/۵)۔

اسحاق بن محبوب الملقبی عن عضء بن میسرہ الخراسانی عن ابی ہریرہ قال قال لیسی عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ لَمْ أَهْبُتْ — ”الخ“۔

یہ حدیث بھی موضوع اور باطل ہے۔ اس کی سند میں اسحاق مصطفیٰ وضاع و کذاب ہے۔ ذہبی ((میزان)) (۱) میں لکھتے ہیں ”قال أحمد هو من مكذب ساس، وقاب منی معروف بالكذب، ووضع الحديث“۔ یعنی امام احمد نے فرمایا کہ اسحاق بڑا جھوٹا ہے۔ منی بن معین نے کہا کہ اسحاق جھوٹی اور وضعی حدیثوں کے بنانے میں مشہور ہے۔

دوسرا روی عطاء خراسانی بھی کچھ نہیں ((تہذیب)) (۲) میں سعید بن مسیب کا قول منقول ”کذب عطاء“ امام بخاری نے بھی ((تاریخ الأوسط)) (۳) میں سعید کا قول ”کذب“ نقل کیا ہے۔ یعنی عطاء جھوٹا ہے۔ خود امام بخاری فرماتے ہیں ”عامۃ احادیث مضمونہ“ (۴)۔ عطاء خراسانی کی حدیثیں اتنی بلی ہیں یعنی غلط ہوتی ہیں۔ امام بیہقی اسے ”کثیر حصہ“ کہتے ہیں، (زیلعی) (۵)۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ((کنوز المحتاق)) کی دونوں روایتیں باطل اور جھوٹی ہیں اور یہ کچھ ان دونوں روایتوں پر ہی موقوف نہیں ہے بلکہ ((کمال)) ابن عدی در فردوس دیہی کی تمام روایات کا یہی حال ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ((عجلہ نافعہ)) میں طبقہ رابعہ کا بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں ”احادیث کے نام و نشان تنہا اقروں سابقہ معلوم نبود (تا) اس حدیث قابل اعتماد نہیں“۔ پھر یہی حدیثوں کو نقل کرنے والوں میں ابن عدی صاحب ((الکمال)) اور دیلمی صاحب ((الفردوس)) کا نام بھی تحریر فرمایا ہے (ص ۷۷-۸)۔

(۱) (۲۰۰۱) رقم ۹۵۔ (۲) (تہذیب المعاد) (۱۳۵۸) (۳) (۲۵۸۲) رقم ۹۵۔

(۴) (۲۵۸۲) رقم ۹۵۔ (۵) (۲۵۸۲) رقم ۹۵۔

(۶) (۲۵۸۲) رقم ۹۵۔ (۷) (۲۵۸۲) رقم ۹۵۔ (۸) (۲۵۸۲) رقم ۹۵۔

اور ((بستان المحمدین)) میں دلیلی کی کتاب ((افردوس)) کے تذکرے میں ارقام فرماتے ہیں ”درستقیم صحیح احادیث تمیزنے کند ولید اوریں کتاب اموضعات دو بیت تودہ تودہ مندرج“ (ص ۶۲)۔

جب واقعہ یہ ہے تو یہی حاس ((افردوس)) دلیلی کی اس روایت کا بھی جاننا چاہئے جسے مرزانیوں نے اپنی ڈائری کے (صفحہ ۵۱۸) میں ((کنوز الحق)) کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے ”توبکر اقصیٰ ہدہ لامۃ بلاں ہکوں سی“، اور اس سے امکان نبوت پر دلیل پکڑی ہے حالانکہ یہ روایت بھی باطل موضوع اور جھوٹی ہے اور اس کے ثبوت کے لئے اس کے حوالہ میں ((افردوس)) دلیلی کا نام کافی ہے کیوں کہ حافظ مناوی نے اسے ((کنوز الحق)) میں ((افردوس)) دلیلی کے حوالہ سے ہی نقل کیا ہے۔ وحمل فید کفایۃ من لدہ درایت۔

(قسط ۵، ص ۵۰) ۷ مارچ ۱۹۳۶ء، شمارہ ۱۲، جلد ۳۳)

(حیات عیسیٰ)

مسئلہ حیات عیسیٰ کی مخالفت میں مرزائی لوٹ ((شرح فقہ اکبر)) مصری کے حوالے سے ایک محرف حدیث یوں نقل کرتے ہیں ”نو کا۔ عیسیٰ حیا۔ وسعه بلا انداعی“ (احمدیہ ڈائری، ص ۲۲۹)۔ یعنی حضرت عیسیٰ اگر زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے۔ حالانکہ ((شرح فقہ اکبر)) کے تمام قدیمی نسخوں میں روایت مذکورہ یوں مرقوم ہے ”نو کا۔ موسیٰ حیا۔ الخ“۔ دیکھو طبع لاہور جو مراد صاحب کے دعویٰ نبوت سے بہت پیشتر طبع ہو کر شائع ہوئی تھی۔ پھر مطبع مکتبائی دہلی میں ۱۳۰۷ھ میں طبع ہوئی، پھر اسی مطبع میں ۱۳۱۲ھ میں چھپی۔ ان تمام نسخوں میں ”دکان موسیٰ حیا“ ہے۔ البتہ ۱۳۲۳ھ میں جو نسخہ مصر میں طبع ہوا پھر اسی کی نقل ۱۳۲۷ھ میں دوبارہ مصر میں شائع ہوئی ان دونوں میں تمام قدیم مطبوع و نقلی نسخوں کے خلاف ”نو کا۔ عیسیٰ حیا“ شائع ہوا ہے۔ یہ تحریف یا تو کسی کی کارستانی ہے (کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں) یا مطبع والوں کی غلطی اور صحیح کی کوتاہ نظری سے ہوئی ہے۔ اگر یہ عبارت صحیح ہو اور ملا علی قاری نے درحقیقت ”نو کا۔ عیسیٰ حیا“ ہی تحریر کیا ہو، تو ان کی اوپر کی عبارت کے خلاف ہوتا ہے کیوں کہ وہ حدیث مذکور کے پیشتر لیکن متصل لکھتے ہیں ”عند رول عیسیٰ من السماء“ (۱)، یعنی حضرت عیسیٰ کا نزول آسمان سے دو ثابت کرتے ہیں اور اسی کی دلیل میں حدیث مذکور پیش کرتے ہیں۔

جس اگر دلیل یہ ہو کہ عیسیٰ مر گئے اگر زندہ ہوتے تو پیروی دین محمدی کی کرتے اور دعویٰ یہ کہ وہ آسمان سے نازل ہوں گے تو ماثلاً اللہ دعویٰ و دلیل میں کسی تقریب تام ہوگی ع

پوچھی زمین کی تو کئی آسمان کی۔

پس مصری نسخہ میں یقیناً تخریف ہوئی ہے کیوں کہ اہل دعویٰ کے مخالف ہے، عدوہ زیر ملاحظہ قاری نے حدیث مذکور کتب کراچی ((شرح شفاء)) کا حوالہ بھی دیا ہے، لکھتے ہیں ”وقد ہیئت وجه دلالتہ فی شرح الشفاء“۔

پس دیکھ چاہئے کہ صاحب نے اپنی ((شرح شفاء)) میں کیا لکھا ہے؟
 ملا صاحب کی ((شرح شفاء)) استنبول میں ۱۳۰۹ھ میں ((شرح فقہ اکبر)) مطبوعہ مصر سے بہت پہلے طبع ہوئی ہے، اس کی جداول فصل سابع میں لکھتے ہیں ”وہو شارحہ بقرۃ حین رنی عمرہ بطرفہ صحیفۃ من ثبوتہ نوکان موسیٰ حبیب وسعہ بلاعی“ (۱۰۶/۱)۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب تورات پڑھتے ہوئے دربار نبوی میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کو اس حالت میں دیکھ کر فرمایا کہ اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو ان کے لئے بجز میری پیروی کے اور کچھ بن نہ آتا۔

دیکھو یہاں صاف صاف لفظ موسیٰ بجائے عیسیٰ موجود ہے اسی کو ملا صاحب نے ((شرح فقہ اکبر)) میں نقل فرمایا ہے تو ((شرح فقہ اکبر)) کی عبارت میں بھی بجائے لفظ ”عیسیٰ“ کے لفظ ”موسیٰ“ چاہئے جیسا کہ ہندی اور قلمی نسخوں میں موجود ہے۔ پس مصری نسخہ یقیناً غلط اور مخرف ہے۔

یہی ملاحظہ قاری اپنی تیسری کتاب ((موضوعات کبیر)) (۲) جو ۱۳۸۹ھ میں طبع ہوئی تھی، لکھتے ہیں ”وہو یہ حدیث نوکان موسیٰ عنہ سلامہ جب نما وسعہ بلاعی“ (۳) (ص ۶۷)۔ یہاں بھی عیسیٰ کے بجائے لفظ موسیٰ تحریر کیا ہے۔

(۱) شرح الفقہ (۱۱۵/۱)۔ (۲) مکیب (۱) (رارالرفوح فی اخبار الموسوی) (۲۹۶/۱)۔

(۳) مسند احمد (۳۳۵/۲۳)، حدیث ۱۵۱۵۲، مصنف ابی حمزہ (۳۵۱/۱۴)، حدیث ۴۸۰۴، السنن راہین

ملاحظہ ہو کہ یہ نسخہ (مرقاۃ شرح مشکاۃ) (مطبوعہ مصر میں) ارقام فرماتے ہیں ”و لو کان“، ”ابن موسیٰ، کما فی نسخه“ ”ابن فی ندبہ“ (ج ۱ ص ۲۵۱)، یعنی موسیٰ گردینا میں رندہ موجود ہوتے۔ یہاں بھی لفظ موسیٰ بصراحت موجود و مرقوم ہے۔

اسی طرح ((مسند احمد)) (۲)، ((تذکرۃ)) (۳)، ((اری)) (۴) اور ((مشکاۃ)) (۵) وغیرہ کتب حدیث میں ”وکان موسیٰ حیا“ وارد ہے، اور ملا علی قاری نے انہیں حوالوں سے اپنی تمام تصانیف میں ”وکان موسیٰ حیا“ نقل کیا ہے۔ پھر یہ کیوں کر باور کیا جاسکتا ہے کہ ((شرح فقہ اکبر)) میں وہ ”وکان عیسیٰ“ نقل کریں گے۔

لہذا مثل آفتاب نیم روز واضح ہو گیا کہ مصری نسخہ میں ”عیسیٰ“ غلط طبع ہو گیا ہے، جس سے مرزا نیلیوں کا غلط ہر فائدہ ہو گیا اور بی کے بھائیوں چیمہ کا ٹونا۔

محمد یوں کو احمد یوں کے اس مغالطہ سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ موم عیب، بلاع

= یہ ماہم (مس ۷)، حدیث ۵، مسند قتال، فتح البانی، فتح مانی، مردہ ہے اب حدیث کو کس قرار دیا ہے۔
(۱) (۱۸۷۶ء)۔

$$-1000000 \frac{1}{1000000} (1000000, 1000000) (1000000)$$

(۳) شعب الایمان: (۱۳۷/۲) حدیث ۵۷۵۶

(۴) سخن الدارمی: (۳۰۳-۳۰۴) ص ۳۳۹.

(۵) مشکاۃ المصابیح، خطیب ترمذی، (۶۳۰)، حدیث نمبر ۷۷۷۷

(قسط ۶، (ص: ۶-۷) ۲۴ جنوری ۱۹۳۶ء، شمارہ ۱۳۰، جلد ۳۳)

ریش و پروت

یہ مسئلہ میرے خیال میں اتنا اہم نہیں کہ اس پر قلم اٹھایا جائے۔ زمانہ ماضی و حال میں اس مسئلہ پر عربی و اردو میں متعدد کتب و رسائل لکھے جا چکے ہیں اور ہر قسم کے شہادت کے کافی جوابات دیئے جا چکے ہیں۔ لیکن کھلتے کے ایک اخبار میں تین اعتراضات ایسے کئے گئے ہیں جن کے جوابات اب تک شائع نہیں ہوئے اس لئے میں نے اپنے اس مضمون میں انہیں تین امروں کی طرف توجہ کی ہے۔ بعون اللہ۔

(۱) پہلے اعتراض یہ ہے کہ ڈاڑھی بڑھانی کوئی شرعی مسئلہ نہیں ہے بلکہ ساری نسل کے تمام مذہب والے (عرب، بت پرست یعنی مشرکین اور یہود و نصاریٰ سب ہی) ڈاڑھیاں رکھتے تھے۔ صرف غیر سامی نسل جو تھے وہ ڈاڑھیاں تراٹ یا منڈاتے تھے۔ اسی لئے حدیث میں مجوس کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے جو سامی نسل نہ تھے۔

یہ خیال اور تحقیق محض غلط اور قصور نظر کا نتیجہ ہے۔ حدیث معیین میں "حائضو مشرکین" (۱) کا لفظ بھی وارد ہے، جس سے معلوم ہوا کہ عرب بت پرست بھی، وجود ساری نسل ہونے کے ڈاڑھیاں نہیں رکھتے تھے۔ جب تو ان کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے۔ ((مسند بزار)) (۲) میں صاف وارد ہے عن ابی ہریرۃ قال قال النبی ﷺ "رأى أهل سمرقند يعمون شواربهم ويحلقون لحاهم، فحاجوهم، فأخضرت ﷺ لہم فرمایا کہ مشرکین مونچھیں بڑھاتے اور ڈاڑھیاں صاف کرتے ہیں تم اے مسلمانو! ان کا خلاف کرو۔ اسی طرح یہود و نصاریٰ بھی جو سامی نسل تھے ڈاڑھیاں نہیں رکھتے تھے۔ ((مسند احمد))

(۱) صحیح بخاری، باب اللہائیں، باب تحلیہ، حدیث ۵۱۹۲، صحیح مسلم، باب الطہارۃ، باب غسل النساء، الحدیث ۲۵۹۔

(۲) (۳۱۹/۱۳)، حدیث ۸۲۳، اس میں بھی فرماتے ہیں "رأى أهل سمرقند يعمون شواربهم ويحلقون لحاهم، فحاجوهم، فأخضرت ﷺ لہم فرمایا کہ مشرکین مونچھیں بڑھاتے اور ڈاڑھیاں صاف کرتے ہیں تم اے مسلمانو! ان کا خلاف کرو۔ اسی طرح یہود و نصاریٰ بھی جو سامی نسل تھے ڈاڑھیاں نہیں رکھتے تھے۔ ((مسند احمد)) حدیث ۹۸۴۵۔

(۱) میں آیا ہے عس انہی امامہ مرفوعہ عا "بن اهل الکتاب یفصو۔ عاسہم و یوعروہ ساسہم، «فصہ ساسکم و یوعروہ عاسکم و یاجعو اهل الکتاب»۔
و عس ابی ہریرہ مرفوعہ عا "اعصوا سحی و جروا شوارب ولا یسہو
بالیہود و البصاری" (۲)۔

"حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ اپنی مونچھیں بڑھاتے ہیں ورد زہیاں
کاٹتے ہیں، پس تم اے مسلمانو! مونچھیں کاٹو اور ورد زہیاں بڑھاؤ۔ اور اس کا انکار کے یہود
و نصاریٰ کے مشابہ نہ بنو۔

((مسند احمد)) کی دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ سامی انسل یہود و نصاریٰ
ڈزہیوں کے دشمن تھے اور بزار و صحیحین کی حدیثوں سے مشرکین عرب (سامی انسل) کی
ڈزہیوں سے دشمنی ثابت ہوئی۔ پس واضح ہو گیا کہ یہ شرف صرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ
اس نے اپنے ماننے والوں کو حکم دیا کہ اپنی مونچھیں پست کرائیں اور اپنی ڈزہیاں بڑھائیں
لہذا اس حکم کے عامل صرف مسلمان تھے اور کوئی نہیں۔

(۲) دوسرا اعتراض یہ ہے کہ جس روایات میں "حس من الفطرۃ" (۳) یا
"عشر من فطرۃ" (۴) آیا ہے۔ اس میں فطرت سے مراد عرب کا حجاز و طبیعت ہے۔
فطرت کے یہ معنی بالکل بنادونی اور خلاف تصریح ت محدثین و اہل نخت ہیں۔ معترض

(۱) (۱۳۰۳۹۱) حدیث ۲۲۲۸۴، یہ حدیث صحیح ہے۔

(۲) مسند احمد (۳۰۵/۱۳) حدیث ۱۸۶۴۳، یہ حدیث صحیح ہے۔

(۳) صحیح بخاری کتاب النہی باب تعص "شوارب" حدیث ۵۸۸۹، صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب تعصال الفطرۃ،
حدیث ۲۵۷۔

(۴) صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب تعصال الفطرۃ حدیث ۲۶۱۔

چونکہ اقوال ارجال کو نہیں مانتا اس لئے اس کی تسکین کے لئے کتاب وسنت سے معنی نقل کئے جاتے ہیں

قرآن مجید میں ”فطرت“ کے معنی ”الہ بن القیسم“ ساتھ ہی مذکور ہیں۔

حدیث میں صریحہ وارد ہے: عن انس بن مالک عن النبی ﷺ قال البی سبیل (من فطره) (مسلم) احمد الشارب، وبعاء نسی (رواہ ابن حبان فی صحیحہ) (عن ابن عمر مرثوما "یا محمد یلعی سبیل و یلعی سبیل" (رواہ الدیلمی) (۲)۔

”مختصر تہذیب“ نے فرمایا کہ موٹھیں کاٹنی اور ڈاڑھیاں بڑھانی اسلمی فطرت ہے۔ ہم محمد والے ڈڑھیاں بڑھاتے ہیں اور موٹھیں پست کرتے ہیں۔

ایک اور روایت میں ”عنصر من مضرب و مقصرہ برہہ“ (۳) آیا ہے۔ اور ایک روایت میں ”من النہ“ وارد ہوا ہے (۴)۔ (نووی)

معلوم ہوا کہ حدیث میں ”فطرت“ کے معنی مزاج عرب کے نہیں ہیں۔ بلکہ ”فطرۃ“ کے معنی ”دین اسلام“، ”سنت انبیاء“ اور ”طریقہ محمدیہ“ ہے۔ کما ثبت من الاحادیث۔

(۳) تیسرا اعتراض یہ ہے کہ ڈاڑھی منڈانے یا کترانے پر کوئی سزا و عید حدیث

(۱) صحیح ابن حبان (۲۳۴۷) حدیث (۱۲۲۱) روا القساس ورمی (۲۸۲۰۲) حدیث (۵۶۰) یہ حدیث حسن ہے۔

(۲) مسند احمد (۵۴۴) رقم ۱۳۴۲۔ یہ کتاب مظہر سعید سرون میں ہے۔

(۳) یہ روایت تو ذیل کی البتہ مطرأ مشرقہ من الفطرۃ ابن روایت ((صحیح مسلم)) میں ہے جو اس بات پر دلیل ہے کہ یہ تمام نبیوں کی سنت ہے۔

(۴) سنن النسائی کتاب التزویات سنن الفطرۃ حدیث (۵۰۳۲) مستخرج ابن حبان (۲۷۹۰) حدیث (۵۳۳) شیخ ابن حجر المذہب ((صحیح مسلم)) (۹۵۱۱) میں ہے اور یہ حدیث صحیح مسلم میں (من الفطرۃ) کے لفظ سے وارد ہوئی ہے۔ اور اسی جہی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے جسے ابو مقدر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ((مستخرج من الاحادیث)) (۵۱۱۲) میں اپنی سند سے لے کر لیا ہے۔ اس میں بھی ابو مقدر مانتے ہیں۔ ”فذا انزل رب من النہ“۔

میں نہیں مکتی ہے۔

یہ بھی معترض کے قصور نظر کا نتیجہ ہے۔ سنئے اطمینان میں ہے قال انبی صلی اللہ علیہ وسلم "مَنْ قَطَعَ شَعْرَةً مِنْ رَحْمَةٍ وَ مِنْ تَحْتَ رَحْمَةٍ لَا بِسَحَابٍ دَعَائِهِ وَلَا تَرَى عِلْمَهُ رَحْمَةً وَلَا يَطْرُقُ بِهِ بَصِيرَةٌ رَحْمَةٍ وَ سَمِيحَةٍ لَمْ يَلَاكِهِ مَلْعُونًا وَ هُوَ عِدَّةٌ مِنْ بَعْرِهِ بِيَهُودٍ وَ نَصَارَى" (طحاوی)۔ "حضرت ﷺ نے فرمایا جو مسلمان اپنی ڈھکی سے خواہ نیچے سے ہی ایک ہار کاٹے گا اس کی دعا قبول نہ ہوگی اس پر رحمت نازل نہ ہوگی نہ خدا اس پر رحم کرے گا۔ فرماتے اس کا نام ملعون رکھتے ہیں۔ اور وہ خدا کے نزدیک یہود و نصاریٰ کے برابر ہے۔

اور سنئے اقال صلی اللہ علیہ وسلم "مَنْ قَصَرَ أَوْ حَسَّ نَحْبَةَ فَهُوَ مَدْعُونٌ وَ مَرْدُودٌ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ" (شرح تفسیر) (۱)۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو مسلمان اپنی ڈاڑھی کترائے (۲) یا منڈائے وہ دنیا میں مدعون اور آخرت میں مردود ہے۔

اور سنجے ایک روایت میں یوں ہے "جس سے عند اللہ خلاق" (طبرانی کبیر) (۳)۔ خدا کے ہاں اس کا کچھ نہیں ہے۔

ایک اور روایت میں ہے "سے بدل شفاعتی و سہ بشری میں حوصی" (ابن

(۱) یہ درگزشتہ روایت جسے امام زہری رحمہ اللہ نے طحاوی کے قول سے نقل کیا ہے اپنی بحث فی حدیثہ میں، انہوں نے اس میں محمد (۱) میں صحت میں نہیں دیا۔

(۲) یعنی ایک مشت کی مقدار سے کم (۳ الف)

(۳) بقلم کبیر، طحاوی (۲۱۱) حدیث ۱۰۹۹، درمستفاد اس میں تیسرا (۲۶۱۶)، حدیث ۳۰۵۴ میں یہ حدیث "صحبہ منہ" کے لفظ سے ہے، شیخ البانی و مصنف نے اس کی سند و صحیفہ قرار دیا ہے، "یکھیں (۱) (مسند الاحادیث الصحیۃ) (۶۱۱/۱)، حدیث ۴۳۱، میں جس روایت کی ہوا، پیشاب میں زہری رحمہ اللہ۔ صحیفہ قرار دیا ہے، دو حقائق ہیں صبر میں یعنی محمد بن مسلم سے شاعر اور مصنف اس اپنی شہر میں محمد بن مسلم سے شاعر و شاعر میں، دوا و مسابقت کر رہے ہیں اس طرح سے اس حدیث کو توثیق ملتی ہے اور علی الاقل یہ حدیث جس کے درجہ کو پہنچتی ہے چاہیے۔ رحمہ اللہ۔

عسکر (۱)۔ اسے میری شفاعت نصیب نہ ہوگی نہ وہ میرے حوض کوثر سے پانی پئے گا۔ اس سے زیادہ وعید اور سزا اور کیا چاہئے؟۔

خاتمہ عشرتہ پسند، مغرب زدہ مسلمانوں میں چونکہ قرآن وحدیث کی کوئی عزت نہیں ہے۔ لہذا ان کے لئے مغرب کے ہی آیت، اکثر کی تحقیق پیش کی جاتی ہے۔ امید ہے کہ یہ لوگ اس کو سن کر ضرور ایمان لائیں گے۔

واشنگٹن کے کٹر آرمہر میک ڈالینڈ کا مضمون نیو یارک کے طبی رسالہ میڈیکل ریکارڈ باستون ۳۰ میں شائع ہوا ہے کہ:-

”ڈاڑھی منڈانے سے چہرہ کے عصبی اور دیگر امراض پیدا ہوتے ہیں۔ اور دانٹوں، جڑے اور بھیسپورے کی شکایتیں پیدا ہوتی ہیں۔ آخر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو طویل عمر نصیب نہیں ہوتی۔“

”ج کل کے ایک امریکن محقق کا نظریہ یہ ہے کہ ڈاڑھی منڈانے میں کم زخمی ہفتہ ایک گھنٹہ وقت ضائع ہوتا ہے۔ اس طرح سال میں ۵۲ گھنٹوں کا نقصان ہوتا ہے۔ اس نظریہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ امریکہ میں بہت سے لوگوں نے ڈاڑھی منڈانے سے توبہ کی ہے“ (ہند، کلکتہ ۱۸ فروری ۱۹۳۵ء)۔

یہ تو نقصان وقت کا بیان تھا۔ پیسوں کا نقصان جس قدر ہوتا ہے، ملاحظہ ہو تمام

(۱) یہ مجھے اپنی حدیث میں مل سکی البتہ اس میں کوئی حدیث موجود نہیں لی۔ مگر عقاب کی مامور قالی سے اپنی کتاب (۱) (باہل و ماکیہ) (۳۰۶-۳۰۷) میں نقل کیا ہے۔ اور بھی سدا کے عقاب کے سلسلہ میں بھی روایتیں آتی ہیں اس میں سے انتہائی مستند روایتیں ہیں، میں اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس فعل قلعہ کی کوئی سرسبز جگہ جتنی کمزورت سے ڈاڑھی بڑھانے کی حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان کا حاصل یہی ہے کہ اس مرض خلاف ورزی کسی بہت بڑے جرم کا ارتکاب کرنے کے مشابہ ہے البتہ اس کی تحدید کا علم صرف اللہ کو ہے۔

ڈاڑھی منڈانے والوں کی تعداد جو معمورہ عالم میں ہیں اگر ۳۶ کروڑ فرض کر لی جائے اور فی ہفتہ ہر ڈاڑھی منڈانے والے کا خرچ صرف ۲ روپے مان لیا جائے تو سارے ڈاڑھی منڈوں کا خرچ برس کا دو ارب ۳۱ کروڑ ۸۵ لاکھ ۷۴ روپے چار آنے پونے سات پالی (۶/۷.۶) ہوتا ہے۔ یہ ہے مسلمانوں کا اسراف۔ خدا ہم مسلمانوں کے حال پر رحم فرمائے۔ اور اپنے رسول کی سنت کی محبت ہمارے قلوب میں بھروسے۔ بار اہل آئین!

(قسط ۷، ص ۶۰ تا ۸) ۷ فروری ۱۹۳۶ء، شمارہ ۱۵، جلد ۳۳)

”لا نبی بعدی“

مشہور حدیث ”لا نبی بعدی“ (۱) نے خاتم النبیین کے بعد کسی جدید نبی کا امکان بھی باقی نہ چھوڑا تھا۔ باوجود اس کے ہر صدی میں بعض مضبوط الحواس حضرات نے جھوٹی نبوت کے دعوے کر ہی ڈالے۔ اور اپنے خلاف آیات و احادیث کی اتنی سیدھی تاویسیں کر ہی ڈالیں۔ اس صدی کے مثنوی کی امت نے کہا کہ حدیث ”لا نبی بعدی“ میں لفظ ”بعد“ مخالفت کے معنی میں ہے، یعنی نبی ہمیشہ سے رہیں گے۔ لیکن میرا مخالف کوئی نہ ہوگا۔ سب میری موافقت کریں گے۔ اس دعوے پر دو (۲) دلیلیں پیش کی ہیں۔

دلیل اول سورہ جاثیہ میں آیا ہے۔

﴿لَنَأْتِيَنَّكَ بَعْدَ الْوَعْدِ اللَّهُ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ﴾ (۲)۔ اللہ کے بعد کیا مطلب ہے؟ کیا اللہ کے فوت ہو جانے کے بعد؟ یا اس کی غیر حاضری میں؟ نہیں۔ بلکہ معنی یہ ہیں کہ اللہ کے خلاف درویشی باتیں کرنے کے قابل ہیں؟ (احمد یہ پانکٹ بک (ص ۵۳۵)۔)

جواب لغت عربی کی کسی کتاب میں ”بعد“ کے معنی مخالفت کے نہیں لکھے ہیں۔ نہ اہل زبان سے اس کی کوئی نظیر موجود ہے۔ زبان عربی محمد اللہ زندہ زبان ہے اور اس کے جاننے والے ابھی صفی ہستی پر موجود ہیں، لیکن جو لوگ دمشق کے معنی قادیان، اہل جال کے معنی ریل گاڑی کریں، کسر صلیب سے فروغ صلیب، احمد سے غلام مراد لیں، وہ ”بعد“ کے معنی مخالفت چھوڑ چھوڑ کر لیں تو کون ان کا منہ بند کر سکتا ہے؟

(۱) صحیح بخاری، کتاب حدیث، باب ۱۰، صفحہ ۱۰۷، سنن ابی اسحاق، حدیث ۳۳۵۵، صحیح مسلم، کتاب ”المرسلات“ باب ۱۰، ص ۱۸۳۔

(۲) (۱) باب ۶، ص ۶۔

باوجود اختلاف، اول قلا و اول حدیث ۱۸۳۳۔

اب حدیث ”لا سی بعدی“ کے معنی دوسری حدیثوں سے مل چکے ہوں۔ ((صحیح بخاری)) (۱) میں ہے «- یق من نسوة» (مشکاۃ ص ۳۸۶) یہاں ”بعد“ کا لفظ موجود نہیں ہے لیکن ہر قسم کی نبوت کی نفی ہے۔ کوئی نیا نبی نہ موافق آئے گا نہ مخالف۔

((صحیح مسلم)) (۲) میں ہے «إسی حشر الأبیاء» (۴۴۶/۱)، پس اگر کوئی نبی نیا (کو موافق ہی سہی) آجائے تو آپ کی آخریت باقی نہیں رہتی۔

((ابوداؤد)) (۳) ((ترمذی)) (۴) میں ہے «ب حاتمہ سبب لا نسی بعدی» (مشکاۃ ص ۴۵۷)، یہاں ”لا سی بعدی“ کے ساتھ وصف خاتم النبیین بھی مذکور ہے جو بعد کے معنی مخالفت کے لینے کی تردید کرتا ہے۔ کیونکہ نئے موافق نبی کا ”خاتم نبوت“ کے معنی ہیں۔

((مسند احمد)) (۵) اور ((ترمذی)) (۶) میں ہے «ب امر مسلمہ و لم یؤد قد یقضی صحت، ولا رسول بعدی ولا سی» (ابن کثیر ۸۹/۸) یہاں بعد کے معنی مخالفت کے لینے کی تردید ”نقطعت“ سے ہو رہی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (موفق و مخالف ہر قسم کی) رسالت و نبوت بند ہو گئی۔ پس میری رسالت و نبوت کے بعد نہ تو کوئی رسول ہی ہوگا اور نہ نبی۔

(۱) کتاب التعمیر، باب البشائر، حدیث ۶۹۹۰

(۲) کتاب الحج، باب فصل الصلوة، حدیث ۱۳۹۳۔

(۳) کتاب النکاح، باب النکاح، حدیث ۳۲۵۲۔

(۴) کتاب النکاح، باب النکاح، حدیث ۳۲۱۹۔

(۵) (۳۲۶/۳۱) حدیث ۱۳۸۲۳۔

(۶) کتاب التعمیر، باب البشائر، حدیث ۳۲۷۲۔

اب سورہ جاہد کی آیت مذکورہ کی تحقیق سنئے!

قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ اس زبان کو جاننے کے لئے بہت سے فنون (جو قرآن مجید کے خادم ہیں) حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ من جملہ ان کے ایک فن علم معانی کا ہے۔ اس علم میں یک باب ایذا کا ہے۔ جس میں غلط اصل مراد سے تم لیکن کافی ہوتا ہے۔ اس کی دوسری قسم ایذا زحذف ہے۔ جس میں کچھ محذوف ہوتا ہے۔ آیت مذکورہ اسی قبیل سے ہے اور ”بعد اللہ“ میں ”بعد“ کا مضاف الیہ محذوف ہے۔ چنانچہ ((تفسیر معلوم)) (۱) و ((خازن)) (۲) میں سے ”آی بعد کتاب اللہ“ اور ((تفسیر جلدیں)) (۳) و ((بیضاوی)) (۴) و ((کشاف)) (۵) و ((سراج المنیر)) (۶) و ((ابوالسعود)) (۷) و ((فتح البیوں)) (۸) و ((ابن جریر)) (۹) میں ہے ”آی بعد حدیث اللہ، وهو قرآن“۔ یعنی کس بات پر اللہ کی بات کے بعد اور اس کی آیتوں کے بعد ایمان لائیں گے؟ اس کی تائید دوسری آیت سے بھی ہوتی ہے۔ سورہ اعراف و مرسلات میں ہے ”فَإِنِّي حَدِيثٌ بَغْدَةُ يُؤْمِنُونَ“۔ ”یہ میرا کلام بگو میں بعد“ ((ابن کثیر)) (۱۰) یعنی کس کلام پر اس کلام کے بعد ایمان لائیں گے؟ قرآن پاک میں ”بعد“ کی اضافت اللہ کی طرف بہت سے مقامات میں موجود ہے اور ہر جگہ اس کا مضاف الیہ محذوف ہے، اسی سورہ جاہد میں ہے ﴿فَلَمَّا بَلَغَ مِنْ بَغْدَةِ اللَّهِ﴾ (۱۱) ”آی بعد بصلالہ“ (۱۲) ((حدیث، بیضاوی، مدارک، کشاف،

(۲) (۱۳۳/۴)۔

(۱) (۲۳/۴)۔

(۳) (۱۰۵/۵)۔

(۳) (ص ۶۹۹)۔

(۶) (۵۹۳/۳)۔

(۵) (۲۸۵/۴)۔

(۹) (۳۱۹/۱۴)۔

(۷) (۲۹۹/۳)۔

(۱) (ص ۲۳)۔

(۱۰) (تفسیر نیشہ) (۳۰۱/۸)۔

(۹) (۶۱۵/۲۳)۔

(۱)۔ ”ی بعد حد نہ“ (جہا میں، بیضاوی، مدارک، شاف، ابوالسعود وغیرہ) (۲)، یعنی اگر حد اتم کو ذیل کر دے تو کون تمہاری مدد کرے گا بعد ذیل کر دینے اللہ کے تم کو۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کی بعض دعائیں جو حدیثوں میں آئی ہیں ان میں بھی ایجاز حذف ہے، دعا نمبر میں وار ہے ”انت الاحمر فبیس بعدت شئی“ ((صحیح مسلم)) (۳)۔ (۳)۔ ”ی بعد احریث“ (مرقاۃ (۱۰۸/۳) (۴)، یعنی تو ہی، آخر ہے، تیری آخریت کے بعد کوئی شے نہیں ہے۔

دوسری دعا میں آیا ہے ”فلا شئی بعدہ“ ((صحیح مسلم)) (۳۵۰/۲) (۵)۔ ”ی بعد امرہ بالنساء“۔ اسی طرح حدیث ”لا نبوة بعدی“ ((صحیح مسلم)) (۲۷۸/۲) (۶) کے معنی ہیں ”لا نبوة بعد سومی“۔ یعنی میری نبوت کے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔ مرزئیوں کی دوسری دلیل ((صحیح بخاری)) (۷) میں آیا ہے آپ نے فرمایا ”سکد بیس، بحرحرح بعدی“ (پ ۱۳، ۱۷)۔ یعنی دو جھوٹے نکلیں گے میرے بعد۔ حالانکہ مسیور وراسود شخصی دونوں آپ کی زندگی میں ہی مدعی نبوت بن کر آپ کے مقابلہ میں آئے۔

(۱)۔ کرمال ۶۰۔

- (۲)۔ بیہیسی ((شاف)) راجحری (۳۳۲) ((تفسیر بیہانی)) (۴۵۲) ((مدارک اشتریل)) رسل (۳۰۶)، ((تفسیر عیسیٰ)) (۱۸۹)، ((تفسیر ابی اسود)) (۱۰۶/۲)۔
- (۳)۔ صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والنجاة والاستغفار باب ما یقول عند الدعاء واحد صحیح حدیث ۴۷۳۔
- (۴)۔ بیہیسی ((مرقاۃ صحیح)) رطل قاری (۶۷۱/۳)۔
- (۵)۔ صحیح بخاری کتاب الدعاء باب فروع الخدیج حدیث ۴۱۱۴ صحیح مسلم کتاب الدعاء والنجاة والستغفار باب ما یقول عند الدعاء واحد صحیح حدیث ۴۷۳۔
- (۶)۔ صحیح مسلم کتاب الدعاء باب ما یقول عند الدعاء واحد حدیث ۴۱۱۴۔
- (۷)۔ کتاب مناقب باب علامات النبوة فی ۱۱ ص ۱۱۴ حدیث ۳۶۳ صحیح مسلم کتاب الدعاء والنجاة والستغفار باب ما یقول عند الدعاء واحد حدیث ۴۷۳۔

خبر ہو گئے تھے، پس لا محالہ اس حدیث میں ”بعد“ کے معنی ہی لغت کے ماننے ہی پڑیں گے۔ یعنی دو جھوٹے میری مخالفت میں خروج کریں گے (احمدیہ؟ رری)

جو ب (۱) یہاں بھی وہی ایجاز حذف ہے اور ”بعد“ کا مضاف الیہ محذوف ہے ”یہ بحر جان بعد سونی“ (فتح الباری انصاری پ ۲۸، ص ۵۰۶) (۱)۔ یعنی میری نبوت کے بعد دونوں کا ظہور ہو گا۔ چنانچہ مسلمہ اور اسود بنی کا ظہور آپ کے نبی ہو چکنے کے بعد ہی ہوا ہے نہ قبل۔

س محذوف پر قرینہ ((صحیح بخاری)) (۲) کی دوسری حدیث ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں ”الکھ میں مسدیں ما یسہما“ (پ ۱۷-۲۸)۔ یعنی وہ دونوں جھوٹے مدعی نبوت کہ ان دونوں کے درمیان میں موجود ہوں۔

اسی معنی کو واضح کرنے کے لئے امام بخاری نے حدیث ”بحر جان بعدی“ کے متصل ہی ”یسہما“ کی روایت ذکر کی ہے، دیکھو (کتاب المغازی) (پ ۱۷) (۳)۔

(۲) دوسرا جو ب یہ ہے کہ جملہ ”بحر جان بعدی“ میں ”بعدی“ کا لفظ کسی روای نے بڑھ دیا ہے، فلما عبرت بہ۔ اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ امام بخاری نے دو (۲) مقامات پر لفظ ”بعدی“ کو ذکر ہی نہیں کیا بلکہ حذف کر دیا ہے۔ اور حدیث کو بخیر جان پر ختم کر دیا ہے، (دیکھو ”باب قصۃ اسود بنی“، پ ۱۷، اور ”باب اوطار اشی فی المناہ“، پ ۲۸) پس اصل لفظ ”یسہما“ کا متعین رہا۔

حاصل کلام یہ کہ کتاب وسنت ولغت عرب میں لفظ ”بعد“ مخالفت کے معنی میں نہیں

(۱) فتح باری ر ۳۳۱۳ (۳۳۳۱۳)

(۲) کتاب المغازی باب بعدی حقیقۃ وحدیث ثمتہ س ۱۸۱ حدیث ۳۷۵ صحیح مسلم کتاب الرایا باب رای النبی

(۳) دیکھیں گزشتہ حاشیہ

حدیث ۲۷۷۳

”تا۔ وهو لمراد۔ قالمحمدتد۔

اجرائے نبوت پر مرزائیوں کی ایک اور دلیل

سورہ حج کے ”خُزِیْ رُكُوعٍ مِّنْ هٗۤ اِلٰهٖ يَضْطَعُوْنَ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ“ (۱)۔ اس میں ”يَضْطَعُوْنَ“ فعل مستقبل ہے جس سے ”سُلوٰں“ میں ”سندھ“ پیغمبروں کا آنا صاف ثابت ہے۔ (احمد یہ پاکٹ بک (ص ۴۹)۔)

جواب آیت مذکورہ میں فعل ”يَضْطَعُوْنَ“ مستقبل کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ اس میں حکایت ہے حال ماضی کی۔ جیسے آیت ”وَلَمَّا نَبَا نَفْتَلُوْنَ“ (۲) میں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اے یہود ہو اتم ”نخضر تہ طلعہ“ کے بعد آنے والے پیغمبروں کو قتل کرو گے۔ بلکہ زمانہ گزشتہ کے حال کی حکایت فرمائی ہے۔ اسی طرح آیت مذکورہ میں اللہ نے اپنی سنت ماضیہ بیان فرمائی ہے، وراں پر قرینہ اور دلیل قرآن مجید کی وہ دوسری آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ان مصطفیٰ اور برگزیدہ پیغمبروں کا نام لے کر بیان فرما دیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم کا ذکر کر کے فرمایا ”وَلَقَدْ اصْطَفَيْنَا فِي الدُّنْيَا“ (۳)۔ موسیٰ کو خطاب فرمایا ”يٰۤاٰمُوْسٰى اِنِّىْ اصْطَفَيْتُكَ عَلٰى النَّاسِ“ (۴)۔ حضرت ابراہیم واسحاق و یعقوب علیہم السلام کا ذکر کر کے فرمایا ”وَإِنِّهٖمۡ عَدَدًا لِّمُصْطَفٰى الْاٰخِیَارِ“ (۵)۔ آل عمران میں فرمایا ”یٰۤاٰلِہٖٓ اٰصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّآلَ اِبْرٰہِیْمَ وَّآلَ عِمْرٰنَ عَلٰی الْعَالَمِیْنَ“ (۶)۔ انہیں پیغمبروں کا اجماعی تذکرہ آیت ”اِلٰهٖ يَضْطَعُوْنَ“ (۷) الخ (۷) میں ہے۔ اور آیت سورہ انعام ”اِلٰهٖ اَعْلَمُ حَيْثُ یَخْمَلُ رَسَالَتُہٗ“ (۸)۔ میں بھی۔

(۱) الحج ۷۵۔ (۲) البقرہ ۲۶۲۔ (۳) البقرہ ۱۲۵۔ (۴) آل عمران ۳۳۔

(۵) ص ۳۷۔ (۶) آل عمران ۳۳۔ (۷) الحج ۷۵۔ (۸) آل عمران ۱۳۳۔

اس میں بھی فعل ﴿يَجْعَلُ﴾ استقبال کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ حال ماضی کی حکایت ہے، جس پر قرینہ ﴿أَوْقَى رُسُلُ اللَّهِ﴾ فعل ماضی ہے جو اس سے قبل متصل ہی مذکور ہے۔ کافروں نے گذشتہ رسولوں جیسی باتیں چاہی تھیں۔ انہیں رسولوں کی بابت ﴿حَيْثُ يَجْعَلُ رَسَالَتُهُ﴾ فرمایا گیا ہے نہ یہ کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی جدید نبی آئے گا۔ اور نہ کسی پیغمبر کے آنے کی کوئی ضرورت ہی ہے۔ (باقی جواب ((محمدیہ پاکٹ بک)) میں از (ص ۳۲۶) تا (ص ۳۳۰) ملاحظہ ہو)۔

مرزئیوں کی ایک اور دلیل سورہ آل عمران میں ہے ﴿مَا كَانَ اللَّهُ لِيُذِيقَكُمْ عَلَى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْعِمَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَخْتَصِي بِرُسُلِهِ مِمَّنْ يَشَاءُ﴾ (۱)۔ اس میں بھی ﴿يَخْتَصِي﴾ فعل مستقبل ہے۔ جس سے آئندہ زمانہ میں رسولوں کا آنا ثابت ہوتا ہے۔ (احمدیہ پاکٹ بک (ص ۴۹۹))

جواب اس آیت میں بھی ﴿يَخْتَصِي﴾ زمانہ مستقبل کے لئے نہیں ہے بلکہ اس میں بھی حکایت ہے حال ماضی کی۔ دلیل اس پر وہ دوسری آیتیں ہیں جن میں ”مجتبیٰ“ رسولوں کا نام لے کر بیان کر دیا گیا ہے فردا فردا بھی اور یکایک طور سے بھی۔ فردا فردا ملاحظہ ہو

حضرت آدم کے لئے ”اجتہاد“ سورہ طہ میں آیا ہے۔
حضرت ابراہیم کے لئے ”اختیار“ سورہ نحل میں آیا ہے۔
حضرت یونس کے لئے ”احتیاء“ سورہ قلم میں موجود ہے۔

یکجائی طور سے دیکھئے سورہ مریم میں دس پیغمبروں (زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، ابراہیم، اسحاق، یعقوب، موسیٰ، ہارون، اسماعیل، اور لیس عظیم اسلام) کے ذکر کر کے بعد آیا ہے ﴿وَمَنْ هَدَىٰ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ﴾ (۱)۔ اور سورہ نعام میں اخیرہ (۸) پیغمبروں (ابراہیم، اسحاق، یعقوب، نوح، داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، لیس، اسماعیل، اسحاق، یونس، اوط صوات قدسہم) کا تذکرہ کر کے فرمایا ﴿وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ (۲)۔ انہیں رسولوں کا تذکرہ اجماعاً آیت ﴿وَلَكِنَّ اللَّهَ يُخَيِّسُ مَنْ رُئِئِدَ﴾ (۳) میں آیا ہے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا خالی کر گئے۔ ﴿لَكَ أُمَّةٌ قَدْ حَلَّتْ﴾ (۴) کوئی آسمان پر زندہ اٹھ یا گیا اور کوئی زیر زمین دفن کر دیئے گئے۔ ”مختصر تہذیب“ کے بعد اب کوئی جدیدی نہیں آئے گا۔ (باقی جواب ((محمدیہ پاکٹ بک)) میں از (ص ۲۳۰) تا (ص ۲۳۲) ملاحظہ فرمائیے) فقط۔

(قسط ۸، ص ۶۰-۵۸) ۲۸ دفروری ۱۹۳۶ء، شمارہ: ۱۸، جلد: ۳۳)

امکان نبوت کی تردید گذشتہ شعبان میں پنجاب سے دو سوال بغرض جواب میرے پاس آئے تھے جو قادیانیوں کی ((پاکت یک)) (ص ۵۰۱) میں بھی موجود ہیں ان کے جوابات حسب ذیل بھیجے گئے۔ پہلا سوال جس کی دو شکیں ہیں، یہ ہے:-

(۱) "حضرت علیہ السلام کے جد نبی کا آنا سورہ نساء کی س آیت سے ممکن معلوم ہوتا ہے۔

اتذقن فرماتا ہے ﴿وَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالضُّلَّةِ الْبَاقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا﴾ (۱)۔ انا عت خدا و رسول سے مطیع اگر صدیق و شہید و صالح بن سکتا ہے تو نبی بھی بن سکتا ہے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باب نبوت و آیت خاتم النبیین (احزاب) میں مسدود فرمادیا ہے اس کے مطیع نبی نہیں بن سکتا۔ اور باب صدیقیت و شہادت و صلیت و کھلا رکھا ہے۔ ارشاد ہے ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصُّلَّةُ الْبَاقُونَ وَالشُّهَدَاءُ﴾ (۲) ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ﴾ (۳)۔ یعنی خدا تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے اور عمل صالح کرنے والوں کو صدیق، شہید اور صالحوں کا رتبہ ملے گا۔ اس لئے مطیع صدیق و شہید اور صالح بن سکتا ہے۔

مرزئیوں کی دلیل مذکور سے اگر مطیع نبی بن سکتا ہے تو ((جامع ترمذی)) (ص ۴۳۵) کی حدیث عن انسی سعید قال قال انسی زید "انما جرح صدوق لأمین مع لیبیس، و صدیقین، و شہداء" (مشکاۃ ص ۴۳۵) کی بنا پر ہرچے، امانت در تاجر کو بھی نبی ہونا چاہئے۔ حالانکہ حدیث و آیت مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت

(۳) (اشبوت ۹)

(۲) (تحریر ۹)

(۱) (النساء ۶۹)

(۴) (آداب اللہیہ، باب ما جاء فی التجار و تمیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث: ۱۲۰۹، یہ حدیث حسن ہے۔

کے روز ہر پکے فرماں بردار اور سچے تاجرونیوں صدیقوں اور شہداء کی معیت و رفاقت مرحمت فرمائے گا۔ جیسا کہ آیت مذکورہ کے آخر میں خواہراحت فرمادی ہے ﴿وَحَسْبُ أَوْلَٰئِكَ رِٰفِقًا﴾ (۱) یہ معیت کھٹ رفاقت ہے لا غیر۔ اور یہ قیامت کے روز ہوگی۔ جیسا کہ دیگر حدیثوں میں یہ صراحت مذکور ہے۔

((مسند احمد)) میں ہے:-

عن معاذ بن مس قال قال النبی . - «من قرأ نصف یوم من سبیل اللہ، کتب یوم عقبہ مع سبعین و الصدیقین و الشہداء و نصحبہ» (۲)۔
یعنی جو شخص فی سبیل اللہ ایک ہزار آیتیں پڑھا کرے، قیامت کے دن اسے نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحوں کی معیت و رفاقت نصیب ہوگی۔

عن عمرو بن مرہ حبشی، قال: جاء رجل إلى النبی ﷺ فقال: یا رسول اللہ، شہدت لا إله إلا اللہ، وأنت رسول اللہ، وصببت الخمس، وؤدبت زکاة مالی، وصمت شهر رمضان، فقال النبی ﷺ «مس مات علی هذا، کان مع انیس و الصدیقین و الشہداء یوم عبادۃ، هكذا - وحب بصعبہ -» (مسند احمد) (۳)۔
یعنی ایک صحابی نے آپ سے عرض کی کہ میں کلمہ پڑھ چکا ہوں، نمازیں پڑھتا ہوں، زکاۃ دیتا ہوں، روزے رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ ان اعمال پر جس کو موت آجائے وہ

(۱) التہ، ۶۹۔

(۲) مسند حم (۲/۳۷۷)، حدیث ۱۵۶۱، مسند بیہقی (۱۳۰۳) حدیث ۴۸۹، المعجم نسیم ربطی (۸۳، ۲۰) حدیث ۳۹۹، مستدرک حاکم (۹۷/۲)، حدیث ۵۳۳۳، سنن ترمذی (۲۹۱/۹)، حدیث ۱۸۵۷۵، حدیث مگر سے اس کی سند میں یک راہی رہا ہے حسن کی حدیث میں مکرر ہے۔ انھیں ((سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ)) ارشد بانی (۳۵۰۷)، حدیث ۵۲۰۷۔

(۳) مسند حم (۲/۳۹۹-۵۲۳)، حدیث ۲۳۰۹۰، حدیث صحیح ہے۔

قیمت کے دن نیوں، صدیقوں اور شہیدوں کی معیت اور صحبت میں اس طرح ہوگا جیسے یہ دونوں انگلیں۔

اسی لئے مفسروں نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں لکھا ہے ”بجمعہ مرفقاہم“ (ابن کثیر) (۱)۔ ”مرفقہ سکرة الحلائق“ (بیضاوی) (۲)۔ ”مرفقہ ارب عبادہ“ (کشاف) (۳)۔ ”محصور معہ“ (جلالین) (۴)۔ ان سب ۱۳۷ نے مع کے معنی رفاقت اور حضور کے لئے ہیں۔

امام رازی فرماتے ہیں ”بدارادوا سر یارۃ و سلامی قدر و اعیہ، و ہند ہو سر دس مدہ سعیہ“ (تفسیر کبیر کذا فی ابی السعد) (۵)۔

یعنی مطیعین جب میوں سے مانا جائیں گے تو مل سکیں گے ”مع“ سے مراد یہی ہے۔ اس تفصیل سے سوال کی دوسری شق بھی حل ہو جاتی ہے جو یہ ہے کہ۔

(۲) جنت میں انبیاء کے درجے بہت بلند ہوں گے خاص کر حضرت ﷺ کا درجہ

تو سب سے علی و بالا ہوگا، صدیق اپنے درجوں میں ہوں گے، شہداء اپنے درجوں میں، در غریب مومن جنت کے کسی نیچے درجہ میں ہوں گے۔ تو معیت اور رفاقت کہاں ہوئی؟

یہی سوال سب سے پہلے حضرت ثوبان صحابی نے کیا تھا۔ انہیں کے جواب میں آیت مذکورہ اتری تھی۔ حدیث میں ہے۔

(۱) ”لہ فی سبی رت لا یراک یوم النمامۃ، لانت ہی النجۃ ہی بدر جاد“

(۱)۔ یکھیں (تفسیر ابن کثیر) (۳۵۳۴)۔ (۲)۔ یکھیں (تفسیر ابن کثیر) (۸۴۴)۔

(۳)۔ یکھیں (تفسیر ابن کثیر) (۵۳۱۱) (نور مجید) (۱۰۰۳)۔

(۴)۔ یکھیں (تفسیر جلالین) (ص ۱۱۲)۔

(۵)۔ یکھیں (تفسیر بیہ) (۱۳۳۱۰) (تفسیر یوسف) (۱۹۹۲)۔

عسی، فقرار = «نست معی فی الجنة» (درمنثور) (۱)۔

انہوں نے کہا یہ رسول اللہ ہم آپ کو قیامت کے دن نہیں دیکھ سکیں گے کیوں کہ آپ جنت کے بلند درجوں میں ہوں گے۔ آپ نے فرمایا تمہیں جنت میں میری معیت ملے گی۔

(۲) قال حبشی للنبیؐ : أرأیت إن آمت، وعملت، إتی لکائن

معنی فی الجنة؟ قال : «نعم» (طبرانی معجم) (۲)۔

ایک حبشی نے پوچھا اے رسول خدا! اگر میرا ایمان صحیح اور عمل صالح ہو، کیا جنت میں مجھے آپ کی معیت نصیب ہوگی؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں ہوگی۔

(۳) قال رجل أنى أحب الله ورسوله، فقال: «أنت مع من أحببت»

(بخاری ومسلم) (۳)۔ وفی ((الترمذی)) (۴) عن أسد قال : «من أحسن کما معی

فی الجنة» (مشکاۃ (ص ۴۲))۔

یعنی ایک صحابی نے کہا کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا جس سے تو محبت کرتا ہے اس کی معیت میں تو ہوگا۔

(۱) بیہقی (تفسیر ابن ابی حاتم) (۱/۹۹۸، ۲)، (درمنثور) (۱/۵۸۹، ۲)۔ یہ تفسیری روایت ہے اور مرسل ہے۔

(۲) معجم الکبیر رقم فی (۲/۳۳۶)، حدیث ۱۳۵۹۵، معجم (۱/۱۱۱) مطاوعی رقم فی (۲/۱۶۱)، حدیث ۵۸، بحلیہ اور یوسف (۳/۳۱۹)، یہ حدیث ضعیف جدا ہے اس میں ایک راوی یوسف بن عبد الصمد ہے۔ انہیں ((موسوعات)) اور ابن ماجہ (۳/۳۳۶)، ((مسند الامام احمد)) (۱/۲۸۱، ۳) میں بھی ہے۔

(۳) صحیح بخاری کتاب مناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، حدیث ۳۶۹۸ صحیح مسلم کتاب مناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، حدیث ۲۶۳۹

(۴) ابوداؤد، کتاب مناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، حدیث ۲۶۹۸، حدیث کی سند متعدد وجوہات کی وجہ سے ضعیف ہے۔ بیہقی (۱/۲۸۱، ۳) میں بھی ہے۔ (۱/۲۸۱، ۳) حدیث ۳۵۳۸۔

اور اس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جو مجھ سے محبت رکھے گا جنت میں میری معیت میں ہوگا۔

(۴) (بو عیسیٰ سنن ابی داؤد - ابی یوسف سنن - ابی حنیفہ سنن - ابی داؤد الخاری، مشکاۃ (ص ۲۱۳)) (۲)۔
 ہک - «و انشأ منسباً و به سبطی - (رواہ البخاری، مشکاۃ (ص ۲۱۳)) (۲)۔
 آپ نے فرمایا میں اور قیم کا کفیل جنت میں اس طرح ہوں گے جیسے یہ دو انگلیں (اشارہ سے دونوں کو اکٹھی کر کے بتایا)۔

(۵) (بو عیسیٰ ربيعہ قال قلت يا رسول الله انك مرافقتي في الجنة، قال «هأني عسى يصفك بكثرة السجود» (رواہ مسلم، مشکاۃ (ص ۷۶)) (۲)۔
 یعنی ربیعہ صحابی نے کہا کہ میں جنت میں آپ کی رفاقت کا خواہاں ہوں آپ نے فرمایا کہ تمہیں بہت پڑھا کرو تم کو میری رفاقت ملے گی۔

اس حدیثوں اور ان جیسی بہت سی حدیثوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ غریب مومن جنت کے مد خواہ کیسے ہی نیچے درجہ میں ہوگا اسے آنحضرت ﷺ کی رفاقت نصیب ہوگی۔ آیت مذکورہ بالا کا بھی یہی مطلب ہے۔

دوسرا اس آیت مذکورہ میں اگر ”مع“ کو ”من“ کے معنی میں مان لیا جائے جیسا کہ آیات مندرجہ ذیل میں ہے تو ہر مطلع نبی بن سکے گا۔

جواب کلام عرب میں ”مع“ بمعنی ”من“ نہیں آتا۔ نہ ن آیتوں میں ”مع“ بمعنی ”من“ آیا ہے، جو ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں اس لئے کہ اگر ”مع“ بمعنی ”من“ لیا کرتا تو خود ”مع“ پر ”من“ داخل نہ ہوتا۔ حالانکہ کلام عرب میں اس کا ثبوت ملتا ہے۔

(۱) صحیح بخاری، کتاب الادب، باب مصلح من یقول یتیم، حدیث ۲۰۰۵۔

(۲) صحیح مسلم، کتاب الادب، باب مصلح من یقول یتیم، حدیث ۳۸۹۔

لغت کی مشہور کتاب ((مصباح المنیر)) (۱) میں ”مع“ کے بیان میں ہے
 ”ودعوا۔ من عبہ نحو جنک من معہ“ یعنی ”عرب“ جنک من مع غلام“ کہتے ہیں۔
 پس ”مع“ پر ”من“ کا داخل ہونا اس امر کا ثبوت ہے کہ خود ”مع“ کبھی بھی ”من“
 کے معنی میں نہیں ہوتا۔

اب مرزائیوں کی دلیل والی آیتیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) شیطان کے متعلق سورہ حجر میں وارد ہے ﴿أَبَىٰ أَنْ يَكُونَ مَعَ السَّاحِدِينَ﴾ (۲)۔

اور سورہ اعراف میں ہے ﴿لَمْ يَكُنْ مَعَ السَّاحِدِينَ﴾ (۳)۔

دیکھو دونوں جگہ غلط ساجدین آیا ہے، لیکن دوسری آیت میں بجائے ”مع“ کے
 ”من“ ہے پس ثابت ہوا کہ ”مع“ بمعنی ”من“ ہوتا ہے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ قرآن مجید میں ایک ہی واقعہ متعدد مقامات میں باسلوب
 مختلفہ اس نئے بیان کیا جاتا ہے کہ اس میں ایک خاص غرض اور حکمت مقصود ہوتی ہے۔

سنئے! ہمیں لعین نے ایک ہی قصور نہیں کیا تھا بلکہ تین جرم اس سے سرزد ہوئے

تھے۔ (۱) اس نے تکبر کیا تھا، اس کا ذکر سورہ ص میں آیا ہے ﴿أَسْتَخْبِثُونَ أُمَّةً مِّنْ

الْعَالِينَ﴾ (۴)، (۲) اس نے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی تھی، اس کا بیان سورہ عرف

کی آیت ﴿لَمْ يَكُنْ مَعَ السَّاحِدِينَ﴾ میں کیا ہے۔ (۳) اس نے جماعت سے مفارقت

کی تھی، اس کا حال سورہ حجر کی آیت ﴿أَبَىٰ أَنْ يَكُونَ مَعَ السَّاحِدِينَ﴾ میں مذکور ہوا ہے کہ

فِي ((فتح البیان)) (۵) ”بیس سبعین قد أدرج فی معصیہ و حدہ ثلاث معاص

مخالفة الأمر، ومفارقة الجماعة، والامتنکار۔ الخ“۔

پس ”مح“ ہرگز ”من“ کے معنی میں نہیں ہے بلکہ دونوں کے فائدے الگ الگ ہیں۔

(۲) منافقین کے توبہ کی بابت سورہ نساء میں مذکور ہے: ﴿إِلَّا الَّذِينَ قَاتَلُوا...﴾

فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱﴾ کیا یہ توبہ کرنے والے خود مومن نہیں ہیں بلکہ مومنوں کے ساتھ ہیں؟ نہیں بلکہ وہ مومنوں سے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ ”مح“ بمعنی ”من“ آتا ہے۔

جواب: اس کا یہ ہے کہ ”المؤمنین“ میں الف لام عہد کا ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو شروع سے ہی خالص مومن تھے کبھی ان سے نفاق سرزد نہیں ہوا۔ ان کی معیت میں وہ لوگ جنت میں ہوں گے جو پہلے منافق تھے پھر توبہ کر کے مومن بنے۔ ((تفسیر ابوالسعود))
(۲) د((جمل)) (۳) میں ہے:-

”مع المؤمنين المعهودین الذین لم یصدر عنهم نفاق أصلاً منذ آمنوا معهم فی الدرجات العالیة من الجنة“۔ ترجمہ اس کا بیان ہو چکا۔
((تفسیر ابن جریر)) (۴) میں ہے:-

”یدخلهم مع المؤمنین محل الکرامة، ویسکنهم معهم مساکنهم فی الجنة“، یعنی اللہ داخل کرے گا ان تائبین کو خالص مومنوں کے ساتھ کرامت کے محل میں اور بسائے گا ان تائبین کو ان مومنوں کے ساتھ جنت میں ان کے مسکنوں میں۔

((فتح البیان)) (۵) میں ہے:- ”أولئك مصاحبون للمؤمنین“۔

اور ((مدارک)) (۶) د((کشاف)) (۷) میں ہے:- ”فهم أصحاب

المؤمنین ورفقاؤهم“۔

(۱) انشاء: ۱۳۶۔ (۲) (۲۸۷۲)۔ (۳) (۶۳۲۷)۔

(۴) الفتوحات العالیة جو فتح تفسیر الیومین لدقائق الخفیہ از سلیمان الجمل: (۳۶۲۱)۔

(۵) (۲۷۹۳)۔ (۶) (۳۰۹۱)۔ (۷) (۵۸۱۷)۔

یعنی یہ توبہ کرنے والے مومنوں کی صحبت اور رفاقت میں ہوں گے۔

معلوم ہوا کہ ”مع“ اپنے اصل معنی مصاحبت کے لئے آیا ہے، نہ بمعنی ”من“۔

(۳) آیت آل عمران: ﴿وَتَوْفَقْنَا مَعَ الْاَبْرَارِ﴾ (۱)۔

مطلب یہ ہوگا کہ جب نیکوں کی جان نکلے تو ان کے ساتھ یا اللہ ہماری جان بھی

نکال لینا، جو تمنا تری۔

حالانکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم کو نیک بنا کے مار، ہم کو نیکوں سے کر۔ پس

ثابت ہوا کہ ”مع“ بمعنی ”من“ ہے۔ وهو المطلوب۔

جواب: اس کا امام رازی نے یوں دیا ہے:-

”وفاتهم معهم هي أن يموتوا على مثل اعمالهم حتى يكونوا في درجاتهم

يوم القيامة، قد يقول الرجل أنا مع الشافعي في هذه المسألة، ويريد به كونه مساويا

له في ذلك الاعتقاد“ (کبیر) (۲)۔

یعنی اہل اہل کے ساتھ ”توفی“ کے معنی یہ ہیں کہ ان کے عملوں جیسے عمل پر موت آئے

تا کہ روز قیامت ان کے سے درجوں میں ہوں۔ عالم فہم بولتا ہے کہ اس مسئلہ میں امام

شافعی کے ساتھ ہوں اور اس سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ میرا اور ان کا عقیدہ ایک ہے (نہ یہ کہ

میں ان کے ساتھ پیدا ہوا یا پڑھتا رہا)

اس لئے جملہ محققین مفسرین نے ”مع“ کو یہاں بھی مصاحبت کے لئے ہی تحریر کیا

ہے۔ ((بیضاوی)) (۳)، ((مدارک)) (۴)، ((کشاف)) (۵)، ((سراج منیر))

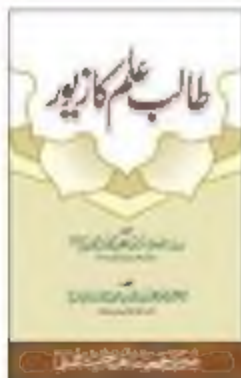
(۶) اور ((ابو السعود)) (۷) میں ہے:- ”مخصوصين بفضلتهم“۔

(۱) آل عمران: ۱۹۳۔ (۲) یکمیں: ((تفسیر الکبیر)) (۳۶۷/۹)۔

(۳) (۵۵/۲)۔ (۴) (۳۳۲/۱)۔ (۵) (۳۵۵/۱)۔

(۶) (۲۷۵/۱)۔ (۷) (۱۳۳/۲)۔

جاری اہم مطبوعات



AT Graphic Studio : +91-9819180965

SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI

14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 400 070

• Phone : 022-26520077 ☎ ahlehadeesmumbai@gmail.com 📞 9892555244

🌐 @JamiatSubai 🌐 subaijamiatahle hadees mumbai 🌐 SubaiJamiatAhleHadeesMumbai

www.ahlehadeesmumbai.org